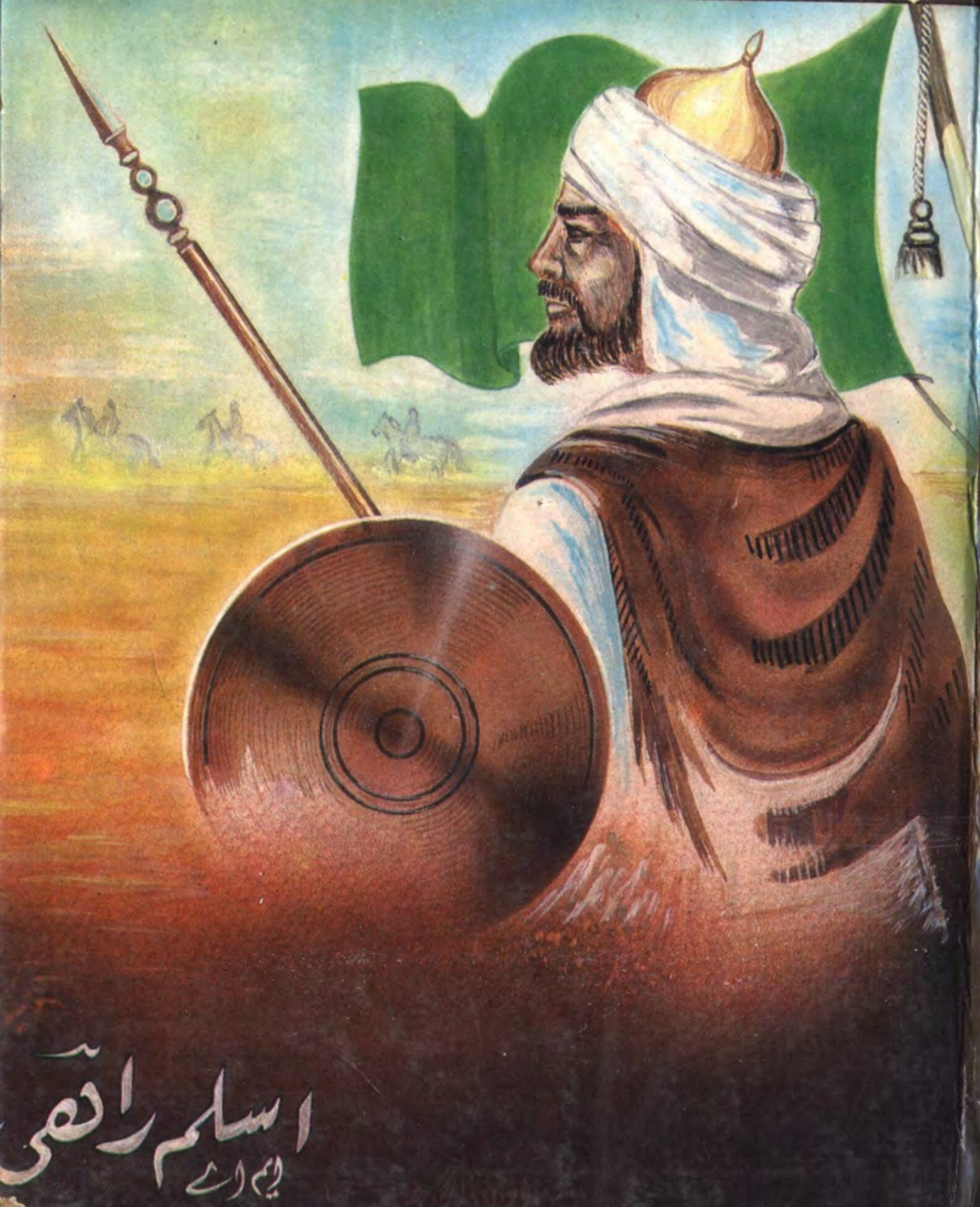
پیاسا صحرا



فرانس کے شہر تولوس اور کوہستان پیرانیز کے درمیان دریائے دودون کے کنارے چند گھروں اور حویلیوں پر مشتمل نحاج نام کی بستی میں درمیانے درجے کی ایک حویلی کے اندر ڈھلی عمر کا ایک شخص اپنے اصطبل کے اندر گھوڑوں کو پانی پلانے کے بعد ان کے آگے چارہ ڈال رہا تھا کہ حویلی کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔ دستک سنتے ہی وہ بوڑھا جو اصطبل میں گھوڑوں کے چارے اور پانی کا اہتمام کر رہا تھا چونک سا پڑا پھر وہ اصطبل میں بیٹھے ہی بیٹھے زور زور سے پکارنے لگا۔

سیرا سیرا دیکھو بیٹی! حویلی کے دروازے پر کس نے دستک دی ہے اس بوڑھے کی اس پکار پر حویلی کے سکونتی حصے سے ایک نو عمر و نو خیز لڑکی بھاگتی ہوئی آئی تھی اصطبل کے قریب آئی وہ اس بوڑھے کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

ماموں آپ نے مجھے آواز دی۔ جواب میں بوڑھا بڑی شفقت میں کہہ اٹھا۔

ہاں میری بیٹی۔ میری بچی میں نے ہی تمہیں بلایا تھا۔ حویلی کے دروازے پر کسی نے دستک دی ہے۔ دیکھو تو دستک دینے والا کون ہے۔ اسکے ساتھ ہی وہ لڑکی جس کا نام سیر پکارا گیا تھا اصطبل سے باہر نکلی اور حویلی کے صدر دروازے کی طرف تیزی سے بڑھی تھی۔

سیر نام کی وہ لڑکی تتلیوں کے رنگوں میں جگنو کی جھلمل۔ اور شبنم کی خنک پھوار میں لطف کی نازک قبا جیسی خوبصورت۔ پھولوں کی جوانی میں رنگوں کی کہانیوں اور

شاخوں کی خوشبو بھری آغوش میں کھلے تازہ پھولوں جیسی شاداب تھی ۔اسکا جسم ایسا لگتا تھا جیسے مرمر کے تن کو کرنوں کے نور سے گوندھ کر من میں جوت جلادی گئی ہو ۔اسکی آواز ایسی تھی گویا کاسۂ گل میں قطرے گراتی شبنم ۔یا جزبہ و شعور کی چلمن سے پھوٹتا بے کراں سلسلوں کا کوئی نغمہ ۔ وہ زندگی کے ایسے دوراہے پر تھی جہاں اڈتی جوانی عہد طفلی کے بساط کو لپیٹتی ہے ۔اپنے حسن اپنے جمال اور اپنی خوبصورتی میں سیمر نام کی وہ لڑکی کوئے نگاراں اور کوچۂ جان کے کسی بام کا مہتاب لگتی تھی ۔ تاہم اسکی رخصت ہوتی طفلی اور اڈتے شباب میں ابھی تک بھولا بچپن اور شوخ لڑکپن جھلکتا تھا۔

تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے سیمر نے حویلی کا صدر دروازہ کھولا تو وہ دنگ رہ گئی ۔ اسنے دیکھا حویلی کے دروازے پر ایک نو عمر جوان کھڑا تھا جسکے جسم پر پھٹا پرانا لباس تھا جو جگہ جگہ سے چیتھڑوں کی طرح ہو رہا تھا اور اسکے جسم پر انگنت ایسے زخم تھے جیسے وہ ایک عرصہ تک درندوں کے ساتھ کشتی کرتا رہا ہو ۔اسکا بایاں بازو اور اسکی بائیں ٹانگ ایک موٹی اور لمبی بھاری زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ زنجیر زمین پر رگڑ کھا رہی تھی ۔اسکے جسم پر انگنت زخم تھے ان میں سے ابھی زیادہ تر غیر مندمل تھے اور ان زخموں کی سرخی ابھی تک تانک جھانک کر رہی تھی۔

سیمر نے یہ بھی دیکھا کہ وہ نوجوان اپنی حالت سے صدیوں پر پھیلے راستوں پر دوڑتا دھوپ کی ناقابل برداشت حدت برداشت کرتا دھول سے اٹے چہرے والا اور راستہ بھولا ہوا کوئی مسافر لگتا تھا۔ کچھ دیر تک سیمر اسے نہ کچھ کہہ سکی نہ پوچھ سکی ۔وہ نوجوان اسے یوں لگ رہا تھا جیسے زمین و آسمان کے درمیان خلا میں منجمد ٹھہرا ہوا کوئی بیدار لمحہ ہو یا طوفانوں کے ہیجان اور ریگزاروں کے بے سمت عرصہ میں خزاں کے جور سہتا کوئی خشک پتہ ہو ۔ سیمر نے یہ بھی دیکھا اسکے خشک پیاسے ہونٹوں اور آنکھوں میں بجھی چنگاریوں جیسی تھکن سے ایسا لگ رہا تھا گویا وہ شکم کے تندور میں بھوک دوزخ کی آگ ٹھنڈی کرنے کے لئے من و سلوہ کا کوئی متلاشی ہو ۔ رتھ میں جتے گھوڑوں کی طرح اسکی سانس دھونکنی جیسی چل رہی تھی جیسے کوئی جلتی دھوپ کے لمبے سفر سے لوٹا ہو۔

سیمر تھوڑی دیر تک اسکا جائزہ لیتی رہی ۔ پھر اسنے شہد برساتی آواز میں پوچھا تم کون ہو اور اس حویلی کے دروازے پر کیوں تم نے دستک دی ہے ۔اس نوجوان نے محسوس کیا

سیمر کے لہجے میں چھلکتی راگنی جیسی کشش اور اسکے جسم میں سیبوں جیسی خوشبو تھی ۔ دوسری جانب اس نوجوان کی حالت دیکھتے ہوئے سیمر کی زلف و رخسار کی تازگی اور ہونٹوں کی حلاوت و تمازت جاتی رہی تھی ۔اسے مخاطب کرتے ہوئے سیمر نے پھر پوچھا۔ کون ہو تم

؟

جواب میں اس نوجوان کی گردن جھک گئی اور وہ بڑی بے بسی بڑی بے چارگی میں زمین کی طرف دیکھنے لگا تھا اسکی اس حالت پر سیمر بے چاری کٹ پس کر رہ گئی تھی ۔اسکے بعد سیمر نے ہمدردی اور دردمندی میں ڈوبی ہوئی آواز میں پھر پوچھا۔

کون ہو تم ۔ کہاں سے آئے ہو ۔اور اس حویلی کے دروازے پر تم نے کیوں دستک دی ہے ۔یہ تمہیں بھاری موٹی زنجیر کس نے پہنا رکھی ہے ۔

جواب میں اس نوجوان کی گردن جھکی رہی ۔ پھر سیمر کو اسکی آواز سنائی دی ۔

میں طوفانوں کے کسمساتے سمندر میں آوارہ جھونکا۔اندھوں کی بستی میں پھرتا دھند میں لپٹا سایہ حدیث غم انسان میں ویرانیوں سے باتیں کرتا ٹوٹا پتہ اور کالی راتوں بنجر دنوں میں ہجر کتاب کا ایک خونی صفحہ ہوں ۔ سیمر نے محسوس کیا کہ یہ الفاظ ادا کرتے وقت اس نوجوان کے انداز میں بلا کا لاوارثی کا درد تھا۔

بزرگ زوئیس سے ملنے آیا تھا شائد وہ گھر پر نہیں ہیں اسکے ساتھ وہ نوجوان مڑا اور واپس چل دیا تھا اس کے واپس جانے پر سیمر نے اندازہ لگایا کہ بائیں ہاتھ اور بائیں ٹانگ میں بندھی زنجیر کو وہ گھسیٹتا ہوا اس بے بس مسافر جیسا لگ رہا تھا ۔جسکا نطق مفقود جسکی زبان گنگ اور جسکے پاؤں شکستہ ہو گئے ہوں اور جو تازہ سفر کو ترستی منجمد زیست میں جاں سوز سکوت کا سا ہو کر رہ گیا ہوں ۔

وہ نوجوان ابھی چند قدم دور ہی گیا تھا کہ دروازے پر وہی بوڑھا نمودار ہوا جس نے سیمر کو اصطبل میں آواز دے کر دروازہ کھولنے کیلیئے کہا تھا اس بوڑھے کے ساتھ ایک ڈھلی ہوئی عمر کی خاتون اور ایک چودہ پندرہ برس کا لڑکا بھی تھا پھر اس بوڑھے نے زور زور سے پلٹ کر جاتے ہوئے نوجوان کا پکارنا شروع کیا۔

ابن مغیث واپس کیوں جا رہے ہو بیٹے ۔ لوٹ کر آؤ ۔اس بوڑھے کی آواز سنتے ہی نوجوان رک گیا مڑ کر اس نے غور سے بوڑھے کی طرف دیکھا پھر وہ پلٹ کر دروازے کے

قریب انکے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔اس موقع پر اس بوڑھے نے اس نوجوان کو مخاطب کیا۔

ابن مغیث میرے بیٹے تم واپس کیوں جا رہے تھے۔میرے خیال میں سیر کے دروازہ کھولنے پر تم نے اندازہ لگایا ہوگا کہ میں گھر میں نہیں ہوں لہذا تم لوٹ رہے تھے۔

ابن مغیث میرے بیٹے یہ جو خاتون میرے ساتھ کھڑی ہے یہ میری چھوٹی بہن میمون ہے یہ جو لڑکا میرے پہلو میں کھڑا ہے یہ میری بہن میمون کا بیٹا اور میرا بھانجہ مازن ہے۔جبکہ یہ لڑکی جس نے دروازہ کھولا جس سے تم نے گفتگو کی یہ میری بھانجی ہے میری بہن میمون کی بیٹی مازن کی بہن سیر ہے یہ تینوں گذشتہ دن شام کے وقت فرانس کے شہر پاربونیس سے میرے پاس یہاں آئے ہیں بیٹے تو اندر آ پھر میں تیری مرہم پٹی کرتا ہوں اسکے ساتھ ہی بوڑھے زوئیس نے اس نوجوان کا ہاتھ بڑی شفقت سے پکڑا جسے اس نے ابن مغیث کہہ کر پکارا تھا پھر وہ اسے تقریباً کھینچتا ہوا دیوان خانے میں لے گیا اور کہنے لگا ابن مغیث میرے بیٹے تم تھوڑی دیر بیٹھو میں مرہم لے کر آتا ہوں تمہارے زخموں پر مرہم لگاتا ہوں اس کے ساتھ ہی زوئیس دیوان خانے سے نکل گیا۔

جوں ہی وہ دیوان خانے سے باہر آیا وہاں میمون اس کی بیٹی سیر نے فوراً اپنے ماموں زوئیس کو مخاطب کر کے پوچھ لیا۔

ماموں آپ جسے بیٹا کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں اسکا نام مسلمانوں جیسا ہے اور اس کی یہ حالت کس نے بنا رکھی ہے اس کے بائیں بازو بائیں ٹانگ میں بھاری موٹی زنجیر پڑی ہوئی ہے اس کے جسم پر جگہ جگہ ایسے تازہ زخم ہیں جیسے کافی دیر تک کوئی بھوکا درندہ اسے بھنبھوڑتا رہا ہو۔یہ کون ہے ماموں آپ اسے کیسے جانتے ہیں۔

سیر کے اس سوال پر زوئیس دکھی سا ہو گیا تھا۔

سیر میری بیٹی! یہ نوجوان بڑا دکھی ہے اس کی داستان بھی بڑی لمبی ہے یوں جانو یہ بیچارہ جلتا پیاسا صحرا۔مصلوب انسانیت ہے گو اپنی جسمانی طاقت قوت دلیری شجاعت اور جنگجوئی میں یہ حیات وقوت کا رجز خوان ہے لیکن اس کے باوجود بیچارہ مقام آدم سے گرا ہوا بشر ہے۔یوں جانو میں اسے روز عادتاً نہیں دیکھتا بلکہ فطرتاً مجھے اس سے انسیت اور محبت ہو چکی ہے بیٹے اس کے حالات سنوگے تو تم خود دکھی ہو جاؤ گی۔

جواب میں سیر نے تقریباً ضد کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

نہیں ماموں اس کے حالات کتنے ہی پست اور دکھی کیوں نہ ہوں ہمیں اس کے متعلق تفصیل سے سنائیں۔دوسرے کمرے میں چل کر اس کے متعلق تفصیل سے میں تمہیں بتاتا ہوں زوئیس کے کہنے پر اس کی بہن میمون بھانجا مازن اور بھانجی سیر چپ چاپ اس کے پیچھے ہولئے تھے دوسرے کمرے میں جا کر تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے پھر زوئیس نے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیزو! آج سے چند برس پہلے جب اسپین میں امیر عبدالرحمان الداخل مسلمانوں کا حکمران تھا فرانس کا بادشاہ شارلیمان اس پر حملہ آور ہوا تھا گو اس خبر میں امیر عبدالرحمان نے شارلیمان کو بدترین شکست دی اور فرانس کا بادشاہ شکست اٹھا کر اسپین سے بھاگ کر فرانس آگیا تھا لیکن اس حملے کے دوران سرحدی علاقوں میں یلغار کی اور بہت سے مسلمانوں کو وہ قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

ان قیدیوں میں اس ابن مغیث کے ماں باپ دو بھائی اور ایک بہن بھی تھے۔یہ اس وقت بالکل چھوٹا ننھا بچہ تھا۔شارلیمان نے ان غلاموں کو فروخت کر دیا ابن مغیث اس کے باپ ماں بہن اور بھائیوں کو ہماری اس بستی سے تھوڑے فاصلے پر بروجہ نام کی بستی کے سردار تولوس نے خرید لیا تھا اور انہیں اپنے کھیتوں میں کام پر لگا دیا تھا۔

کچھ غلام ہماری بستی سے قریب ہی پائیرس نام کی بستی کے سردار مارینوس نے بھی خرید لئے تھے۔مارینوس انتہائی ظالم وجابر شخص تھا اس نے ایک ریچھ پال رکھا تھا۔اس نے جو مسلمان غلام خرید لئے تھے انکا یہ مقابلہ ریچھ سے کرواتا تھا۔اور جب ریچھ مقابلے کے درمیان مسلمان قیدیوں کو مار دیتا تھا تو وہ بڑا لطف اندوز ہوتا تھا۔

مارینوس یہ مقابلہ ہر ماہ کراتا تھا اور ہر ماہ یوں جانو ایک مسلمان قیدی ریچھ کے ہاتھوں مارا جاتا تھا۔یہاں تک کہ مارینوس کے پاس جس قدر مسلمان قیدی تھے وہ اس ریچھ کا شکار ہو گئے۔اور اس وقت یہ ابن مغیث جوان ہو چکا تھا۔

پھر پائیرس نام کی بستی کے سردار مارینوس نے ابن مغیث اور اس کے ساتھ اور بہت سے جنگی قیدیوں کو بھی خریدا اور ان سے ریچھ کا مقابلہ کراتا رہا۔یہاں تک کہ وہ سارے ریچھ کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے۔صرف ابن مغیث اور اس کے دو ساتھی بچ گئے ان میں سے ایک تو بوڑھا ہے جس کا نام مغیرہ بن عیاض اور دوسرا حمود بن مغیرہ ہے۔

ماریئوس نے جب حمود بن مغیرہ اور مغیرہ بن عیاض کی کشتی بھی ریچھ سے کرانا چاہی تو یہ ابن مغیث آڑے آیا اور اس نے ماریئوس سے کہا کہ ان دونوں کی جگہ وہ ریچھ سے کشتی لڑے گا۔ اگر وہ تین بار اپنے سامنے ریچھ کو مات کر دے تو ماریئوس کو ایک غلام کی حیثیت سے انہیں زندہ رکھنا ہوگا۔ ماریئوس نے ابن مغیث کی اس شرط کو قبول کر لیا۔ یہ ایک ماہ کے وقفے سے ابن مغیث دو بار اس ریچھ سے کشتی لڑ چکا ہے اور دونوں ہی بار وہ ریچھ کو مات دے چکا ہے۔ اب ایک ماہ بعد اسکا تیسرا اور آخری مقابلہ ریچھ سے ہوگا اگر اس مقابلے میں بھی اس نے ریچھ کو مات دیدی تب یہ اپنی اور اپنے دونوں ساتھیوں کی بھی جان محفوظ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد زوئیس جب خاموش ہوا تو سیمر نے فوراً پوچھ لیا۔

میں اس ابن مغیث کے حالات تو سمجھ گئی ہوں۔ ماموں یہ اس کے ہاتھ اور پاؤں میں زنجیر کیوں لگادی ہے۔ جواب میں زوئیس پھر بڑے دکھ سے کہنے لگا۔

میری بیٹی! پائیرس کے سردار ماریئوس نے جس وقت بروجہ نام کی بستی کے سردار تولوس سے ابن مغیث کو خریدا تھا تو ابن مغیث کو اپنے ماں باپ سے بچھڑنے کا بڑا دکھ اور غم تھا۔ یہ اکثر اوقات اپنے ماں باپ سے ملنے کے لئے ماریئوس کے یہاں سے بھاگ کر تولوس کے یہاں چلا جاتا تھا اس کے یوں بار بار بھاگنے سے تنگ آکر اس کے موجودہ مالک ماریئوس نے یہ زنجیر پہنا دی ہے تاکہ یہ بھاگ نہ سکے۔ یہ بے چارہ بے بس اور مجبور ہے۔ بڑی مشکل سے چلتا ہے تیز بھاگ بھی نہیں سکتا اور زنجیر نے اس کے بائیں ہاتھ اور پیر پر زخموں کے نشان تک ڈال دیئے ہیں۔ یہ بچارہ رشتوں، محبتوں، چاہتوں اور شفقت کا بھوکا ہے۔ حالات نے اسے ایک پیاسا صحرا بنا کر رکھ دیا ہے۔

اب یہ ابن مغیث اور اس کے دونوں ساتھی جو باپ بیٹا ہیں اور جن کے نام میں نے تم سے کہے ہیں اپنے موجودہ مالک ماریئوس کے ریوڑ چراتے ہیں۔ ہماری بستی کے قریب ہی جو کوہستانی سلسلہ ہے یہ اکثر اس کوہستانی سلسلے کے اوپر ریوڑ چراتے ہیں یہاں مختلف بستیوں کے اور چرواہے بھی ریوڑ چراتے ہیں کیونکہ کوہستانی سلسلہ سرسبز و شاداب ہے۔

ریچھ سے کشتی لڑنے کی وجہ سے اس بیچارے کے جسم پر چونکہ زخم آجاتے ہیں اس

وجہ سے یہ میرے پاس زخموں پر مرہم لگوانے کے لئے آتا ہے۔ میں نے ہی اسے یہ پیشکش کی تھی کہ یہ میرے پاس مرہم لگوانے کے لئے آیا کرے۔ اور یہ جب مرہم لگوانے کے لئے آتا ہے تو میں اسے کھانا بھی کھلا دیتا ہوں اور اس کے ذریعے اس کے ساتھیوں کے لئے کھانا بھی بھجواتا ہوں کیونکہ اسکا موجودہ مالک اسے ضرورت سے کم خوراک دیتا ہے تاکہ یہ لاغر اور کمزور رہے۔

جواب میں سیمر تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر اس کی غم اور دکھ میں بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

ماموں یہ تو ایک بے بس اور لاچار انسان کے ساتھ انتہا درجہ کی زیادتی ہے۔ یہ ابھی ہے بھی نو عمر گو یہ اپنی جسمانی ساخت میں کوہ پیکر اور دیو ہیکل لگتا ہے اس کے باوجود اسکا چہرہ بتاتا ہے کہ یہ ابھی کچی عمر کا ہے۔ اس پر یہ جو ظلم ہو رہے ہیں یہ اس کے ساتھ زیادتی ہے ماموں کیا اس کے بھائی یا اس کے ماں باپ بہن اس سے ملنے آتے ہیں۔ اس پر زوئیس نے پھر بڑے دکھ سے کہا۔

اس کے صرف ماں باپ ہی ہیں۔ ماں اندھی ہو چکی ہے باپ بروجہ نام کی بستی کے سردار تولوس کے کھیتوں اور باغات میں کام کر کے گزر بسر کرتا ہے۔ غلام ہے جہاں تک اس کے دو بھائیوں اور بہن کا تعلق ہے تو اس کے دو بھائی تو بیچارے پائیرس نام کی بستی کے سردار ماریئوس کے ریچھ کا شکار ہو گئے۔ جہاں تک اسکی بہن کا تعلق ہے تو وہ انتہا درجہ کی خوبصورت تھی۔ اسے بھی اسی ماریئوس نے خریدا تھا اور اسے لونڈی بنانا چاہا پر وہ لڑکی بڑی غیرت مند اور باہمت تھی۔ لونڈی بننے کے بجائے اس بے چاری نے اپنے جسم میں خنجر گھونپ کر خودکشی کر لی تھی۔ اس ابن مغیث کا بوڑھا باپ اور ماں ہی ہیں وہ بے چارے اس سے ملنے نہیں آسکتے۔ اسلیئے کہ ماں اس کی اندھی ہے اسکا بوڑھا باپ اسے اکیلا چھوڑ کر اس کے پاس نہیں آسکتا۔

اپنے ماموں زوئیس سے ابن مغیث کے یہ حالات سن کر سیمر بے حد متاثر ہوئی تھی تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتی رہی پھر بول اٹھی۔

ماموں کیا ہم اس جوان سے مل سکتے ہیں۔ اگر میں اس سے گفتگو کرنا چاہوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔ جواب میں زوئیس مسکرا دیا۔

سیر میری بیٹی میری بچی اس میں اعتراض کی کیا بات ہے ۔ مجھے بے حد خوشی ہو گی اگر تم اس کی دلجوئی کرو ۔ اس سے گفتگو کرو وہ بے چارہ بڑا ٹوٹا بکھرا سا انسان ہے ۔ چلو پہلے دیوان خانے میں اس کے پاس چلتے ہیں میں اس کے زخموں پر مرہم لگاتا ہوں اس کی دلجوئی کرتے ہیں پھر اسے اور اس کے دونوں ساتھیوں کے لئے کھانا بھی تیار کر کے دیتے ہیں ۔ سیر اس کی ماں میون اور بھائی مازن نے اپنے ماموں زوئیس کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ چاروں اٹھ کر دیوان خانے کی طرف ہو لئے تھے ۔

چاروں جب دیوان خانے میں داخل ہوئے تو دیوان خانے میں اکیلا بیٹھا عبدالکریم بن مغیث اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا ۔ اس موقع پر سیر کی ماں میون بڑی شفقت سے اسے مخاطب کر کے کہنے لگی ۔

ابن مغیث میرے بیٹے بیٹھو ۔ تمہیں کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ تمہارے جسم پر لگے زخم اور تمہارے پاؤں اور ہاتھ میں بندھی ہوئی زنجیر تمہارے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہے لہذا تمہیں اٹھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میون کی کہنے پر ابن مغیث کے چہرے پر ایک تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر دوبارہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا ۔ وہ چاروں بھی اس کے سامنے بیٹھ گئے ۔ ساتھ ہی ساتھ سیر کے ماموں زوئیس نے عبدالکریم بن مغیث کو مخاطب کیا ۔

ابن مغیث میرے بیٹے ۔ جیسا کہ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں میون میری چھوٹی بہن ہے سیر اس کی بیٹی اور مازن بیٹا ہے ۔ میرے بیٹے ۔ میرا بہنوئی میون کا شوہر اور سیر اور مازن کا باپ جس کا نام لیونز تھا وہ کبھی فرانس کے علاقے ناربونینس کا حکمران تھا ۔ دیکھ ابن مغیث سیر کے باپ لیونز کے ناربونینس کے متعلق تفصیل بتانے سے قبل تمہیں یہ بتاتا چلوں کہ ان دنوں فرانس دو حصوں میں تقسیم ہے ۔

فرانس کے بڑے حصے پر حکومت شارلیمان کی ہے اور شارلیمان کا مرکزی شہر ان دنوں پادربرن ہے ۔ فرانس کا دوسرا حکمران لوئیس ہے اور اس کے علاقے کو ایکوی ٹین کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کا مرکزی شہر ان دنوں بوردو ہے ۔ یہ بندرگاہ بھی ہے اور خلیج بسکے کے کنارے ایک بہت بڑا شہر ہے ۔

ابن مغیث میرے بیٹے میں بتا چکا ہوں کہ سیر کا باپ لیونز فرانس میں جس علاقے

کا شارلیمان کی طرف سے حاکم تھا اس علاقے کو ناربونینس کہتے ہیں ۔ جس کا مرکزی شہر اربونہ ہے ۔ ناربونینس کے جنوبی علاقے کی سرحد اٹلی کے کوہ الپس سے ملتی ہے جبکہ اس کی شمالی سرحدیں ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کی سرحدوں سے جا ملتی ہیں ۔ جس وقت اندلس میں مسلمانوں کی حکومت اپنے عروج پر تھی تو ناربونینس کا اکثر علاقہ مسلمان فتح کر چکے تھے یہاں تک کہ اس علاقے کا مرکزی شہر اربونہ بھی مسلمانوں کے قبضے میں رہا تھا ۔

میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ فرانس کے بادشاہ شارلیمان کی طرف سے ناربونینس کا والی سیر کا باپ تھا ۔ سیر کے باپ نے اس علاقے کا بہترین انتظام کیا ۔ ٹیکسوں میں اس نے چھوٹ دی اور لوگوں کو ایک طرح سے اس نے بے حد خوشیاں عطا کرنے کی کوشش کی لیکن یاد رکھو برے دن آتے دیر نہیں لگتی ۔

فرانس کے بادشاہ شارلیمان نے سیر کے باپ لیونز کو اپنے علاقے میں مزید ٹیکس لگانے کا حکم دیا ۔ لیونز کچھ عرصہ تو اس حکم کو ٹالتا رہا لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا تھا مگر شارلیمان کی طرف سے جب زور پڑا تو لیونز نے مزید ٹیکس لگانے سے انکار کر دیا ۔ شارلیمان نے لیونز کی طرف سے اسے حکم عدولی خیال کیا ۔ پھر اس نے اپنے ایک خونخوار جرنیل کو سیر کے باپ لیونز کی جگہ نابونینس کا والی اور گورنر مقرر کیا ۔ یہ خونخوار جرنیل قتل و غارتگری پر بڑا خوش ہوتا تھا اور اسکا نام بوریل ہے ۔ شارلیمان نے بوریل کو یہ بھی حکم دیا کہ ناربونینس پہنچتے ہی لیونز کو قتل کر دیا جائے اس کے لئے شارلیمان نے اپنے خونخوار جرنیل بوریل کو ایک خاصہ بڑا لشکر بھی مہیا کیا ۔

اس لشکر کو لے کر بوریل ناربونینس پہنچا ۔ سیر کے باپ پر حملہ آور ہوا ۔ سیر کے باپ نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور جنگ میں بوریل کے ہاتھوں وہ مارا گیا ۔ یہ جنگ سیر کے باپ لیونز نے اپنے مرکزی شہر اربونہ سے باہر نکل کر کی تھی جبکہ میری بہن میون ۔ سیر اور مازن اربونہ ہی میں قیام کئے ہوئے تھے ۔

جب ان تینوں کو خبر ہوئی کہ لیونز میدان جنگ میں مارا جا چکا ہے شارلیمان کے خونخوار جرنیل بوریل کو فتح حاصل ہوئی ہے اور لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے وہ اربونہ کا رخ کر رہا ہے تو یہ تینوں ماں بیٹی اور بیٹا رات کی تاریکی میں اربونہ سے نکلے اور میری طرف آنے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے ۔ گذشتہ دن ہی سہ پہر کو میرے پاس پہنچے ہیں ۔ اب یہ

مستقل طور پر میرے ہی یہاں قیام کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد زوئیس لمحہ بھر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

پہلے اس گھر میں میں اکیلا تھا۔ تو جانتا ہے میری کوئی اور اولاد نہیں۔ بیوی تھی جو مر چکی ہے اب میری بہن اور اس کے بچے آگئے ہیں یوں سمجھو ایک بار پھر اس گھر میں رونق آگئی ہے۔ میرے بیٹے تو اب باقاعدگی سے یہاں آیا کرنا۔ اگر میں کبھی گھر پر نہ ہوں تو سیر۔ میون اور مازن تمہیں میری کمی محسوس نہیں ہونے دیں گے۔ میں ان تینوں کے سامنے تم سے کہتا ہوں کہ جب کبھی بھی تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو یہاں میرے پاس آتے ہوئے بیٹے ہچکچاہٹ محسوس نہ کرنا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میری بہن میون میری بھانجی سیر اور میرا بھانجا مازن تمہارے ساتھ اپنوں کا سا سلوک کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی زوئیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں مرہم لاتا ہوں اور تمہارے زخموں پر لگاتا ہوں۔ تھوڑی دیر تک میں تمہارے لئے کھانا بھی تیار کرواتا ہوں۔ پھر زوئیس نے اپنی بہن میون کی طرف دیکھا۔

میون میری بہن تم ابن مغیث اور اس کے دو ساتھیوں کے لئے کھانا تیار کرو۔

اتنی دیر تک زوئیس نے دیوان خانے سے ہی زخموں پر لگانے کے لئے مرہم کا ایک برتن نکال لیا تھا اس موقع پر حسین و خوبصورت سیر فوراً آگے بڑھی اور زوئیس سے وہ برتن لیتے ہوئے کہنے لگی۔

ماموں یہ برتن مجھے دیدیں میں ابن مغیث کے زخموں پر مرہم لگاتی ہوں۔ ابن مغیث تڑپ کر اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا۔ کہنے لگا نہیں آپ یہ برتن مجھے دیدیں میں خود ہی زخموں پر مرہم لگا لیتا ہوں۔ اس موقع پر چند قدم آگے بڑھتے ہوئے میون ابن مغیث کے قریب ہوئی مادرانہ شفقت میں بول اٹھی۔

ابن مغیث بیٹھ جاؤ۔ تم آج سے میرے لئے میرے بیٹے مازن ہو۔ میں اپنی بیٹی سیر کو اجازت دیتی ہوں کہ وہ تمہارے زخموں پر مرہم لگائے۔ بیٹھ جاؤ بیٹے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

میون کی اس گفتگو پر ابن مغیث چپ چاپ بیٹھ گیا تھا حسین و خوبصورت سیر

برتن اٹھائے آگے بڑھی پھر وہ آہستہ آہستہ نرمی اور ملائمیت میں ابن مغیث کے زخموں پر مرہم لگانے لگی تھی۔ میون کھانا تیار کرنے کے لئے باہر نکل گئی تھی جبکہ زوئیس اور مازن دونوں ابن مغیث کے سامنے بیٹھ گئے تھے۔

سیر نے آہستہ آہستہ بڑی نرمی سے ابن مغیث کے سارے زخموں پر مرہم لگا دیا تھا۔ پھر مرہم کا برتن جہاں سے اس کے ماموں نے اٹھایا تھا وہیں اس نے رکھ دیا۔ باہر جا کر وہ ہاتھ دھو آئی تھی۔ دوبارہ وہ اپنے ماموں کے پہلو میں آکر بیٹھ گئی تھی اور ابن مغیث کے ساتھ وہ گفتگو کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سیر کی ماں بھی دیوان خانے میں داخل ہوئی۔ اپنے بھائی زوئیس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ بھائی کھانا تو میں نے تیار کر دیا ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ یہ ابن مغیث آج کا کھانا ہمارے ساتھ ہی بیٹھ کر کھائے اور اپنے دو ساتھیوں کا کھانا اپنے ساتھ لے جائے۔

میون کی اس تجویز پر زوئیس نے خوشی کا اظہار کیا۔

میون میری بہن تیرا کہنا درست ہے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ آج کے بعد دوپہر کا کھانا ہر روز ابن مغیث ہمارے ہی پاس بیٹھ کر کھائے اور اپنے دو ساتھیوں کا کھانا لے جایا کرے۔ میون کے جواب دینے سے پہلے ہی ابن مغیث بول پڑا۔

اس طرح آپ لوگوں کو خواہ مخواہ زحمت ہوگی۔ بہتر یہی ہے کہ میں اپنے ساتھ اپنے ساتھیوں کا کھانا بھی لے جایا کروں۔ آپ لوگوں کی کیا یہ کم مہربانی اور احسان ہے کہ آپ مجھے اور میرے دو ساتھیوں کو دوپہر کا کھانا مہیا کرتے ہیں۔ یہ آپ لوگوں کا مجھ پر احسان ہے جس کا بوجھ میں کبھی اتار نہ سکوں گا۔ اگر خداوند نے مجھے کبھی استطاعت دی تو اس کا حق ضرور ادا کروں گا۔

اس موقع پر سیر کی ماں میون پھر بول پڑی۔

اے ابن مغیث اب جبکہ میں بھی تمہیں اپنے بیٹے مازن کی طرح سمجھنے لگی ہوں اور میرا بھائی زوئیس پہلے ہی تمہیں بیٹا کہہ کر پکارتا ہے یوں جانو اب تم اس گھر کے فرزند ہو۔ تمہیں ہچکچاہٹ محسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم دوپہر کو روزانہ یہاں آکر کھانا کھایا کرو۔ یوں جانو تمہارے ایسا کرنے سے ہمیں خوشی اور اطمینان ہوگا۔ اس کے بعد میون

نے اپنے بھائی زوئیس کی طرف دیکھا۔

اے میرے بھائی اس سے پہلے ابن مغیث اپنا اور اپنے ساتھیوں کا کھانا جن برتنوں میں لے جاتا ہے وہ برتن بھی مجھے بتاؤ تاکہ میں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا کھانا بھی ان برتنوں میں ڈال دوں ۔ میرے خیال میں کھانا کھانے کے بعد ابن مغیث پھر وہ برتن لوٹانے آتا ہوگا ۔ اس پر زوئیس کہنے لگا ۔ نہیں میری بہن ایسا معاملہ نہیں ہے ۔ پہلے سب مل کر کھانا کھاتے ہیں پھر میں تمہیں وہ برتن بتاؤں گا جس میں ابن مغیث اس سے پہلے کھانا لے جاتا تھا ۔ خالی برتن یہ خود لے کر نہیں آتا بلکہ ہر روز شام سے تھوڑی دیر پہلے میں گھڑدوڑ کے لئے نکلتا ہوں اسی کوہستانی سلسلے کی طرف جاتا ہوں جس پر ابن مغیث اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ اپنے آقا کے ریوڑ چراتے ہیں اس کے بعد میں انکے پاس بھی کافی دیر بیٹھتا ہوں ۔ ان سے باتیں کرتا ہوں اس طرح مجھے ان سے سکون ملتا ہے واپسی پر میں کھانے کے خالی برتن بھی لے آتا ہوں ۔ یوں جانو یہ میرا روزمرہ کا کام ہے ۔

زوئیس کی اس گفتگو سے میسون ۔ سیر اور مازن بھی خوش ہو گئے تھے میسون نے اپنی بیٹی سیر کو مخاطب کیا ۔ سیر ۔ سیر میری بیٹی آؤ دونوں مل کر دیوان خانے میں کھانا لگاتے ہیں ۔ اس کے ساتھ ہی سیر اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگتی ہوئی وہ اپنی ماں کے ساتھ دیوان خانے سے نکل گئی تھی ۔

دونوں ماں بیٹی نے دیوان خانے میں کھانے کے برتن چن دیئے پھر وہ سب خوشی سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے ۔ بعد میں ابن مغیث اپنے دونوں ساتھیوں کا کھانا لے کر وہاں سے چلا گیا تھا ۔

ابن مغیث کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک دیوان خانے میں خاموشی رہی سیر اٹھ کر کھانے کے برتن سمیٹنا ہی چاہتی تھی کہ کوئی خیال اسے گزرا اور اس نے اپنے ماموں زوئیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

ماموں یہ جو ابن مغیث ہے اس کا آقا جس کا نام ماریئوس بتایا گیا ہے کیا وہ بہت ظالم اور جابر ہے ۔ جواب میں زوئیس کہنے لگا دیکھ بیٹی تیرا کہنا درست ہے ۔ یہ ماریئوس انتہا درجے کا ظالم جابر اور ستمگر شخص ہے ۔ کچلے مسلے انسانوں پر ظلم کر کے یہ لطف اندوز ہوتا ہے ۔ سیر نے پھر پوچھ لیا ۔

ماموں ابن مغیث اور اس کے دو ساتھیوں کے علاوہ اس کے اور بھی غلام ہیں ۔

میری بیٹی ! اس ماریئوس کے بہت سارے ریوڑ ہیں ۔ ایک ریوڑ ابن مغیث اور اس کے دونوں ساتھی چراتے ہیں کچھ ریوڑ اس کے دوسرے غلام اور خدمت گار چراتے ہیں اس کے بہت سے غلام ہیں جو اس نے خرید رکھے ہیں ۔ زوئیس نے بڑی شفقت سے سیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا ۔

سیر پھر بول پڑی ۔

ماموں ! یہ جو ابن مغیث ہے یہ بے چارہ کچلا مسلا تو ہے ہی ۔ ماریئوس نے اسے لوہے کی جو بھاری زنجیر پہنا رکھی ہے یہ اس نوجوان پر ظلم ہے اور پھر پہننے کو اسے مناسب کپڑے بھی نہیں ۔ آپ نے دیکھا اس کا جسم تو پہلے ہی زخمی ہے اس پر اس کے جسم پر جو لباس ہے وہ بھی چیتھڑے ہو رہا ہے ۔ کیا ماریئوس اسے مناسب اور اچھا لباس نہیں مہیا کرتا سیر نے ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھا تھا ۔

زوئیس تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بول پڑا ۔

سیر میری بیٹی تیرا کہنا درست ہے ۔ یہ ماریئوس بڑا ظالم ہے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ لباس تو بہت دور کی بات ۔ ابن مغیث اور اس کے دونوں ساتھیوں کو پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں دیتا ۔ ورنہ میں تمہیں بتاؤں کہ یہ ابن مغیث بڑا غیرت مند اور بے سوال قسم کا شخص ہے ۔ یہ کبھی بھی ہمارے یہاں سے کھانا نہ کھاتا ۔ اسکو پیٹ بھر کر نہیں ملتا لہذا یہ بے چارہ ہمارے یہاں کھا کر ہمارا زیر بار احسان ہونا قبول کر رہا ہے ۔ میں اس کے مزاج کو خوب سمجھتا ہوں ۔ اپنی ضروریات سے زائد یہ کوئی بھی چیز قبول نہیں کرتا ۔ میری بیٹی میں نے کئی بار اسے پیشکش کی کہ میں اسے نئے لباس سلوائے دیتا ہوں لیکن ہر بار اس نے میری اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ۔

جواب میں سیر کچھ دیر تک کچھ سوچتی رہی شاید اسے کوئی خیال گزرا پھر وہ دوبارہ بول پڑی ۔

ماموں ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے اچھے اور نئے لباس کی پیشکش کروں ۔

بیٹی اگر وہ تیرے ہاتھ سے نیا لباس قبول کر لے تو یہ میرے لئے خوشی کا باعث ہوگا تو یہ بھی آزمانا چاہتی ہے تو کل تو میرے ساتھ بازار چل ۔ اس کے لئے ہمیں نواحی بستی

پائیرس جانا ہو گا ۔ اسلئے کہ ہماری بستی میں بازار نہیں ہے ۔ ضرورت کی ساری اشیاء خریدنے کے لئے ہمیں ماریئوس کی بستی پائیرس جانا پڑتا ہے اسی بستی میں ابن مغیث رہتا ہے وہاں تو اپنی اپنے بھائی اور ماں کی ضرورت کے علاوہ اس ابن مغیث کے لئے بھی کوئی لباس خرید لینا۔

زوئیس کی اس گفتگو سے سیر خوش ہو گئی تھی پھر وہ جھٹ سے بول پڑی ۔

ماموں کیا ابن مغیث کے ساتھیوں کے جسموں پر ایک ہی جیسا پھٹا پرانا لباس ہے

بیٹی! ابن مغیث اور اس کے ساتھیوں کے جسموں پر ایک ہی جیسا پھٹا پرانا لباس ہے ۔ زوئیس نے دکھ بھری آواز میں جواب دیا تھا۔

ماموں اگر ایسا ہے تو ابن مغیث کے ساتھ میں اس کے اور اس کے دونوں ساتھیوں کے لئے بھی میں اچھا اور مناسب لباس پسند کرونگی ۔ اس کے لئے میں کل ضرور آپ کے ساتھ پائیرس نام کی بستی میں جاؤنگی اور ہاں ماموں میں آپ سے ایک بات اور بھی کہونگی ۔ جسطرح آپ کہہ رہے تھے کہ آپ ہر روز سہ پہر کے بعد گھڑ دوڑ کے لئے کوہستانی سلسلے میں جاتے ہیں تو میں بھی آپ کے ساتھ گھڑ دوڑ میں شامل ہوا کروں گی ۔ اس لئے کہ میں اربونہ میں بھی ہر روز نہیں تو کبھی کبھی اپنے بابا کے ساتھ گھڑ سواری کے لئے ضرور نکلتی تھی ۔

میری بیٹی اس کے لئے تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ۔ اصطبل میں تین گھوڑے تم تینوں کے ہیں ۔ میرے پاس دو گھوڑے اور ہیں ۔ اس طرح اصطبل میں اس وقت ہمارے پاس پانچ گھوڑے ہیں تم ان میں سے جس پر چاہو سوار ہوا کرنا اور ہر روز میرے ساتھ گھڑ سواری کے لئے کوہستانی سلسلے کی طرف جایا کرنا ۔ میرے خیال میں اب تم اٹھو اور کھانے کے برتن سنبھالو ۔ زوئیس نے محبت اور شفقت سے سیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اس کے ساتھ ہی سیر اور اس کی ماں میسون دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں اور کھانے کے برتن اٹھا کر وہ مطبخ کی طرف لے گئیں تھیں ۔

دوسرے روز زوئیس اور سیر دونوں ماموں بھانجی پائیرس نام کی بستی میں داخل

ہوئے بازار سے ضروریات کی جس قدر چیزیں تھیں خرید بیٹھے اور جب وہ دونوں ایک دوکان سے نکل رہے تھے سامنے کی طرف سے ایک گھڑ سوار اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آیا ۔ جونہی اس سوار کی نظر حسین و پر جمال سیر پر پڑی وہ اس کے حسن اور خوبصورتی کو دیکھتے ہوئے ٹھٹھک سا گیا تھا ۔ ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے روک دیا تھا اس کی نگاہیں سیر پر جم کر رہ گئی تھیں ۔ سیر نے بھی محسوس کیا تھا کہ سامنے کی طرف سے آنے والا سوار اسے بڑے غور اور انہماک سے دیکھے جا رہا ہے پھر وہ گھڑ سوار اپنے گھوڑے سے اترا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ زوئیس کے قریب آیا بڑے بشاشت آمیز لہجے میں پوچھنے لگا۔

بزرگ زوئیس آپ کیسے ہیں ۔ کس سلسلے میں آپ بازار آئے ہوئے تھے میرے لائق کوئی خدمت ہو تو کہیں ۔ میرے خیال میں آپ نے یہ جو سامان خریدا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے یہاں کچھ مہمان آئے ہوئے ہیں ۔ اس کے بعد اس سوار نے زوئیس کے جواب کا انتظار کئے بغیر ایک بار پھر بڑی غائر نگاہوں سے سیر کی طرف دیکھا اس موقع پر سیر نے بھی ایک گہری نگاہ اس سوار پر ڈالی تھی پھر اس کی نظریں جھک گئیں تھیں ۔ سوار پھر بول پڑا۔

بزرگ زوئیس یہ آپ کے ساتھ لڑکی کون ہے ۔

زوئیس نے ایک نگاہ اپنے پہلو میں کھڑی سیر پر ڈالی پھر وہ کہنے لگا ۔ ارزلیہ یہ میری بھانجی سیر ہے یہ اپنی ماں اور بھائی کے ساتھ میرے یہاں آئی ہے اور اب کچھ عرصہ یہ تینوں میرے یہاں ہی قیام کریں گے ۔ وہ سوار شاید زوئیس کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ وقت سیر کو دیکھتے ہوئے لطف اندوز ہونا چاہتا تھا وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ زوئیس نے مصافحہ کے لئے آگے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ۔ ارزلیہ میں اب چلتا ہوں یہ جو سامان میں نے خریدا ہے اسے لے کر مجھے فی الفور گھر پہنچنا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی زوئیس سیر کے ساتھ آگے بڑھا اور گھوڑوں پر سوار ہوئے اور آگے چلدیئے تھے ۔ سوار وہیں کچھ دیر کھڑا رہ کر ان دونوں کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھ گیا تھا۔

پائیرس نام کی بستی سے باہر نکلنے تک زوئیس اور سیر دونوں ماموں بھانجی خاموش

رہے ۔ بستی سے نکلنے کے بعد اچانک سیر نے اپنے ماموں کی طرف دیکھا ۔

ماموں یہ جوان جو بازار میں آپ سے ملا تھا جو گھوڑے سے اتر کر آپ کے ساتھ گفتگو کرتا رہا یہ کون تھا ۔

زوئیس نے ایک بار بڑی گہری نگاہوں سے سیر کی طرف دیکھا پھر جواب میں بول پڑا ۔ سیر میری بیٹی ۔ پائیرس نام کی بستی کا سردار مارینوس جو ابن مغیث کا آقا ہے یہ جوان اس کا چھوٹا بھائی ہے ۔ اس کا نام ارزیلہ ہے ۔ سیر نے پھر پوچھ لیا ۔

ماموں کیا یہ ارزیلہ بھی اپنے بڑے بھائی مارینوس جیسا ظالم اور جابر ہے ۔

بیٹی ! میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ارزیلہ مارینوس کا بھائی ہے اس کا مزاج اس کی طبیعت کیسی ہے اس سے متعلق میں کچھ نہیں جانتا سمیر خاموش رہی اس کے بعد دونوں اپنے گھوڑوں کو ہانکتے اپنی بستی نحاج کی طرف جا رہے تھے ۔

سیر اب ہر روز سہ پہر کے بعد اپنے ماموں زوئیس کے ساتھ کوہستانی سلسلے میں گھڑ دوڑ کے لئے جانے لگی تھی گھڑ دوڑ کے بعد وہ کوہستانی سلسلے میں ابن مغیث کے علاوہ اس کے دونوں ساتھیوں بوڑھے مغیرہ بن الیاض اور اس کے بیٹے حمود بن مغیرہ سے بھی ملتی اور ان سے ہمدردی اور دردمندی کا اظہار کرتی ۔ دوپہر کے وقت جب ابن مغیث کھانا لینے کے لئے آتا بڑی باقاعدگی سے خود ہی اس کے زخموں پر مرہم بھی لگاتی اس طرح آہستہ آہستہ اس کے زخم مندمل ہوتے چلے گئے تھے ۔

ایک روز شام سے کچھ پہلے زوئیس اور سیر دونوں ماموں بھانجی کوہستانی سلسلے میں اپنے گھوڑوں کو دوڑانے کے بعد واپس جانے سے پہلے ابن مغیث سے ملنے کے لئے اس کے ریوڑ کی طرف گئے تو ایک کوہستانی سلسلے کی بلند چوٹی کے قریب جا کر وہ دنگ اور پریشان ہو کر رہ گئے تھے ۔ ان دونوں نے دیکھا اس چوٹی کے قریب ہی ایک کھلے میدان میں ابن مغیث دو جوانوں سے برسرپیکار تھا ۔ دو جوان اسے مار رہے تھے اور وہ بھی ان دونوں کو بری طرح پیٹ رہا تھا ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سیر اور زوئیس دونوں ہی پریشان اور فکرمند ہوئے ۔ پھر گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے انہوں نے بڑی تیزی سے اس سمت بڑھنا شروع کر دیا تھا ۔

سیر اور زوئیس کے وہاں پہنچتے پہنچتے ابن مغیث نے اپنے ساتھ لڑنے والے دونوں جوانوں کو مار مار کر دوہرا کر دیا تھا ۔ جس وقت زوئیس اور سیر دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ان کے قریب جا کر روکا اس وقت تک ابن مغیث نے اپنے سے مقابلہ کرنے والے دونوں کو بری طرح پیٹتے ہوئے نڈھال کر کے زمین پر پٹخ دیا تھا اور اب وہ دونوں کی چھاتیوں پر اپنا ایک ایک پیر رکھے ہوئے پوچھ رہا تھا ۔

اب بھی تم میں میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی سکت ہے تو اٹھو ۔ قسم خداوند ذوالجلال کی میں تم دونوں کو ایک ساتھ اتنا ماروں گا اتنا ماروں گا کہ تم دونوں کی حالت سلگتی ریت کے صحرا کی روح فرسا الجھنوں ۔ خونخوار وحشی سایوں سے گھرے زرد پتوں کی

کہانیوں جیسی بنا کر رکھ دونگا۔ سنو میرے بدترین دشمنو۔ شب کے اداس آنگنوں۔ تھکی تھکی چاندنی جیسی ان اجنبی سرزمینوں میں گو میری حالت اداس راتوں۔ سسکتے جزیروں اور بجھے چراغوں سے بھی بدتر ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اگر تم دونوں نے مجھے اسی طرح تنگ کئے رکھا اور میرے ساتھ عناد اور دشمنی کا سلسلہ جاری رکھا تو پھر یاد رکھنا میں تمہاری کتاب ہستی کے مرقوم ورق ورق پر سراب اذیتیں لکھتا چلا جاؤنگا اور پھر ایک روز ایسا بھی آئے گا کہ تم دونوں میرے سامنے اپنی زیست کو بوجھ اپنی جانوں کو عذاب تصور کرنے لگو گے۔

قبل اس کے کہ ابن مغیث مزید ان دونوں کے خلاف حرکت میں آتا سیر ایک دم اپنے گھوڑے سے کود گئی اور ابن مغیث کی طرف بھاگی اتنی دیر تک زوئیس بھی اپنے گھوڑے سے اتر چکا تھا۔ آگے بڑھ کر بڑی بیباکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیر نے ابن مغیث کا بازو پکڑا اسے ایک طرف کھینچتے ہوئے اس نے بڑی ہمدردی میں کہا اب انہیں چھوڑ دو۔ انہیں زیادہ کیوں مارتے ہو۔ ان دونوں نے کیا حرکت کی ہے کہ تم ان سے لڑ پڑے۔ ابن مغیث نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میان میں بند تلوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ تلوار ہی ہم تینوں کی باہمی چپقلش کی وجہ ہے۔ اتنی دیر تک زوئیس بھی قریب آگیا تھا۔ اس نے فوراً پوچھ لیا۔

ابن مغیث میرے بیٹے۔ تفصیل سے بتاؤ۔ تمہارا ان سے کیوں جھگڑا ہوا۔ اتنی دیر تک وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پھر زوئیس کو مخاطب کرتے ہوئے ابن مغیث کہہ رہا تھا۔

بزرگ زوئیس۔ میرے دونوں ساتھی مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ دونوں باپ بیٹے اپنے حصے کے ریوڑ کو لے کر دریائے دودون سے پانی پلانے گئے ہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں یہ دونوں میرے پاس آئے ان کے پاس ایک گھوڑا بھی تھا جو اب ان کے ریوڑ میں شامل ہو گیا ہے۔ وہ سیاہ رنگ کا بڑا توانا اور سرکش گھوڑا ہے۔ ان دونوں کے پاس ایک تلوار بھی تھی یہی تلوار جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے انہوں نے پیشکش کی کہ اگر میں سیاہ رنگ کے اس توانا اور بغیر لگام کے سوار ہو کر دکھا دوں تو یہ مجھے انعام میں تلوار دیدیں گے۔

میرے پاس تلوار نہیں تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ میں تلوار کا دھنی ہوں اور تلوار چلانا خوب جانتا ہوں مجھے تلوار کی ضرورت تھی میں نے ان کی اس شرط کو قبول کر لیا۔ میں نے ان دونوں سے وہ گھوڑا لے لیا وہ گھوڑا کلیلیں کرنے لگا تھا اور بری طرح ہنہنانے لگا تھا۔ شاید وہ اپنی ننگی پیٹھ پر کسی کو سوار ہی نہ ہونے دینا چاہتا تھا۔ پر میں نے اس سرکش گھوڑے کو یوں زیر کیا کہ اس کی عیال کو پکڑتے ہوئے ایک دم جست لگا کر اس کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھا پھر میں نے اس کی گردن کے بالوں کو پکڑے رکھا اور ایڑ پر ایڑ لگاتا چلا گیا۔ اس کوہستانی سلسلے کے اندر بھگاتے ہوئے اسے پسینہ پسینہ کر دیا۔ یہاں تک کہ گھوڑا میرا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا۔ پھر میں گھوڑے کو ان کے پاس لایا اور اس تلوار کا مطالبہ کیا جسکی انہیں نے پیشکش کی تھی۔

انہوں نے طے شدہ شرط کے مطابق وہ تلوار مجھے دینے سے انکار کر دیا جس پر میرے اور ان کے درمیان تکرار ہو گئی معاملہ ہاتھا پائی تک اور پھر جھگڑے تک پہنچا اور جواب میں آپ نے دیکھا میں نے ان دونوں کو مار مار کر زمین پر لٹا دیا ہے ۔ اور ان دونوں سے وہ تلوار چھین لی ہے جو میں شرط میں جیتا ہوں۔

ابن مغیث جب خاموش ہو گیا تب زوئیس نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

تم نے ابن مغیث کے ساتھ زیادتی کی ہے اور اپنے اس رویے کی تم اس سے معافی مانگنی چاہئے۔ اول تو تم دونوں کو شرط لگانی ہی نہیں چاہئے تھی اور جب لگائی تھی اور ابن مغیث نے یہ شرط جیت لی تھی تو وعدے کے مطابق یہ تلوار تمہیں بغیر کسی اعتراض کے اس کے حوالے کر دینی چاہئے تھی اس طرح تم تینوں کے درمیان جھگڑے کی نوبت نہ آتی جواب میں ان دونوں میں سے کوئی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سیر آگے بڑھی ابن مغیث کے قریب آئی اور بڑی ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

ابن مغیث یہ تلوار تم مجھے دے دو ابن مغیث نے بغیر کسی چوں چراں اور حجت کے وہ تلوار سیر کو تھما دی تھی سیر ان دونوں کی طرف بڑھی اور تلوار انکی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگی یہ تلوار تم دونوں رکھ لو اور آئندہ ابن مغیث سے شرط لگانے کی کوشش نہ کرنا اس کے بعد سیر ابن مغیث کی طرف بڑھی ابن مغیث تم فکر مند مت ہو میں تمہیں اس سے بہتر اور اچھی تلوار لے کے دونگی ابن مغیث جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ان دونوں میں سے

گرا کے دیکھو پھر اس کا نتیجہ جو سامنے آئے گا وہ تیرے حق میں برا میرے حق میں اچھا ہو گا۔

ابن مغیث کی گفتگو کے بعد اس نوجوان نے تلوار بلند کی اور ابن مغیث کے شانے کو نشانہ بناتے ہوئے اس نے جب تلوار لہرائی تو ابن مغیث ایک دم حرکت میں آیا اپنا وہ ہاتھ اس نے بلند کیا جو زنجیر میں بندھا ہوا تھا یوں اس جوان کی تلوار کو اس نے اپنی لوہے کی موٹی بھاری زنجیر پر روکا ساتھ ہی اس زور سے مکہ اس نے اس کے جبڑے پر مارا کہ وہ ہوا میں اچھلتا ہوا انتہائی بے بسی سے پیچھے ایک پتھر پر گر گیا تھا۔

اس موقع پر اس کا دوسرا ساتھی حرکت میں آیا اور پشت کی جانب سے اس نے ابن مغیث پر ضرب لگانا چاہی لیکن اس سے پہلے ہی ابن مغیث حرکت میں آیا پوری قوت سے اس نے اپنی دائیں لات پشت کی جانب سے آنے والے جوان کو دے ماری تھی پاؤں کی سخت ٹھوکر اس کے پیٹ پر لگی تھی اور وہ بوجھ لاد جانے والے اونٹ کی طرح بلبلاتا ہوا دور جا گرا تھا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی تھی ابن مغیث لپک کر آگے بڑھا اور تلوار اس نے اٹھالی پھر تحکمانہ انداز میں وہ چلایا۔

دونوں اپنی جگہ پر اٹھو اور سامنے والے پتھر کے پاس جا کھڑے ہو دونوں نے جب دیکھا کہ ابن مغیث کے ہاتھ میں ان کی تلوار آگئی ہے تب وہ بوکھلاہٹ میں فوراً اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے اور جس پتھر کی طرف ابن مغیث نے اشارہ کیا تھا اس پتھر کے پاس کھڑے ہو گئے تھے اس موقع پر سیمر نے بغور ابن مغیث کا جائزہ لیا۔

سیمر نے دیکھا ابن مغیث کے چہرے پر مضطرب دل سوختہ وحشت۔ اور جبر کی تحویل کو عدم کا راستہ دکھاتی بربریت عود کر آئی تھی۔ جبکہ اس کی آنکھوں میں ان گنت کرب کے ہیبت وبود اور زندگی کی عبارت کو نفرت میں بدلتے سوگ کے شمشان رقص کر رہے تھے۔

ابن مغیث کی یہ حالت دیکھتے ہوئے سیمر اپنی جگہ کانپ لرز اٹھی تھی اسے خطرہ اور فکر لاحق ہو گئی تھی کہ کہیں آگے بڑھ کر ان دونوں پر ابن مغیث تلوار برسا کر انکا خاتمہ نہ کر دے لہذا بھاگ کر وہ آگے بڑھی ابن مغیث کے سامنے کھڑی ہوئی اور بڑی خوش نوائی میں اسے مخاطب کیا۔

میں اس بات کو تسلیم کرتی ہوں کہ غلطی ان دونوں کی ہے اور ان دونوں نے

ایک نے جب سیمر نے تلوار تھمائی تھی ایک جھٹکے کے ساتھ تلوار بے نیام کر لی پھر تلوار لہراتا ہوا وہ ابن مغیث کی طرف بڑھا تھا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سیمر کا حسین چہرہ پیلا پڑ گیا تھا زوئیس بھی فکر مند اور غمزدہ سا دکھائی دینے لگا تھا۔ اتنی دیر تک وہ جوان تلوار لہراتے ہوئے ابن مغیث کے قریب آیا اور انتہائی تلخی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ابن مغیث اب تو دیکھتا ہے میری ننگی تلوار میرے ہاتھ میں ہے تو نے ہم دونوں کو مارا ہم اس کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم دونوں تیرا مقابلہ نہیں کر سکتے پر اب میں تجھے سبق سکھا کے رہوں گا یہ تلوار تم پر برساؤں گا تیری روح کی گہرائی تک بے بسی کی گرد اٹاتا چلا جاؤں گا۔ یہ جو تیرے کڑکتے بازوؤں کی تڑپتی مچھلیاں ہیں انہیں میں تلوار برسا کر پگھلی چربی جیسا نرم بنا کے رکھ دونگا۔

ابن مغیث نے اس کی دھمکی کا کوئی تاثر نہ لیا اور سخت لہجے میں مخاطب کر کے اسے کہنے لگا۔

کتے کی اولاد! اگر یہ معصوم اور ہمدرد لڑکی مجھ سے تلوار نہ مانگتی تو میں کبھی تلوار تم تک نہ پہنچنے دیتا پر یاد رکھنا میں بے غیرتوں کے خونی تیور کے سامنے لزت کی سماعت ۔ مقدر کی تشندبی کے سامنے لمحوں کی سلگتی حدت بن کر آنے والا ہوں ۔ غموں سے ہنس کر وصال کرنے والا اور در زندان پر دستک دے کر قسمت آزمانے والا ہوں ہر گز تم دونوں کے سامنے رحم کا طالب نہیں ہونگا۔

اتنی دیر تک وہ نوجوان تلوار لہراتا ہوا مزید قریب آیا اور کہنے لگا تمہیں ہر صورت میں مجھ سے اور میرے ساتھی سے اپنے رویے کی معافی مانگنا ہو گی ورنہ میں یہ تلوار برساتے ہوئے تمہارے جسم پر ایسے زخم لگاؤں گا کہ مدتوں مندمل نہ ہو سکیں گے۔

ابن مغیث کا چہرہ دہکتے ہوئے انگاروں جیسا غصے میں سرخ ہو گیا تھا پھر وہ بھڑک اٹھا۔ سن سور کی اولاد ذرا مجھ پر تلوار تو برسا کے دیکھ میں پل پل سو رنگ بدلتے طوفان اور زہر بھرے آکاش کی طرح تیرے سامنے جمار ہونگا تیری روح کے ویران صحرا۔ تیرے حرص و ہوس کے شہر اور تیرے آئینوں میں موت کے دھندلکے کھڑا کردوں گا آگے بڑھ کر تلوار برساؤ کیوں ٹیڑھی ترچھی ان گفت پرچھائیوں کی طرح کانپ رہے ہو تلوار بلند کرو اور مجھ پہ

تمہارے ساتھ زیادتی بھی کی ہے جب تلوار انہیں لوٹا دی گئی تھی تو انہیں چاہئے تھا اپنی تلوار لے کر یہاں سے ہٹ جاتے لیکن انہوں نے تم پر تلوار برسا کر انتہا درجہ کی زیادتی کی ہے گو ان دونوں کو انکی زیادتی کی سزا ملنی چاہئے لیکن ابن مغیث میں تم سے التماس کرتی ہوں کہ فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دونوں کو معاف کر دو۔

اس موقع پر ابن مغیث نے عجیب سی نگاہ اپنے سامنے کھڑی سیمر پر ڈالی اس دوران تک زوئیس بھی سیمر کے قریب آن کھڑا ہوا تھا اور وہ بھی ابن مغیث کے رد عمل کا انتظار کرنے لگا تھا ابن مغیث پیچھے ہٹا ہاتھ میں پکڑی ہوئی تلوار کو اس نے ایک پتھر کے ساتھ ٹکایا اور پھر اس زور سے اس پر پاؤں مارا کہ تلوار ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی تھی۔ پھر ان دو جوانوں کی طرف دیکھتے ہوئے ابن مغیث بری طرح دہاڑا تھا۔

دفع ہو جاؤ اپنے ریوڑ کی طرف چلے جاؤ اور تم دونوں یہاں کھڑے رہتے اور یہ لڑکی جو میری محسن ہے تمہیں معاف کرنے کی سفارش نہ کرتی تو اب تک میں تم دونوں کی گردنیں کاٹ چکا ہوتا۔ ان دونوں نے موقع کو غنیمت جانا اور تقریباً بھاگتے ہوئے وہ وہاں سے چلے گئے تھے۔

ابن مغیث کے اس فیصلے پر سیمر اور زوئیس دونوں خوش ہو گئے تھے پھر زوئیس آگے بڑھا اور ابن مغیث کو اپنے ساتھ لپٹا لیا۔

میرے بیٹے تیری بڑی مہربانی کہ تو نے میری بھانجی سیمر کی بات رکھی اور ان دونوں کو معاف کر دیا میں کہتا ہوں چل میرے ساتھ آج شام کا کھانا تو ہمارے ساتھ کھا۔ ابن مغیث کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سیمر بھی بول پڑی۔

ابن مغیث ماموں ٹھیک کہتے ہیں چلو ہمارے ساتھ ان لوگوں کے ساتھ الجھنے کی وجہ سے تمہارا مزاج ویسے بھی برہم ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں کچھ دیر ہمارے ساتھ بیٹھو گے تو تمہاری طبیعت بحال ہو جائے گی چلو ہمارے ساتھ۔

آپ دونوں کی بڑی مہربانی کہ آپ میرا اس قدر خیال رکھنے لگے ہیں آپ لوگوں کے مجھ پر پہلے ہی بڑے احسان ہیں میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ دوپہر کا کھانا جو میں اور میرے ساتھی آپ کے ہاں سے کھا لیتے ہیں میں سمجھتا ہوں وہ ہی مجھ پر اتنا بوجھ ہے جسے میں اتار نہیں سکونگا۔

ابن مغیث کی اس گفتگو کے جواب میں سیمر مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس نے دیکھا یائے دودون کی سمت سے مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ دونوں باپ بیٹا ریوڑ کو نکتے ہوئے اسی سمت آرہے تھے لہذا زوئیس اور سیمر وہیں رک کر ان دونوں کا انتظار کرنے ے تھے۔

ریوڑ کو قریب لا کر وہ دونوں باپ بیٹا تقریباً بھاگتے ہوئے آئے انہوں نے جب دیکھا قریب ہی ایک تلوار ٹوٹی پڑی ہے تب مغیرہ بن عیاض ابن مغیث کے قریب آیا اور ی شفقت میں پوچھا۔

عبدالکریم میرے بیٹے کیا ہوا یہ تلوار کیسی ٹوٹی پڑی ہے تیرے چہرے کی حالت ناتی ہے کہ تو نے کسی کے ساتھ جھگڑا کیا ہے بیٹے تجھے میں بچپن سے جانتا ہوں تیرے زاج کو سمجھتا ہوں تیری طبیعت کا شناسا ہوں بول تیرا کس کے ساتھ جھگڑا ہوا۔ حمود بن غیرہ بھی اپنے باپ کے پاس کھڑا ہو کر عجیب سی بے بسی میں عبدالکریم بن مغیث کی طرف یکھے جا رہا تھا اس موقع پر سیمر بول پڑی اور جو حادثہ پیش آیا تھا وہ ان دونوں باپ بیٹا کو تفصیل کے ساتھ سنا ڈالا۔

سیمر جب خاموش ہوئے تو مغیرہ بن عیاض تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا اس کے بعد اس نے پھر عبدالکریم بن مغیث کو مخاطب کیا۔

میرے بیٹے! میرے بچے تو نے ان کے ساتھ شرط لگا کر اچھا نہیں کیا میرے بچے تجھے اس گھوڑے پر بھی سوار نہیں ہونا چاہئے تھا سیاہ رنگ کا وہ گھوڑا جو بڑا سیخ پا اور سرکش ہے وہ ہمارے آقا مارینوس کا ہے اور مجھے ڈر اور خدشہ ہے کہ وہ دونوں چرواہے کہیں مارینوس کے پاس جا کر تمہاری شکایت نہ لگا دیں کہ تو نے اس کے گھوڑے پر سوار ہونے کی جرأت کی ھی میں جانتا ہوں کہ وہ دونوں چرواہے بڑے خبیث اور بدنیت ہیں بہر حال بیٹے جو ہوا سو ہوا اب تم اپنے مزاج اپنی طبیعت کو تو درست کرو۔

یہاں تک کہنے کے بعد مغیرہ بن عیاض تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد ابن مغیث کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

ابن مغیث ان سرزمینوں میں ہم لوگ نفرت کے سکوں بھرے کشکول گدا۔ پیاس کی ریت پر چلتی شام غریباں کی پگھلتی پرچھائیوں۔ تلاش منزل میں بے قرار افسردگی کے

دھویں کی اٹھتی صداؤں کی مانند ہیں میرے بیٹے یہ گھاٹیاں یہ پربت یہ جھرنے یہ نالے یہ گلشن یہ سبزے یہ اخروٹ اور شہتوت کی وادیاں ہم اسیران غم کے لئے اندھی کھائیوں گھتی تاریکیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں میرے بیٹے ان سرزمینوں میں ہم ان مسافر کی مانند ہیں جو وقت کے خونتاب مناظر میں ژولیدہ ہونٹوں کی تشنگی اور لاحاصل بے صدا تنہائیوں میں اپنے بودوہیت سے جنگ کرنے پر مجبور ہو۔

سن ابن مغیث میرے بیٹے تو کوئی ایسی حرکت نہ کیا کر جس سے ہمارا آقا ماریوس ناخوش اور غضبناک ہو اگر اسے خبر ہو گئی کہ تو نے اس کے ان دو چرواہوں کو مارا ہے اور اس کے کالے گھوڑے پر سوار بھی ہوئے ہو تو میں ڈرتا ہوں وہ تمہارے لئے کہیں کوئی سزا نہ تجویز کر بیٹھے میرے بیٹے تو جانتا ہے ماریوس ہم تینوں کے لئے وقت کی بدترین دھمکی اور مرگ کی خونی دیمک کی مانند ہے میرے بیٹے اس کے غلام کی حیثیت سے ریت پر لکھے بے معنی حروف کی طرح گزرتے ظالم وقت کو برداشت کرتے جاؤ یہ ہی ہماری قسمت یہ ہی ہمارا مقدر ہے کوئی ایسا کام مت کرو میرے بیٹے کہ ماریوس تمہارے خلاف کاروائی کرنے پر مجبور ہو میرے بیٹے جس روز ایسا ہوا اس روز تجھے ہی تکلیف نہیں ہو گی مجھے بھی خون کے آنسو رونا ہونگے اس لئے کہ تیری تکلیف ہم دونوں باپ بیٹے کی تکلیف ہے

ابن مغیث کی گردن کافی دیر تک جھکی رہی اس کی یہ حالت قریب کھڑی سیمر کے لئے پریشان کن اور فکر مندی کی علامت تھی زوئیس بھی عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا اس کے بعد آہستہ آہستہ ابن مغیث نے اپنی گردن سیدھی کی اور مغیرہ بن عیاض کی طرف اس نے دیکھا۔

اے عم! جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ سچ پر مبنی ہے میں جانتا ہوں آپ ہمیشہ میری بہتری اور میری بھلائی ہی کی بات کرتے ہیں پر دیکھ عم یہ شرط میں نے نہیں لگائی تھی وہ دونوں ہی اس میں پہل کرنے والے تھے پھر جب میں شرط جیت گیا تو انہیں چاہیئے تھا کہ وہ تلوار میرے حوالے کرتے جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو تکرار اور جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا عم میں اس کے لئے شرمسار ہوں آئندہ میں ایسے واقعات سے پہلو تہی کرنے کی کوشش کروں گا کوئی ایسا کام نہیں کروں گا جس میں اپ کی ناپسندیدگی اور بیزاری کا پہلو نکلتا ہو۔

ابن مغیث یہاں تک کہنے پایا تھا کہ مغیرہ بن عیاض اس کی گفتگو سے ایسا متاثر

کہ وہ بیچارہ آگے بڑھا مغیث کو بری طرح اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر وہ اس کی پیشانی ہتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میرے بیٹے میرے بچے میرا مطلب تیری دل شکنی نہیں تھا میرے بچے تو جانتا ہے ںوس ایک انتہائی ظالم اور جابر شخص ہے میں تجھے اس کے ہاتھوں تکلیف سہتے ہوئے اشت نہیں کر سکتا آؤ سورج غروب ہونے والا ہے اپنے ریوڑ کو ہانکیں اور چلیں۔

اس موقع پر سیمر بول پڑی اور مغیرہ بن عیاض کو اس نے مخاطب کیا۔

عم ابن عیاض آپ کے آنے سے پہلے میں ابن مغیث سے کہہ رہی تھی کہ یہ ہمارے تھ چلے شام کا کھانا ہمارے ساتھ ہی کھائے اس طرح ان دونوں کے ساتھ جھگڑے سے اس کا مزاج برہم اور طبیعت میں ایک فتور آگیا ہے وہ جاتا رہے گا میں تو کہتی ہوں کہ آج پ تینوں ہمارے ساتھ چلیں اور کھانا ہمارے ساتھ کھائیں۔اس پر مغیرہ بن عیاض نے ی عاجزی میں کہنا شروع کیا۔

سیمر میری بیٹی میں اور میرے یہ دونوں بیٹے تمہارے اور تمہارے ماموں زوئیس ے انتہا درجے کے ممنون اور شکر گزار ہیں پہلے ہی تمہارے ہم تینوں پر بڑے احسانات ہیں جو ایک عرصے سے تم لوگ ہمیں دوپہر کا کھانا مہیا کر رہے ہو میں سمجھتا ہوں یہ بوجھ ہی مارے لئے ناقابل برداشت ہے آجکل کون کسی کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے وہ بھی اجنبی رزمینوں میں میری بیٹی اب ہمارا ریوڑ لے کر لوٹنے کا وقت ہو گیا ہے لہذا ہم چلیں گے اس ر زوئیس نے آگے بڑھکر باری باری مغیرہ بن عیاض، ابن مغیث اور حمود بن مغیرہ سے مصافحہ کیا اس کے بعد زوئیس اور سیمر دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں ایڑ لگا کر دہاں سے چلے گئے تھے۔مغیرہ بن عیاض حمود بن مغیرہ اور ابن مغیث بھی تینوں اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے پائیرس نام کی بستی کی طرف جا رہے تھے۔

OOOO

دوسرے روز دوپہر کے وقت سیمر بار بار اپنی حویلی کے دروازے کی طرف جاتی نگاہ بھر کے باہر دیکھتی پھر مایوس سی حویلی کے سکونتی حصے کی طرف لوٹ جاتی تھی اس کے چہرے پر بے چینی آنکھوں میں ایک جستجو تھی لگتا تھا اسے ابن مغیث کی آمد کا انتظار تھا۔اس کا ماموں بوڑھا زوئیس اس وقت اصطبل میں ایک گھوڑے کو کھریرا کر رہا تھا باہر دروازے

تک جانے اور مایوس لوٹنے کے بعد سمیر اصطبل میں داخل ہوئی اور کسی قدر فکر مند سی آواز میں اس نے اپنے ماموں کو مخاطب کیا۔

ماموں آج تو کافی دیر ہو گئی ہے ابن مغیث نہیں آیا آپ کیا خیال کرتے ہیں کیا اس وقت تک وہ ہمارے ہاں سے کھانا کھانے اور اپنے ساتھیوں کا کھانا لے کر لوٹ نہ جایا کرتا تھا۔

زوئیس نے بڑی فکرمندی سے سمیر کی طرف دیکھا پھر اس کی بھی اندیشوں بھری آواز سنائی دی سمیر میری بیٹی تیرا کہنا درست ہے نہ جانے آج ابن مغیث کیوں نہیں آیا۔ کہیں اس کے ساتھ کوئی حادثہ نہ پیش آگیا ہو اس نے کل جو دو چرواہوں کو مارا تھا اس کی وجہ سے وہ کسی مصیبت اور ابتلا ہی میں نہ گرفتار ہو گیا ہو میری بیٹی تیرے کچھ کہنے سے پہلے گو میں گھوڑے کو کھریرا کر رہا تھا لیکن میں اسی سے متعلق سوچ رہا تھا۔ اس سے متعلق میں بے حد فکر مند بھی تھا اتنی دیر تک سمیر کی ماں میون اور بھائی مازن بھی وہاں آن کھڑے ہوئے تھے اس موقع پر میون بول پڑی۔

سمیر ٹھیک کہتی ہے اس وقت تک ابن مغیث ہمارے ہاں سے لوٹ کر اپنے ریوڑ کی طرف چلا جایا کرتا تھا آج وہ نہیں آیا اس کی غیر حاضری کی کوئی وجہ ضرور ہے اس پر سمیر گھوڑے کی طرف بڑھی پھر اپنے ماموں سے کہنے لگی۔

ماموں میں اپنا گھوڑا تیار کر کے کوہستانی سلسلے کی طرف جاتی ہوں وہاں وہ اپنے ریوڑ چراتا ہے اور اس کا پتا کرتی ہوں اگر وہ نہ آیا تو اس کے دونوں ساتھیوں سے تو پتا چل جائے گا کہ وہ کہاں ہے زوئیس اور سمیر کی ماں میون دونوں نے سمیر کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر سمیر نے جلدی جلدی اپنے گھوڑے پر زین ڈالی اسے دھانہ چڑھایا پھر وہ بھاگتی ہوئی حویلی کے اندرونی حصے کی طرف گئی اور سفید رنگ کے کپڑے کی ایک گھڑی اٹھا کر اس نے اپنے گھوڑے کی زین سے باندھی اس کے بعد گھوڑے کی باگیں پکڑے حویلی سے نکلی پھر ایک جست کے ساتھ وہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور اسے ایڑ لگا کر اس کوہستانی سلسلے کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا جس پر ابن مغیث ریوڑ چرایا کرتا تھا۔

اس کوہستانی سلسلے کے قریب جا کر اچانک سمیر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اس نے دیکھا نیچے وادی میں وہ ریوڑ چر رہا تھا جسے ابن مغیث اور اس کے دونوں ساتھی چرایا

کرتے تھے اور اس وادی کے قربی کوہستانی سلسلے کے اوپر حمود بن مغیرہ ایک پتھر پر سر جھکائے بیٹھا تھا جبکہ اس کے سامنے کوہستانی سلسلے کے اوپر ٹہلتے ہوئے بوڑھا مغیرہ بن عیاض کوئی انتہائی دکھ اور درد بھرا گیت گا رہا تھا اس کی آواز سمیر کو صاف سنائی دے رہی تھی سمیر نے اپنے گھوڑے کو پتھر کے قریب روک دیا پھر وہ رک کر مغیرہ بن عیاض کی آواز سننے لگی تھی وہ جو گیت گا رہا تھا اس کا مفہوم کچھ یوں تھا۔

"ان اجنبی سرزمینوں میں ہمارے افق کی کھیتی میں رات کی فصل بوئی جا چکی ہے نفیس چہروں کی تازگی اور جوان ماتھوں پر فکر کی الجھنیں مرقوم کر دی گئی ہیں بدبختیاں دھوپ اوڑھے ہمارے لئے مصروف بدعا ہیں اذیتیں ظلم کی لو کے کاندھوں پر بیٹھی ہماری بے بسی پر قہقہے لگاتی ہیں۔

آہ! اپنے دیس اپنے تمدن اور ثقافت کے پاسبان کہاں کھو گئے اپنے وطن کے شاداب راستوں کے پرجوش رکھوالے کن نیندوں میں الجھ گئے ہیں اپنے وطن کے آسمان پر بادلوں کی کشتیاں اور جھینگروں کی شور کرتی بستیاں ہمارے لئے خواب و خیال ہو کے رہ گئی ہیں۔

آہ! ہماری یادوں کے صحراؤں میں ٹوٹے لرزاں خیالات اور حسین پرچھائیوں میں روز اپنا کینچل بدلے والے خوفناک ناگ اور قرب کے پہنائیوں میں راتوں کی سخت تاریکی سی فرقتیں بھر دی گئی ہیں۔

ہماری زندگی یہاں یکسانیت کے پوکھر سی ہے کب اس پوکھر میں سنگریزوں کی بارش ہو گی اور سفید آب پر ابھر کر لہریں نئے دائرے بنتے ہوئے اس پوکھر کے سکوت کو توڑیں گی۔

کاش ہمارے لئے وقت کا کوئی پاسبان طوفان بن کر اٹھتا اور ہمیں گمنام ساحلوں افق پر پھیلی صدیوں کی ویرانی سسکتی کانپتی بے چین اذیتوں سے نجات دیتا کاش لمحوں کا کوئی چوپان اٹھتا اور ہمارے بے حرف و بیان شوق کی مسافت کو آباد شہروں کی منزل عطا کرتا چلا جاتا"

یہاں تک گانے کے بعد مغیرہ بن عیاض خاموش ہو گیا تھا اس لئے کہ اچانک ہی اس نے ایک طرف اپنے گھوڑے کے پاس سمیر کو کھڑے دیکھ لیا تھا لہذا وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا سمیر نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ مغیرہ بن عیاض کی نگاہ اس پر پڑ چکی ہے لہذا اس

نے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑی اور اسے تقریباً کھینچتی ہوئی بڑی تیزی سے کوہستانی سلسلے کے اوپر چڑھنے لگی تھی۔

اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے سمیر جب کوہستانی سلسلے کے اوپر گئی تو لبوں پر زہریلی اور غمناک سی مسکراہٹ بکھرتے ہوئے مغیرہ بن عیاض نے اس کا استقبال کیا سمیر نے دیکھا حمود بن مغیرہ ابھی تک پتھر پر بیٹھا تھا اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور اس کے سامنے زمین کا کچھ تھوڑا سا حصہ بھیگا ہوا تھا لگتا تھا وہ روتا رہا تھا اور اس کے آنسوؤں سے زمین گیلی ہو چکی تھی سمیر کی طرف دیکھتے ہوئے حمود بن مغیرہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے باپ کے پاس آن کھڑا ہوا اس موقع پر مغیرہ بن عیاض کو سمیر نے مخاطب کیا۔

بزرگ ابن عیاض آج ابن مغیث کہاں ہے میں نے اور گھر والوں نے اس کا بڑا انتظار کیا جب وہ نہیں آئے تو میں اور گھر والے اس سے متعلق بڑے فکر مند ہوئے میں اسی کا پتہ کرنے آئی ہوں کہاں ہے وہ؟ وہ آج آپ دونوں کے ساتھ کیوں نہیں خیریت تو ہے۔

سمیر کے یوں ہمدردی سے پوچھنے پر حمود بن مغیرہ کی حالت اچانک بدل گئی وہ بے چارہ شاید پہلے ہی بھرا بیٹھا تھا اب جو سمیر نے ہمدردی کے دو بول بولے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور ہچکیاں اس کے گلے میں دم توڑنے لگی تھیں یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سمیر پریشان اور فکر مند ہو گئی تھی سمیر نے دیکھا خود مغیرہ بن عیاض بھی رو دینے والا تھا اس کے چہرے پر صدیوں سے جوش مارتی افسردگیاں عود کر آئیں تھیں پھر غموں میں ڈوبی ابن عیاض کی آواز سنائی دی۔

سمیر بیٹی! تیری بڑی مہربانی کہ تو نے ابن مغیث کی خیریت پوچھی بیٹی تو جانتی ہے کل جب اس نے ان چرواہوں سے تلوار کی شرط باندھی اور سیاہ رنگ کے سرکش گھوڑے پر سوار ہو کے انہیں دکھا دیا تو یہ ان دو چرواہوں کی ابن مغیث کے خلاف سازش تھی دراصل سیاہ رنگ کا وہ گھوڑا ہمارے مالک ماریوس کا ہے شام کو واپس جا کر ان دونوں چراہوں نے ماریوس سے شکایت کی کہ ابن مغیث نے اس کے ذاتی سیاہ رنگ کے گھوڑے پر سوار ہونے کی جرأت اور جسارت کی اس پر ماریوس بڑا غضبناک اور سیخ پا ہوا پہلے اس نے اور اس کے بھائی ارزیلہ دونوں نے مل کر ابن مغیث کو خوب مارا وہ بے چارہ گذشتہ رات کراہتا رہا صبح سویرے اسے خراس میں جوت دیا گیا۔

سمیر میری بیٹی پائیرس نام کی بستی کے مغرب میں ہمارے آقا ماریوس کا خراس ہے اس خراس پر اونٹ جتا رہتا ہے اور ماریوس اجرت پر لوگوں کا اناج پیستا ہے سمیر میری بیٹی وہ بھاری بھر کم بڑا خراس جسے مشکل سے ایک توانا اونٹ کھینچتا ہے اس کے سامنے اکیلے میرے بیٹے ابن مغیث کو جوت دیا گیا ہے اور وہ صبح سے اس خراس پر چل رہا ہے دیکھ میری بیٹی خراس تو پائیرس نام کی بستی کے مغرب میں چل رہا ہے لیکن قسم خداوند قدوس کی اس کے بھاری بھر کم پاٹ لگتا ہے میرے سینے پر بوجھ بن کر گزر رہے ہوں۔

اپنے باپ کی اس گفتگو سے حمود بن مغیرہ بے چارہ کھل کے رو دیا تھا خود مغیرہ بن عیاض کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے سمیر کی آنکھیں بھی نمناک ہو چکی تھیں تاہم جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور ان دونوں باپ بیٹے کو اس نے مخاطب کیا۔

میں نے چند دن پہلے تم تینوں کے لئے کپڑے خریدے تھے گذشتہ دن وہ سل کر تیار ہو گئے میں آج انتظار کرتی رہی کہ ابن مغیث جب آئے گا تو اسے نئے کپڑے پہناؤں گی اور تم دونوں کے کپڑے اس کے ہاتھ بھیج دوں گی لیکن جب وہ نہیں گیا تو میں خود ہی کپڑے لے آئی ہوں اس کے ساتھ ہی سمیر نے اپنے گھوڑے کی زین سے بندھی ہوئی گٹھڑی اتاری اسے کھولا اور اس میں سے دو لباس نکال کر اس نے مغیرہ بن عیاض کے کندھے پر رکھ دیئے پھر ہمدردی سے کہنے لگی۔

عم یہ آپ دونوں باپ بیٹے کے لباس ہیں تیسرا لباس ابن مغیث کا ہے میں اب پائیرس نام کی بستی کی طرف جاتی ہوں ابن مغیث کا پتہ کرتی ہوں اور اسے چھڑانے کی کوشش کرتی ہوں اس کے ساتھ ہی کپڑوں کی گٹھڑی اٹھا کر پھر سمیر نے اپنے گھوڑے کی زین سے باندھی حمود بن مغیرہ اور مغیرہ بن عیاض دونوں بے چارے اس کا شکریہ ادا کرنے لگے تھے جبکہ سمیر جلدی جلدی گھوڑے پر بیٹھی اسے ایڑ لگائی پھر کوہستانی سلسلے سے گھوڑے کو اتار کر وہ اسے پائیرس نام کی بستی کی طرف سرپٹ دوڑا رہی تھی۔

اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئی سمیر جب پائیرس نام کی بستی کے مغربی حصے میں خراس کے پاس پہنچی تو فکر مندی ار پریشانی میں بے چاری سرسوں ہو کے رہ گئی تھی اس نے دیکھا کہ خراس کے آگے بے چارہ ابن مغیث جتا ہوا تھا پوری طرح زور لگاتے ہوئے وہ خراس کو کھینچ رہا تھا جو زنجیر اس کے بائیں پاؤں اور ہاتھ پر بندھی ہوئی تھی وہ زمین پر رگڑ

کھاتی ہوئی اس کے لئے اذیت کا باعث بن رہی تھی جبکہ قریب ہی ماریئوس کا چھوٹا بھائی ارزیلہ کھڑا ابن مغیث کی نگرانی کر رہا تھا یہ وہی ارزیلہ تھا جس نے پائیرس کے بازار میں سمیر کو بری طرح گھورتے ہوئے زوئیس سے گفتگو کی تھی۔

خراس کی پاس جا کر سمیر جب اپنے گھوڑے سے اتری تو اس نے دیکھا خراس میں ابن مغیث جتا ہوا تھا اس کا لباس پہلے سے بھی زیادہ چیتھڑے ہو رہا تھا اور اس کے جسم پر جگہ جگہ کوڑوں کے نمایاں سرخ نشانات تھے خراس کے آگے وہ زور لگاتے ہوئے اپنی گردن کو نیچے جھکائے ہوئے تھا اور لباس اس کا بری طرح بھیگا ہوا تھا اس سمے وہ سمیر کو نئی توانائیوں کا دستور رکھنے والے عناصر کی طرح لگا جنہیں نشیب و ذلت کی وادیوں میں دھکیل دیا گیا ہو وہ بے چارہ خراس کے آگے جتے علم و دانش کی طاق و محراب اور جمیل جملوں کی ان درسگاہوں جیسا ہو رہا تھا جن کے اندر غلامانہ درد کی بے رحم فضاؤں کو پروان چڑھا دیا گیا ہو ابن مغیث کی حالت دیکھتے ہوئے سمیر بے چاری دکھ اور غم میں دھول اڑاتے راستوں ۔ کنواری پگھلتی موم ۔ آتش گرفتہ شہر جیسی ہو کے رہ گئی تھی اپنے نازک نرم گلابی ہونٹ کاٹتے ہوئے وہ عجیب سے دکھ بھرے انداز میں ابن مغیث کی طرف دیکھے جا رہی تھی وہ بے چارہ خراس کھینچتے ہوئے اس گھوڑے کی طرف ہانپ رہا تھا جو لگاتار سرپٹ بھاگتے ہوئے میلوں کا سفر طے کر چکا ہو سمیر نے یہ بھی دیکھا اس کا جسم اس کا پھٹا پرانا لباس پسینے میں یوں تربتر تھا جیسے دھوپ سے لت پت کوئی منظر یا جیسے آبی پرندوں کے بھیگے پروں کی کیفیت ۔

ارزیلہ نے بھی سمیر کو دیکھ لیا تھا لہذا اس نے ہاتھ کے اشارے سے سمیر کو اپنی طرف بلایا سمیر ارزیلہ کی طرف بڑھی جو خراس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا سمیر جب اس کے قریب گئی تو ارزیلہ نے بڑی دلچسپی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا تم نے مجھے پہچانا ؟ سمیر نے ایک تیز نگاہ اس پر ڈالی پھر کہنے لگی ہاں میں نے تمہیں پہچانا ۔ چند روز پہلے بازار میں تم نے میرے ماموں سے گفتگو کی تھی اس پر ارزیلہ کہنے لگا زوئیس کی بھانجی میرا نام ارزیلہ ہے میں اس بستی کے سردار ماریئوس کا چھوٹا بھائی ہوں تمہارے ماموں زوئیس کی گفتگو سے مجھے پتا چلا ہے کہ اب تم یہیں رہو گی سمیر برا مت ماننا میں جس کام کا ارادہ کرتا ہوں اس میں تاخیر اور دیر پسند نہیں کرتا سمیر اگر میں تم سے یہ کہوں تمہیں پہلی بار ہی

دیکھنے کے بعد میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں تو تم برا تو نہیں مانو گی ۔

سمیر تھوڑی دیر تک خاموش رہی اس کے بعد اس کی آواز سنائی دی ۔

ارزیلہ کسی کو پسند کرنا یا نفرت کرنا یہ ہر ایک کا حق بنتا ہے لہذا تمہارا بھی یہ حق ہے میں اس کے خلاف کوئی اعتراض نہیں کر سکتی سمیر کی بات کاٹتے ہوئے ارزیلہ پھر بول پڑا ۔

سمیر ا جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور اپنی اس پسند کا اپنے بڑے بھائی ماریئوس سے بھی ذکر کر رکھا ہے ۔ اس نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ پہلے تم لوگوں کو اپنے ہاں دعوت دوں اس دوران میرا بڑا بھائی ماریئوس بھی تمہیں دیکھ لے گا میرے بھائی کا یہ بھی کہنا ہے کہ میں تم سے ملتا جلتا رہوں اور ہم دونوں کی طبعیتیں اگر باہم منطبق ہوں تو پھر میں تمہارے ماموں یا تمہاری ماں سے تمہارا رشتہ مانگوں گا دیکھ سمیر میرے بھائی ماریئوس کا فیصلہ کچھ بھی ہو لیکن میں تمہیں پسند کر چکا ہوں اور ہر حال میں تم سے شادی کرنا چاہوں گا سمیر اگر میں یا میرا بھائی تمہارے ماموں اور تمہاری ماں کے پاس تمہارا رشتہ طلب کرنے آئیں تو اس سلسلے میں تمہارا کیا جواب ہو گا ۔

سمیر کہنے لگی ارزیلہ یہ ساری باتیں قبل از وقت ہیں جن کا ابھی میرے پاس کوئی جواب نہیں نہ میں تمہیں جانتی ہوں نہ تمہارے مزاج کو سمجھتی ہوں نہ تم ہی میرے مزاج کو ابھی پرکھ سکے ہو لہذا ابھی میں اس حالت میں نہیں کہ تمہیں کوئی معقول جواب دے سکوں اس کے لئے مجھے کچھ سوچ بچار سے کام لینا ہو گا ویسے بھی میں ابھی ایک اور کام کے سلسلے میں حاضر ہوئی ہوں ۔

ارزیلہ نے فوراً سمیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ سمیر تم کس کام کے سلسلے میں آئی ہو سمیر نے جھٹ کہہ دیا ۔

وہ سامنے جو غلام خراس میں جتا ہے فی الحال تو میں اس کی رہائی کی التماس لے کے آئی ہوں اور میری تم سے گزارش ہے کہ اسے چھوڑ دو اور اسے میرے ساتھ جانے کی اجازت دو اس پر عجیب سے انداز میں ارزیلہ نے سمیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

تم اس غلام کو کب سے اور کیسے جانتی ہو ۔

میں اور میرا ماموں اپنی بستی سے نکل کر کوہستانی سلسلے میں روزانہ شام سے پہلے

گھڑدوڑ کے لئے نکلتے ہیں انہی کوہستانی سلسلوں کے اندر یہ غلام اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ریوڑ چراتا ہے بس میں اور میرا ماموں اکثران کے پاس سے گزرتے تھے اور اسی بنا پر ان لوگوں سے ہماری واقفیت ہو گئی ۔ ان سے ملنا جلنا اور انکا ہمارے یہاں آنا ہو گیا ۔ بس اس سے زیادہ یا مزید میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی لیکن اس کے باوجود میری یہ التماس ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے اور میرے ساتھ جانے کی اجازت دی جائے ۔

ارزیلہ تھوڑی دیر تک بڑے غور انہماک اور توجہ سے سیر کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بول اٹھا ۔

سیر! اب جبکہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور جلد یا بدیر میں تمہارے ماموں اور تمہاری ماں سے تمہارا رشتہ مانگوں گا لہذا میں نے اپنی طرف سے تمہارے ساتھ ایک رشتہ قائم کر لیا ہے تم رشتہ قائم کرتی ہو یا نہیں یہ ایک دوسرا موضوع ہے لیکن میرا آج سے تمہارے ساتھ ضرور ایک رشتہ ہے اور اسی رشتے کو نگاہ میں رکھتے ہوئے میں تمہاری بات ٹالوں گا نہیں ۔ خواہ اس کے لئے مجھے اپنے بھائی مارینوس کی خفگی اور غصہ ہی کو کیوں نہ برداشت کرنا پڑے ۔

اب تو آگے بڑھ کر ابن مغیث نام کے اس غلام کو روک دیے اس کے جسم سے ساز اتار دے ۔ لیکن ابھی اسے بھی یہیں روکو اور تم بھی یہیں رکو ۔ میں اپنے بھائی کے پاس جاتا ہوں ابن مغیث کے سلسلے میں بھی اس سے گفتگو کرتا ہوں اور اپنی محبت کے سلسلے میں بھی اس سے بات کر لیتا ہوں ۔ اس کے بعد میں لوٹتا ہوں تمہیں اجازت ہو گی کہ ابن مغیث نام کے اس غلام کو اپنے ساتھ لیجا سکو ۔

ارزیلہ کا یہ جواب سن کر سیر کے ہونٹوں پر خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی تھی ارزیلہ میں تیری شکر گزار ہوں کہ تو نے میری بات مانی ۔ اب کیا میں آگے بڑھ کر ابن مغیث کو روکوں اور اس کے جسم سے ساز اتار دوں ۔

ارزیلہ نے جھٹ کہا ہاں تم ایسا کر سکتی ہو ۔ لیکن اس کا ساز اتار کر اسے بھی یہیں روکو اور تم خود بھی یہیں بیٹھو ۔ میں اپنے بھائی کے پاس جاتا ہوں اور جلد لوٹ کر آتا ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی ارزیلہ وہاں سے ہٹ گیا تھا ۔

سیر تقریباً بھاگتی ہوئی ابن مغیث کی طرف گئی ابن مغیث نے بھی نگاہ اٹھا کر اس

کی طرف دیکھا پھر اس بیچارے کی نگاہیں عجیب سی بیچارگی اور بے بسی میں جھک گئیں تھیں ۔ اس کی اس کیفیت پر سیر بیچاری کٹ مرکے رہ گئی تھی ۔ بھاگ کر وہ آگے بڑھی اور ابن مغیث کے سامنے کھڑی ہو کر کہنے لگی ۔

ابن مغیث بس رک جاؤ تم نے کافی اذیت برداشت کر لی ۔ مجھے خبر ہو چکی ہے کہ رات ان ظالموں نے تم پر بڑا ظلم کیا ہے اور آج صبح سے انہوں نے تمہیں اس خراس میں جوت رکھا ہے ۔ مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ بھی تمہارے لئے پریشان تھے اور میں نے جب ان سے گفتگو کی تو وہ دونوں تمہاری حالت پر رو پڑے تھے ۔

چلتے چلتے ابن مغیث رک گیا پھر اس نے گردن سیدھی کی اور عجیب سی بے بسی اور لاچارگی میں اس نے سیر کو مخاطب کیا ۔

نیک دل لڑکی! تو مجھے مت روک مجھے چلنے دے ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تو بھی ظالموں کے ظلم کا نشانہ بن جائے ۔ ستم گر کی رسی جب خداوند دراز کرتا ہے تو وہ اپنے ستم کی سختی کو فراموش کر جاتا ہے پر ایک دن ایسا ضرور آتا ہے جب خداوند قدوس کا عذاب اس پر اپنی گرفت کرتا ہے ۔ دیکھ مجھے بھی اپنے خداوند کی طرف سے ایک ایسے ہی عذاب کی تمنا اور آرزو ہے جو ان جیسے ستم گروں کو بساط کی طرح لپیٹ کر رکھ دے ۔ جا تو گھر چلی جا مجھے اس خراس میں چلنے دے ۔ نہ جانے میرے خداوند نے میرے مقدر میں ایسی اور کتنی اذیتیں لکھ رکھی ہیں ۔

ابن مغیث کی اس گفتگو پر سیر بیچاری برف کی طرح پگھل کر رہ گئی تھی پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھائے اور بڑی تیزی کے ساتھ اس ساز کو اس نے کھول دیا جس میں اونٹ کی طرح ابن مغیث جتا ہوا تھا ۔ پھر ابن مغیث کا ہاتھ سیر نے پکڑا اور اسے ایک طرف کھینچتی ہوئی کہنے لگی آؤ ادھر ایک طرف ہو کر بیٹھو میں نے تمہاری رہائی کے سلسلے میں تمہارے آقا مارینوس کے بھائی ارزیلہ سے گفتگو کی ہے وہ اپنے بڑے بھائی مارینوس سے اس سلسلے میں بات کرنیکے لئے گیا ہے اور مجھے یہیں رکنے کے لئے کہہ گیا ہے ۔ آؤ دونوں اس سامنے والے خراس کے ستون کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور ارزیلہ کا انتظار کرتے ہیں ۔

ابن مغیث نے ہمدردی میں ڈوبی ہوئی ایک نگاہ سیر پر ڈالی پھر اس کی غمزدہ سی آواز سنائی دی ۔

نیک دل لڑکی! میں تیرا انتہا درجے کا شکر گزار ہوں پہلے ہی تیرے ماموں اور تیرے مجھ پر بے حساب احسانات ہیں۔ اب جو تو ارزیلہ سے کہہ کر مجھے اس اذیت سے نجات دلا رہی ہے تو تیرا یہ احسان شاید میں زندگی بھر نہ بھول سکوں۔ جواب میں سیمر بھی دکھی لہجے میں کہنے لگی ابن مغیث تمہیں میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ میں نے کیا یہ میرا فرض تھا اب آؤ وہاں بیٹھتے ہیں اور ارزیلہ کا انتظار کرتے ہیں ابن مغیث چپ چاپ سیمر کے ساتھ ہو لیا تھا۔ دونوں خراس کے ستون کے قریب جاکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے اس کے بعد ابن مغیث کو نہ جانے کیا خیال گزرا وہ دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اپنے دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں اس نے بلند کئے تھوڑی دیر تک وہ عجیب سی بے کسی میں آسمان کی طرف دیکھتا رہا پھر سیمر کو اس کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔

اے میرے خدا۔ اے سارے جہانوں کے پالنے والے اس اجنبی سرزمین میں میری سوچوں کی دہلیز پر غلامی کے خوفناک آثار کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ میرے حرف و آواز و خود آگہی کے سلسلوں پر بے انت خلاؤں جیسی قدغن لگا دی گئی ہے۔ اے اللہ میری فصل لب پر خاموشی کی تہہ برف کی صورت اور لب کشائی کی تمنا کے قدم ساکت کر کے منجمد بنا دیئے گئے ہیں۔ اے اللہ ان سرزمینوں میں غلام کی حیثیت سے میرے، جسم کی سطر سطر کے ریشے ریشے میں درد گوندھ دیا گیا ہے۔ میری ہستی کی ساری طنابیں کھینچ کر میری روح تک کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا ہے۔ اے اللہ ان ظالموں نے میری آنکھوں کے نہاں خانوں میں زرد تعبیریں اور دھڑکتی نبض کی تپش میں دنوں کا غبار بھر دیا ہے۔ میرے تن کی جلتی تپتی زمین کو ان ظالموں کے کرب بے نوا اور بارود بھرے شراروں سے نجات دے۔

یہاں تک کہنے کو بعد ابن مغیث لمحہ بھر کے لئے خاموش ہو گیا تھا۔ اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی تھی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے سیمر بے چاری بھی آبدیدہ ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بری طرح امڈ رہے تھے اور ایک کرب کے سے اظہار میں ابن مغیث کے پیچھے خراس کے ستون کا سہارا لے لیا تھا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد ابن مغیث پھر بول بڑا۔

اے اللہ میری دکھیاری ماں سوچ میں ڈوبی اجڑی دکھیاری ماں ممتا لئے اپنی آنکھوں کے طاقوں میں آس کے دیئے جلائے قطرہ قطرہ پگھل رہی ہوگی۔ ذرہ ذرہ سلگ رہی ہوگی۔ میرا

باپ ہر روز میرے مالک کی بستی سے باہر نکل کر ویرانوں میں میرا انتظار کرتا ہوگا۔ جلتی آزادی کے دھوئیں میں کھڑا ہو کر جدائی کا قطرہ قطرہ زہر پیتے ہوئے غلامی کے تندور میں اپنے تن کو جلاتے اور درد و چھوڑے میں گھلتے ہوئے آنسوؤں میں ڈوبی آوازوں میں مجھے یاد کرتا ہوگا۔ میری آزادی مجھ سے ملاقات کی دعائیں مانگتا ہوگا۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابن مغیث کو پھر رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کے پیچھے کھڑی سیمر کی حالت بری ہو گئی تھی وہ بے چاری خراس کے ستوان سے لپٹی پہلے تو رو رہی تھی اب ابن مغیث کے ان الفاظ پر وہ دھاڑیں مار کر رونے لگی تھی۔ لمحہ بھر کے لئے پیچھے مڑ کر ابن مغیث نے سیمر کی طرف عجیب سے جزبے میں دیکھا۔ اس کے بعد پھر وہ دعائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

اے اللہ میرے مالک۔ کب تازہ خیالوں کے نمائیندے اٹھیں گے اور میں سلاسل توڑ کر بھاگ سکونگا کب نئی رتوں کی پیغامبر ہوائیں چلیں گیں اور مہ و خورشید سی درخشاں آزادی کی نوید دیں گی۔ میرے اللہ کب صبح گم گشتہ کی سنہری پریاں دشت امکان میں امیدوں کے نور کی پھوار برسائیں گی۔ میرے اللہ کب زندگی کی کہکشاں میں گم ستاروں کو روشنی کا محور نصیب ہوگا۔ میرے اللہ کب میری زیست کی بے لباس شاہرائیں رخ روشن جیسے ایام سے دوچار ہوں گی۔

اے اللہ اپنے باقی کو پگھلنے سے بچانے کے لئے تجھ سے ہی رحم کی فریاد کرتا ہوں اے اللہ تو اپنی صدائے کن فیکون سے میری ویرانی دشت امکان کو درخشاں روشینوں میں میرے غم کی بارش کو سکھوں کی شال میں بدل دے۔ اے اللہ ہجرتوں کے پیمان شکن موسموں کو میرے لئے ساون کے گہرے بادلوں کی پھوار میں تبدیل کر۔ اے اللہ تو ہی لفظوں کی فضا میں معانی کا الہام کرتا ہے۔ اے اللہ تو ہی بدلتے موسموں کی سفاکیوں کو طلسم کا سا طوفان کھڑا کرتی لطافتیں عطا کرتا ہے۔ اللہ میرے لئے بھی تو اپنے باب رحمت کھول دے۔ میرے سپنوں کو حقیقت کا پرتو عطا کر۔ فکر و غم میں غلطاں میرے ماہ و سال کو حمد کے بہتے نیلے چشموں کی سی طاقت عطا کر دے۔

اللہ مجھے نفرت گزیدہ بارود بھرے اور شعلوں کے زندان جیسے حبس سے نکال۔ میرے اللہ میں ایسی قتل گاہوں میں ڈال دیا گیا ہوں جہاں وقت کے کالے بند دروازوں

میں کوئی مجھے سوچنے والا نہیں کوئی مجھے دیکھنے کوئی مجھے چاہنے والا نہیں ۔ میرے اللہ اس اذیت کی نگری سے نکال کر مجھے امن و روشنی کے کسی گھر ۔ چاہتوں کے کسی گہوارے اور رحمتوں کے کسی مسکن ۔ برکتوں کی کسی بستی اور آیتوں سے لپٹی خوشبو میں بسے لفظوں کے ماحول کی طرف رہنمائی کر ۔ مجھ پر رحم کر ۔ اے اللہ مجھ اپنی مہربانیوں اور رحمتوں کے دروازے کھول ۔ مجھے آگ و خون کے اس ماحول سے نکال ۔ اے اللہ جس مصیبت اور جس اذیت میں میں ڈالا گیا ہوں اگر یہ تیری طرف سے میرا امتحان میری آزمائیش ہے تو میں اس میں ثابت قدم رہونگا صبر کرونگا اور ہر حال میں تیرا ہی شکر ادا کرونگا ۔ میرے اللہ جو سزا مجھے مل گئی ہے اگر یہ میرے گناہوں کی پاداش میں تیری طرف سے عذاب ہے تو میرے اللہ میں تیرے سامنے سر بسجود ہو کر گڑ گڑاتے ہوئے معافی مانگتا ہوں ۔ مجھ سے اس عذاب کو ٹال ۔ اسکے ساتھ ہی ابن مغیث ننگی زمین کے سینے پر سجدے میں گر گیا تھا اور روتی آواز اور گڑ گڑاتے لہجے میں پھر کہہ رہا تھا اللہ مجھ سے اس عذاب کو ٹال ۔ اللہ مجھ سے اس عذاب کو ٹال میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں ۔ رحم کی بھیک کا طلبگار ہوں ۔

اس کے ساتھ ہی ابن مغیث ایک بار پھر اٹھ کر بیٹھ گیا اپنے جسم کو اس نے ڈھیلا چھوڑ دیا انتہائی بے کسی سے اس نے گردن جھکالی تھی ۔ اس کے پیچھے خراس کے ستون کا سہارا لئے ابھی تک سیر ہچکیوں اور سسکیوں میں کافی بلند آواز میں رو رہی تھی ۔

اس موقع پر ابن مغیث نے مڑ کر پیچھے دیکھا پھر اس نے سیر کو مخاطب کیا ۔

اے نیک دل اور مہربان لڑکی ۔ تیری بڑی مہربانی تیرا بڑا شکریہ تو مجھ جیسے شخص کے ساتھ ہمدردی اور دردمندی کا اظہار کر رہی ہے ۔ میں تیرا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ ان اجنبی سرزمینوں میں تو میرے ساتھ اپنوں کا سلوک روا رکھے ہوئے ہے ۔ دیکھ میرے مقدر میں تاریکیاں اور اندھیرے لکھ دیئے گئے ہیں ۔ تو کیوں اپنے آپ کو ان تاریکیوں کی طرف لے جاتی ہے ۔ دیکھ مہربان لڑکی مجھ پر ظلم کرنے والے ظالم بڑے دراز دست ہیں ۔ تو اپنے بھائی کے ساتھ پر سکون رہ ۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دے ۔ جب تک میری سانس میں سانس ہے مجھے ان کے ظلم ستم کو برداشت کرنا ہی ہے ۔

ابن مغیث کی اس گفتگو کا جواب دینے کے بجائے سیر بے چاری نے جلدی جلدی اپنے آپ کو سنبھال لیا اپنے بہتے آنسو اس نے اپنے سر پر بندھے ہوئے رومال سے پونچھ لئے ۔

فوراً اپنی حالت کو سنبھالا پھر اس نے ابن مغیث کو مخاطب کیا ۔

ابن مغیث سنبھل کر بیٹھو ۔ تمہارا ماریئوس اور اسکا بھائی ارزیلہ دونوں آرہے ہیں دیکھو وہ تمہارے متعلق کیا فیصلہ کرتے ہیں ۔ جواب میں ابن مغیث انتہائی بے بسی میں کہنے لگا ۔

مجھے کیا سنبھلنا ہے جو مظالم یہ مجھ پر کر رہے ہیں یہ اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم کرینگے بہر حال دیکھتا ہوں یہ کیا کرتے ہیں ۔ اس کے بعد ابن مغیث اپنی جگہ پر بیٹھا رہا ۔

تھوڑی دیر بعد ماریئوس اور ارزیلہ بھی وہاں پہنچ گئے ۔ پھر ذرا فاصلے پر دونوں بھائی رک گئے اور اشارے سے ارزیلہ نے سیر کو اپنی طرف بلایا ۔ سیر چپ چاپ آگے بڑھی اور ان دونوں بھائیوں کے قریب جا کھڑی ہوئی ۔ ابن مغیث بھی گردن گھمائے ان کی طرف دیکھ رہا تھا ارزیلہ نے سیر کو مخاطب کیا ۔

سیر یہ میرے بڑے بھائی ماریئوس ہیں ۔ میں نے ان سے تمہارے ساتھ محبت کرنے اور چاہنے کا انکشاف کیا ہے اور یہ تمہیں دیکھنا چاہتے تھے ۔ ارزیلہ اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا اسلئے کہ اس کے بعد اس کا بھائی ماریئوس بول پڑا ۔

سیر میری بہن ! میں اپنے بھائی کی پسند کی داد دیتا ہوں ۔ یقیناً ارزیلہ نے اپنے لئے بہترین لڑکی کا انتخاب کیا ہے ۔ سیر میں یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ تم جیسی خوبصورت لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی ۔ اگر تم میرے بھائی کی زندگی کا ساتھی اور اسکی رفیقہ بنو تو میں سمجھونگا یہ میری ہی نہیں میرے بھائی ارزیلہ کی بھی خوش قسمتی ہو گی ۔ کہو اس سلسلے میں تمہارا کیا جواب ہے ۔

سیر تھوڑی دیر تک خاموش رہی اس کے بعد اس کی لرزتی کانپتی آواز سنائی دی ۔

میں اس سلسلے میں فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتی ۔ میں آپ دونوں سے گزارش کرتی ہوں کہ چند ہفتے مجھے سوچنے سمجھنے کی مہلت دیں اس کے بعد میں کوئی فیصلہ دے سکونگی ساریئوس جھٹ بول پڑا ۔

ہم دونوں بھائیوں کو تمہارا یہ فیصلہ منظور ہے ۔ چونکہ اس غلام ابن مغیث کو تمہاری خاطر میرا بھائی چھوڑ چکا ہے لہذا تم اسے اپنے ساتھ لے جا سکتی ہو ۔ اس کے ساتھ ہی ماریئوس اور ارزیلہ دونوں بھائی مڑے اور وہاں سے چلے گئے تھے ۔ ان کے جانیکے بعد آہستہ

آہستہ بیماروں کی سی چال چلتے ہوئے سیر بیچاری ابن مغیث کے پاس آئی اور روتی آواز بجھتے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

ابن مغیث وہ دونوں بھائی جاچکے ہیں تمہیں انہوں نے میرے کہنے پر معاف کر دیا ہے چلو چلیں ۔یہاں بیٹھنا بے سود ہے تمہیں آرام کی ضرورت ہے ۔اس کے ساتھ ہی ابن مغیث اٹھ کھڑا ہوا اور غور سے اس نے سیر کی طرف دیکھا۔

سیر! میں تو کولہو کا وہ بیل ہوں جس پر تھکاوٹ اب کوئی اثر نہیں کرتی ۔ تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو اور جا۔ میں اب اپنی رہائش گاہ کی طرف جاؤنگا سیر نے ستون کے پاس سے وہ گٹھری اٹھائی جس میں اس نے ابن مغیث کے لئے کپڑے باندھ رکھے تھے ۔ پھر وہ ہمدردی میں کہنے لگی ابن مغیث ۔تو میرے گھوڑے پر بیٹھ جا۔اور مجھے بتا تیری رہائش کہاں ہے ۔وہاں تک میں گھوڑے کے ساتھ پیدل چلونگی ۔

ابن مغیث نے عجیب سے انداز میں سیر کی طرف دیکھا۔

ایسا ممکن نہیں ۔تو اپنے گھر جا۔ تیرا ماموں تیری ماں تیرا بھائی فکر مند ہونگے ۔ میں اپنی رہائش گاہ کی طرف جاتا ہوں ۔ سیر پھر کہنے لگی ۔

نہیں ۔ابن مغیث میں یوں نہیں جاؤنگی تمہیں اپنے ساتھ لے کر جاؤنگی یا تو تم میرے ساتھ میری حویلی چلو اور اگر ایسا نہیں تو مجھے اپنے ساتھ اپنی رہائش گاہ کی طرف لے کر چلو تاکہ میں تمہاری رہائش گاہ بھی دیکھ لوں ۔اگر تم نے ٹالنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا میں ٹلونگی نہیں ۔ہار مانتے ہوئے ابن مغیث کہنے لگا اگر ایسی بات ہے تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ سیر نے آگے بڑھ کر اپنے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہنے لگی ابن مغیث اگر تم میرے گھوڑے پر سوار نہیں ہونا چاہتے تو میں تمہارے ساتھ پیدل ہی چلتی ہوں ۔اس پر ابن مغیث خاموش رہا پھر وہ دونوں ایک سمت بڑھنے لگے تھے ۔

پائیرس نام کی بستی سے باہر جہاں مارینوس اور اسکے بھائی ارزیلہ کے ریوڑ رکھنے کے لئے چند حصوں میں مختلف باڑے بنے ہوئے تھے ان میں سے ایک باڑے کے پاس پرانی لکڑی کے بوسیدہ سے پانچ کمرے بنے ہوئے تھے ۔ان کمروں میں سے ایک میں ابن مغیث داخل ہوا۔ سیر نے بھی اپنے گھوڑے کو اس کمرے سے باہر باندھ دیا وہ اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی ۔

سیر نے دیکھا کمرے میں دائیں بائیں اور سامنے چٹائیوں پر تین بستر لگے ہوئے تھے سامنے والے بستر پر ابن مغیث بیٹھ گیا تھا۔ سیر بیچاری تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں کمرے اور فرش پر لگے ہوئے بستروں کا جائزہ لیتی رہی ۔تینوں بستروں میں سے ہر ایک پر چٹائی کے اوپر ایک ایک بوسیدہ چادر تھی ۔سردی سے بچنے کے لئے ایک کونے میں پھٹے پرانے تین لحاف پڑے ہوئے تھے ۔کمرے کا جائزہ لینے کے بعد ابن مغیث کے دائیں جانب جو بستر تھا۔اس پر سیر بیٹھ گئی اس موقع پر ابن مغیث نے سیر کو مخاطب کیا۔

یہ کمرہ میرے اور میرے دونوں ساتھیوں کی رہائش گاہ ہے جس بستر پر میں بیٹھا ہوں یہ میرا بستر ہے ۔جس بستر پر تم بیٹھی ہو یہ مغیرہ بن عیاض کا تمہارے سامنے والا بستر حمود بن مغیرہ کا ہے ۔اسی پرانے اور بوسیدہ بستر پر بیٹھ کر میں ہر روز اپنے خداوند کے حضور دعا مانگتا ہوں کہ اللہ مجھے اس زندان سے بدتر زندگی سے نجات دے ۔

سیر کچھ سوچتی رہی اس کے بعد اس نے حلاوت بھری آواز میں ابن مغیث کو مخاطب کیا۔

تم اپنے ماں باپ سے ملنے کیوں نہیں جاتے ہو۔

سیر کے اس سوال پر ابن مغیث بیچارہ صحرا کی خالی رات کی مانند افسردہ شیشے پر برستی گرد کی بارش کی طرح اداس اور بوسیدہ دریچوں سے ابھرتے خود سے گریزاں سایوں جیسا ویران ہو کر رہ گیا تھا۔ سیر اس کی کیفیت بھانپ گئی تھی ۔لہذا اس نے پھر کہنا شروع کیا۔

اس گفتگو سے میرا مطلب تمہاری دل شکنی نہیں بلکہ میں حقیقی معنوں میں میں تمہیں تمہارے ماں باپ سے ملانا چاہتی ہوں ۔اگر تم اجازت دو تو میں اس سلسلہ میں ارزیلہ سے بات کروں گی ۔مجھے امید ہے کہ وہ تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس جانے کی اجازت دے دیں گے ۔اگر ایسا ہوا تو میں بھی تمہارے ساتھ تمہارے ماں باپ سے ملنے جاؤنگی مغیث میں نے اب ارزیلہ اور اس کے بھائی مارینوس سے ملنا شروع کر دیا ہے مغیث میں انہیں کسی مقصد کے تحت مل رہی ہوں اور مجھے امید ہے کہ عنقریب میں ان سے بات کر کے تمہیں اس زنجیر کے بوجھ سے بھی نجات دلا دوں گی ۔

سیر کی اس گفتگو سے ابن مغیث بیچارہ پھیلے اندھیروں میں بکھرتی جھلملاتی سنہری

روشنی اور گلابوں کی شفق رنگ بہار میں گنگناتی آرزوؤں جیسی امیدوں کی مانند شاداب ہو کے رہ گیا تھا پھر لکڑی کے اس بوسیدہ کمرے میں اس کی آواز سنائی دی۔

اگر تو ارزیلہ سے بات کر کے مجھے اپنے ماں باپ سے ملنے کی اجازت دلا دے تو میں زندگی بھر تیرا ممنون رہونگا۔ اس موقع پر سیر نے غور سے ابن مغیث کی طرف دیکھا۔

ابن مغیث ایسا کرنے کے لئے میری ایک شرط ہے ابن مغیث نے جھٹ پوچھ لیا۔ کیسی شرط؟ شرط یہ ہے کہ جب ارزیلہ یا اس کا بھائی بارنیوس تمہیں اپنے ماں باپ سے ملنے کی اجازت دیگا تو تم مجھے بھی اپنے ساتھ اپنے ماں باپ سے ملانے لے جاؤ گے۔

جواب میں ہلکی سی مسکراہٹ میں ابن مغیث بول اٹھا میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھے اپنے ماں باپ سے ملنے کی اجازت مل گئی تو میں تمہیں اپنے ساتھ اپنے ماں اور باپ کے پاس لے کے جاؤنگا۔ ابن مغیث کے اس انکشاف پر سیر کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا پر جلد ہی وہ سنجیدہ ہو گئی اور کسی قدر خفگی میں کہنے لگی ابن مغیث مجھے تم سے ایک شکایت اور شکوہ بھی ہے ابن مغیث نے جھٹ پوچھ لیا کیسی شکایت کیسا شکوہ؟

ابن مغیث! میرا نام سیر ہے اور تم اس نام سے اچھی طرح واقف ہو۔ پھر تم بار بار کیوں مجھے کبھی مہربان کبھی نیک دل لڑکی کہہ کے مخاطب کرتے ہو۔ اس لئے میری تم سے التماس ہے کہ آئندہ تم مجھے میرے نام سیر ہی سے مخاطب کیا کرو۔ اسی میں میری خوشی میرا سکون ہے۔

جو کچھ ہوا میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میں تمہیں سیر ہی کہہ کے مخاطب کیا کرونگا۔ ابن مغیث کی اس بات کا جواب دینے کے بجائے سیر نے فوراً گٹھری کھولی اس میں سے ایک لباس نکالا پھر وہ لباس اس نے ابن مغیث کے سامنے رکھتے ہوئے کہا ابن مغیث میں تیرے لئے یہ نئے کپڑے بنا کے لائی ہوں میں نے تین جوڑے کپڑے کے تیار کئے تھے ایک عم مغیرہ بن عیاض دوسرا اس کے بیٹے کو دے کے آئی ہوں اور تیرا تمہارے لئے یہاں لے کے آئی ہوں۔ میری تم سے گزارش ہے کہ یہ جو تم نے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہیں انہیں اتار دینا اور نہادھو کے یہ یہ نئے کپڑے پہننا۔ کل دوپہر جب تم ہمارے گھر آؤ تو پرانے کے بجائے تمہیں نئے کپڑے پہنے ہونے چاہئیں۔ اور

سنو کل ہی میں شام کے قریب جس وقت تم کوہستانی سلسلہ سے اپنا ریوڑ یہاں باڑے میں لے کر آ چکے ہو گے ارزیلہ سے تمہارے لئے تمہارے ماں باپ کے پاس جانے کی اجازت حاصل کروں گی۔

ابن مغیث تھوڑی دیر تک ان کپڑوں کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا جو سیر اس کے لئے لے کے آئی تھی وہ بیحد سنجیدہ ہو چکا تھا۔ اس کے بعد لکڑی کے اس کمرے میں اس کی آواز بلند ہوگی۔

سیر! تم مجھ پر احسان پر احسان کئے چلی جا رہی ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک وقت ایسا آئے کہ میں اس بوجھ تلے دب کے ہی رہ جاؤں اور کبھی اپنی گردن تک سیدھی نہ کر سکوں ابن مغیث کی حوصلہ افزائی کے لئے سیر جھٹ بول پڑی۔

یہ تم کوئی احسان نہیں ہے یوں جانو میں نے اپنے ماموں اپنی ماں بھائی اور اپنی خوشنودی کے لئے تمہارے اور تمہارے دونوں ساتھیوں کے لئے یہ کپڑے بنائے ہیں اور مجھے امید ہے تم پسند کرو گے اور آج نہادھو کے یہی کپڑے پہنو گے اور کل دوپہر جب ہمارے یہاں آؤ تو یہی نئے کپڑے پہنے ہوئے ہو۔ اب میں جاتی ہوں تم آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی سیر اس کمرے سے باہر آئی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی اور اسے ایڑ لگا کر چلی گئی تھی۔ جب کہ ابن مغیث بیچارہ کچھ سوچتے ہوئے بوسیدہ بستر پر لیٹ کر آرام کرنے لگا تھا۔

دوسرے روز سیر اور اس کا ماموں زوئیس دونوں سہ پہر کے بعد گھوڑ دوڑ کے بعد جب اپنے گھوڑوں کو درمیانہ روی سے ہانکتے ہوئے اس سمت جا رہے تھے جہاں ابن مغیث اپنے دونوں ساتھیوں کیساتھ کوہستانی سلسلہ کی ایک چوٹی پر بیٹھا کرتا تھا تو اچانک ایک سمت سے ارزیلہ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی سیر خوش ہو گئی تھی پھر اپنے ماموں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

ماموں! وہ دائیں جانب دیکھو ارزیلہ آ رہا ہے میں نے گزشتہ شب ابن مغیث سے متعلق آپ سے گفتگو کی تھی کہ میں ارزیلہ سے اجازت لے کر اسے اس کے ماں باپ کے پاس لے کے جاؤں گی میرا ارادہ تھا کہ میں خود مغیث کو ساتھ لے کے ارزیلہ کے پاس جاؤنگی اور مجھے امید تھی کہ وہ مجھے اجازت دیدیگا ماموں دیکھو ارزیلہ خود ہی اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آ رہا ہے اب مجھے اس کے ہاں اس کی بستی کی طرف جانے کی ضرورت نہیں

پڑیگی میرے خیال میں میں ابھی اس سے بات کر لیتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ یہ میری بات جان جائیگا۔ آپ یہیں رکیں میں اس سے بات کرتی ہوں اس کے ساتھ ہی سیمر نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگا کر تیز رفتاری سے اس سمت بڑھایا جس سمت سے ارزیلہ آرہا تھا۔

سیمر کے قریب آکر ارزیلہ نے اپنے گھوڑے کو روک دیا پھر اس نے بڑی اپنائیت میں پوچھا سیمر تو کیسی ہے جواب میں سیمر بھی مسکرا دی اور کہنے لگی میں خوش قسمت ہوں کہ تم مجھے اس کوہستانی سلسلہ میں مل گئے ہو ورنہ آج شام میں تمہارے پاس ہی آنے والی تھی سیمر کے اس انکشاف پر ارزیلہ کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ جیسے اس پر خوشیوں کی بارش کر دی گئی ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ اس انکشاف کی لذت میں ڈوبا رہا پھر اس نے پوچھا۔

تم کس کام کے سلسلہ میں شام کے وقت میرے پاس آنا چاہتی تھیں۔ سیمر جھٹ بول پڑی۔

اب جبکہ ہم دونوں ایک دوسرے سے آشنا ہو چکے ہیں میں تم سے ایک اجازت لینا چاہتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم مایوس نہیں کروگے۔ دیکھ ارزیلہ میں چاہتی ہوں کہ تم ابن مغیث کو اس کے ماں باپ کے پاس جانے کی اجازت دیدو۔ تھوڑی دیر یہ وہاں رکے گا اپنے ماں باپ سے ملے گا پھر واپس آجائے گا۔

ارزیلہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر سیمر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

تمہارے کہنے پر میں اسے اس کے ماں باپ سے ملنے کی اجازت تو دے دیتا ہوں لیکن یہ ضمانت کون دے گا کہ وہ اپنے ماں باپ سے مل کر واپس آجائے گا۔ اس پر سیمر کہنے لگی ارزیلہ میں تمہارے مطلب کو خوب سمجھتی ہوں میں اس ابن مغیث کے ساتھ اس کے ماں باپ کے پاس جاؤنگی اور اسے واپس لے کے آؤں گی اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ بھاگ جائے گا تو ہرگز نہیں میں اسے بھاگنے نہیں دونگی۔ اس کے ماں باپ سے ملا کے واپس لاؤنگی یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔

ارزیلہ کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔ تم کب اسے اس کے ماں باپ کے پاس لے جانا چاہتی ہو سیمر نے اپنے گلاب جیسے ہونٹوں پر قاتل مسکراہٹ پھیرتے ہوئے کہا۔ ارزیلہ میں چاہتی ہوں کہ میں اسے کل ہی اس کے ماں باپ کے پاس لے جاؤں۔ صبح ہی صبح اسے لے کے نکلوں اور شام سے پہلے پہلے اسے واپس لا کر تم لوگوں کے حوالے کر دوں گی مجھے

امید ہے کہ تم مجھے مایوس نہیں کروگے۔

سیمر! تم کل صبح ابن مغیث کو ساتھ لے جاکے اس کے ماں باپ سے ملا سکتی ہو اس سلسلہ میں میں اپنے بھائی مارینوس سے بات کر لونگا مجھے امید ہے اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اگر ہوگا بھی تو میں اسے منالونگا تم اس کی کوئی فکر نہ کرو۔ تم اسے کل دن کے کسی بھی وقت اپنے ماں باپ کے پاس لے جاسکتی ہو۔ ارزیلہ نے بڑے غور اور شوق سے سیمر کی طرف دیکھتے ہوئے یہ اجازت دی تھی۔

ارزیلہ کی اجازت سے سیمر بے پناہ خوشیاں محسوس کر رہی تھی پھر اس نے بات کا رخ بدلا۔ ارزیلہ تم اپنے گھوڑے کو بھگاتے ہوئے کس سمت جا رہے تھے۔ جواب میں ارزیلہ شوق بھری آواز میں کہنے لگا۔

میں نے کہاں جانا ہے میں تو تم سے ہی ملنے آرہا تھا۔ سیمر کہنے لگی اچھا میرے خیال میں آج کی ملاقات اتنی ہی کافی ہے وہ دیکھو میرا ماموں کھڑا میرا منتظر ہے اب میں جاتی ہوں ارزیلہ نے بھی سیمر سے اتفاق کیا پھر اس نے اپنے گھوڑے کو موڑا اسے ایڑ لگائی اور جس سمت سے وہ آیا تھا اسی سمت اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔ سیمر اپنے گھوڑے کو بھگاتی ہوئی اپنے ماموں کی پاس آئی اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

ماموں ارزیلہ سے میں نے ابن مغیث کے لئے اجازت لے لی ہے۔ میں اب کل صبح ہی صبح اسے لے کے اس کے ماں باپ کے پاس ملانے لے جاؤں گی۔ میرے خیال میں اب آؤ چلیں ابن مغیث سے بات کرتے ہیں۔ سیمر کے اس انکشاف پر زوئیس بھی خوش ہو گیا تھا۔ پھر دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور اس جانب بڑے جہاں کوہستانی سلسلہ کے اوپر مغیث، مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔

سیمر اور زوئیس دونوں ماموں بھانجی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے اس جگہ آرکے جہاں ابن مغیث مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ کوہستانی سلسلہ کی ایک بلند چوٹی کے قریب پتھروں کی ٹیک لگائے بیٹھے تھے جونہی وہ ماموں بھانجی قریب گئے وہ تینوں اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے۔

قریب جا کر سیمر اور زوئیس دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے پھر سیمر نے اپنے گھوڑے کی لگام چھوڑی چند قدم آگے بڑھی ابن مغیث کے قریب ہوئی پھر اسے مخاطب کیا۔

میں نے تیرے آقا ماریونس کے بھائی ارزیلہ سے اجازت حاصل کر لی ہے اب کل تم اپنے ماں باپ سے مل سکو گے اور سنو میں تمہارے ساتھ جاؤنگی میں تمہاری ماں تمہارے باپ سے ملنا چاہتی ہوں ۔ ابن مغیث کل جب تو اس ریوڑ کیساتھ اس کوہستانی سلسلہ کی طرف آئے تو ریوڑ کو چھوڑ کر سیدھا ہماری حویلی میں آنا وہاں سے ہم بروجہ نام کی اس بستی کی طرف روانہ ہونگے جہاں تمہارے ماں باپ رہتے ہیں ۔

تھوڑی دیر تک ابن مغیث خاموش رہا تاہم اس کی آنکھوں میں شکر گذاری کے جزبے جوش مار رہے تھے اس کے چہرے پر ممنونیت کے گہرے تاثرات تھے کچھ دیر خاموش رہ کر وہ سوچتا رہا اس کے بعد وہ بول پڑا ۔

نیک دل لڑکی ! تمہارے مجھ پر اس قدر احسانات ہوتے جا رہے ہیں کہ میں اپنے کندھوں پر ایسا بوجھ محسوس کرنے لگا ہوں جسے میں زندگی بھر نہ اتار سکوں گا بہرحال میں تہہ دل سے تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تو نے ارزیلہ سے میرے لئے ماں باپ سے ملنے کی اجازت حاصل کی ۔

سیر تھوڑی دیر تک گہرے انداز میں اس کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ بول اٹھی ۔

میں نے پہلے بھی احتجاج کیا تھا کہ نا تو مجھے نیک دل لڑکی نا مہربان لڑکی کہہ کے مخاطب کیا کر ۔ ابن مغیث فوراً معزرت طلب انداز میں بول اٹھا ۔

مجھے لغزش سی ہو جاتی ہے بہرحال میں آئندہ محتاط رہونگا اور تمہیں تمہارے نام سے ہی مخاطب کیا کرونگا ۔ تیری تجویز کے مطابق میں کل حویلی آؤنگا ۔ اور وہاں سے اپنے ماں اور باپ کی طرف روانہ ہونگا ۔

ابن مغیث جب اپنی بات ختم کر چکا تو بوڑھا مغیرہ بن عیاض بول اٹھا ۔

میری بیٹی ! میں تمہارا تمہارے ماموں زوئیس کا انتہا درجہ کا ممنون ہوں ۔ میری بیٹی میری بچی یہ جو تم نے ابن مغیث کے لئے اس کے ماں باپ سے ملانے کی اجازت حاصل کی ہے یہ وہ کام تھا جو ہمارے لئے کم از کم ناممکن تھا ۔ ہم تینوں تمہارے شکر گذار ہیں ۔

تم سب کو میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یوں جانو جو کچھ میں کر رہی ہوں یہ وقت کا تقاضا اور ماحول کی ضرورت تھی بس اس کے لئے تمہیں میرا اور میرے ماموں کا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس کے ساتھ ہی سیر پیچھے ہٹی دوبارہ اپنے

گھوڑے پر بیٹھی زوئیس بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھا پھر وہ دونوں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر وہاں سے چلے گئے تھے ۔

○○○○

دوسرے روز عبدالکریم بن مغیث اور سیر دونوں پہلو با پہلو اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے بروجہ نام کی اس بستی کا رخ کر رہے تھے جس میں ابن مغیث کے ماں باپ غلامانہ زندگی بسر کر رہے تھے ۔ بروجہ نام کی اس بستی کے قریب جا کر اچانک ابن مغیث نے اپنے گھوڑے کا رخ موڑا اور بروجہ نام کی بستی کے نواح میں ایک بہت بڑے باغ کا اس نے رخ کیا ۔ سیر نے بھی اپنے گھوڑے کو اس کے پیچھے پیچھے ڈال دیا تھا ۔

پھر اپنے گھوڑے کو درمیانہ روی سے ہانکتا ہوا ابن مغیث ایک باغ میں داخل ہوا اچانک اپنے سامنے ایک بوڑھے کو باغ میں مصروف کار دیکھتے ہی ابن مغیث اپنے گھوڑے سے اتر گیا اتنی دیر تک وہ بوڑھا زمین میں کدال چلاتے چلاتے رک گیا اس نے کمر سیدھی کی اور جونہی اس کی نگاہ عبدالکریم پر پڑی اس نے کدال پھینک دی اپنے دونوں بازو والہانہ سے انداز میں پھیلاتا ہوا وہ بری طرح عبدالکریم کو پکارتا ہوا اس کی طرف بھاگا تھا ۔ عبدالکریم بھی بیچارا بازو اور ٹانگ میں بندھی وزنی زنجیر کو گھسیٹتا ہوا اپنے بازو پھیلاتا اپنے بوڑھے باپ کی طرف بھاگا تھا ۔ جس کا نام مغیث تھا ۔

سیر سمجھ گئی تھی کہ وہ بوڑھا عبدالکریم کا باپ ہے لہذا وہ بھی اپنے گھوڑے سے اتر گئی ۔ اپنے اور عبدالکریم کے گھوڑے کی باگیں پکڑے وہ بھی آہستہ آہستہ آگے بڑھ گئی تھی

عبدالکریم اور اس کا باپ مغیث دونوں باپ بیٹا بری طرح ایک دوسرے سے لپٹ گئے تھے ۔ عبدالکریم کا باپ مغیث کافی دیر تک اسے چومتا رہا کبھی اس کی پیشانی کبھی گال منہ گردن اور شانے پر بوسے دیتا کبھی وہ اس کا سر چومتا پھر گلے سے لگاتا تھا اس کے بعد اچانک مغیث نے اپنے بیٹے عبدالکریم کو علیحدہ کیا اور بڑی غمگین سی آواز میں پوچھنے لگا ۔

میرے بیٹے ! یہ زنجیر تجھے کس نے پہنا دی ہے جواب میں مغموم سی آواز میں عبدالکریم بول پڑا ۔

میرے باپ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اے میرے باپ آپ جانتے ہیں

آپ سے ملنے کے لئے میں اکثر اپنے نئے آقا سے یہاں بھاگ آتا تھا۔ میرے روز روز بھاگنے سے تنگ آکر میرے آقا نے میرے ہاتھ اور پاؤں میں یہ زنجیر پہنا دی ہے۔ تاکہ میں بھاگ نہ سکوں۔ میرے باپ فکر مندمت ہو ناغلامی کی سزا تیرا میرا اور میری ماں کا مقدر نہیں ہے۔ حالات ایک روز ضرور بدلیں گے ہماری زندگی میں بھی عنقریب انقلاب رونما ہو گا۔

زنجیروں میں جکڑے ہوئے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے مغیث غمزدہ ہو گیا تھا پھر اس نے اپنے بیٹے کو مخاطب کیا۔

میرے بیٹے میرے بچے روز وشب کے اس پیہم سلسلہ میں کیا ہمارے لئے طرب کا کوئی گرم امسنوں نہیں رہا ہم لوگوں کو ہمیشہ کے لئے نادیدہ گہرائیوں کی بے بضاعتی کی جھیل میں ڈال دیا گیا ہے میرے فرزند ہر پکھیرو کی ایک بولی ہوتی ہے۔ ہر سال کے لئے کسی مہربان ساون کی پھوار ہوتی ہے۔ لیکن ہم تو ہر خوشی سے ہی محروم کر دیئے گئے ہیں۔

عبدالکریم میرے بیٹے زندگی اب بوجھ بن گئی ہے دشت امکان کی ہر جہت میں ہم تینوں کے لئے کالا پانی پیلی رت ہی رہ گئی ہے۔ تیری جدائی تیری فرقت میں میں اور تیری ماں ایسے بے گھر مسافر کی طرح ہیں جنہیں تاریک اندھی کوٹھڑی میں آفتوں کی سرخ آنکھیں گھورتی ہوں اور ان کی سوچوں پر غالب آتی رہتی ہوں میرے بیٹے میرے بچے تیرے بغیر تیری جدائی میں میں اور تیری ماں دونوں ہی خود سے کوسوں دور اور خود سے کیسے گریزاں ہو کے رہ گئے ہیں۔

اپنے باپ کی یہ گفتگو سنتے ہوئے عبدالکریم دکھی ہو گیا تھا۔ ایک بار پھر اپنے باپ کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اس کے شانے پر طویل بوسہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔

میں جانتا ہوں تم دونوں پر کیا مصیبت گزرتی ہے اے میرے باپ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ یہ برا وقت زیادہ دیر تک نہیں رہے گا اچانک مغیث کی نگاہ عبدالکریم کے پیچھے کھڑی گھوڑوں کی باگیں پکڑے سمیر پر پڑی ابھی وہ سمیر سے متعلق کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ عبدالکریم بول پڑا۔

اے میرے باپ! اس لڑکی کا نام سمیر ہے یہ بڑی مہربان ہے۔ جس کوہستانی سلسلہ میں میں اور مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ ریوڑ چراتے ہیں اس کوہستانی سلسلہ کے اندر ہی ان کی بستی ہے۔ یہ اس کا ماموں اس کی ماں اس کا بھائی ہم تینوں پر بڑے

مہربان ہیں اور ہر روز ہمیں دوپہر کا کھانا یہ فراہم کرتے ہیں اس لئے کہ ہمارا آقا ہمیں پیٹ بھر کے کھانا نہیں دیتا۔ میرے باپ ان لوگوں کی مہربانی کی وجہ سے آج میں تم سے مل رہا ہوں اس سمیر نے میرے آقا کے بھائی سے اجازت لی اور اسی اجازت کی بنا پر میں اس کے ساتھ تم سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔

عبدالکریم سے ہٹ کر مغیث سمیر کے پاس آیا اور شفقت آمیز انداز میں اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

میری بیٹی! میں تیرا تیرے ماموں تیری ماں تیرے بھائی کا شکر گزار ہوں کہ تم لوگ میرے بیٹے کا خیال رکھتے ہو میری بچی حالات نے کبھی اجازت دی تو میں تیرے ماموں تیری ماں کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا شکریہ ضرور ادا کروں گا۔

ایک بار پھر مغیث عبدالکریم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ عبدالکریم تم اس سمیر کو لے کر آہستہ آہستہ میرے پیچھے آؤ۔ میں پہلے جا کر تمہاری ماں سے بات کرتا ہوں۔ اگر تم ایک دم اس کے سامنے گئے تو مجھے خطرہ ہے کہ وہ کہیں تمہارے آنے کی خوشی میں دم ہی نہ توڑ جائے۔ اگر ایسا ہوا تو تو جانتا ہے میرے بیٹے اس کے بغیر میں کیسے زندہ رہوں گا۔ میرے بیٹے تیری ماں آنکھوں سے اندھی ضرور ہے لیکن اس دور میں اس کی ذات میرے لئے بڑا سہارا میرے لئے امیدوں بھرا ایک مسکن ہے۔ اب تو میرے پیچھے پیچھے آ میں تم سے پہلے جا کر تمہارے متعلق تمہاری ماں سے بات کرتا ہوں۔

مغیث ایک طرف چل دیا۔ عبدالکریم اور سمیر دونوں چپ چاپ اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔ باغ کے وسط میں ملازموں کے لئے لکڑی اور پھونس کے مکانات بنے ہوئے تھے اس میں سے ایک میں مغیث داخل ہوا۔ ہاتھ کے اشارے سے اس نے عبدالکریم اور سمیر کو رکنے کے لئے کہا۔ جواب میں عبدالکریم اور سمیر دونوں وہیں رک گئے تھے۔ جبکہ مغیث اس کمرے میں چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مغیث باہر آیا اور دونوں کو اندر آنے کا اشارہ کیا سمیر نے دونوں گھوڑوں کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا پھر عبدالکریم کے ساتھ لکڑی اور پھونس سے بنے ہوئے اس مکان میں داخل ہوئی تھی۔ وہ مکان چھوٹے چھوٹے دو کمروں پر مشتمل تھا جس میں عبدالکریم کے ساتھ سمیر داخل ہوئی تھی اس کمرے کے وسط میں ایک بوڑھی عورت

انتہائی بیتابانہ انداز میں کھڑی تھی جونہی عبدالکریم کمرے میں داخل ہوا وہ ماں ماں پکارتا ہوا اس کی طرف بھاگا جواب میں اس بوڑھی عورت نے بھی اپنے بازو پھیلا دیئے تھے پھر عبدالکریم بھاگ کر اس بوڑھی عورت کے بازوؤں میں سما گیا وہ بوڑھی عورت اس کی ماں تھی ۔ یہ منظر دیکھتے ہوئے سیر کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے ۔

مغیث کی طرح عبدالکریم کی ماں بھی کافی دیر تک عبدالکریم کو بری طرح چومتی رہی ۔ پھر دکھی لہجے میں اس نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

میرے بیٹے ! میری راتیں تیرے آنے کی امید میں مہکتی ہیں اور میرے دن تجھ سے ملاقات کی جستجو میں بھٹکتے ہیں ۔ میرے بیٹے تیرا باپ مجھے بتا رہا تھا کہ چونکہ تو دو تین بار بھاگ کر مجھ سے ملنے یہاں آگیا تھا لہذا تیرے آقا نے تیرے پاؤں اور ہاتھوں میں لوہے کی بھاری وزنی زنجیر ڈال دی ہے ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ ادھر ادھر مارتے ہوئے اچانک زنجیر کو پکڑ لیا پھر تھکے لہجے میں کہنے لگی ۔

ہائے حیف ۔ کتنا ظالم ہے تیرا آقا جس نے تجھے اتنی بھاری زنجیر پہنا رکھی ہے ۔

تھوڑی دیر تک دکھ اور غم میں عبدالکریم کی ماں خاموش رہی اس کے بعد وہ دوبارہ بول پڑی

میرے بیٹے میرے بچے کب تک ہماری ذات کے پندار کے ٹکڑے بکھرے رہیں گے ۔ کب تک ہم بے چارگی کے خول میں بھٹکتے رہیں گے ۔ کب سموں کی آبنائے سے گزر کر کوئی رت بدلنے کی بشارت دیگا ۔ کب نفرت سے عبارت زندگی میں انگنت بگولوں کی خاک چھانتے رہیں گے ۔ کیا عمر بھر کی اسیری ہی ہمارا مقدر ہو کر رہ گئی ہے ۔ میرے بیٹے تیری جدائی تیری فرقت میں الجھے الجھے نوکیلے وسوسے مجھے اور تیرے باپ کو ہر وقت بھوکے گدھوں کی مانند نوچتے رہتے ہیں ۔ نہ جانے وہ وقت کب آئیگا جب تیری جدائی میں ہم دونوں کو ریزہ ریزہ بکھرتی یادوں اور ٹوٹے خوابوں کے نوکیلے ٹکڑوں سے نجات ملے گی ۔

عبدالکریم کچھ دیر تک اپنی ماں سے اس طرح لپٹا رہا جس طرح کوئی معصوم چھوٹا بچہ خوفزدہ ہو کر اپنی ماں کی گود میں آسودگی حاصل کرنے کے لئے لپٹ جاتا ہے پھر اس نے اپنی ماں کی ڈھارس اور تسلی کے لئے اسے مخاطب کیا ۔

ماں ! مغموم اور فکر مند مت ہو ۔ عنقریب تو دیکھے گی کہ میں اپنی راہ گزر کے ہر

سانپ کو پاؤں تلے کچلتا ہوا آزادی حاصل کروں گا میری ماں اس روز کوئی بند دروازہ مجھے روک نہ سکے گا اس روز میری صدائیں ہر حصار کو توڑیں گی اس روز میرے پاؤں میں نہ تھکن کی کوئی زنجیر ہو گی اور نہ بازو میں کوئی بوجھل پن ۔ میری ماں اس روز میں خود اپنی ذات کا زر سفر ہوں گا اپنے عہد کے ہر غبار آلود موسم کو میرا عزم میرے راستوں کو چمکائے گا میری ماں فکر مند مت ہو عنقریب ہمیں اس قید اس اسیری سے چھٹکارہ ملے گا میری ماں وہ وقت جلد آنے والا ہے جب ہم تینوں مل کر آندھیوں میں چراغ جلائیں گے اس روز کوئی ہمیں اپنے اندھیروں میں اسیر نہ کر سکے گا ماں آج اگر لوگوں نے ہمیں قتل گاہ میں کھڑا کر رکھا ہے تو یاد رکھنا آنے والا وقت ہمیں اوروں کے لئے قتل گاہ بنا دے گا اس روز ہر دست ہوس کی دسترس سے ہم باہر ہوں گے کوئی ہمیں ہوس کے لمحوں میں قید نہ کر سکے گا میری ماں عنقریب میں تمہیں بہار صبح ازل، پیغام فکر و عمل اور یقین و ایمان میں ڈھلی دل و نظر پر نقش بن جانے والی آزادی اور رہائی کا مژدہ سناؤں گا ۔

ابن مغیث کی ماں چند لمحوں تک گہری سوچوں میں کھوئی رہی پھر اپنی بے نور آنکھوں کو خوش کن انداز میں جھپکاتے ہوئے وہ بول اٹھی ۔

عبدالکریم میرے بیٹے خدا کرے تمہارے یہ الفاظ جلد حقیقت کا لبادہ پہنیں میرے بیٹے ۔ میرے بچے میرے فرزند ۔ میرے لئے وہ دن سب سے قیمتی متاع ہو گا جس روز تم آزادی حاصل کرو گے اور ایک آزاد انسان کی حیثیت سے مجھ سے اور اپنے باپ سے ملنے آؤ گے اور ہم دونوں کی بھی غلامی سے نجات کا دروازہ کھولو گے میرے بچے ۔ تیرا باپ یہ غلامانہ کام کرتے کرتے تھک چکا ہے اپنے بڑھاپے میں کب تک یہ اپنے مالک کے باغوں اور کھیتوں میں کدال چلاتا پھرے گا عبدالکریم نے فوراً اپنی ماں کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا ۔

میری ماں تو غمگین اور افسردہ مت ہو اگر یہ برے دن آئے ہیں تو وہ مالک جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے وہ ہمیں اچھے دنوں سے بھی ہمکنار کرے گا گفتگو کا موضوع چونکہ لمحہ بہ لمحہ سنجیدہ ہوتا چلا جا رہا تھا لہذا اس موقع پر سمیر نے دخل اندازی کی ۔

اپنے ساتھ جو گٹھڑی وہ لے کر آئی اس نے وہ کھولی ۔ پھر اس میں سے کپڑوں کے دو جوڑے نکال کر اس نے ابن مغیث کی ماں کی گود میں رکھتے ہوئے کہا ۔ ماں میں تیرے لئے کپڑوں کے دو نئے جوڑے لے کر آئی ہوں ۔ ساتھ ہی دو نئے جوڑے اس نے عبدالکریم کے

باپ مغیث کی گود میں بھی رکھ دیئے تھے اور بڑی شائستگی میں کہا یہ دو جوڑے آپ کے ہیں

سیمر کے اس سلوک پر ابن مغیث اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔اس نے سیمر کو مخاطب کیا

تو نے ان کپڑوں کا پہلے تو مجھ سے کوئی ذکر نہ کیا تھا جس وقت تو اپنی بستی سے میرے ساتھ چلی تھی اس وقت تو نے جب یہ گٹھری لی تھی تو مجھے کوئی خیال نہ گزرا تھا کہ اس گٹھری میں تو میرے ماں باپ کے لئے کپڑے لارہی ہے۔

سیمر فوراً اپنے دفاع میں بول پڑی۔

یہ کپڑے میں نے کئی دن پہلے سے بنا رکھے تھے مجھے امید تھی کہ میں ماریوس کے بھائی ارزیلہ سے تمہارے ماں باپ سے ملنے کی اجازت حاصل کر لونگی اس لئے میں نے یہ کپڑے تیار کر لئے تھے اور ارادہ کیا تھا کہ یہ میں آپ کے ماں باپ سے ملونگی اور ان کی خدمت میں یہ کپڑے پیش کرونگی۔ابن مغیث اس سلسلے میں مزید کچھ نہ کہنا۔جو کچھ میں کر رہی ہوں اس میں میری خوشی اور اطمینان پنہاں ہے۔

عبدالکریم نے کچھ نہ کہا تاہم اس کا باپ مغیث بول پڑا۔

بیٹی۔تو جو ہمارے بیٹے کا خیال رکھ رہی ہے اس کے لئے میں جس قدر تیرا شکریہ ادا کروں وہ کم ہے۔مغیث مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سیمر نے بولتے ہوئے فوراً اس کی بات کاٹ دی۔

آپ کو اس سلسلے میں کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔جو کچھ میں کر رہی ہوں وہ آپ کی ضرورت اور میری خوشی پر مشتمل ہے۔لہذا نہ ہی آپ کو میرا ممنون ہونے کی ضرورت ہے نہ ہی شکریہ ادا کرنے کی۔اس کے ساتھ ہی اپنے لباس کے اندر سے سیمر نے چھوٹی سی ایک تھیلی نکالی پھر وہ تھیلی اس نے عبدالکریم کے باپ مغیث کی گود میں رکھتے ہوئے انتہائی ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا۔

میرے محترم۔اس تھیلی میں چھوٹی سی رقم ہے یہ آپ رکھیں یہ میں اپنے ماموں اپنی ماں کے مشورے سے لے کر آئی ہوں یہاں آپ ماریوس کے غلام ہیں اور میں جانتی ہوں کہ آپ پابندی میں ڈوبی ہوئی زندگی بسر کر رہے ہیں اور زندگی کی ضروریات بھی کوئی آپ

کی پوری نہیں کرتا ہوگا آپ یہ نقدی رکھیں اور آپ اسے اپنے اور عبدالکریم کی ماں کی ضروریات پر خرچ کریں دیکھئے اس سلسلے میں مزید کچھ نہ کہیے گا اگر آپ نے اس نقدی کے متعلق کچھ کہا تو میں سمجھوں گی آپ مجھے اجنبی خیال کرتے ہیں میری عبدالکریم سے بھی یہی گذارش ہے کہ وہ بھی اس سلسلے میں کچھ نہ کہے سمیر کے اس جواب نے عبدالکریم کے ماں باپ اور عبدالکریم تینوں کو خاموش کر دیا اور وہ اس سلسلے میں کچھ نہ کہہ سکے۔

عبدالکریم کے باپ مغیث نے نقدی کی وہ تھیلی عبدالکریم کی ماں کی گود میں رکھ دی پھر اس نے انتہائی ہمدردی میں کہا عبدالکریم کی ماں۔یہ نقدی سنبھال میں سمجھتا ہوں سمیر ایک بیٹی ہی نہیں بلکہ فرشتہ صفت صورت بن کر ہمارے لئے نازل ہوئی ہے میں اپنے پاس ایسے الفاظ ہی نہیں پاتا جنہیں استعمال کر کے میں اس کا شکریہ ادا کر سکوں اس کے بعد مغیث نے اپنے بیٹے عبدالکریم کی طرف دیکھا۔

عبدالکریم۔میرے بیٹے۔سمیر کے ساتھ تم اپنی ماں کے پاس بیٹھو اس کا دل بہلاؤ میرا کھدائی کا تھوڑا سا کام ہے وہ میں ختم کر آؤں پھر لوٹتا ہوں اگر وہ ختم نہ ہوا تو مالک ناراض ہوگا اس پر عبدالکریم فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

اے میرے باپ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں سمیر ماں کے پاس بیٹھتی ہے آپ مجھے بتاتے جائیے گا جو کام کرنا ہے وہ میں ختم کر لوں گا بلکہ جو کام کل آپ نے کرنا ہے وہ بھی میں تمام کر دوں گا تاکہ کم از کم کل کا دن آپ آرام سے گذار سکیں۔

عبدالکریم کی اس گفتگو پر جہاں سمیر نے اسے تحسین آمیز انداز میں دیکھا تھا مغیث بے چارہ عجیب سے جذبے میں اپنے بیٹے کو دیکھتا رہا اس نے کچھ نہ کہا پھر وہ دونوں باپ بیٹے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے باہر نکل گئے تھے۔

شام تک سمیر اور عبدالکریم نے وہیں قیام کیا شام کے قریب دونوں وہاں سے نکل کر واپس چلے گئے تھے۔

OOOO

دوپہر سے تھوڑی دیر بعد سمیر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اپنے ماموں زوئیس کے باغ میں داخل ہوئی باغ میں اس وقت سمیر کا ماموں زوئیس کام کرنے والے اپنے خدام کو پھل توڑنے سے متعلق ہدایت دے رہا تھا۔سمیر کو اپنی طرف آتے دیکھ کر

زوئیس نے باغ کے کارندوں کو اپنے اپنے کام میں لگ جانے کا حکم دیا پھر وہ چند قدم اپنی طرف آتی ہوئی سمیر کی طرف بڑھا اتنی دیر تک سمیر بھی وہاں پہنچ کر گھوڑے اتر گئی تھی۔

زوئیس نے دیکھا سمیر بڑی فکر مند پریشان اور غمزدہ سی تھی جونہی وہ گھوڑے سے اتری زوئیس نے پوچھ لیا۔

بیٹی کیا بات ہے تو مجھے کچھ پریشان اور بدحواس سی لگتی ہے جواب میں سمیر آہستہ آہستہ بوجھل سی چال چلتے ہوئے اپنے ماموں کے قریب ہوئی پھر اس کی غمزدہ سی آواز سنائی دی۔

ماموں آپ کی غیر موجودگی میں جب عبدالکریم نے آج آنے میں دیر کی تو میں اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر اس کوہستانی سلسلے کی طرف گئی جہاں وہ اپنے ریوڑ چرایا کرتا تھا۔

سمیر یہیں تک کہنے پائی تھی کہ زوئیس نے اس کی بات کاٹ دی۔

عبدالکریم آج ریوڑ چرانے نہیں آیا ہو گا آج تو اس کی زندگی اور موت کا دن ہے۔

ماموں آپ کو یہ کیسے پتا کہ آج وہ ریوڑ چرانے نہیں آیا اور یہ کہ آج اس کی زندگی اور موت کا دن ہے سمیر بیچاری نے تقریباً ہکلاتے ہوئے پوچھا تھا جواب میں زوئیس پھر بول پڑا۔

مجھے پہلے ہی عبدالکریم نے بتا دیا تھا کہ آج سہ پہر کے قریب اس کا مقابلہ ریچھ سے ہو گا اگر بیچارہ بچ گیا تو اسے ایک غلام کی حیثیت ان علاقوں میں زندہ رہنے کی سند مل جائے گی اور اگر وہ ریچھ کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کے اس ہارنے کی وجہ سے اس کے دونوں ساتھیوں کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی اس لئے کہ پھر ان کے مقابلے بھی اسی ریچھ سے کروائیں گے اور انہیں بھی ریچھ کا لقمہ تر بنا دیا جائے گا بیٹی میں نے تم سے اس لئے ذکر نہیں کیا کہ تو خواہ مخواہ میں پریشان ہو گی میں اسی لئے آج وقت گذارنے کے لئے باغ کی طرف آ گیا ہوں ورنہ تو جانتی ہے میں کبھی بھی ایسے وقت میں اپنے باغ کی طرف نہیں آیا جو وقت عبدالکریم بن مغیث کا ہماری حویلی میں آنے کا ہو۔

جواب میں سمیر تھوڑی دیر پریشان پریشان سی کھڑی رہی پھر اس کی اپنے ماموں زوئیس کی طرف دیکھا۔

ماموں کیا ہمیں یہ مقابلہ دیکھنے کی اجازت نہ ہو گی۔

یہ مقابلہ تو ہر کسی کو دیکھنے کی اجازت ہے مقابلہ سے تو لطف اندوز ہونے کے لئے دور دور سے لوگ آئیں گے پچھلے دو مقابلے جو عبدالکریم بن مغیث کے ریچھ کے ساتھ ہوئے تھے میں نے وہ بھی دیکھے تھے اور وہاں بیٹھ کر بیچارے کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگتا رہا تھا سمیر نے جھٹ سے اپنے ماموں کی بات کاٹ دی اور پوچھنے لگی۔

ماموں اس بار؟

میری بیٹی اس بار بھی جائیں گے میں باغ میں اپنا کام نپٹا چکا ہوں حویلی جاتے ہیں تمہاری ماں اور بھائی سے بھی میں نے بات کی تھی وہ بھی ہمارے ساتھ جائیں گے چاروں باہر بیٹھ کر عبدالکریم بن مغیث کی کامیابی کے لئے دعا کریں گے۔

سمیر تھوڑی دیر تک خاموش رہی اس کے بعد اس نے پھر سلسلہ کلام شروع کیا۔

ماموں میں عبدالکریم بن مغیث کے دونوں ساتھیوں مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ دونوں باپ بیٹے سے مل کر آ رہی ہوں وہ دونوں بڑے پریشان اور فکر مند تھے وہ بیچارے بار بار ابن مغیث کی کامیابی اور کامرانی کی دعائیں مانگ رہے ہیں خداوند کرے عبدالکریم یہ مقابلہ جیتنے میں کامیاب ہو جائے اور بیچارہ یہاں غلام ہی کی حیثیت سے زندہ رہنے کے لئے بچا رہے آؤ ماموں گھر چلیں ابھی ہمیں کچھ تیاری بھی کرنا ہو گی ماں اور بھائی کو بھی ساتھ لینا ہو گا پھر پائیرس نام کی اس بستی کی طرف چلیں گے جہاں عبدالکریم کا یہ مقابلہ ہونا ہے زوئیس نے سمیر کی اس تجویز سے اتفاق کیا پاس ہی بندھا ہوا گھوڑا اس نے کھولا پھر دونوں ماموں بھانجی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اس کے بعد وہ اپنی بستی کی طرف جا رہے تھے۔

سہ پہر سے تھوڑی دیر بعد سمیر اس کا ماموں زوئیس ۔ ماں میسون اور بھائی مازن جب پائیرس نام کی بستی کے نواح میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا وہاں بے شمار لوگ ایک وسیع گول دائرے کی صورت میں جمع تھے اپنے گھوڑوں سے اتر کر جب وہ لوگوں سے بنے ہوئے گول دائرے میں گھسے تو انہوں نے دیکھا گول دائرے میں بیٹھے ان لوگوں کے بیچ موٹی موٹی لکڑیوں سے بنا ہوا ایک مضبوط جنگلا تھا جس کے درمیان میں لوہے کا ایک مضبوط کھونٹا ٹھونک کر اس کے ساتھ بھورے رنگ کا ایک بڑا اور خونخوار نسل کا ریچھ لمبی زنجیر کے ساتھ بندھا ہوا تھا اور وہ زنجیر اتنی لمبی تھ کہ اس پنجرے کے ہر کونے تک پہنچ سکتا تھا۔

ایک خالی جگہ سمیر ۔ میسون ۔ مازن اور زوئیس بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک لکڑی کے اس پنجرے اور اس کے اندر بندھے ہوئے ریچھ کی طرف دیکھتے رہے پھر زوئیس دکھے ہوئے دل سے وہ کہہ اٹھا دیکھ سمیر میری بیٹی یہ جو ریچھ اس پنجرے کے بیچ میں بندھا ہوا ہے اس سے دو بارہ پہلے ابن مغیث مقابلہ کر چکا ہے اور اس کے ہاتھوں بچ نکلنے میں کامیاب ہوا ہے یوں جانو کہ اس سے مقابلے میں وہ کامیاب رہا ہے اس بار بھی اگر خداوند نے اسے کامیابی دی تو وہ اس قابل ہو جائے گا کہ ان سرزمینوں میں ایک غلام کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکے اور اس کی کامیابی کے ساتھ ہی اس کے دونوں ساتھیوں کی زندگیاں بھی وابستہ ہیں

سمیر تھوڑی دیر تک حیرانی و پریشانی سے اپنے سامنے پنجرے اور اس کے اندر بندھے ہوئے ریچھ کو دیکھتی رہی پھر اپنے ماموں سے سرگوشی کی۔

ماموں! میری دعا ہے کہ خداوند عالم ابن مغیث کو اس امتحان میں کامیاب کرے وہ پہلے ہی بڑا دکھی کچلا اور مسلا ہوا انسان ہے۔

یہاں تک کہتے کہتے سمیر رک گئی اس لئے کہ اس کے قریب ہی اچانک مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ دونوں باپ بیٹا نمودار ہوئے تھے انہیں دیکھتے ہی زوئیس خوش ہو گیا ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو اپنے قریب بیٹھنے کو کہا وہ دونوں آگے بڑھے جب وہ زوئیس کے پاس بیٹھے تو زوئیس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

کیا تم دونوں اپنے ریوڑ کوہستانی سلسلے میں چھوڑ کے آئے ہو یا۔

مغیرہ بن عیاض فوراً بول پڑا۔

نہیں سردار زوئیس ہم اپنے ریوڑ جو کوہستانی سلسلے سے لے آئے ہیں اسے باڑے میں باندھ دیا ہے مقابلے کے دوران ہمارا یہاں ہونا بڑا ضروری ہے آپ جانتے ہیں ابن مغیث کے پہلے دو مقابلے جو اس ریچھ کے ساتھ ہوئے تھے ان میں بھی ہم موجود تھے اس لئے کہ ان مقابلوں کے دوران وہ خاصا زخمی ہو جاتا ہے اور اسے سنبھالنے کے لئے ہماری ضرورت پڑتی ہے ویسے بھی ہم اسے تنہا کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

مغیرہ بن عیاض کی گفتگو سے نہ صرف یہ کہ سمیر بلکہ زوئیس مازن اور میسون بھی اداس ہو گئے تھے اس کے بعد زوئیس نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پھر پوچھا۔

کیا تم جانتے ہو اس وقت ابن مغیث کہاں ہے ؟ جواب میں مغیرہ بن عیاض کی گردن دکھ سے جھک گئی۔

وہ جس طرف اس پنجرے کا دروازہ ہے اس سمت پائیرس کی بستی کا سردار اور آقا مارینوس اپنے بھائی ارزیلہ اور دیگر لواحقین کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے وہیں ان کے درمیان زمین کی ننگی پیٹھ پر ابن مغیث بے چارہ بے کسی کے عالم میں پڑا ہے میرے خیال میں مارینوس چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ جب جمع ہو جائیں تو پھر حسب معمول ابن مغیث کو اس پنجرے میں داخل کر دیا جائے تاکہ وہ ریچھ سے مقابلہ کرے۔

قبل اس کے زوئیس مغیرہ بن عیاض کی اس گفتگو کا جواب دیتا سمیر فوراً بول پڑی

اب تو ان گنت لوگ جمع ہو گئے ہیں اب مقابلہ شروع ہو جانا چاہیے تاکہ اس مقابلے کو نمٹا کر ابن مغیث ایک غلام کی حیثیت سے پرسکون زندگی بسر کر سکے۔

سیر کی اس بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا تھا تھوڑی دیر تک چپ رہی یہاں تک کہ وہ سب چونک پڑے انہوں نے دیکھا کہ دو آدمی بازوؤں سے پکڑ کر ابن مغیث کو لکڑی کے پنجرے کے دروازے پر لائے تھے سیر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ وہی لباس پہنے ہوئے تھا جو سیر نے اسے بنوا کے دیا تھا اسی طرح اس کا ایک ہاتھ اور پاؤں لوہے کی بھاری وزنی زنجیر میں جکڑا ہوا تھا تاہم اس کے چہرے پر ایک جزبہ ایک عزم تھا۔

پنجرے کے دروازے کے قریب لا کر اچانک ان دونوں نے دروازہ کھولا مغیث کو انہوں نے پنجرے کے اندر ڈالا اور فوراً دروازہ باہر سے انہوں نے بند کر دیا تھا۔

ابن مغیث جب پنجرے میں داخل کیا گیا تو ریچھ فی الفور اس پر حملہ آور نہیں ہوا تھا بلکہ اپنی جگہ پر کھڑا وہ عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا تھا اس دوران ابن مغیث نے لمحہ بھر کے لئے آسمان کی طرف دیکھا پھر وہ اپنے خداوند قدوس کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے اللہ اے سارے جہانوں کے مالک میں تیرے حرف کن کی اذاں کا متمنی بن کر موت کے اس پنجرے میں داخل ہوا ہوں اے اللہ تو دل کے معبد کی ہر بے صدا گونج کو سنتا ہے تو ہی بگولوں کے اندر دھمال کرتی دھول کے ذرے ذرے عرقاب بجروں کے سربستہ رازوں اور نفس میں رواں گھلتے دردو چھوڑے تک کو جانتا ہے۔

میرے مالک تاروں کے یہ جھرمٹ اپنی اڑانوں کے افق پر نئی سمتوں کے سفر کو رواں پرندے یہ جگنو یہ چمک چنگاری یہ روشنیوں کے لہراتے بدن اور فرندہ خوشبو کی سبک رفتاریں سب تیرے ہی دم سے ہے۔

اے زندگی اور موت دینے والے خاک وخون کے اس جہان میں سمندر کی طرف بھاگتے ہوئے دریا گلابوں کی شفق رنگ بہاریں وقت کی دیواروں پر ابتدا سے انتہا تک کی کہانیوں کے سب کردار تیرے ہی کن کے باعث ہیں۔

میرے اللہ میں تیرا ایک بے بس اور مجبور بندہ ہوں غریب الوطنی میں مجبوریوں اور ظلم نے مجھے آن گھیرا ہے میری مدد میری اعانت فرما میرے اللہ حالات اور وقت کی چکی نے

میرے ہونے اور میری ذات کے درمیان بے بسی کی گرد کی دیواریں کھڑی کر دی ہیں اس ظالم وقت نے مجھے غلامی کی سرد راتوں کے لمبے پہروں میں جکڑ دیا ہے یا اللہ حالات نے میری زیست کے بھاگتے لمحوں کو گھنگور جنگل میں منجمند کرتے ہوئے میرے سامنے تاحد نظر بے کنار دشت لہو کھڑا کر دیا ہے۔ مصیبت کے اس وقت میں اے اللہ میں تجھے ہی پکارتا ہوں تیرے علاوہ نہ کوئی رہبر ہے نہ کوئی راہنما تیرے علاوہ نہ کوئی ناصر ہے نہ کوئی مدد کرنے والا تیرے علاوہ کوئی ایسی ہستی نہیں جسے ضرورت اور قہرمانیت کے ان لمحوں میں پکارا جائے۔

سارے جہانوں کے پالنے والے میں تیرے سامنے دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ مجھ پر رحم فرما۔ اے اللہ کائنات کی ہر شے تیرے حکم کے تابع ہے تو مجھے بھی شب زادگان کے اس شہر ظلم کی آندھی کے کالے ہاتھوں ستم کی برق کے تازیانوں اور تباشیری دنوں سے نجات دے میرے اللہ تو ہی وہ ہستی ہے جس کے حکم سے دریا پھیل کے سمندر حرف پھیل کر لفظ۔ ریت پھیل کے صحرا موجیں پھیل کے سرابی لہریں اور کرنیں پھیل کر اجالے کا سمندر بنتی ہیں۔ مجھ پر بھی اپنی نگاہ کرم کر۔ مجھے انگاروں جیسے اس جہنم سے نجات دے میرے اللہ غریب الوطنی میں یہاں ایک غلام کی حثیت سے میری زندگی خشک ٹہنیوں کے مرجھائے پھول موسموں کے چاک پیکر بے تاب موسموں کی خواب عذاب داستانوں سے بھی بدتر ہو کر رہ گئی ہے میں یہاں اجنبیوں کے ہاتھوں بغض کے پتھروں تعصب کی سوداگری اور ہوس کے گرداب کا شکار ہوں مجھ پر رحم کر میری مدد فرما۔ میرے اللہ پہلے کی طرح آج کے اس مقابلے میں بھی مجھے کامیاب فرما۔ میرے اللہ مجھے برق کے غضب اور رستے ناسور جیسی غلامی سے نجات دلا کے نورس آرزوؤں اور فطرت کی جوت جوالا جیسی آزادی سے ہمکنار بھی فرما۔

یہاں تک کہنے کے بعد ایک نگاہ ابن مغیث نے ریچھ پر ڈالی پھر آنکھیں بند کر کے آسمان کی طرف دیکھا پھر وہ زنجیر جس میں اس کا بایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ جکڑا ہوا تھا اسے لہراتا ہوا وہ ریچھ کی طرف بڑھا تھا۔

ابن مغیث ریچھ کی طرف چند ہی قدم بڑھا تھا کہ غضب برپا ہو گیا ریچھ اپنے پچھلے دونوں پاؤں پر اٹھ کھڑا ہوا انتہائی غضبناکی میں منہ سے آوازیں نکالتے اور اپنے دونوں پنجے

اپنی چھاتی پر مارتے ہوئے وہ ابن مغیث کی طرف بڑھا تھا اس موقع پر باہر لوگوں میں بیٹھ سیمر کی ماں میسون نے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں اور انتہائی کرب میں کہنے لگی۔

آہ یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ ایک بے کس اور بے یارومددگار نوجوان کو غلام بنانے کے بعد یوں بے کسی کی حالت میں ریچھ کے پنجرے میں داخل کر دیا جائے تاکہ وہ اپنی زیست کو برقرار رکھنے کے لئے موت کو اپنے سامنے زیر کرے۔

قریب آکر سب سے پہلے ریچھ نے اپنا دایاں پنجہ ابن مغیث کے مارا۔ ابن مغیث نے اس کے اس پنجے کو اپنے ہاتھ پر روکا اتنی دیر تک ریچھ نے دوسرا پنجہ مارنے کے لئے لہرایا تو اس کا دوسرا پنجہ ابن مغیث نے اپنے دوسرے ہاتھ میں جکڑ لیا تھا۔ اس صورتحال پر ریچھ انتہائی غضبناک ہو گیا تھا اس کے منہ سے جھاگ چھوٹ پڑا تھا اور اس نے اپنا منہ ابن مغیث کے حلقوم کی طرف بڑھایا تھا۔ اس صورتحال پر ابن مغیث پریشان ہوا ریچھ کے دونوں پنجے اس نے چھوڑ دیئے اور اپنی زنجیر اس نے ایک دم حرکت میں لاتے ہوئے ریچھ کے منہ میں ڈال دی تھی۔

جونہی لوہے کی زنجیر ریچھ کے منہ میں آئی اس نے اسے چبایا اور وہ اور زیادہ غضبناک ہو گیا اس موقع پر ایک ساتھ اس نے دونوں پنجے اس نے ابن مغیث کے دے مارے ابن مغیث نے چونکہ ریچھ کے منہ میں ڈالی ہوئی زنجیر کو اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا ہوا تھا لہذا ریچھ کے دونوں پنجے اس کے دونوں شانوں پر پڑے تھے اس کا لباس پھٹ گیا تھا اور شانوں پر گہری خراشیں آئیں تھیں جن سے خون بہہ نکلا تھا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے زوئیس سیمر میسون، مازن، مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ انتہائی پریشان ہو گئے تھے ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں تاہم دوسری طرف ابن مغیث ریچھ کے دونوں پنجے کھانے کے بعد بڑی استقامت کے ساتھ اپنے جگہ پر کھڑا تھا پھر ریچھ کے منہ میں اپنی زنجیر ڈالے ہی ڈالے وہ حرکت میں آیا اپنا داہنا پاؤں اس نے اٹھایا اور لگاتار کئی زور دار ضربیں اس نے ریچھ کے پیٹ کے زیریں حصے میں دے ماری تھیں ان ضربوں کی تکلیف سے ریچھ بلبلا اٹھا تھا۔

ابن مغیث کے ہاتھوں ریچھ کو جب ضربیں پڑیں تو ریچھ اور زیادہ غضبناک ہو گیا ایک بار پھر ابن مغیث کو مارنے کے لئے اس نے دونوں پنجے اٹھائے لیکن لگتا تھا اس بار

ابن مغیث بھی بڑا محتاط تھا قبل اس کے کہ ریچھ اپنے دونوں پنجے اٹھا کر دوبارہ ابن مغیث کے مارتا ابن مغیث نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھایا اور لگاتار کئی زور دار اور پر قوت ضربیں اس نے ریچھ کے نتھنوں پر دے ماری تھیں ان ضربوں سے ریچھ بدحواس سا ہو گیا تھا۔ پیچھے ہٹ کر وہ اپنے چاروں پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور سر جھکاتے ہوئے وہ پاگل پن کے سے انداز میں ادھر ادھر چکر لگانے لگا تھا۔

پر لگتا تھا ابن مغیث اب اسے دم نہیں لینے دینا چاہتا تھا ایک دم ابن مغیث بڑی تیزی سے ہاتھ اور پاؤں میں بندھی ہوئی زنجیر کو گھسیٹتا ہوا اس کے سامنے آیا اور دوبارہ اس نے اپنے دائیں ہاتھ کو حرکت میں لاتے ہوئے زور دار ٹھوکریں پھر ریچھ کے نتھنے پر دے ماری تھیں۔ نتھنے کے نازک حصے پر جب یہ ضربیں پڑیں تو ریچھ غصے اور درد میں بلبلاتا ہوا پھر اپنے دونوں پاؤں پر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا منہ آگے بڑھایا تاکہ ابن مغیث کا حلقوم کاٹ دے۔ ابن مغیث نے پھر لوہے کی زنجیر اس کے منہ میں ڈالی اتنی دیر تک ریچھ ایک بار پھر ابن مغیث کو اپنے دونوں پنجے مارنے میں کامیاب ہو گیا تھا اس دفعہ ریچھ کے دونوں پنجے شانوں کے پیچھے پشت کی جانب لگے تھے۔ وہاں بھی ابن مغیث کا لباس پھٹ گیا اور گہری خراشیں آئیں جن سے خون بہہ نکلا تھا۔

اب ابن مغیث کا لباس کافی جگہ سے خون خون ہو کے رہ گیا تھا تاہم وہ ہمت نہیں ہار رہا تھا ایک بار پھر اس نے پہلے والا طریقہ آزمایا پہلے پاؤں کی کئی سخت ٹھوکریں ریچھ کے پیٹ کے زیریں حصے پر ماریں اس کے بعد لگاتار، مشینی انداز میں اس نے ریچھ کے نتھنے کو کوٹنا شروع کر دیا تھا۔

ابن مغیث کے اس عمل سے ریچھ پہلے سے بھی زیادہ بدحواس ہو کر پیچھے ہٹا تھا ابن مغیث پھر آگے بڑھا اور پاؤں کی کئی ٹھوکریں اس نے اس کے پیٹ پر ماریں پھر پیچھے ہٹتے ہوئے پاؤں کی ایسی ٹھوکر اس نے ریچھ کی پسلیوں پر ماری کہ ریچھ زمین پر گر گیا۔ اس کے بعد ایک جست کے انداز میں ابن مغیث اس کے اوپر آیا۔ ریچھ ابھی تک بدحواس سا زمین پر پڑا تھا اسکے دونوں پنجوں کو مروڑتے ہوئے ابن مغیث پیچھے لایا اپنے دونوں پاؤں اس کے پنجوں پر رکھے تاکہ وہ اپنے پنجوں کے ذریعے اس پر وار کرتے ہوئے نقصان نہ پہنچائے جس زنجیر سے ریچھ بندھا ہوا تھا۔ وہ ابن مغیث نے ریچھ کے منہ میں اچھی طرح کس دی پھر وہ

زنجیر جس میں ابن مغیث کا بایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں بندھے ہوئے تھے وہ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے اٹھائی اور اس کی تین چار ضربیں خوب زور سے ایسی لگائیں کہ ریچھ بلبلا اٹھا تھا وہ اٹھ نہیں سکتا تھا اس لئے کہ اس کے دونوں پنجے ابن مغیث کے پاؤں تلے دبے ہوئے تھے۔ جب چار ضربیں زنجیر کی موٹی کڑیوں کی پڑیں تو ریچھ بے سدھ ہو گیا تھا اس کی کھوپڑی سے خون بہہ نکلا تھا اور وہ بڑی مشکل سے سانس لے رہا تھا۔

ریچھ کی یہ حالت ابن مغیث کے لئے حوصلہ افزا تھی لہذا ایک بار پھر وہ حرکت میں آیا اور لگاتار کئی ضربیں پھر اس نے ریچھ کی کھوپڑی پر ماریں یہاں تک کہ اس کی کھوپڑی کا کافی حصہ پھٹ گیا اسکے بعد جس زنجیر سے ریچھ بندھا ہوا تھا اس زنجیر کو ریچھ کے گلے میں ڈالتے ہوئے دونوں سرے اس قوت سے کھینچے کہ ریچھ کا سانس تقریباً بند ہو گیا تھوڑی دیر تک ابن مغیث اس زنجیر کے دونوں سروں کو پوری قوت سے کھینچے کھڑا رہا یہاں تک کہ ریچھ کا دم گھٹ گیا اور وہ ختم ہو گیا۔

ریچھ کا خاتمہ کرنے کے بعد ابن مغیث تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پر کھڑا رہا پھر ریچھ کی پیٹھ پر اپنا پاؤں رکھتے ہوئے اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور زوردار انداز میں اس نے اللہ اکبر پکارا یہ گویا اس کی فتح مندی کا نعرہ تھا پھر اپنے پھٹے ہوئے خون آلود لباس کا اس نے جائزہ لیا۔ اور پیچھے ہٹ کے وہ بیٹھ گیا تھا۔

اس موقع پر باہر بیٹھی ہوئی سیمر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے چلا اٹھی۔

ماموں ابن مغیث کا ریچھ کے پاس سے پیچھے ہٹ کر بیٹھنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اس نے ریچھ کا خاتمہ کر دیا ہے ماموں اگر ابن مغیث ریچھ کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو وہ اپنے علاوہ مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ کی زندگیوں کو بھی بچانے میں کامیاب و کامران ہو گیا ہے۔

سیمر کی اس گفتگو کا جواب زوئیس دینا ہی چاہتا تھا کہ رک گیا اس لئے کہ اس نے دیکھا چار تیغ زن اور نیزہ بردار لکڑی کے جنگلے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تھے پہلے تو وہ ریچھ کی طرف گئے اس کا انہوں نے جائزہ لیا جب انہوں نے یہ جانا کہ ریچھ مر چکا ہے تو ان میں سے ایک بھاگا بھاگا باہر گیا اور ماریئوس کو جا کر اس نے ریچھ کے مرنے کی اطلاع دی اس پر ماریئوس اور اس کا بھائی ارزیلہ بڑی تیزی سے لکڑی کے جنگلے میں داخل ہوئے ریچھ کا

جائزہ لیا جب ان پر یہ بات عیاں ہوئی کہ ریچھ ختم ہو چکا ہے تو ماریئوس ارزیلہ دونوں بھائی زمین پر بیٹھے ہوئے ابن مغیث کے پاس آئے پھر ماریئوس نے اسے مخاطب کیا۔

مغیث کے بیٹے! تو اپنا تیسرا مقابلہ جیت چکا ہے تو نے ریچھ کو ختم کر دیا ہے اب غلام کی حیثیت سے تو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ یہاں زندگی بسر کر سکتا ہے اس کے بعد ماریئوس نے ان چار مسلح جوانوں کو ریچھ کی لاش وہاں سے ہٹا دینے کا حکم دیا اور وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔

پنجرے سے باہر نکل کر ماریئوس اپنے بھائی کے ساتھ وہاں سے چلا گیا ان دونوں کے جانے کے بعد لوگ بھی اب آہستہ آہستہ اب گھروں کو لوٹنے لگے تھے۔ وہ چاروں مسلح جوان بھی حرکت میں آئے اور ریچھ کو لوہے کے کھونٹے سے کھول کر اس کی لاش کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے تھے۔

جس وقت لوگ میدان سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے اس وقت زوئیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا آؤ پنجرے میں داخل ہو کر ابن مغیث کو دیکھیں وہ کیسا ہے اس کے کہیں زیادہ اور خطرناک چوٹیں تو نہیں آئیں۔ زوئیس کے کہنے پر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ تیزی سے پنجرے کے دروازے کی طرف بڑھے۔

تقریباً بھاگتے ہوئے زوئیس سیمر میسون، مازن مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ پنجرے میں داخل ہوئے پھر وہ ابن مغیث کے قریب آ کر بیٹھ گئے زوئیس آگے بڑھا بڑی شفقت سے اس نے ابن مغیث کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

میرے بیٹے! تم ٹھیک تو ہو۔ عبدالکریم زوئیس کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس موقع مغیرہ بن عیاض ابن مغیث کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کا بیٹا بھی اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر مغیرہ بن عیاض کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے۔ پھر ایک دم اس نے ابن مغیث کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے انہیں کئی بار چوما اسکے بعد وہ آنسو بہاتی روتی ڈوبتی اور ابھرتی آواز میں ابن مغیث کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

ابن مغیث میرے بیٹے۔ غلامی کے ان لمحوں میں اجنبی دیس کی ان سرزمینوں میں قسم خداوند قدوس کی تو نے اپنی ہی نہیں ہم دونوں کی زندگیوں کو بھی محفوظ کیا ہے۔ قسم

اللہ پاک کی میرے بچے تو نے ہزاروں سالوں کے بکھرے امن کے صحیفوں کو ہمارے لئے مجتمع۔ آنکھوں میں بجھتی ہماری زیست کی قندیلوں کو روشن اور ان سرزمینوں میں ہمارے خلاف اٹھتے ظلمتوں کے اثر کو ماند کر دیا ہے۔ میرے بیٹے۔ قسم خداوند قدوس کی تو کیا خوب انداز میں ریچھ پر حملہ آور ہوا۔ جس وقت تو اس پر پل پڑ رہا تھا لگتا تھا ہواؤں کے شور۔ سلگتی سرزمین کے طوفانوں اور مایوسی کے صحرا میں جوش مارتی موت نے اس ریچھ کو آن گھیرا ہو۔ میرے بیٹے اس ریچھ کا خاتمہ کر کے تو نے اپنے اور ہم دونوں باپ بیٹے کے لئے روزن احساس سے آگہی اور شعور کے دریچے کھول دیئے ہیں۔ تو نے اپنے اور ہمارے لئے دھوپ کی چادر میں لپٹے زندگی کے خوابیدہ لمحوں کو بیدار کر دیا ہے۔ میرے بیٹے میرے بچے میں تمہیں تمہاری اس کامیابی اور کامرانی پر مبارکباد دیتا ہوں ساتھ ہی مغیرہ بن عیاض نے کئی بار ابن مغیث کے ہاتھ چومنے کے بعد اسے گلے لگایا۔ اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہنے لگا میرے بچے۔ غلام ہی کی حیثیت سے سہی پر اب ہمیں ان سرزمینوں میں زندگی بسر کرنے کی اجازت مل گئی ہے اور یہ سب کچھ تیری ہی وجہ سے ہوا ہے۔

مغیرہ بن عیاض کے خاموش ہونے پر بڑی مدہم سی آواز میں ابن مغیث بول پڑا۔

اے عم۔ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ جو کچھ رونما ہوا ہے یہ میری طاقت اور قوت کے بل بوتے پر نہیں۔ اے میرے عم۔ جس وقت میں مقابلے کے اس پنجرے میں داخل ہوا تھا آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے میں نے اپنے خداوند کو پکارا تھا۔ میں نے گڑگڑاتے ہوئے روتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں دعا کی تھی شاید خداوند کو میری آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی وہ دعا پسند آئی۔ میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو میرے خداوند کے حضور شاید قبولیت عطا کی گئی۔ میرے اللہ نے مجھے اس میدان میں کامیاب کیا۔ میں اپنے اس خداوند قدوس کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

اتنی دیر تک زوئیس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھوٹی سی پوٹلی کو کھولا۔ اس میں سے اس نے کچھ مرہم اور پٹیاں نکالیں پھر وہ ابن مغیث سے کہنے لگا۔

ابن مغیث میرے بیٹے! دیکھ تیرے چار جگہ ریچھ نے پنجے مارے ہیں میرے بیٹے ذرا سیدھا ہو کر بیٹھ۔ میں زخموں پر مرہم پٹی کر دیتا ہوں تاکہ یہ جلدی ٹھیک ہو جائیں ورنہ ان کے پھیلنے اور بڑھنے کا خطرہ ہو جائے گا۔ زوئیس کے کہنے پر ابن مغیث سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

اس موقعہ پر سیر حرکت میں آئی اور اپنے ماموں کو اس نے مخاطب کیا۔

ماموں یہ سامان آپ مجھے دیدیں۔ میں خود ابن مغیث کی مرہم پٹی کرتی ہوں۔ زوئیس نے بخوشی وسامان سیر کو دے دیا۔ سیر نے ابن مغیث کی قمیض اتار کر پہلے مغیث کے زخم صاف کئے۔ اس کے بعد ان پر مرہم لگا کر اس نے روئی رکھنے کے بعد پٹیاں باندھ دی تھیں۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہوئی تو اس نے براہ راست ابن مغیث کو مخاطب کیا

عبدالکریم تم کب تک یہاں بے بسی اور لاچارگی میں بیٹھے رہو گے۔ اب اٹھو اور گھر چلو۔ میرے خیال میں تم آج ہمارے ساتھ ہماری حویلی چلو۔ تمہارے زخم آئے ہیں حویلی میں ہم سب تمہارے زخموں کی دیکھ بھال اور تیمارداری کر سکیں گے۔ اس پر ابن مغیث آہستہ آہستہ اٹھ کھڑا ہوا۔

سیر! میں تیری۔ تیرے ماموں۔ تیری ماں اور تیرے بھائی سب کی ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔ لیکن تمہارا ماموں جانتا ہے کہ پہلے مقابلوں کے بعد بھی اپنے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ اپنی کوٹھری ہی میں رہتا رہا ہوں بہر حال میں تمہاری اس پیشکش کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن میں رہوں گا اپنی کوٹھری ہی میں۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ابن مغیث پنجرے سے نکلا تھا۔ جس جگہ زوئیس۔ سیر اس کی ماں اور بھائی کے گھوڑے کھڑے تھے وہاں آکر ابن مغیث رک گیا اور اس نے زوئیس کو مخاطب کیا۔

زوئیس میرے محترم اب آپ ان کو لے کر گھر جائیے۔ میں اب ٹھیک ہوں خطرے کی کوئی بات نہیں۔ میرے یہ زخم معمولی ہیں چند دن آپ کے یہاں سے مرہم لگواؤں گا ٹھیک ہو جاؤنگا۔ اور پھر آپ دیکھتے ہیں مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ دونوں باپ بیٹا میرے ساتھ ہیں اور یہ اپنوں سے بڑھکر میری دیکھ بھال اور نگہبانی کرتے ہیں۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو میں حمود کو بھیج کر منگوالونگا۔

زوئیس کے بولنے سے پہلے ہی سیر نے عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

عبدالکریم دیکھ تمہارا یہ لباس پھٹ گیا ہے۔ میرے خیال میں میں حویلی جاتی ہوں اور تمہارے لئے نئے لباس کا بندوبست کرتی ہوں۔ جواب میں عبدالکریم نے بڑی ممنونیت سے سیر کی طرف دیکھا۔

اس کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں کل جب مرہم لگوانے کے لئے تمہاری حویلی میں آؤنگا تو تم سے لباس لے لونگا اس وقت تمہیں لباس لانے کی زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے اور ابھی میرے زخم تازہ ہیں ان پر مرہم لگا ہے ایک دو روز تک میں پرانا لباس ہی رکھونگا ۔ آپ لوگ اب جائیں مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو میں حمود کو آپ لوگوں کی حویلی کی طرف بھیجونگا اس کے ساتھ ہی زوئیس ۔ سیمر ۔ میبون اور مازن اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور وہاں سے چلے گئے جبکہ مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ دونوں ابن مغیث کو تھامے اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہے تھے ۔

OOOO

دوسرے روز کوہستانی سلسلے کے اندر سیمر اپنے گھوڑے کو بڑی تیزی سے دوڑاتی ہوئی کوہستانی سلسلے کی اس چوٹی کی طرف جا رہی تھی جہاں اکثر عبدالکریم ۔ مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ بیٹھا کرتے تھے ۔ وہ ابھی اس چوٹی سے دور ہی تھی کہ اچانک کوہستانی سلسلے کے اندر سے ارزیلہ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا نمودار ہوا اور ہاتھ کے اشارے سے اس نے سیمر کو رکنے کے لئے کہا ۔ ارزیلہ کا اشارہ پاتے ہی سیمر نے اپنے گھوڑے کو روک دیا ۔ ارزیلہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا سیمر کے قریب آیا رکا پھر اس نے سیمر کو مخاطب کیا ۔

سنو! سیمر اب یہ بات واضح اور عیاں ہو چکی ہے کہ میں تمہیں دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہوں اور تمہیں پسند کرتا ہوں ۔ اب تمہاری دلی کیفیت کیا ہے یہ میں نہیں جانتا ۔ لیکن میں نے تمہیں ایک پیشکش کی تھی اور وہ یہ کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کا جواب تم نے یہ دیا تھا کہ تم چند دن کی سوچ و بچار کے بعد جواب دے سکو گی ۔ جس میں اس کوہستانی سلسلے میں تمہیں روک کر یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا تم نے میرے اس سوال کے جواب کا کوئی فیصلہ کیا ۔

جواب میں سیمر نے تیز نگاہوں سے ارزیلہ کی طرف دیکھا کچھ سوچا پھر کہنے لگی ۔

میں تمہارے اس سوال کے جواب کا فیصلہ کر چکی ہوں ۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تمہیں پسند کرتی ہوں اور تم سے شادی پا آمادہ ہوں ۔ لیکن میں یہ شادی دو شرائط پر کرونگی ۔

سیمر کا یہ جواب سن کر ارزیلہ خوشی میں پھولا نہ سما رہا تھا ۔ پھر اس نے کھلتی ہوئی آواز میں پوچھا کون سی شرائط ۔

میری پہلی شرط یہ ہے کہ شادی سے ایک ماہ قبل تم اپنے بھائی مارینوس سے کہہ کر عبدالکریم بن مغیث اور اس کے دونوں ساتھیوں کو آزاد کر دو گے اور جس دن وہ تینوں آزاد کر دیئے جائینگے اور انہیں اجازت دیدی جائیگی کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں گے اس کے ایک ماہ بعد میں تم سے شادی کر لونگی ۔ میری دوسری شرط یہ ہے کہ اس شادی کے لئے میری ماں اور میرے ماموں کو تم ہی آمادہ کرو گے میں اس سلسلے میں ان سے بات نہیں کرونگی ۔ اگر تم یہ دونوں شرطیں مانتے ہو تو جب تم چاہو گے میں تم سے شادی کر لونگی ۔ کہو تم یہ دونوں شرطیں قبول کرتے ہو ۔ سیمر نے گہری نگاہوں سے ارزیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا ۔

ارزیلہ بغیر کسی توقف کے بول پڑا ۔ مجھے تمہاری یہ دونوں شرطیں قبول اور منظور ہیں ۔ شادی سے ایک ماہ قبل عبدالکریم اور اس کے دونوں ساتھیوں کو آزاد کر دیا جائیگا تینوں کو اجازت دیدی جائیگی کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں ۔ تم سے شادی کرنے کے لئے تمہاری ماں اور تمہارے ماموں سے اجازت لینے کی ضرورت ہے میں آج ہی اپنے بھائی سے جا کر بات کرونگا کل میں اپنے بھائی کو لے کر تم لوگوں کی حویلی میں جاؤنگا اور تمہارا رشتہ تمہاری ماں اور ماموں سے طلب کرونگا ۔ سیمر تو نے یہ جواب دے کر میرا دل خوش کر دیا ہے ۔ اب آج کے بعد تو میری امانت میری متاع ہے ۔ اور میں ہر طرح سے تیرا خیال رکھونگا اس کے ساتھ ہی ارزیلہ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ سیمر بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتی ہوئی عبدالکریم بن مغیث کی طرف جا رہی تھی ۔

اپنے گھوڑے کو بڑی مہارت سے کوہستانی سلسلے میں بھگاتی ہوئی سیر اس جگہ آن رکی جہاں بڑی بڑی چٹانوں کے پاس پتھروں سے ٹیک لگائے عبدالکریم بن مغیث ۔ مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ بیٹھے ہوئے تھے ان کے قریب آکر وہ ایک خوبصورت جست کے ساتھ اپنے گھوڑے سے اتری گھوڑے کی زین کے ساتھ جو چمڑے کی بڑی سی خرجین بندھی ہوئی تھی وہ اتار کر اس نے اپنے کندھے سے لٹکالی گھوڑے کے منہ سے دانہ اس نے نکال دیا ۔ اسے ایک طرف ہانک کر اسے چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا پھر وہ چمڑے کی خرجین اٹھائے عبدالکریم بن مغیث کے پہلو میں آن بیٹھی اور انتہائی میٹھی اور شہد بھری آواز میں اس نے پوچھا ۔

اب تمہارے زخم کیسے ہیں انہیں درد یا ٹیس تو نہیں اٹھ رہی ۔ جواب میں ابن مغیث نے عجیب سے انداز میں سیر کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ اٹھا ۔

میرے زخموں کا آدھا درد تم تمہارا ماموں تمہاری ماں اور بھائی اپنی ہمدردیوں اور دیکھ بھال سے ہی لے جاتے ہو جو تھوڑا بہت درد رہ جاتا ہے وہ تم لوگوں کی مہیا کردہ مرہم سے ہی جاتا رہتا ہے ۔

ابن مغیث کا یہ جواب سن کر سیر کے پرکشش لبوں پر انتہائی خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی تھی ۔ کچھ دیر اس نے ابن مغیث کی طرف دیکھا اپنے کندھے سے اس نے لٹکی ہوئی چرمی خرجین اتاری اس میں سے اس نے سلے ہوئے دو لباس نکالے اور ان دونوں

کو عبدالکریم کی گود میں رکھتے ہوئے وہ کہنے لگی ۔

عبدالکریم یہ جو لباس تم نے پہن رکھا ہے اسے فوراً اتار دو ۔ کل میں نے تمہارا لباس اس لئے نہیں اتارا تھا اور رہنے دیا تھا ۔ کہ زخم تمہارے تازہ تھے اور ان سے خون رس رہا تھا ۔ تمہارے ریچھ کے ساتھ مقابلہ کرنے سے چند روز پہلے ہی میں نے کپڑا خرید کر تمہارے لئے لباس بنوانے شروع کر دیئے تھے اس لئے کہ میرے ماموں نے مجھے بتا دیا تھا کہ ریچھ سے مقابلے کے دوران تمہارا لباس پھٹ جاتا ہے اور جسم پر زخم آتے ہیں ۔ آج دوپہر جس وقت تم مرہم لگوانے گھر گئے تھے اس وقت یہ دونوں لباس تیار نہیں تھے اس وقت میں نہ دے سکی تھی دوسرے جن لوگوں کو میں نے یہ لباس سینے کے لئے دیئے تھے وہ بروقت پہنچا نہ سکے تھے اب یہ دیکھو تمہارے دونوں لباس تیار ہو چکے ہیں ان میں سے ایک ابھی پہن لو دوسرا اپنے ساتھ لے جانا ۔

ابن مغیث نے تھوڑی دیر تک ان دونوں لباسوں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا جو مختلف رنگوں کے اور انتہائی قیمتی کپڑوں کے تھے ۔ پھر اس نے بڑی ممنونیت سے سیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

پہلے میں اور میرے دونوں ساتھی دوپہر کا کھانا تمہارے یہاں سے کھاتے ہیں اور یہ کہ تم لوگ جو میرے زخموں کی مرہم پٹی کرتے ہو وہ احسان ہی میرے لئے اس قابل ہیں کہ میں اسے برابر نہ کر سکوں ۔ اب جو تم میرے لئے نئے نئے کپڑے بنوانے لگ گئی ہو تو اس طرح تو میں بار احسان تلے دب کر رہ جاؤنگا ۔

سیر نے بڑی تیز نگاہوں سے عبدالکریم کی طرف دیکھا ۔

عبدالکریم یہ تم پر کوئی احسان نہیں ہے ۔ یوں جانو یہ تمہارا ہم پر حق بنتا ہے جو ہم ادا کر رہے ہیں اب زیادہ باتیں نہیں ہونگی اپنی جگہ سے اٹھو ایک لباس لو اور وہ سامنے والی بڑی چٹان کی اوٹ میں جا کر پرانا لباس اتار دو نیا پہنو پھر میرے پاس آؤ ۔

پہننے کو تو میں پہن لونگا اس لئے کہ میں تمہاری کسی بات کو رد نہیں کرتا مگر ابھی رہنے دو ۔ میرے زخموں پر مرہم لگتا ہے اس سے یہ لباس خراب ہو جائیں گے جب زخم مندمل ہو جائیں گے میں انہیں پہننا شروع کر دوں گا ۔ سیر کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے عبدالکریم نے جواب دیا ۔

نہیں عبدالکریم ایسا نہیں ۔ کیا اس وقت تک تم اس پھٹے ہوئے لباس میں ہی گھومتے رہو گے ۔ کم از کم ہمارے لئے یہ ناقابل برداشت ہے ۔ اگر مرہم سے لباس خراب ہوتا ہے تو ہوتا رہے ہم تمہیں اور لباس بنا دیں گے بس تم ابھی اور اسی وقت اٹھو ان دونوں میں سے ایک لباس لے کر وہ سامنے والی بڑی چٹان کی اوٹ میں جا کر پہن آؤ یہ جو پرانا لباس ہے یہ بری طرح پھٹ جانے کے ساتھ ساتھ خون آلود بھی ہو چکا ہے لہٰذا اس کو اسی چٹان کی اوٹ میں چھوڑ آنا ۔ اٹھو اب دیر نہیں کرو ۔ سیمر نے ابن مغیث کا بازو پکڑ کر اسے اٹھانے کے انداز میں کہا تھا ۔

ابن مغیث نے احتجاجی سے انداز میں سیمر کی طرف دیکھا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا دو لباسوں میں سے ایک واپس اس نے سیمر کی گود میں رکھ دیا دوسرا لباس لے کر وہ اس چٹان کی اوٹ میں چلا گیا تھا جس کی طرف سیمر نے اشارہ کیا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد عبدالکریم ابن مغیث نیا لباس پہنے لوٹا نئے اور خوبصورت لباس میں وہ بڑا خوبصورت پرکشش اور وجیہہ لگ رہا تھا ۔ سیمر تھوڑی دیر تک اسے انتہائی میٹھی میٹھی نگاہوں سے دیکھتی رہی جب عبدالکریم اس کے پاس آن کر کھڑا ہوا تو سیمر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی لباس کو اس نے آگے پیچھے کھینچ کر دیکھا بازو درست کئے شانوں سے لباس کو اٹھاتے ہوئے اپنی جگہ اس نے بٹھایا پھر مسکراتے ہوئے وہ عبدالکریم سے مخاطب ہوئی ۔

عبدالکریم تمہیں یہ لباس بہت اچھا لگتا ہے ویسے تو تمہاری جسامت تمہارا قد کاٹھ اور تمہاری شخصیت ایسی ہے کہ تمہیں ہر لباس ہی اچھا لگتا ہے ۔ لیکن میرے خیال میں چونکہ یہ لباس میں نے تمہیں بنوا کر دیا ہے اس لئے یہ لباس تمہارے جسم پر کچھ زیادہ ہی اچھا لگ رہا ہے ۔ جواب میں عبدالکریم ۔ مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ تینوں مسکرا دیئے تھے اس کے بعد سیمر حرکت میں آئی دوسرا لباس جو چٹان کی طرف جاتے ہوئے ابن مغیث نے سیمر کو تھما دیا تھا وہ سیمر نے عبدالکریم کے کندھے پر رکھا اور کہنے لگی ۔

میں اب جاتی ہوں شام کو میں تم لوگوں کی طرف چکر لگاؤں گی اس کے ساتھ ہی سیمر وہاں سے ہٹی وہ اپنے گھوڑے پر جانا چاہتی تھی کہ کندھے پر رکھا ہوا لباس عبدالکریم نے ایک چٹان پر رکھا اور سیمر کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا ۔

سیمر رکو! میں تمہیں گھوڑا پکڑ کر دیتا ہوں سیمر کو شاید ابن مغیث کے یہ الفاظ بے

حد پسند آئے تھے ۔ اپنی جگہ وہ رک گئی پھر وہ عجیب سے جذبے اور دل موہ لینے والے میٹھے انداز میں عبدالکریم کو دیکھنے لگی تھی عبدالکریم آہستہ آہستہ سیمر کے گھوڑے کی طرف گیا پچکارتے ہوئے اس نے گھوڑے کو پکڑا اس کی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے دانہ چڑھایا پھر گھوڑے کو دانے سے پکڑ کر وہ سیمر کے پاس لایا اور بڑی ممنونیت میں اسے کہنے لگا ۔

اب بیٹھو ۔ میری موجودگی میں تمہارا گھوڑے کو پکڑنا اور اسے لگام چڑھانا کم از کم میرے لئے باعث عار ہے ۔ جواب میں سیمر مسکراتی ہوئی اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئی تھی ۔ عبدالکریم نے اسے اس کے گھوڑے کی باگ تھمائی اور ساتھ ہی سیمر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اسے درمیانہ روی سے دوڑاتی ہوئی اپنے گھر کی طرف چلی گئی تھی ۔

OOOO

ارزیلہ باغ میں کام کرنے والے لوگوں سے باتیں کر رہا تھا کہ باغ میں اس کا بڑا بھائی ماریتوس اپنے گھوڑے کو درمیانہ روی سے ہانکتا ہوا داخل ہوا اسے دیکھتے ہی ارزیلہ کے چہرے پر خوشیاں بکھر گئی تھیں ۔ پھر وہ بڑی تیزی سے اپنے بھائی ماریتوس کی طرف بھاگا ۔ ماریتوس بھی اسے اپنی طرف آتے دیکھ چکا تھا ۔ لہٰذا اس نے اپنے گھوڑے کو وہیں روک دیا قریب آتے ہی ارزیلہ نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے بھائی ماریتوس سے پوچھا

اے میرے بھائی آپ میرے لئے سیمر کا رشتہ طلب کرنے کے لئے سیمر کے ماموں اور اس کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا ۔ پھر وہ انتہائی افسردگی اور مردہ سے انداز میں اپنے گھوڑے سے اترا ایک لمبا سانس اس نے کھینچا اس کے بعد اس نے اپنے چھوٹے بھائی ارزیلہ کی طرف دیکھا ۔

ارزیلہ میرے بھائی! یہ تیری خوش فہمی ہے ۔ میں سیمر کے ماموں زوئیس اور اس کی ماں میبون سے ملکر سیدھا ادھر ہی آرہا ہوں ۔ انہوں نے تمہارے لئے سیمر کا رشتہ دینے سے قطعی انکار کر دیا ہے ۔ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ۔ انہیں آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ کسی طرح بھی اس پر تیار نہیں ہیں ۔ میں نے ان پر یہ بھی انکشاف کیا کہ سیمر اور میرا بھائی ارزیلہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور دونوں زندگی بھر کا ساتھی بننے کا عہد کر چکے ہیں اس کے باوجود ان دونوں نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا ۔ ارزیلہ میرے بھائی اس

دال میں مجھے کچھ کالا لگتا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی زوئیں اور اس کی بہن میسون کو سیمر کے رشتے کے لیئے آمادہ کرنا چاہا لیکن انہوں نے میری ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ ان کی باتوں سے میں نے ایسا محسوس کیا جیسے وہ میرا اور تمہارا دونوں ہی کا نام سننے سے بیزار ہیں۔

اپنے بھائی مارینوس کے اس انکشاف پر ارزیلہ تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پر چپ اور خاموش پچھلی راتوں کی سخت تاریکی میں اداس ساحلوں کی گود کی طرح افسردہ کھڑا رہا۔ پھر اچانک اس کی حالت بدل گئی۔ اس کے چہرے پر بے ہنگم زہریلی ہواؤں کے تھپیڑوں جیسی نفرت۔ صحراؤں میں بلبلاتی آوارہ برق جیسی غضبناکی اور کشمکش بیم و رضا جیسا غصہ عود کر آیا تھا۔ جبکہ اس کی آنکھوں میں برق زار اندھی برہمی اور قیامت آشنا بیزاریاں جوش مارنے لگی تھیں۔ پھر اس نے اپنے بھائی مارینوس کو مخاطب کیا۔

میں اب کسی بھی صورت نہ اس لڑکی کو چھوڑ سکتا ہوں نہ اسے بھول سکتا ہوں۔ اس کا غازہ رخسار گل۔ اس کے طلسماتی انداز اس کا زعفرانی حسن۔ اس کے رنگوں کی خوش تانی جیسے شیریں لب اور اس کی زرفشاں نظروں کی طراوت بری طرح مجھے اپنی گرفت میں لے چکی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں آج تک کوئی ایسی لڑکی نہیں دیکھی جو اپنے نرم گلابی ہونٹوں سے بات کرے تو غزل کی خوشبو بن کر پھیلے۔ بس یہ ایک سیمر ہی ہے جو اس معیار پر اترتی ہے اور وہ ایک ایسی لڑکی ہے جس کے جسم کے جھروکے میں مہکتی کلیوں کی مسکراہٹ اور تازگی کے موسموں کی شگفتگی ہر وقت رقصاں رہتی ہے۔

اس سیمر کی محبت اور چاہت نے میرے قلب کے آنگن میں صدیوں کی تشنگی اور نئے دور کے آدرش بھر دیئے ہیں۔ میں اس لڑکی کو نہ چھوڑ سکتا ہوں نہ بھول سکتا ہوں۔ یہ لڑکی اب میری پسند ہے۔ اس لیئے کہ میرے اپنے اندازے میرے اپنے خیال کے مطابق یہ لڑکی جسے میں نے پسند کیا ہے اپنی ذات میں مکمل طور پر جزب و جنون کی تہذیب اور ذوق جمال پیکر لیئے ہوئے ہے۔ جب وہ چلتی ہے تو اس کا بدن ہنر کے افکار کی توانائیاں بکھیرتا ہے۔ جب وہ گفتگو کرتی ہے تو لفظوں کی فضا میں معانی کے طلسم کا طوفان کھڑا کرتی لطافتیں پھیلاتی چلی جاتی ہے۔

میرے بھائی! سیمر کا ماموں یا اس کی ماں مانے نہ مانے سیمر میرے ساتھ شادی

کرنے کا وعدہ کر چکی ہے اور اس نے یہ شرط بھی رکھی ہے کہ شادی سے ایک ماہ پہلے ہمیں اس عبدالکریم بن مغیث کو آزاد کرنا ہوگا گو اس نے یہ بھی شرط رکھی تھی کہ میرے ماموں اور ماں کو بھی آمادہ کرنا ہوگا لیکن اگر وہ دونوں نہیں آمادہ ہوتے تب بھی میں سیمر کے نہ چاہنے کے باوجود اسے زبردستی اپنے حرم میں داخل کر لوں گا۔

ارزیلہ جب خاموش ہوا تو اس کے بھائی مارینوس نے اسے تنبیہ آمیز انداز میں اسے مخاطب کیا۔

ایسا ہر گز مت کرنا۔ سیمر کو زبردستی اپنے حرم میں داخل نہ کرنا ورنہ ان علاقوں میں ہمارے خلاف ایک بغاوت اور نہ ختم ہونے والی نفرت کا آغاز ہو جائے گا۔ سیمر کو اپنانے کا ایک طریقہ میرے ذہن میں ہے۔ اپنے بھائی مارینوس کی اس گفتگو پر ارزیلہ ایک طرح سے اپنی جگہ اچھل پڑا اور پوچھنے لگا۔ وہ کون سی ترکیب ہے جس کے تحت میں سیمر کو حاصل کر سکتا ہوں۔

مارنیوس کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر وہ بول پڑا۔

کبھی تم نے یہ سوچا ہے کہ یہ سیمر ہمارے غلام عبدالکریم بن مغیث کی اس قدر طرفداری کیوں کرتی ہے۔ ارزیلہ نے فوراً سیمر کی وکالت کی۔

وہ ایسا اس لیئے کرتی ہے کہ وہ انتہائی درجے کی رحمدل ہے۔ کسی پر ظلم اور سختی ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔ ورنہ اس کے علاوہ ہمارے غلام عبدالکریم بن مغیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اگر سیمر کا ہمارے غلام عبدالکریم بن مغیث سے کوئی تعلق نہیں تو پھر سیمر کو تمہارے لیئے حاصل کرنے کے لیئے ہمیں فیصلہ کن قدم اٹھانا ہوگا اور ایسا قدم جس کی تکمیل کے بعد کوئی ہمارے خلاف اعتراض کھڑا نہ کر سکے۔ اپنے بھائی ارزیلہ کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے مارینوس نے یہ الفاظ ادا کیئے تھے۔

تھوڑی دیر رک کر مارینوس مزید کچھ سوچتا رہا اس کے بعد اس نے اپنا سلسلہ کلام پھر جاری رکھا۔

ارزیلہ میرے بھائی! اس سیمر کو حاصل کرنے کے لیئے جو ترکیب میرے ذہن میں آئی ہے وہ کچھ یوں ہے کہ ہمیں سیمر کی ماں اور اس کے بھائی کو ٹھکانے لگانا ہوگا بلکہ یوں

جانو ان دونوں کو موت سے بغلگیر کرنا ہو گا اور یہ جو زوئیس نام کا بوڑھا ہے جو سیر کا ماموں ہے اس کے پیٹ کے ساتھ پتھر باندھ کر ہم اسے دریا میں پھینک دیں گے تاکہ یہ اپنی موت خود ہی مر جائے اور دیکھ ان تینوں کے قتل کا الزام ہم اس عبدالکریم بن مغیث پر لگائیں گے اور اپنے کچھ ساتھیوں کو حکم دیں گے کہ وہ آس پاس کی بستیوں میں پھرتے ہوئے یہ افواہ اور جھوٹی خبر پھیلا دیں کہ عبدالکریم بن مغیث سیر کو پسند کرتا تھا اس سے محبت کرتا تھا اس سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا لیکن سیر کی ماں اور ماموں نے جب سیر کا رشتہ اسے دینے سے انکار کر دیا تو عبدالکریم نے سیر کی ماں اور اس کے بھائی دونوں کو قتل کر دیا اور ماموں کے جسم کے ساتھ بھاری پتھر باندھ کر اسے دریا میں پھینک دیا جب ہمارے خاص آدمی جگہ جگہ لوگوں پر یہ انکشاف کرتے رہیں گے تو پھر یاد رکھو ہمارے لئے میدان صاف ہو گا۔

وہ اس طرح کہ سیر کی ماں اور بھائی کو تو ہم موت کے گھاٹ اتار چکے ہوں گے اور اس کے ماموں کے جسم کے ساتھ پتھر باندھ کر اسے ہم دریا میں پھینک دینگے اس طرح ان تینوں کا خاتمہ ہو جانے کے بعد ہم عبدالکریم بن مغیث پر حملہ آور ہوں گے اور اس کی بھی گردن کاٹ دیں تاکہ تم کھلے دل اور بیباکی کے ساتھ سیر کو اپنے حرم میں داخل کر سکو۔ کہو میری یہ تجویز کیسی ہے۔

اپنے بھائی ماریتوس کی اس ساری گفتگو کے جواب میں ارزیلہ تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا۔ ساتھ ہی کبھی کبھی وہ تحسین آمیز انداز میں اپنے بھائی کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ پھر وہ اپنے بھائی ماریتوس کو مخاطب کر کے بول پڑا۔

سیر کو حاصل کرنے کی یہ ایک بہترین تجویز ہے لیکن میرے بھائی اس تجویز پر ہمیں فی الفور عمل کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ سیر اپنے ماموں کے گھر آئی ہوئی ہے ایسا نہ ہو اس کے اپنے حالات درست ہو جائیں اور یہ اپنی ماں اور بھائی کے ساتھ واپس جانے پر مجبور ہو جائے

ماریتوس نے تسلی آمیز انداز میں اپنے چھوٹے بھائی ارزیلہ سے کہنا شروع کیا ارزیلہ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم بہت جلد ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور انہیں ٹوٹے پھوٹے پرنالے کی طرح اکھاڑ پھینکیں گے۔

ارزیلہ پھر تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بڑے بھائی ماریتوس کو پھر مخاطب کیا۔

جب ہم نے سیر کی ماں اور بھائی کو قتل ہی کرنا ہے تو اس کے ماموں کو بھی ان کے ساتھ ہی کیوں نہ قتل کر دیں۔ اس کے پیٹ کے ساتھ پتھر باندھ کر ہمیں اسے دریا میں پھینکنے کی کیا ضرورت ہے۔

ماریتوس مسکراتا رہا پھر اس کی آواز سنائی دی۔ ارزیلہ تو بھی بیوقوف اور احمق ہی ہے۔ میں جو لائحہ عمل تمہارے سامنے پیش کیا ہے خوب سوچ سمجھ کر پیش کیا ہے۔ ارزیلہ میرے بھائی تو جانتا ہے دن کے وقت یہ زوئیس اپنے باغوں میں اپنے خدام کی نگرانی کرنے کے لئے جاتا ہے۔ جس وقت یہ اپنے باغوں سے لوٹے گا تو ہم اپنے پہلے سے مقرر کردہ کارندوں کو حکم دیں گے وہ راستہ ہی سے زوئیس کو اٹھا کر دریائے دودون کی طرف لے جائیں اس کے جسم کے ساتھ پتھر باندھ کر اسے دریا میں ڈال دیں۔ اگر دن کے وقت اسے قتل کیا گیا تو کسی نہ کسی کو کسی نہ کسی طرح خبر ہو جائے گی کہ قتل ہم نے کرایا ہے۔ جب اس کے پیٹ کے ساتھ پتھر باندھ کر اسے دریا میں پھینک دیں گے تو کوئی ہم پر شک نہیں کریگا۔ اس طرح زوئیس خود بخود ہمارے راستے سے ہٹ جائے گا۔

جس وقت ہمارے ساتھی زوئیس کے پیٹ پر پتھر باندھنے کے بعد اس سے فارغ ہوں گے وہ دریا کے کنارے کنارے شمال کی طرف لمبا چکر لگاتے ہوئے پھر اپنی بستی کی طرف آئیں گے تاکہ اگر یہ کام کرتے ہوئے انہیں کوئی دیکھ بھی لے تو ہماری طرف شک وشبہ کا اظہار نہ کیا جائے۔

جہاں تک سیر کی ماں اور اس کے بھائی کے خاتمے کا تعلق ہے تو تو جانتا ہے کہ سیر اور اس کا ماموں ہر روز سہ پہر کے بعد گھڑ دوڑ کے لئے کوہستانی سلسلے کی طرف جاتے ہیں۔ جب اس روز زوئیس نہیں آئے گا تو سیر اکیلے ہی گھڑ دوڑ کے لئے کوہستانی سلسلے کی طرف نکل جائیں گی اور اس کی غیر موجودگی میں ہمارے آدمی اس کی ماں اور اس کے بھائی کو ٹھکانے لگا دیں گے اس لئے کہ تو جانتا ہے کہ ہر روز جب زوئیس اور سیر گھڑ دوڑ کے لئے جاتے ہیں تو وہاں وہ عبدالکریم اور اس کے دونوں ساتھیوں سے ضرور ملتے ہیں۔ اس روز جب عبدالکریم نہیں جائے گا تو اور اس پر یہ الزام لگے گا کہ اس نے سیر کی ماں اور اس کے

بھائی اور ماموں کو قتل کر دیا ہے تو اس سے متعلق سیر بھی خود اشتباہ میں پڑ جائے گی اس لئے کہ جب وہ یہ دیکھے گی کہ اس روز ریوڑ کے ساتھ عبدالکریم نہیں آیا تو اسکا شبہ یقین میں بدل جائے گا کہ اس کی ماں بھائی اور ماموں کا قاتل عبدالکریم بن مغیث ہی ہے۔

جب یہ حالات جنم لے چکے ہوں گے تو فوراً سیر سے ملنا اس سے اس کے ماموں اس کی ماں اور بھائی کے مارے جانے پر ہمدردی اور دردمندی کا اظہار کرنا اور اسے پیشکش کرنا کہ چونکہ وہ اب اکیلی ہے لہٰذا وہ تمہارے ساتھ آکر ہماری حویلی میں رہے۔ ساتھ ہی اسے یہ بھی یقین دلانا کہ عبدالکریم بن مغیث نے اس کی ماں بھائی اور ماموں کو قتل کر دیا ہے تو وہ خود بھی نہ بچ سکے گا۔ تم گفتگو کے دوران سیر کو یہ بھی بتانا کہ لوگوں سے سنا گیا ہے کہ عبدالکریم نے سیر کا رشتہ اس کے ماں اور ماموں سے مانگا تھا جب انہوں نے اسے جھڑک دیا اور انکار کر دیا تو اس نے یہ خونی کھیل کھیلا۔

ارزلیہ کے لبوں پر خوشگوار سی مسکراہٹ کھیلتی گئی اس کے بعد دوبارہ اس نے اپنے بھائی مارینوس کی طرف دیکھا۔ مارینوس میرے محترم میرے عزیز بھائی جو تجویز آپ نے پیش کی ہے میں کہتا ہوں اس کا جواب ہی نہیں۔ ہم پر حرف گیری آئے بغیر سیر کے ماں ماموں اور بھائی کا خاتمہ ہو جائے گا اور بغیر کوئی دکھ اور تکلیف اٹھائے میٹھی کھیر کی طرح یہ سیر مجھے مل جائے گی۔ بھائی اب گھر چلیں۔

مارینوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ارزلیہ میرے بھائی تیرا کہنا درست ہے لیکن میں اس کے علاوہ بھی ایک کام کرنا چاہتا ہوں تاکہ جو کھیل ہم کھیلنا چاہتے ہیں اس کے سارے ہی کرداروں کا خاتمہ ہو جائے اور وہ یہ کہ ابن مغیث کے ساتھ ساتھ میں چاہتا ہوں کہ اس مغیرہ بن عیاض اور اس کے بیٹے حمود بن مغیرہ کا بھی خاتمہ کر دیا جائے۔ بلکہ یہی نہیں میں بروجہ نام کی بستی کے سردار تولوس کی طرف بھی پیغام پہنچاؤنگا کہ وہ ابن مغیث کے ماں باپ دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دے وہ میرا جاننے والا ہے میرا بڑا احسان مند بھی ہے وہ فوراً میرے اس حکم کا اتباع کرے گا اور ساتھ ہی میں اسے چھوٹی موٹی رقم بھی دے دونگا جس کی وجہ سے وہ اس کام کو بخوشی کرنے پر تیار ہو جائے گا۔ بلکہ میں آج ہی تھوڑی دیر میں تولوس کی طرف پیغام بھیجواتا ہوں کہ وہ ابن مغیث کے ماں باپ کو ٹھکانے لگا دے تاکہ زوئیس اور سیر کی ماں اور بھائی کی موت سے پہلے ہی اس عبدالکریم بن مغیث اوپر کے

ایک مندمل نہ ہونے والا چرکہ لگایا جائے ارزلیہ میرے بھائی تو برامت ماننا میں یہ شک اور شبہ بھی ظاہر کر سکتا ہوں کہ یہ سیر اندر ہی اندر اس عبدالکریم بن مغیث کو پسند کرتی ہے اسے چاہتی ہے تو نے دیکھا وہ اس کا کتنا خیال رکھتی ہے اور تیرے ساتھ شادی کرنے کے لئے اس نے یہ شرط بھی رکھی ہے کہ شادی کے ایک ماہ پہلے ابن مغیث کو آزاد کر دیا جائے آخر اپنی شادی کے سلسلہ میں اس سیر کو یہ شرط عائد کرنے کی کیا ضرورت تھی اگر کسی سے ہمدردی ہو تو اس کے حق میں اتنا بڑا قدم نہیں اٹھایا جا سکتا میں تمہیں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ سیر ابن مغیث کو پسند کرتی ہے اور تمہاری بجائے اس سے شادی کرنے کی خواہشمند ہے۔ دیکھ اسی بنا، پر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ابن مغیث کے علاوہ اس کے دونوں ساتھیوں اور اس کے ماں باپ کو بھی ٹھکانے لگا دیا جائے۔ تاکہ چھوٹا موٹا کوئی بھی پتھر تمہارے اس راستے کی رکاوٹ نہ بن سکے جس راستے پر چلتے ہوئے تم سیر کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔

اپنے بھائی کی اس گفتگو سے ارزلیہ خوش ہو گیا تھا پھر وہ دونوں مسکراتے ہوئے باغ سے نکل کر اپنی حویلی کی طرف جا رہے تھے۔

OOOO

اگلے روز مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ دونوں باپ بیٹے کوہستانی سلسلے کی چوٹی کے قریب بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ سامنے نیچے وادی میں ان کا ریوڑ چر رہا تھا کہ ایک سمت سے سیر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی ہوئی ان کی سمت آئی قریب آکر اس نے گھوڑے کو روکا نیچے اتری۔ تھوڑی دیر تک اس نے اپنے دائیں بائیں ادھر ادھر دیکھا جب اسے ابن مغیث کہیں دکھائی نہ دیا تو اس نے فکر مندی میں ان دونوں باپ بیٹوں کو مخاطب کیا۔

آج تم دونوں باپ بیٹا ہی ہو۔ ابن مغیث کہاں ہے۔ اس پر مغیرہ بن عیاض بول پڑا۔

بیٹی! سمجھ نہیں آئی یہ پہلا موقع ہے کہ ہمارے آقا مارینوس اور اس کے بھائی نے ابن مغیث کو ریوڑ کے ساتھ ہمارے پاس آنے سے روکا ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ وہ کسی اہم کام کے سلسلے میں ابن مغیث کو روکنا چاہتے ہیں لہٰذا ابن مغیث آج ہمارے ساتھ ریوڑ

چرانے نہیں آیا۔

مغیرہ بن عیاض کی اس گفتگو کے جواب میں سیر کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ایک سمت سے ایک چرواہا بھاگا بھاگا آیا۔ مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ کے پاس آکر رکا وہ بڑا بدحواس اور فکر مند تھا پھر اس نے ان دونوں باپ بیٹوں کو مخاطب کر کے پوچھا تم دونوں نے ابن مغیث کے متعلق کچھ سنا۔

وہ دونوں باپ بیٹا فکر مند اور پریشان سے ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے سمیر بے چاری بھی تفکرات میں ڈوب کر رہ گئی تھی اس نے خود ہی اس چرواہے کو مخاطب کر کے پوچھ لیا۔

کیا ہوا ابن مغیث کو۔ کیا اس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا اس پر وہ چرواہا کہنے لگا ابھی ابھی بستی کی طرف سے خبر آئی ہے کہ بروجہ نام کی بستی میں ابن مغیث کے ماں باپ کو ان کے آقا تولوس نے قتل کر دیا ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ تولوس نے یہ کام ہمارے آقا ماریتوس کے کہنے پر کیا ہے۔

یہ خبر سن کر مغیرہ بن عیاض اور حمود بن مغیرہ بری طرح آہ و نالہ کرنے لگے تھے سمیر کی حالت بھی ناقابل برداشت تھی وہ بیچاری غم اور دکھ میں پیلی ہو گئی تھی قبل اس کے کہ وہ منہ سے بول کر کچھ کہتی اس کی اپنی بستی سے کچھ لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور سمیر کو انہوں نے مخاطب کیا۔

سمیر۔ سمیر بھاگ کر اپنی حویلی میں چلو۔ تمہاری ماں تمہارے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے پوری بستی اور آس پاس کی بستیوں میں بھی یہ خبر پھیل گئی ہے کہ تمہاری ماں اور تمہارے بھائی کو ماریتوس کے غلام عبدالکریم بن مغیث نے قتل کر دیا ہے لوگوں نے سنا ہے کہ چند روز پہلے تمہاری ماں اور ماموں سے اس عبدالکریم بن مغیث نے تمہارا رشتہ طلب کیا تھا تمہیں چاہنے تمہیں پسند کرنے لگا تھا لیکن تمہارے ماموں اور تمہاری ماں نے اسے بری طرح جھڑک دیا اور تمہیں اس کی رفاقت میں دینے سے انکار کر دیا کہتے ہیں اسی دکھ اور صدمے کی وجہ سے یہ عبدالکریم بن مغیث انتقام پر اتر آیا لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ پہلے وہ تمہارے باغ کی طرف گیا وہاں اس نے پہلے تمہارے ماموں کو قتل کیا انہیں کہیں دفن کر دیا ہے اس کے بعد وہ تمہاری حویلی کی طرف آیا دن دہاڑے تمہاری ماں اور بھائی کو

قتل کر کے کہیں روپوش ہو گیا ہے۔

یہ خبر سن کر سمیر کی حسین آنکھوں میں بے بسی کی چتا جل اٹھی تھی تازہ کھلے پھول کی پنکھڑی جیسا اس کا جسم اداس تنہائیوں کی مانند ہو گیا تھا اور صبح کے نرم گیلے جھونکے جیسا اس کا چکنا چہرہ غصے میں سرخ سورج کی سنگین کرنوں کی صورت اختیار کر گیا تھا پھر اچانک اس نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں وہ بری طرح چلا اٹھی نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا کاش ایسا نہ ہوا ہوتا کاش یہ ابن مغیث میری ماں بھائی اور ماموں کا قاتل نہ بنتا اس کے ساتھ ہی سمیر اپنے گھوڑے کی طرف بھاگی تھی۔

سمیر ابھی اپنے گھوڑے پر بیٹھی ہی تھی کہ ایک سمت سے ارزیلہ اپنے چند مسلح ساتھیوں کے ساتھ نمودار ہوا اور ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز میں سمیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا

سمیر! میں نے سنا ہے اس عبدالکریم بن مغیث نے تمہارے ماموں ماں اور بھائی کو قتل کر دیا ہے لیکن یاد رکھو اگر یہ قتل اس نے کیا ہے تو وہ بچ نہیں سکے گا میں اسے ڈھونڈ کر تلاش کر کے اس کی گردن کاٹوں گا آؤ میرے ساتھ۔ ارزیلہ کی طرف سے ہمدردی کے ان الفاظ پر سمیر بیچاری پس گئی تھی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی وہ چپ چاپ ارزیلہ کے ساتھ ہو لی تھی۔

سمیر کی بستی کی طرف وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک ارزیلہ نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور سمیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا سمیر تو اپنے گھر کی طرف جا۔ میں اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ پہلے اس عبدالکریم بن مغیث کو تلاش کر کے اس کی گردن کاٹتا ہوں پھر میں تمہاری حویلی کی طرف آتا ہوں سمیر چپ چاپ آگے بڑھ گئی جبکہ ارزیلہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دائیں جانب مڑا تھا۔

سمیر ابھی تھوڑا سا ہی آگے گئی تھی کہ اس نے دیکھا کہ سامنے کی طرف سے ابن مغیث اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا تھا سمیر کے قریب آتے ہوئے اس نے گھوڑے کو روکا پھر سمیر کو ملائم آواز میں مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا دیکھ سمیر تیری جان خطرے میں ہے تو میرے ساتھ آ۔ سمیر غصے اور قہرمانی میں ابن مغیث کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

تو انسان نہیں شیطان ہے۔ میں نے تیرے ساتھ کتنی ہمدردی کتنی چاہت کا اظہار

کیا لیکن اس کا صلہ تو نے مجھے یہ دیا کہ تو نے میری ماں میرے بھائی اور اور ماموں کو قتل کر دیا تو ایک نمک حرام اور محسن کش انسان ہے تو اس قابل ہے کہ سرعام تیری گردن کاٹی جائے یا تیرا گوشت نوچ نوچ کر کتوں کے سامنے پھینکا جائے تو کہیں بھی چلا جا تو بچ نہیں سکے گا ارزیلہ جس کے ساتھ میں شادی کرنے کا عہد کر چکی ہوں تمہاری تلاش میں ہے اور تمہاری گردن کاٹ کر رہے گا۔

ادھر ارزیلہ جو دائیں جانب مڑا اس نے بھی ابن مغیث کو دیکھ لیا تھا کہ اس نے سمیر کی راہ روکی ہے لہذا وہ اپنے ساتھیوں کیساتھ مڑا اور اس سمت آیا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ابن مغیث فوراً حرکت میں آیا اپنے گھوڑے کو اس نے آگے بڑھایا سمیر کو اس کے گھوڑے سے اچک کر اس نے اپنے آگے بٹھالیا پھر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس نے سرپٹ دوڑا دیا تھا اس موقع پر ارزیلہ جو ابھی کچھ دور ہی تھا بلند آواز میں اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اس قاتل اور بدمعاش کا تعاقب کرو اور ہر صورت میں اسے زندہ پکڑ کر میرے پاس لاؤ خود ارزیلہ وہیں کھڑا رہا جبکہ اس کے مسلح ساتھی اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ابن مغیث کا تعاقب کرنے لگے تھے ابن مغیث بھی کوہستانی سلسلہ کے پیچ راستوں میں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتا ہوا دریائے دودون کی سنگلاخ وادیوں میں گھستا چلا گیا تھا۔

جس وقت عبدالکریم بن مغیث نے سمیر کو اس کے گھوڑے سے اچک کر اپنے گھوڑے پر اپنے سامنے بٹھایا تو اس وقت سمیر نے ابن مغیث کے گھوڑے کا جائزہ لیا اس نے دیکھا وہ گھوڑا اس کے ماموں کا تھا لہذا اب اس کے سارے شبہات جاتے رہے تھے اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ یقیناً عبدالکریم بن مغیث نے ہی اس کی ماں اس کے بھائی اور اس کے ماموں کو قتل کیا ہے لہذا جس وقت عبدالکریم اسے گھوڑے پر بھگا رہا تھا تو سامنے بیٹھی ہوئی سمیر نے بری طرح اس کی چھاتی پر طمانچے اور گھونسے مارنے شروع کر دیئے تھے لیکن اس کی ان حرکتوں کی پرواہ کئے بغیر ابن مغیث اپنے گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگائے ہوئے بھگاتا چلا جا رہا تھا تعاقب کرنے والے ارزیلہ کے مسلح جوان بھی ابن مغیث کے پیچھے لگے ہوئے تھے اپنے گھوڑے کو گھاٹیوں میں ادھر ادھر بھگاتے ہوئے عبدالکریم دریائے دودون

کیطرف جانے کی کوشش کر رہا تھا تاہم وہ تعاقب کرنے والوں کو جل دیتا ہوا ایک تنگ گھاٹی کی طرف نکل گیا وہاں اس نے اپنے گھوڑے کو روکا سامنے سے پکڑ کر اس نے سمیر کو نیچے اتارا نیچے اترتے ہی سمیر ایک طرف بھاگ کھڑی ہوئی ابن مغیث بھی جلدی جلدی گھوڑے سے اترا پیچھے بھاگا اور اسے پکڑتے ہوئے کہنے لگا سمیر پہلے جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں غور سے سنو اس کے بعد مجھے امید ہے کہ تمہاری ساری غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔

سمیر اس وقت انتہا درجے کے غصے اور قہرمانی میں تھی اس نے لگاتار کئی طمانچے عبدالکریم کے منہ پر مارے اور کہنے لگی دیکھ غلام ابن غلام تو اس بند بازار کی شام کی طرح ہے جس کے دروازے پر مسلسل عذاب کے لمحے ہی دستک دیتے ہیں تو کالے ذہن کا وہ انسان ہے جو نمک حرامی اور محسن کشی کے سوا کچھ نہیں جانتا میں تمہاری کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوں تو ایک گندہ جانور اور غلیظ وحشی ہے خبردار مجھے ہاتھ مت لگانا اور سن اگر تو نے کہیں لے جا کر مجھے بے آبرو کرنے کی کوشش کی تو پھر یاد رکھنا تو زندہ نہیں رہ سکے گا۔ میں کسی نہ کسی طرح موت بن کر تجھ پر سوار ضرور ہوں گی۔

ابن مغیث نے زبردستی سمیر کا بازو پکڑ کر اپنے گھوڑے کی طرف کھینچتے ہوئے کہا جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ سنو سمیر نے پھر کئی طمانچے ابن مغیث کے منہ پر دے مارے کہنے لگی میں تمہاری کوئی بکواس سننے کے لئے تیار نہیں نہ اپنا گندہ منہ کھولو اور نہ اپنی ذلیل زبان سے میرا نام لو سمیر کے اس رویئے سے ابن مغیث کے چہرے پر تلخیاں چھا گئی تھیں اسی موقع پر سمیر زور زور سے چیختی اور چلاتی ہوئی مدد کے لئے پکارنے لگی تھی۔

یہ صورتحال یقیناً عبدالکریم کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی لہذا سمیر کو پکڑ کر وہ اپنے گھوڑے کے قریب لایا گھوڑے کی خرجین سے اس نے کپڑے کے دو ٹکڑے نکالے ایک کپڑے سے اس نے سمیر کے دونوں ہاتھ کس کر باندھ دیئے اور دوسرا کپڑا اس کے منہ پر باندھ دیا تھا تاکہ وہ شور نہ کرنے پائے۔

اس کے بعد عبدالکریم سمیر کو اٹھا کر اپنے گھوڑے پر بٹھانے لگا تھا تاکہ اپنے سفر کو جاری رکھے کہ ایک دم رک گیا اس لئے کہ جس تنگ گھاٹی کے راستے پر سفر کرتے ہوئے وہ اس جگہ آیا تھا اس تنگ گھاٹی میں چھ سوار داخل ہوئے تھے یہ وہی تھے جو اس کا تعاقب کر رہے تھے وہ ارزیلہ کے آدمی تھے۔

انہیں دیکھتے ہوئے عبدالکریم بن مغیث کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسی اس کے در احساس پر جیون دکھ کی آگ برس گئی ہو اس کے چہرے پر اندھی کالی راتوں میں پلتا غضب پھیل گیا تھا جبکہ اس کی آنکھوں میں طوفانوں کے دروازوں پر دستک دیتا قہر جوش مارنے لگا تھا اچانک وہ اپنے گھوڑے کی طرف آیا جلدی جلدی اس نے گھوڑے کی زین سے لٹکتی ہوئی کمان سنبھالی گھوڑے ہی کی زین سے لٹکتے ہوئے ترکش سے چند تیر نکالے اور پلک جھپکتے میں اس نے ایسی تیز تیر اندازی کی کہ آنے والے چھ مسلح جوانوں میں سے تین کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا باقی تینوں نزدیک آکر اپنے گھوڑوں سے اتر گئے اور ابن مغیث کی تیر اندازی سے بچنے کے لئے انہوں نے اپنے آگے اپنی ڈھالیں کر لی تھیں لگتا تھا تین کا خاتمہ کرنے کے بعد باقی تین کی طرف سے عبدالکریم ایک طرح سے مطمئن ہو گیا تھا اس نے اپنی کمان گھوڑے کی زین سے لٹکا دی تھی۔

اچانک عبدالکریم کو کوئی خیال گذرا پیچھے ہٹا سمیر کو اٹھا کر اس نے دو گہری گھاٹیوں میں بیچ میں اتار دیا تھا پھر دوبارہ وہ اپنے گھوڑے کے قریب آن کھڑا ہوا جب وہ باقی بچنے والے تین نزدیک آئے تب عبدالکریم ان سے کچھ اس انداز میں مخاطب ہوا جیسے دھرتی کا سینہ جلانے کی خاطر برسوں پرانی آگ کی بارش میں وحشی سمندر ڈکار اٹھا ہو۔

میں جانتا ہوں تم غلیظ اور بدترین انسان ارزیلہ کے آدمی ہو میرے اور سمیر کے تعاقب میں نکلے ہو یاد رکھو میں تم لوگوں اور ارزیلہ کے گناہ آمیز ارادوں کی تکمیل نہیں ہونے دوں گا قسم مجھے اپنی ماں کی چشم گریاں اور اپنے باپ کے بے بس غلامانہ لہجے کی تمہیں تو میں ان کوہستانوں میں موت کی نیند سلاؤں گا ہی لیکن میں تمہارے آقا ماریئوس اور اس کے بھائی ارزیلہ کو بھی نہیں چھوڑوں گا سنو ارزیلہ کے آدمیو! یہ جو تمہارے آقا ماریئوس نے میرے ہاتھ اور پاؤں میں زنجیریں ڈالی ہیں یہ زنجیریں اب میں کھولوں گا نہیں اگر خداوند قدوس نے مجھے کبھی استطاعت دی تو میں ان سرزمینوں میں لوٹوں گا اور ماریئوس کو اپنے سامنے اس طرح بے بس کروں گا جس طرح اپنے ہاتھوں میں ماریئوس نے مجھے یہ زنجیریں پہنائی تھیں اسی طرح وہ میرے سامنے اپنے آپ کو بے بس اور مجبور سمجھتے ہوئے خود ہی یہ زنجیریں علیحدہ کرے گا آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکراؤ پھر دیکھو کیسے میں درد کے صحرا میں گرد کے نزول کی طرح تم پر وارد ہوتا ہوں کسی وہم کسی دھوکے میں مت رہنا ان کوہستانی

دیولاخوں میں میں قرنوں کے فاصلوں میں جبر کے ڈھنگ کی طرح ایسا چھاؤں گا کہ تمہیں اپنے سامنے موت کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔

عبدالکریم کی اس گفتگو کے جواب میں ان تین میں سے ایک اپنی تلوار لہراتا ہوا تھوڑا سا آگے بڑھا آگے آکر وہ برس پڑا تو بکواس کرتا ہے تیرے جیسے کفن چور کے لئے ہم تینوں کفن فروش ثابت ہوں گے ابھی جب ہم تھوڑی دیر تک تم پر تیز ہواؤں کے شور اور طوفانوں کے زور کی طرح حملہ آور ہوں گے تو لکھ رکھ تیری حالت شاخ شاخ پر لرزتے پتے اور پیڑوں کی سہمی شاخوں پر سمٹے سہمے پنکھ پکھیرو سے مختلف نہ ہو گی۔

عبدالکریم نے اس کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اپنی ڈھال اور تلوار لہراتا ہوا وہ آگے بڑھا وار ان تینوں پر وہ اس طرح حملہ آور ہوا جیسے صحرائے ممکنات میں بدن کی چٹانوں سے وحشی بگولے ٹکراتے ہیں۔ کوہستانوں کے ان خوفناک مناظر میں ابن مغیث ان تینوں پر اب خروش پیہم کے طوفان روشنی کے فرغل میں ساعتوں کے کسمساتے سمندر کی طرح حملہ آور ہو رہا تھا دوسری طرف چونکہ سمیر کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے اور اس کے منہ پر کپڑا بھی کس کر بندھا ہوا تھا۔ لہٰذا دو چٹانوں کی اس گہری کھائی سے جہاں عبدالکریم نے اسے ڈالا تھا وہ نکل نہ پا رہی تھی۔

ان تین حملہ آوروں کا خیال تھا کہ وہ مقابلے کو طول دیں گے اور مختلف جہتوں سے حملہ آور ہوتے ہوئے اپنے سامنے عبدالکریم کو تھکا مارینگے لیکن ان کے سارے ارادے بیکار اور ان کی ساری خوش فہمیاں دھوکہ اور فریب ثابت ہوئیں اس لئے کہ تھکنے کے بجائے لمحہ بہ لمحہ ابن مغیث عمود وقت کی رواں گرفت کو اپنے قابو میں کرتا ہوا جھونکوں کے پلو کھینچتا آندھیوں کی صورت اختیار کرتا چلا گیا تھا خانہ دل کی لکھی سطروں سے نکل کر وہ ایک عبرت خیز صحیفے اور بے جان اور بے بس قطروں کی کیفیت سے نکل کر وہ خطرناک جان لیوا گرداب کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

اچانک ایک موقع پر پینترا بدلتے ہوئے عبدالکریم دائیں طرف مڑا پھر ان تین میں سے ایک کی گردن اس نے کاٹ کر رکھ دی تھی فضا میں ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی تھی اور جب دونوں اپنے مرنے والے ساتھی کی طرف متوجہ ہوئے تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ابن مغیث پھر حملہ آور ہوا اور ان دو میں سے ایک کی گردن کاٹ دی تھی تیسرے کی حالت

اپنے دو ساتھیوں کے مرنے کے بعد کالی اڑتی راکھ خواہشوں کے بے برگ و بار اشجار اور تنہائیوں کی وحشت جیسی ہو کے رہ گئی تھی لہذا عبدالکریم کا سامنا کرنے کے بجائے وہ بدحواسی میں اپنی جان بچانے کے لئے گھوڑے کی طرف بھاگا تھا۔

اب عبدالکریم سے جان بچا کر بھاگنا آسان نہ تھا عبدالکریم اپنی تلوار اور ڈھال لہراتا ہوا اس کے تعاقب میں نکلا قریب جا کر اپنی خون آلود تلوار بلند کر کے ایسی برسائی کہ مرنے والے کو اس کی تلوار نے دو حصوں میں کاٹ دیا تھا۔

مرنے والوں کی سب سے پہلے عبدالکریم نے تلاشی لی ان کے پاس سے جس قدر نقدی اور کام کی چیزیں ملی تھیں ان پر اس نے قبضہ کر لیا اپنی خون آلود تلوار ان کے لباس سے اس نے صاف کی تلور کو اس نے نیام میں ڈالتے ہوئے اپنی ڈھال زین سے باندھ دی جس کھائی میں اس نے سمیر کو ڈالا تھا اس کھائی سے سمیر کو نکال کر اپنے گھوڑے پر اپنے سامنے بٹھایا گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس نے دریائے دودون کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

کوہستانی سلسلے کی سنگلاخ چٹانوں کے پیچ و پیچ ہوتا ہوا آخر کار عبدالکریم بن مغیث دریائے دودون کے کنارے آن رکا تھوڑی دیر تک وہ اپنے سامنے ٹھاٹھیں مارتے دریائے دودون کو دیکھتا لمحہ بھر کے لئے اس نے اپنے دائیں بائیں اور پشت کی طرف دیکھا وہاں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا تعاقب کرنے والوں کا وہ پہلے ہی خاتمہ کر چکا تھا ایک بھرپور نگاہ اس نے اپنے سامنے بیٹھی اپنی رہائی اور آزادی کے لئے جدوجہد کرتی ہوئی سمیر پر ڈالی پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ڈھلوان جگہ کا انتخاب کرتے ہوئے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے اس جگہ سے دریا میں ڈال دیا تھا۔

سمیر اس سے پہلے اپنے کندھوں اور اپنے جسم کے مختلف حصوں کو عبدالکریم پر مارتے ہوئے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن جب اس نے دیکھا کہ عبدالکریم نے اپنے گھوڑے کو دریائے دودون میں ڈال دیا ہے تو وہ بالکل پرسکون ہو گئی تھی اس کی آنکھوں میں وحشت اور خوف رقص کرنے لگا تھا اور اس نے اپنی رہائی کے لئے جدوجہد ترک کر دی تھی جبکہ عبدالکریم اپنے گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگاتے ہوئے اسے دریائے دودون کی موجوں کے اس پار لیجانے کی کوشش کر رہا تھا۔

توانا اور سرکش گھوڑا دریائے دودون کی موجوں کو کاٹتا ہوا دوسرے کنارے پر جا لگا

اپنے بدن کو بری طرح ہلاتے ہوئے گھوڑے نے اپنے بدن سے پانی کو صاف کیا ہلکے ہلکے ہنہنایا اس کے بعد پرسکون ہو گیا تھا ایک بار پھر احتیاط کی خاطر اپنے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھنے کے بعد عبدالکریم نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی سمیر اب کوئی جدوجہد اور مزاحمت نہیں کر رہی تھی گھوڑا دریا پار کرنے کے بعد مخالف سمت سرپٹ دوڑ رہا تھا۔

دریا کے کنارے سے تقریباً دو فرلانگ دور جانے کے بعد عبدالکریم بن مغیث نے باگیں کھینچتے ہوئے اپنے گھوڑے کو روک دیا اس لئے کہ جس جگہ اس نے گھوڑے کو روکا تھا اس سے چند قدم کے فاصلے پر ایک بوڑھا شخص کھڑا تھا اس بوڑھے شخص کے پیچھے ذرا فاصلے پر جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی عجیب سے بھدے بھدے خیمے نصب تھے۔

اپنے گھوڑے کو روکنے کے بعد عبدالکریم گھوڑے سے نیچے اترا اپنے دونوں ہاتھوں میں سمیر کو اٹھاتے ہوئے اسے بھی نیچے اتارا پھر پہلے اس نے سمیر کے منہ پر بندھا ہوا کپڑا کھولا ہاتھ جو پشت پر بندھے ہوئے تھے وہ بھی اس نے کھول دیئے تھے سمیر حیران و پریشان کھڑی تھوڑی دیر تک اپنے منہ اور پھر ہاتھوں کو سہلاتی رہی اس موقع پر وہ ابن مغیث کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ابن مغیث نے پہلے ہی اسے مخاطب کر لیا۔

وہ جو بوڑھا چند قدم کے فاصلے پر کھڑا ہے جا اس کے پاس چلی جا وہ تیری سلامتی تیری بہتری اور تیری بھلائی کا سامان کرے گا۔

عبدالکریم کی اس گفتگو کے جواب میں سمیر اچانک پھٹ پڑی۔

سور۔ کمینے۔ حرامزادے۔ بے غیرت مجھے کس کے ہاتھ نیلام کر رہے ہو کتنے میں مجھے فروخت کیا ہے بولو۔ میرے جسم۔ میرے شباب۔ میری خوبصورتی کی تم نے کیا قیمت وصول کی ہے کمینے یہ جو تم نیچ اور ذلیل حرکت کر رہے ہو اس کا خمیازہ تمہیں ایک روز ضرور بھگتنا پڑے گا تم جو میری جوانی اور میرے جسم کی قیمت وصول کر رہے ہو یاد رکھنا یہ دس گنا ہو کر تمہارے خون سے نکلے گی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کو پکارو گے مگر موت تمہارے نزدیک نہیں آئے گی تڑپتے رہو گے ذلت کی موت مرو گے تم موت مانگو گے لیکن زندگی تمہاری بے بسی اور لاچارگی پر قہقہے لگائے گی۔

سمیر کی اس بیہودہ گردان پر عبدالکریم کے چہرے پر لمحہ بھر کے لئے قہرمانی اور غصہ چھا گیا تھا پر اس نے اپنے آپ کو ضبط کر لیا پھر اس نے بڑی نرمی سے سمیر کو مخاطب کیا۔

تو جیسے چاہے میرے خلاف الفاظ استعمال کرتی رہے لیکن میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا اس لئے کہ تو خود بھی میری محسن ہے اور ایک انتہائی شریف اور مخلص شخص کی بھانجی ہے لہذا میں نہ تم پر ہاتھ اٹھاؤں گا اور نہ تمہارے خلاف زبان استعمال کروں گا جاؤ وہ جو سامنے بوڑھا کھڑا ہے اس کے پاس چلی جاؤ وہ تمہاری بھلائی کا سامان کرے گا تمہاری حفاظت بھی کرے گا۔

اس موقع پر غصے اور غضبانی میں سمیر بری طرح بپھر گئی تھی قریب پڑے ہوئے چند پتھر اس نے اٹھائے اور پھر اس نے زور زور سے پتھر عبدالکریم کو مارنے شروع کر دیئے تھے چار پانچ پتھر عبدالکریم کے شانوں اس کی پیٹھ اور پیٹ پر لگے تھے پتھر کھاتا ہوا ابن مغیث بے چارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑے کو اس نے موڑا اسے ایک سخت ایڑ لگائی اور دریائے دودون کی طرف اسے واپس سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

○○○○

ابن مغیث کو جاتے ہوئے سمیر نے پلٹ کر نہیں دیکھا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپتے ہوئے وہ ہچکیوں اور سسکیوں میں رونے لگی تھی تھوڑی دیر وہ اسی حالت میں رہی تھی کہ اچانک سر پر اس نے کسی کا ہاتھ محسوس کیا تڑپ کر وہ چونکتے ہوئے وہ سیدھی کھڑی ہوئی اپنے چہرے سے اس نے ہاتھ ہٹا لئے تھے اس نے دیکھا وہ بوڑھا جو تھوڑی دیر پہلے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا اس کے سر پر ہاتھ رکھے بڑی نرمی اور شفقت آمیز انداز میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا پھر وہ بوڑھا بول پڑا۔

سمیر میری بیٹی! میری بچی! تو فکر مند کیوں ہوتی ہے تو اب محفوظ ہاتھوں میں ہے تجھے رونے یا واویلا کرنے کی ضرورت نہیں ہاں مجھے تمہارے خلاف ایک شکوہ اور شکایت ضرور ہے۔

سن بیٹی! کوئی اپنے محسنوں ۔ اپنے مربیوں کو گالیاں بھی دیتا ہے ان پر پتھر بھی برساتا ہے سمیر بیٹی تو نے عبدالکریم بن مغیث پر پتھر برسا کر اسے گالیاں اور گندے الفاظ سے نوازتے ہوئے اس سے اچھا نہیں کیا بیٹی عبدالکریم بن مغیث تمہارے لئے ایک ایسا محسن ہے جسکے احسانات تم اور تمہارا ماموں زندگی بھر نہ اتار سکو گے۔

اس بوڑھے کی اس گفتگو پر سمیر بھڑک اٹھی۔

اس کمینے بے حمیت اور بے غیرت شخص نے ہم پر کیا احسان کیا ہے بلکہ اس پر ہمارے اس قدر احسان ہیں کہ ساری زندگی وہ اتارنا چاہے تو بھی نہیں اتار سکتا جہاں تک میرے ماموں کا تعلق ہے تو وہ اب کسی کے احسانات کیا اتارے گا اسے تو قتل کر دیا گیا ہے۔

سمیر کی اس گفتگو کا جواب دینے کے بجائے وہ بوڑھا تھوڑی دیر تک اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اور دریا کی طرف جاتے ہوئے عبدالکریم بن مغیث کی طرف دیکھتا رہا اس نے دیکھا دریا کے کنارے جانے کے بعد ابن مغیث نے اپنے گھوڑے کا رخ دریا کے کنارے دائیں جانب موڑ لیا تھا اس موقع پر اس بوڑھے نے انتہائی تاسف آمیز انداز میں کہنا شروع کیا۔

آہ ۔ ابن مغیث ۔ تم بھی کس قدر عظیم کس قدر مہربان انسان ہو تم نے گالیاں کھائیں پتھر کھائے نہ تم نے سمیر پر ہاتھ اٹھایا نہ اس کے لئے کوئی غلط لفظ استعمال کیا نہ ہی اپنی بریت کی کوشش کی ابن مغیث وہ خدا جو دلوں کے بھید جانتا ہے اور سارے جہانوں کا خالق وہ مالک ہے وہ تجھے تیری اس نیکی کا اجر ضرور دے گا۔

تھوڑی دیر رکنے کے بعد وہ بوڑھا پھر سمیر سے مخاطب ہوا۔

میری بیٹی! تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں میں تم پر واضح کروں کہ میں نصرانی ہوں میرا نام ایریوس ہے ۔ یہ جو تم میری پشت پر انگنت خیمے دیکھتی ہو یہ میرا خانہ بدوش قبیلہ ہے ہم اپنے ریوڑوں کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ فرانس میں نئی نئی چراگاہوں کی تلاش میں بھٹکتے ہیں تیرا ماموں میرا پرانا جاننے والا ہے یوں جانو تیرے ماموں کے مجھ پر کافی احسانات ہیں اور ہم برسوں سے ایک دوسرے کے شناسا ہیں تو چونکہ کچھ عرصہ پہلے ہی اپنے گھر سے نکل کر اپنے مجبوریاں سمیٹتے ہوئے اپنے ماموں کے یہاں رہنے لگی ہو لہذا نہ کبھی تمہارے ماموں نے تم سے میرا ذکر کیا ہو گا نہ تم مجھے جانتی ہو میری بیٹی یہ ابن مغیث انتہائی نیک ۔ بہادر اور شجاع نوجوان ہے اس نے نہ تمہاری جوانی کا سودا کیا ہے نہ تمہارے جسم کو بیچا ہے نہ تمہیں نیلام کیا ہے جو گفتگو تو نے اس کے ساتھ کی وہ ساری کی ساری میری بیٹی میں نے سن لی ہے اب تو اپنا غصہ تھوک دے میرے ساتھ آ تا کہ میں تجھے تیرے ماموں کے پاس لے چلوں۔

سمیر نے چونک کر عجیب سے انداز میں ایریوس کی طرف دیکھا اور پوچھا بزرگ ایریوس تم کیسی گفتگو کر رہے ہو میرے ماموں کو تو اس ابن مغیث نے قتل کر دیا ہے پھر وہ زندہ کیسے ہو گیا جواب میں بوڑھے ایریوس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

میری بیٹی یہ تمہاری حماقت تمہاری بیوقوفی ہے تم ابھی بچی اور نادان ہو اوروں کے بھڑکانے میں آکر تم نے خواہ مخواہ میں اس ابن مغیث کی بے عزتی کر دی۔ تیرا ماموں زندہ ہے تیرے ماموں کو نئی زندگی دینے والا تیرے ماموں کو موت کے منہ سے بچانے والا یہی ابن مغیث ہی ہے اب تو میرے ساتھ آ۔ تیرے ماموں پر کیا گذری یہ تیرا ماموں خود ہی تجھے بتائے گا۔ میری بیٹی میرے ساتھ آ۔

بوڑھے ایریوس کی اس گفتگو سے سمیر حیران و پریشان اور ششدر رہ گئی تھی جواب میں اس نے کچھ نہ کہا بس بیچاری چپ چاپ بوڑھے ایریوس کے ساتھ ہو لی تھی۔

عبدالکریم بن مغیث اپنے گھوڑے کو دریائے دودون کے کنارے کنارے سرپٹ دوڑائے جا رہا تھا کہ اچانک اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں پوری طرح کھینچ لیں جواب میں گھوڑا اپنی اگلی دونوں ٹانگوں کو اٹھاتے ہوئے بری طرح احتجاج کرتے ہوئے ہنہنایا تھا اور اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا تھا عبدالکریم نے ایک آواز سنی تھی اور اسی بناء پر اس نے اپنے گھوڑے کو روکا تھا دریا کے دوسرے کنارے سے کسی نے زور زور سے اسے پکارا تھا اس نے جب گھوڑا روکا تو پکارنے والے نے ایک دو بار اسے پھر پکارا جواب میں عبدالکریم نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں فضاؤں میں اپنا ہاتھ لہرانا شروع کر دیا تھا پکارنے والا حمود بن مغیرہ تھا۔

عبدالکریم کے دیکھتے ہی دیکھتے دوسرے کنارے سے حمود بن مغیرہ نے اپنے گھوڑے کو دریائے دودون میں ڈالا پھر اس کا گھوڑا دریا کی لہروں کو چیرتا ہوا اس جگہ آن رکا جہاں عبدالکریم کھڑا انتظار کر رہا تھا۔

کنارے پر عبدالکریم بن مغیث کے پاس آنے کے بعد حمود بن مغیرہ تھوڑی دیر تک انتہائی تاسف اور مغموم سے انداز میں عبدالکریم بن مغیث کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے غم اور اندوہ میں ڈوبی ہوئی آواز میں عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

عبدالکریم میرے بھائی۔ میرے محسن۔ جہاں مجھے یہ خوشی ہو رہی ہے کہ تم زندہ سلامت ہو اور مارینوس اور اس کے بھائی ارزیلہ کی گرفت سے بچ نکلے ہو۔ وہاں میرے پاس ایک انتہائی بری خبر بھی ہے۔

دکھ اور غم سے عبدالکریم کی گردن جھک گئی پھر وہ بول اٹھا۔

حمود بن مغیرہ۔ میرے بھائی اگر بری خبر سے تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پہلے آقا کو تولوس نے میرے ماں باپ کو قتل کر دیا ہے تو یہ خبر پہلے ہی میرے پاس پہنچ چکی ہے۔ اور میں نے قسم کھائی ہے کہ خداوند قدوس نے اگر مجھے مہلت اور قدرت دی تو میں اس تولوس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرونگا۔ میں نے یہ بھی قسم کھائی ہے کہ جب مجھے استطاعت ملی تو میں اس ارزیلہ اور ماریئوس کی طرف بھی رجوع کرونگا۔ ارزیلہ کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا جس طرح ماریئوس نے مجھے یہ زنجیر پہنائی ہے اسی کے ہاتھوں سے اپنی زنجیر کھلواؤں گا اور اس کی بھی گردن کاٹوں گا۔ تو اکیلا کیوں آیا ہے۔ یہ تو بتا عم مغیرہ بن عیاض کہاں ہے۔

عبدالکریم کے اس سوال پر حمود کی گردن جھک گئی اور وہ کہہ اٹھا۔

عبدالکریم میرے بھائی میرے باپ کو ارزیلہ نے قتل کر دیا ہے۔ جس وقت ہم ریوڑ چرا رہے تھے اور ہمیں خبر ملی کہ تولوس نے تمہارے ماں باپ کو قتل کر دیا ہے تو یہ بھی افواہیں پھیل گئیں تھیں کہ تم نے زوئیس اس کی بہن میبون اور سیر کے بھائی مازن کو بھی قتل کر دیا ہے افواہ یہ پھیلی تھی کہ تم نے سیر کا رشتہ طلب کیا تھا انکار کرنے پر تم نے ان کا قتل عام کیا۔ جس وقت ہمیں یہ خبر ملی تھی اس وقت سیر بھی ہمارے پاس موجود تھی اور اسے یہ خبر سن کر بڑا دکھ ہوا تھا جو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

تمہارے متعلق یہ خبر سننے کے بعد میں اور میرا باپ بستی کی طرف بھاگے ہم نے اپنی رہائش میں دیکھا تم وہاں نہیں تھے میں نے اپنے باپ کو وہیں چھوڑا اور خود ماریئوس کے باغ کی طرف بھاگا۔ وہاں میں تمہیں تلاش کرتا رہا لیکن وہاں تم مجھے نہیں ملے۔ اس دوران ماریئوس کے خادموں میں سے ایک نے مجھے اس باغ میں آکر اطلاع دی کہ ارزیلہ نے میرے باپ کو قتل کر دیا ہے اور اب وہ میری تلاش میں ہے۔ یہ خبر سننے کے بعد میں باغ کے اندر بندھے ہوئے ماریئوس کے گھوڑوں میں سے ایک پر سوار ہوا اور دوسرے راستوں سے ہوتا ہوا میں اپنی رہائش کی طرف آیا وہاں کمرے میں میرے باپ کی لاش خون میں لت پت پڑی تھی باپ کی لاش کو اٹھایا اور اس کوہستانی سلسلے کی طرف بھاگا جہاں ہم ریوڑ چرایا کرتے تھے۔

وہاں ایک گڑھا جو اسی چوٹی کے قریب تھا جہاں ریوڑ چراتے ہوئے ہم بیٹھا کرتے تھے وہ گڑھا تم نے بھی دیکھا ہوا ہے جب بارش برسا کرتی تھی اور اس گڑھے میں پانی بھرا کرتا تھا تو ہم اکثر وہاں بیٹھا کرتے تھے گڑھے میں اپنے باپ کی لاش کو رکھنے کے بعد میں نے مٹی ڈال دی اور پھر ادھر چلا آیا۔

یہ افسوس ناک خبر سننے کے بعد عبدالکریم کی گردن کافی دیر تک جھکی رہی۔ اس نے جواب میں سیر کو وہاں سے اٹھانے اور دریا پار کر کے خانہ بدوش قبیلے تک پہنچانے کے حالات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔ جب عبدالکریم خاموش ہوا تب دکھ بھری آواز میں حمود نے پوچھا۔

عبدالکریم میرے بھائی اب تمہارا کیا ارادہ ہے تم کس طرف نکلو گے۔ میرے خیال میں اب ہم دونوں بھائیوں کو اندلس کا رخ کرنا چاہئے۔ اس غلامی سے اب ہمیں نجات مل چکی ہے میں جانتا ہوں اندلس کی طرف جانے کے لئے یہاں سے نکل کر ہمیں عیسائی مملکت میں سے گزرنے کا خطرہ مول لینا پڑیگا۔ لیکن میرے بھائی اندلس پہنچنے کے لئے ہمیں ایسا کرنا ہی پڑے گا۔

عبدالکریم دیر تک بڑے غور سے حمود کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

سن حمود میرے بھائی۔ فی الحال ہم دونوں بھائی اندلس کا رخ نہیں کریں گے۔ دریائے دودون کے کنارے کنارے کوہستان پیرانیز کے اندر رانسی وال کے دروں کا رخ کریں گے اس سلسلے میں میری گفتگو سیر کے ماموں زوئیس کے ساتھ تفصیل کے ساتھ ہو چکی ہے اس نے مجھے بتایا تھا کہ کوہستان پیرانیز میں رانسی وال کے دروں میں ان گنت نصرانی جنگجو رہتے ہیں اور جنگجوؤں کا کماندار ایک شخص برنارڈو ہے۔ اس برنارڈو نے تقریباً تیس ہزار کے قریب مسلمانوں کو غلام بنا رکھا ہے۔ اور اتنے ہی اس کے پاس مسلح نصرانی ہیں جن کی مدد سے مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کو غلام بنایا گیا ہے۔

کہتے ہیں برنارڈو تیس ہزار مسلمانوں اور تیس چالیس ہزار کے لگ بھگ نصرانیوں کی کمانداری کرتا ہے اور ان کی آمدنی کا ذریعہ یہ ہے کہ کوہستان پیرانیز کے اندر سے یہ پتھر کاٹتے ہیں اور پتھروں کی یہ اینٹیں اور ٹائیلیں تراشتے ہیں اور یہ اینٹیں اور ٹائیلیں فرانس اور دیگر ممالک کو بھیجی جاتی ہیں۔ اس سے انہیں کافی آمدنی ہوتی ہے اور یہ سارا کام ان تیس

ہزار بے بس اور بے کس مسلمانوں سے لیا جاتا ہے جو اس کوہستانی سلسلے میں غلام بنا کر رکھے ہوئے ہیں۔

اور پھر عجیب بات یہ کہ ان تیس ہزار مسلمانوں کو یکجا بھی نہیں ہونے دیا جاتا۔ مختلف حصوں اور مختلف ٹولیوں میں انہیں رکھا گیا ہے انہیں کوہستانی سلسلے سے پتھر نکالنے اور پھر انہیں اینٹوں اور ٹائیلوں کی شکل میں تراشنے کا کام لیا جاتا ہے۔ میں درہ رانسی وال کے انہی بے بس مسلمانوں کا رخ کروں گا ان میں شامل ہوں گا اور ان کی آزادی کی جدوجہد کروں گا اگر ہم انہیں آزاد کرانے میں کامیاب ہو جائیں تو میرے بھائی ان تیس ہزار مسلمانوں کے ذریعے ہم کوہستان پیرانیز کے اندر ایک بہت بڑا انقلاب برپا کر سکتے ہیں

میں حمود بن مغیرہ آنکھیں بند کر کے تمہارے ساتھ ہوں اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ رانسی وال کے دروں میں ہم کوئی انقلاب برپا کر سکتے ہیں تو میرے بھائی میں تمہارے پیچھے پیچھے ہوں جیسا تم کہوگے میں ویسا ہی کروں گا۔ میرے خیال میں اب ہم دونوں بھائیوں کا یہاں زیادہ دیر تک رکنا خطرے سے خالی نہیں۔ آؤ یہاں سے کوچ کریں۔ عبدالکریم بن مغیث نے حمود بن مغیرہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور دریائے دودون کے کنارے کنارے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ کوہستان پیرانیز کے درہ رانسی وال کا رخ کر رہے تھے اس لئے کہ دریائے دودون کوہستانَ پیرانیز کے اسی حصے کی طرف سے نکل کر فرانس کے میدانوں میں بہتا ہوا خلیج بسکے میں جا گرتا تھا۔

OOOO

تھوڑی ہی دیر بعد بوڑھے خانہ بدوش سردار ایریوس کے ساتھ سیر خیموں کے شہر میں داخل ہوئی پھر ایک بہت بڑے خیمے کے سامنے ایریوس اور سیر کی طرف دیکھا۔

رانسی وال کے درے کے انہی جنگجوؤں نے اس وقت شارلیمان پر حملہ کیا تھا جس وقت وہ اندلس کے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا تھا ور ناکامی کا منہ دیکھتے ہوئے لوٹا تھا اور لوٹتے ہوئے اس درے کے جنگجوؤں نے برنارڈو کی سرکردگی میں شارلیمان پر ایسا حملہ کیا کہ اس کے لشکر کی اکثریت نے انہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ ایک دوسرے موقع پر جب انگریزوں کی فوج نپولئین کے سپہ سالاروں اور اس کے لشکر کے تعاقب میں اسی درہ رانسی وال سے گزری تو اس درے کے لوگوں نے ویسے ہی رزمیہ گیت گائے تھے جیسے گیت برنارڈو کے دور میں فرانس کے شہنشاہ شارلیمان کے لشکر کی تباہی اور بربادی کے موقع پر گائے گئے تھے۔

سیر میری بیٹی تو اس خیمے کے اندر چلی جا۔ یہ خیمہ یوں جانو تمہارے اور تمہارے ماموں ہی کے لئے مہیا کیا گیا ہے اندر تمہارا ماموں بڑی بے چینی سے تمہارا منتظر ہے۔ میں اتنی دیر تک تم دونوں کے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔

بوڑھا ایریوس وہاں سے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر تک سیر عجیب سے جزبے میں اسے دیکھتی رہی پھر وہ خیمے میں داخل ہوئی۔ خیمے کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ایک حصے میں بوڑھا زوئیس ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ جونہی خیمے کے اس حصے میں سیر داخل ہوئی زوئیس نے بڑی بے چینی اور بے تابی میں اپنے بازو پھیلا دیئے اپنے ماموں کو دیکھتے ہی سیر روتی ہچکیاں بھرتی ہوئی بھاگ کر اس سے لپٹ گئی تھی۔ پھر وہ زوئیس کے شانے پر اپنا سر رکھے دھاڑیں مار مار کر رونے لگی تھی۔

کافی دیر تک اپنے ماموں سے لپٹ کر سیر روتی رہی زوئیس کے بھی آنسو بہتے رہے آخر جب دونوں کا دکھ اور غم ہلکا ہوا تو زوئیس نے سیر کو علیحدہ کیا اس کے آنسو پونچھے اسے ڈھارس دی۔ پھر دونوں ماموں بھانجی ایک نشست پر بیٹھ گئے اس کے بعد سیر نے زوئیس کو مخاطب کیا۔

ماموں یہ کیا چکر ہے۔ کیا آپ کی طرح ماں اور بھائی بھی زندہ ہیں اور کیا یہ ساری خبر جھوٹ تھی کس بنیاد پر یہ پھیلائی گئی تھی۔ جواب میں بڑے دکھ اور غم میں زوئیس کہنے لگا۔ میری بیٹی اس میں شک نہیں تیری ماں تیرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے مجھے اس کا اتنا دکھ اور صدمہ ہے کہ میں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

میرے ماموں کیا میری ماں اور میرے بھائی کو قتل کرنے والا عبدالکریم بن مغیث ہے سیر نے تھوڑی دیر خاموش رہتے ہوئے پھر پوچھا تھا۔

زوئیس تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں سیر کو دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا سیر میری بیٹی عبدالکریم قاتل نہیں وہ تو ہمارا ایسا محسن اور مربی ہے جس کے احسانات تو میں زندگی بھر نہ اتار سکوں گا۔ میری بیٹی شاید تجھے خبر ہو گی کہ ارزیلہ کا بڑا بھائی مارینوس میرے اور تیری ماں کے پاس آیا تھا اور اس نے ارزیلہ کے لئے تمہارا رشتہ طلب کیا تھا جو ہم نے صاف انکار کر دیا تھا۔ ہمارے انکار کی بنیاد پر مارینوس اور ارزیلہ حرکت میں آئے جس وقت میں اپنے باغات میں کام کرنے کے بعد گھر کی طرف لوٹ رہا تھا۔

ماریئوس کے آدمیوں نے مجھے وہاں سے اٹھایا وہ مجھے دریائے دودون کے کنارے لے گئے اور میری چھاتی پر پتھر باندھنے کے بعد انہوں نے مجھے دریا میں پھینک دیا دریا میں پھینکتے وقت انہوں نے مجھ پر یہ بھی واضح کیا تھا کہ میری حویلی میں گھس کر انہوں نے میری بہن اور بھانجے کو بھی قتل کر دیا ہے ۔ جس وقت میری بیٹی میری بچی انہوں نے مجھے دریائے دودون میں پھینکا تھا میں اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکا تھا لیکن شاید قدرت کو مجھے زندہ رکھنا منظور تھا ۔

میری بیٹی ماریئوس کے کچھ کارکنوں سے عبدالکریم کو خبر ہو گئی تھی کہ ماریئوس نے میسون اور مازن کو قتل کرانے کے ساتھ ساتھ میرے جسم پر پتھر باندھ کر مجھے دریائے دودون میں پھینکنے کا لائحہ عمل تیار کیا ہے لہذا وہ بیچارہ پہلے ہماری حویلی میں گیا اس کے پہنچنے تک تمہاری ماں اور بھائی کو ماریئوس کے آدمیوں نے قتل کر دیا تھا اس بے چارے نے حویلی کے اندر ہی تمہاری ماں اور بھائی کو دفن کر دیا پھر ہمارے اصطبل سے ایک گھوڑا لے کر وہ میری جان بچانے کے لئے ہمارے باغات کی طرف گیا ۔ وہاں اس کا ٹکراؤ ان جوانوں سے ہو گیا جنہوں نے پتھر باندھ کر مجھے دریا میں پھینکا تھا ۔ دیکھ میری بیٹی عبدالکریم اکیلا ان چھ جوانوں پر حملہ آور ہوا اور ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا ۔ انہیں چھ جوانوں سے عبدالکریم کو یہ خبر ہوئی کہ انہوں نے میرے جسم کے ساتھ پتھر باندھ کر مجھے دریا میں پھینک دیا ہے ۔ لہذا عبدالکریم بڑی تیزی سے دریا کی طرف بڑھا گھوڑے سمیت اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی اور مجھے دریا میں بہتا ہوا اس نے دیکھ لیا بس یوں جانو مجھے زندہ رہنا تھا اگر عبدالکریم تھوڑی دیر تک اور نہ پہنچتا تو یقیناً میں پتھر کے اس بوجھ تلے دریائے دودون میں ڈوب چکا ہوتا اس لئے کہ میں بڑی مشکل سے اس پتھر کے بوجھ کے ساتھ تیرنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ تاہم عبدالکریم بروقت میری مدد کو پہنچا ۔

جو پتھر میرے جسم کے ساتھ بندھا ہوا تھا اس کی رسی کو پکڑتے ہوئے دریا میں تقریباً وہ مجھے گھسیٹتا ہوا دوسرے کنارے پر لے گیا وہاں لیجا کر اس نے میرے جسم سے وہ پتھر کھولا اور میرے کہنے پر وہ مجھے اس خانہ بدوش قبیلے میں لے آیا ۔

یہ خانہ بدوش قبیلہ اور اس کا سردار ایریلوس میرے پرانے جاننے والے ہیں ۔ بس یوں جانو میری یہ خوش قسمتی کہ یہ یہاں خیمہ زن تھے اور ان کی وجہ سے اب میں اور تم

دونوں ہیں ۔ ماریئوس یا اس کا بھائی ارزیلہ ان خانہ بدوش جنگجوؤں پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کریں گے ۔

زوئیس کے اس انکشاف پر دکھ غم فکر مندی میں کافی دیر تک سیر کی گردن جھکی رہی ۔ کچھ سوچتے ہوئے اس بے چاری کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے ابھرتی ڈوبتی لرزتی آواز میں وہ بول پڑی ۔

ماموں اس کا مطلب ہے کہ عبدالکریم بن مغیث اس سلسلے میں بالکل بیگناہ ہے اور انہوں نے میری ماں اور بھائی کا قتل نہیں کیا بلکہ انہوں نے آپ کی جان بچائی اس لحاظ سے ان کا واقعی ہی ایسا احسان ہے جو ہم اتار نہیں سکتے ۔ پر ماموں اس خانہ بدوش قبیلے کی طرف آتے ہوئے میں نے ان کے ساتھ بڑی زیادتیاں کیں ۔ اس موقع پر زوئیس نے چونکتے ہوئے پوچھا ۔

کیا عبدالکریم بن مغیث تمہارے ساتھ نہیں آیا ۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ لے کر آیا ہے اور یہ کہ اس نے تمہیں اندر بھیجا ہو گا تا کہ تم مجھ سے مل سکو وہ باہر کھڑا ہو گا ۔ جواب میں سیر نے عبدالکریم کے ساتھ ان خانہ بدوش قبیلے کے خیموں کے پاس تک آنے کی داستان سنائی تھی ۔ سیر کے اس انکشاف پر زوئیس بے چارے کا چہرہ زرد ہو گیا تھا ۔ دکھ اور غم میں اس کی گردن جھک گئی تھی ۔ پھر وہ آہ بھرتے ہوئے کہنے لگا ۔

سیر ۔ میری بیٹی ۔ تو نے بہت برا کیا ۔ تم گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اسے مارتی بھی رہی اور تمہارے خلاف اس نے ایک لفظ نہ کہا ۔ دریا پار کرنے کے بعد تم نے اسے گالیاں دیں بدترین الفاظ اس کے لئے استعمال کئے اور اسے پتھر بھی مارے ۔ میری بیٹی وہ تو ایسا محسن ہے جس کا احسان تک نہیں اتارا جا سکتا ۔ میری بیٹی کیا تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرا رشتہ ارزیلہ کے ساتھ کیوں قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا ۔ میں اور تیری ماں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم ماریئوس سے بھاری رقم کے عوض عبدالکریم کو خرید لیں گے پھر تمہیں اس سے بیاہ دیں گے ۔ میری بیٹی عبدالکریم کے ساتھ تمہارے سلوک اور رویئے سے میں اور تمہاری ماں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ تم عبدالکریم بن مغیث کو پسند کرتی ہو جبکہ اس سلسلے میں میں نے عبدالکریم سے بھی بات کی تھی قسم خداوند کی عبدالکریم تمہیں دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہے اور جب میں نے اسے بتایا کہ اس کی یہ چاہت رنگ لائے گی اور یہ کہ میں اور

سیمر کی ماں سیمر کو اس کی زوجیت میں دینے کا ارادہ کر چکے ہیں تو میں بیان نہیں کر سکتا اس وقت تمہیں اس کی زندگی کا ساتھی بنائے جانے پر وہ کس قدر خوش اور مطمئن تھا۔ کیا اس نے اپنی جان پر کھیل کے تمہیں ارزیلہ اور ماریئوس کی گرفت سے نہیں نکالا۔ کیا اس نے اپنی جان پر کھیل کے تمہاری ماں اور تمہارے بھائی کی تدفین کا کام اپنی حویلی میں نہیں کیا۔ کیا اس نے اپنی جان کی بازی لگاتے ہوئے مجھے دریا سے نکال کر یہاں تک نہیں پہنچایا۔

یہاں تک کہنے کے بعد رکا۔ پھر سوالیہ انداز میں سیمر کی طرف دیکھا۔

سیمر میری بیٹی۔ آج تو مجھے بتا تیرے عبدالکریم بن مغیث کے متعلق کیا خیالات ہیں۔ کیا تیرے دل میں اس کے لئے کوئی چاہت اور محبت نہیں ہے۔ کیا تو اپنے دل میں اس کے لئے کوئی ایسا جذبہ محسوس نہیں کرتی۔ جواب میں سیمر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ بڑی مشکل سے زوئیس نے اسے چپ کرایا۔ پھر سیمر بول پڑی۔

ماموں۔ میں آج تک سب کچھ چھپاتی رہی۔ مجھے ایک خاص وقت کا انتظار تھا۔ جب میں آپ اور ماں کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کر سکتی۔ اب جبکہ وقت ایک طوفان کی صورت میں میرے سامنے آن کھڑا ہوا ہے تو میں آپ کے سامنے آج سب کچھ ہی اگل دوں گی۔

ماموں۔ میں کوئی گونگی گم سم لڑکی نہ تھی۔ میرے جذبات تھے جن کا میں اظہار کر سکتی تھی لیکن مجھے مناسب وقت کا انتظار تھا وہ وقت کب آنا تھا اس کا بھی میں ذکر کرتی ہوں۔ ماموں یوں جانو میں اول روز سے ہی عبدالکریم بن مغیث کو پسند کرنے لگی تھی۔ گو وہ ایک غلام تھا اور زخموں پر مرہم لگوانے آپ کی حویلی میں آیا کرتا تھا۔ پہلے اس سے میرا ربط جب ہوا تو مجھے ایک طرح کی اس سے ہمدردی ہوئی پھر یہ ہمدردی بڑھتی رہی پھیلتی رہی یہاں تک کہ اس نے محبت کا روپ دھار لیا۔ اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ عبدالکریم میرے نواح فکر و سوچ میں مہکتے دہکتے خلوص کی طرح بس گیا ماموں عبدالکریم وہ پہلا نوجوان ہے جس نے میری کنواری سانسوں میں جھانکا میں اندر ہی اندر اظہار کئے بغیر اس کی محبت کی لذت سے سرشار ہوتی رہتی تھی۔ میری عبدالکریم سے محبت آواز و انداز سے ماورا، طلسمی فضاؤں میں سبک سار دامن جیسی تھی۔ آہا۔ عبدالکریم کی محبت میری آسودگی اور اس کی چاہت میرے قلب کے آنگن میں ایسی ہی تھی جیسے شبنمی کرنوں کے آنچل کہر کے بادلوں

میں ڈھل جاتے ہیں۔

عبدالکریم کی محبت میرے ہونٹوں کی دبی ہنسی۔ میرے چہرے کی دمکتی چاندنی میری آنکھوں کی شرمگیں مسکراہٹ۔ عبدالکریم کی ذات میرے لئے بوسوں کی گداز پر سیوں نغموں کے بے پناہ لوچ جیسی تھی آہا میں کیا کچھ کہوں۔ اس کی محبت میرے وجود کے لئے اجنبی لذت۔ میرے حلقے تن من میں کرن کرن نور بکھیرتی مہتاب تھی۔ خود عبدالکریم میرے جسم میری روح کا محافظ تھا۔ وہ بیچارہ تو میرے پیکر کا نگہبان فرشتہ تھا جسے میں نے ایک طفلک نادان کی طرح گنوا دیا۔

آہا میرے ماموں۔ اب جبکہ عبدالکریم یہاں سے جا چکے ہیں ان کے بغیر میں، ہواؤں کی باہوں اور برفباری کی رت میں کھڑے نیم۔ املی کے بے برگ و بار درختوں سوکھے پھولوں اور چرواہوں کے مفہوم گیتوں جیسی ہو کر رہ جاؤں گی۔ اس کے بغیر میری بھیگی پلکوں کی تحریروں میں آنسو خشک نہ ہو سکیں گے۔ آہ عبدالکریم۔ وہ ایک بیگناہ اور معصومیت کا پیکر تھا جسے میں نے بیکار اور بے سود الاپ سمجھ کر گنوا دیا۔ اب اس کی جدائی اس کی فرقت اس کے ہجر میں میں ملگجی شام کے زرد صحرا اور دور تک ریت کی چادر پر ٹوٹی پھوٹی حسرتوں کی طرح تڑپتی بلکتی رہوں گی۔ کاش میں نے عبدالکریم کو وقت کا کھوٹہ سکہ سمجھ کر نہ گنوا دیا ہوتا۔ کاش میں نے عبدالکریم کی قدر دانی کی ہوتی جو میرے لئے فطرت کا ایک مرقع کمال تھا۔ کاش کسی نے مجھے عبدالکریم کی زندگی کے در و بام کی تزئین کا فن سکھایا ہوتا۔ میں نے اپنی نادانیوں اپنی حماقتوں اپنے نازیبا رویے اور اپنے بدترین سلوک سے عبدالکریم کو گنوا نہ دیا ہوتا۔ اے میرے ماموں۔ عبدالکریم میری زندگی کا محور میری چاہتوں میری محبتوں کا مرکز ہے۔ اب جبکہ وہ مجھے چھوڑ کر جا چکا ہے تو قسم خداوند کی میرے ماموں۔ اس کی محبت میرے جسم میں پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو کر جوش مارنے لگی ہے۔ شاید اس کے بغیر میں زیادہ دن زندہ نہ رہ سکوں گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد سیمر تھوڑی دیر کے لئے رکی۔ پھر وہ کہتی چلی گئی۔

ماموں! گو میں نے آج تک آپ اور ماں کے سامنے عبدالکریم سے اپنی محبت کا کبھی اظہار نہ کیا لیکن میں اندر ہی اندر ایک لائحہ عمل تیار کر چکی تھی۔ شاید آپ کو خبر پہنچ چکی ہو گی کہ میں نے ارزیلہ کے سامنے اس سے شادی کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ساتھ میں نے شرط

رکھی تھی کہ اگر ارزیلہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے تو میں اس شادی لے لئے تیار ہوں لیکن اسے اس شادی سے کم از کم ایک ماہ پہلے عبدالکریم کو غلامی سے رہا کرنا ہو گا۔ اے میرے ماموں میں نے یہ سوچا تھا کہ جب ایک ماہ پہلے ارزیلہ اور اس کا بھائی ماریونس عبدالکریم کو آزاد کر دیں گے تو پھر میں آپ کو اس کی اطلاع دوں گی پھر میں آپ اور ماں سے صلاح ومشورہ کرنے کے بعد عبدالکریم کی اندھی ماں اور باپ کو لے کر عبدالکریم کے ہمراہ کسی محفوظ جگہ چلی جاؤں گی۔ اور وہاں عبدالکریم کے ساتھ شادی کر کے پرسکوں زندگی کی ابتدا کروں گی۔ پر میرے سارے ہی لائحہ عمل ادھورے رہ گئے۔ میں اس انتظار میں تھی کہ جب عبدالکریم آزاد ہو گا تو پھر میں اس پر انکشاف کروں گی کہ میں کس قدر جنون کی حد تک اس سے محبت کرتی ہوں اسے چاہتی ہوں۔

لیکن ظالم وقت نے میرے سارے ہی کاموں کو ادھورا چھوڑ دیا۔ میں اپنے ارادوں کی تکمیل نہ کر سکی اور میری حماقتوں ہی کی وجہ سے عبدالکریم مجھ سے روٹھ کر مجھ سے ناراض ہو کر چلا گیا۔ کاش میں نے اسے گالیاں نہ دی ہوتیں اس کے لئے بدترین الفاظ نہ استعمال کئے ہوتے۔ کاش میں نے دریائے دودون کے کنارے اس پر پتھر نہ برسائے ہوتے اس کے ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہو کر سیر بری طرح اپنے سر اور چہرے پر طمانچے مارنے لگی تھی۔

سیر کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اس کا ماموں زوئیس بے چین اور بوکھلا سا گیا تھا۔ فوراً آگے بڑھ کر اس نے سیر کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اس نے انتہائی شفقت آمیز آواز میں کہنا شروع کیا۔

اس میں شک نہیں کہ وقتی طور پر ابن مغیث تم سے ناراض اور خفا ہو کر چلا گیا ہے لیکن میری بیٹی یہ فرقت یہ جدائی دائمی اور مستقل نہیں۔ خداوند نے چاہا تو تو عبدالکریم بن مغیث کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

زوئیس کے ان الفاظ پر سیر نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اپنے ہاتھ اس نے چھڑائے اپنی آنکھیں اس نے خشک کیں پھر کسی قدر جستجو سے اس نے اپنے ماموں کی طرف دیکھا۔

ماموں یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اب جبکہ ابن مغیث مجھ سے ناراض ہو کر جا چکا ہے

تو یقیناً وہ فرانس سے نکل کر اندلس کا رخ کرے گا۔ اندلس میں میں اسے کہاں تلاش کروں گی۔ اس بیچارے کا کوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے کہاں دربدر وہ ٹھوکریں کھاتا پھرے گا۔ اور پھر میں دوبارہ اسے کیسے اور کیوں کر حاصل کر سکوں گی۔ روتی اور بین کرتی ہوئی آواز میں سیر نے زوئیس سے پوچھا تھا۔

زوئیس مسکرا دیا۔ بیٹی! اتنی زیادہ فکر مند ہو۔ مجھے پتہ ہے عبدالکریم کہاں جائے گا دیکھ میری بیٹی کوہستان پیرانیز میں رانسی وال نام کے درے ہیں ان دروں کے اندر لگ بھگ تیس سے چالیس ہزار مسلح نصرانیوں کا ایک کماندار رہتا ہے جس کا نام برنارڈو ہے۔ انہوں نے ان دروں کے نواحی کوہستانی سلسلوں کے اندر تقریباً تیس ہزار مسلمانوں کو اپنا غلام بنا رکھا ہے ان مسلمانوں سے یہ برنارڈو کوہستانی سلسلے سے قیمتی پتھر نکلواتا ہے اور پھر اس پتھر سے اینٹیں اور ٹائیلیں ترشواتا ہے اور پھر اینٹوں اور ٹائیلوں کو وہ فرانس اور دیگر ممالک میں بہت مہنگے داموں فروخت کرتا ہے۔

سیر میری بیٹی! میں نے ہی عبدالکریم کو مشورہ دیا ہے کہ وہ انہی دروں کا رخ کرے۔ وہاں جو تیس ہزار غلام مسلمان ہیں انہیں شامل ہو جائے انہیں رہتے ہوئے انہیں آہستہ آہستہ اپنے آپ کو نمایاں کرتا ہے اور میں نے اسے یقین دلایا ہے کہ وہ اپنی طاقت۔ قوت اور تیغ زنی کی بناء پر اس درے میں رہنے والوں میں ایک بڑا نمایاں مقام حاصل کرے گا اور جب وہ یہ مقام حاصل کرے تو اپنے لئے بڑے فوائد حاصل کر سکتا ہے۔ میرے کہنے کے مطابق عبدالکریم اب رانسی وال کے دروں کی طرف جائے گا۔

ان دروں کے قریب سے ہی دریائے دودون کوہستان پیرانیز سے نکلتا ہے اور دروں کے قریب ہی ویزس نام کی وہ بستی ہے جس کے ایک کلیسا میں تمہارا چچا نسطور بڑا پادری ہے

جس خانہ بدوش قبیلے میں ہم اس وقت موجود ہیں تھوڑی دیر تک یہ خانہ بدوش قبیلہ یہاں سے کوچ کرے گا اور کوہستان پیرانیز کا رخ کرے گا۔ آہستہ آہستہ منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے یہ خانہ بدوش قبیلہ کوہستان پیرانیز پہنچ گا اور اسی خانہ بدوش قبیلے میں سفر کرتے ہوئے ہم ویزس نام کی اس بستی میں جائیں گے جہاں تمہارا چچا نسطور بڑا پادری ہے۔ ہم دونوں اس کے پاس رہیں گے چونکہ جس درے میں عبدالکریم نے جانا ہے وہ درہ ویزس

نام کی بستی سے زیادہ سے زیادہ دو فرلانگ ہوگا اور درے کے مکین اپنی ضروریات کی ساری اشیاء اسی ویزس نام کی بستی میں خریدنے آتے ہیں ۔لہذا وہاں رہتے ہوئے ہم دونوں ماموں بھانجی عبدالکریم بن مغیث سے مل سکتے ہیں ۔

زوئیس کی اس گفتگو سے لمحہ بھر کے لئے سیمر کے چہرے پر تسلی اور طمانیت کی لہریں پھیلی تھیں لیکن جلد ہی وہ فکر مند ہو گئی اور اپنے ماموں سے پوچھنے لگی ۔

ماموں! عبدالکریم سے میں نے جو برا اور بدترین سلوک کیا ہے جب میں اس پر غور کرتی ہوں تو فکر مند ہو جاتی ہوں ۔عبدالکریم مجھے کیسے اور کیونکر معاف کرے گا میں سمجھتی ہوں جو سلوک میں نے اس سے کیا ہے وہ میری شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا۔

بیٹی تو زیادہ نہ سوچ اور نہ زیادہ فکر مند ہو۔عبدالکریم کو میں تم سے بہتر جانتا ہوں وہ بڑا فراخ دل ۔بڑا حلیم الطبع انسان ہے ۔مجھے امید ہے کہ آہستہ آہستہ وہ اس حادثے کو فراموش کر دے گا۔ویسے بھی اسے منانے کے لئے میرے بیٹے میرے پاس ایک ترکیب ہے

سیمر نے چونکتے ہوئے اپنے ماموں کی طرف دیکھا ۔کیسی ترکیب ماموں مجھے بھی بتائیں ۔زوئیس تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا پھر کہنے لگا۔

میری بیٹی ۔ویزس نام کی اس بستی کے گرجے میں پہنچ کر میں اور تم ۔ تمہارے چچا نسطور کے پاس رہائش اختیار کریں گے ۔ تم وہاں عارضی طور مستقل نہیں عارضی طور پر راہبہ بن جانا اپنا چہرہ ڈھانپ کر رکھنا ۔اس حالت میں ضرورت کے وقت تم عبدالکریم سے ملتی جلتی رہنا ۔ گفتگو بھی کرنا ۔وہ یہ سمجھ کر تمہیں اہمیت دیتا رہے گا کہ تم ایک مقدس راہبہ ہو ۔وہ تمہیں پہچان نہیں پائے گا بس اس طرح ایک بار پھر تم عبدالکریم کو اپنے قریب لانے کی کوشش کرنا مجھے امید ہے کہ جب تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی تو عبدالکریم نہ صرف تمہیں معاف کر دے گا بلکہ تمہیں اپنانے پر بھی رضامند ہو جائے گا۔

اپنے ماموں زوئیس کی اس ترکیب پر سیمر خوش ہو گئی تھی پھر وہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اسی دوران خانہ بدوش قبیلے کا سردار ایرولیوس خیمے میں داخل ہوا اس کے ساتھ دو عورتیں تھیں جنہوں نے کھانے کے برتن اٹھا رکھے تھے ۔ایرولیوس کے کہنے پر کھانے کے برتن ان عورتوں نے سیمر کے سامنے رکھ دیئے اور خود وہ خیمے سے باہر چلی گئیں تھیں ۔

زوئیس ۔سیمر اور ایرولیوس اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے ۔شام سے تھوڑی دیر پہلے وہ خانہ بدوش قبیلہ دریائے دودون کے کنارے کنارے ہوتا ہوا کوہستان پیرانیز کی طرف جا رہا تھا۔

OOOO

جس دن عبدالکریم بن مغیث نے سیمر کو خانہ بدوش قبیلے کے سردار کے حوالے کیا تھا وہ پورا دن آنے والی پوری رات اور اگلا آدھا دن وہ اور حمود دونوں تیزی سے دریائے دودون کے کنارے کنارے کوہستان پیرانیز کی طرف سفر کرتے رہے ۔ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہ تھا ۔بھوک سے وہ نڈھال ہو رہے تھے اسی حالت میں سفر کرتے ہوئے وہ کوہستان پیرانیز کے درہ رانسی وال کے قریب ویزس نام کی بستی کے باہر ایک باغ کے قریب پہنچ گئے ۔ کوہستانی سلسلے کے دامن میں باغ کے پاس سے گزرتے ہوئے عبدالکریم نے اپنے گھوڑے کو روک لیا ۔اس کی طرف دیکھتے ہوئے حمود بھی رک گیا پھر عبدالکریم نے حمود کو مخاطب کیا ۔

حمود میرے بھائی میں جانتا ہوں تو اس وقت سخت بھوک محسوس کر رہا ہو گا ۔اس لئے کہ میں نے بھی کل سے کچھ نہیں کھایا ۔ہم یہاں رکتے ہیں یہاں سامنے جو باغ ہے اس کے اندر چند مکان نظر آ رہے ہیں یہاں کے جو رہنے والے ہیں ان سے کھانے کے لئے کچھ مانگتے ہیں مجھے امید ہے کہ ہمیں مایوس نہیں کریں گے ۔

حمود نے عبدالکریم کی اس گفتگو سے اتفاق کیا ۔ساتھ ہی وہ گھوڑے سے اتر گیا اسے دیکھتے ہوئے عبدالکریم بھی اپنے گھوڑے سے اتر گیا ۔دونوں اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے اس باغ میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ ایک طرف سے پانچ گھڑ سوار اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے ۔عبدالکریم اور حمود کے قریب آکر کے آنے والے سواروں میں سے ایک نے عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

تم دونوں کون ہو کہاں سے آئے ہو تم میں سے ایک کا ہاتھ اور ٹانگ لوہے کی موٹی بھاری زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں جو اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ یا تو تم دونوں غلام ہو اپنے آقا کو چھوڑ بھاگے ہو ۔یا یہ کہ تم انتہائی خطرناک مجرم ہو اور کسی زندان سے فرار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو ۔تیسرا شبہ میں تم پر یہ بھی کر سکتا ہوں کہ میں

دیکھتا ہوں جو دو گھوڑے تمہارے پاس ہیں یہ انتہائی عمدہ نسل کے اور قیمتی ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ زندان سے فرار حاصل کرنے کے بعد تم دونوں نے کچھ لوگوں کو قتل کر کے یہ گھوڑے حاصل کئے ہوں پھر اپنی منزل کی طرف فرار حاصل کیا ہو۔ سچ بتاؤ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اور کدھر کا رخ کرو گے۔ یاد رکھو اگر تم دونوں نے جھوٹ بولا تو تم دونوں کی گردنیں کاٹ دی جائیں گی ہاں اگر تم سچ بولو گے تو تم دونوں کو معاف کر دیا جائے گا تاہم یہ جو تمہارے پاس دو قیمتی گھوڑے ہیں وہ ہماری ملکیت ہوں گے۔

عبدالکریم نے ایک بار بڑے غصے اور قہرمانیت میں ان پانچ سواروں کی طرف دیکھا اور پھر وہ بول پڑا۔

میں نہیں جانتا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کدھر کا رخ کر رہے ہو لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ ان کوہستانی سلسلوں کے قریب تم سب میرے اور میرے ساتھی کے محتسب اور نکتہ چین بننے کی کوشش مت کرو ہم دونوں زندگی اور موت دونوں کے ستائے ہوئے اور در زندان پہ دستک دینے والے انسان ہیں ہم دونوں بادلوں کے شور میں تشنہ لبوں کی پیاس بجھانے والے اور لمبی وادیوں میں اجنبی سفر کے مسافر ہیں یوں جانو بس ہماری ذات کو تقسیم کر دیا گیا ہے اور اپنی ذات کی اجتماعیت کے لئے حرف حقیقت کے متلاشی ہو کے رہ گئے ہیں ہم دونوں سے مت ٹکرانا اگر ایسا کرو گے تو یاد رکھنا ہم اپنے دشمنوں کی گردن کاٹنے میں انتظار نہیں کرتے ہم دونوں ہی اپنے گھر آنگنوں کے شور شرابوں اور اپنی بستیوں کی راہوں سے محروم ہیں لہذا میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اپنی راہ لو جدھر جانا چاہتے ہو روانہ ہو جاؤ اگر ہم سے ٹکراؤ گے تو یاد رکھنا ہمارے ہتھیار تم پانچوں کے خلاف گرجے کے گھنٹے کی طرح بج اٹھیں گے اور پھر تم پانچوں کے جسم میناروں کی مانند روشنی۔ درد دل کی بارش میں پھنسی حیرتوں کی شام ہجر جیسی ہو کے رہ جائے گی میں ایک بار پھر تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ ہم سے نہ الجھو ہم سے نہ بازپرس کرو نہ ہم سے ٹکرانے کا خیال دل میں لاؤ جاؤ اپنی منزل کی طرف نکل جاؤ۔

عبدالکریم کے خاموش ہونے پر وہ سوار پھر بول پڑا۔

اجنبی! ہم کسی دھونس کسی دھمکی میں آنے والے نہیں ہم تو خود کوچہ کوچہ۔ بستی بستی آتش بن کر شعلے اگلنے والے لوگ ہیں ہمیں ٹکراؤ سے بچنے کی دھمکی دیتے ہو میں تم

دونوں سے کہتا ہوں کہ میرے یہ چار ساتھی تو ایک طرف میں اکیلا ہی تم دونوں پر حملہ آور ہو کر تمہاری حالت دل میں راکھ بھرتی دہکتی سسکیوں۔ قطع ہوتے رشتہ آشنائی قبر کے تنگ و تاریک منظر اور صلیبوں پر لٹکے نیم جان چہروں جیسی بنا کے رکھ سکتا ہوں۔

اس سوار کی اس گفتگو پر عبدالکریم کا چہرہ مزید غضبناکی میں سرخ ہو گیا تھا پھر اس بار اس نے پہلے سے کسی قدر تلخ لہجے میں کہنا شروع کیا۔

میرا تیرا کوئی تعارف نہیں میں آخری بار تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ ہم سے مت الجھو۔ ہم مسافر ہیں ہمیں اپنی منزل کی طرف نکل جانے دے ہمارے محتسب مت بنو بس ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے جواب میں وہ سوار بری طرح دھاڑا۔

تم بکواس کرتے ہو۔

اس سے آگے اس سوار کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملا تھا عبدالکریم آندھیوں کے تیز جھونکوں اور برق کے کوندے کی طرح حرکت میں آیا تھا ایک جھٹکے سے اسے اپنی تلوار کھینچی ڈھال سنبھالی اور اس زوردار انداز میں وہ اس سوار پر حملہ آور ہوا تھا کہ اپنے پہلے ہی وار میں اس سوار کی اسے گردن کاٹ کے رکھ دی تھی۔

صورتحال چونکہ خطرناک رخ اختیار کر چکی تھی لہذا حمود بن مغیرہ بھی عبدالکریم کے ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوا اور عبدالکریم کی طرح اسنے دوسرے سوار کی گردن کاٹ دی تھی اس موقع پر ایک سوار جو عبدالکریم کے قریب تھا اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور چاہتا تھا کہ آگے بڑھ کر اپنی تلوار عبدالکریم پر برسا دے پر عبدالکریم بڑا چوکنا تھا اس کے وار کو عبدالکریم نے اپنی ڈھال پر روکا جس وقت اس کا گھوڑا آگے نکل رہا تھا پشت کی طرف سے ایسے انداز میں عبدالکریم بن مغیث نے اس پر تلوار برسائی کہ کمر کے پاس سے اسے کاٹ کے رکھ دیا تھا یوں چند لمحوں کے اندر ان پانچ میں سے تین ڈھیر ہو کے رہ گئے تھے۔ جب اپنی خون آلود تلوار لہراتا ہوا عبدالکریم بن مغیث باقی بچنے والوں کی طرف متوجہ ہوا تو وہ اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئے تھے۔

عبدالکریم اور حمود دونوں نے مرنے والوں کے کپڑوں سے تلواریں صاف کر کے نیام میں کیں اور ابھی وہ اپنے گھوڑوں کی باگیں دوبارہ پکڑ کر باغ میں داخل ہونا ہی چاہتے

تھے کہ باغ کے اندر سے ایک بوڑھا اور ایک نوخیز نوجوان لڑکی نمودار ہوئی چونکتے ہوئے عبدالکریم نے ان دونوں کا جائزہ لیا وہ بوڑھا ساٹھ کے قریب ڈھلی ہوئی عمر کا ایک شخص تھا اس کے ساتھ جو لڑکی تھی بالکل نوخیز اور نو عمر تھی عبدالکریم نے دیکھا وہ لڑکی دور پربت سے اترتے کہر میں چاندنی سے لپٹی غلابی رنگوں کی کہانیوں جیسی حسین اور افسون وقت کے آہنگ میں طلسموں کے حیرت کدے جیسی خوبصورت تھی اپنی عمر کے لحاظ سے ابھی وہ ایسی نوخیز تھی جس طرح عمر رواں کے پہلے زینے پر روشنی کی خوبصورت کرن آن کھڑی ہوئی ہو اس کی نگاہوں میں ایک پاتال اوجھل تھا اور وہ اپنے باپ کے پہلو میں ابن مغیث اور حمود کے سامنے اس طرح سمٹی سمٹائی کھڑی تھی جیسے صبا کی آوارگی کے سامنے گلوں کے اندر شرمیلی کلیاں یا کنول کے سنگاسن پر بیٹھی کوئی اجلے رنگوں کی تنہا تتلی۔

اس بوڑھے نے عبدالکریم کی سوچوں کا سلسلہ توڑ دیا اور اس سے مخاطب ہوا تھا۔

میں تیری اور ان سواروں کی ساری گفتگو سن چکا ہوں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ان کے مقابلے میں تو بے گناہ ہے اور انہوں نے تیرے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی پر میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم فی الفور اپنے ساتھی کے ساتھ یہاں سے چلے جاؤ جن لوگوں کے آدمی تم نے مارے ہیں ان کے دو ساتھی بھاگ گئے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو انسانیت کا شکار کرنے کے بعد قہقہے لگاتے ہیں یہ ایک بہت بڑا گروہ ہے اور اس کے کارکن ان بھیڑیوں جیسے ہیں جن کے منہ کو خون لگ گیا ہو۔ اور وہ خون کی طلب میں ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں جاؤ اجنبی فوراً یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ یاد رکھو جس گروہ کے لوگوں کا تو نے قتل عام کیا ہے اس گروہ کے لوگ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

بوڑھا جب خاموش ہوا تو عبدالکریم نے اسے بڑی سماجت بڑی انکساری سے مخاطب کیا۔ دیکھ میرے محترم میں نہیں جانتا تمہارا کیا نام ہے لیکن میں تم سے گزارش کروں۔ میں اور میرا ساتھی پچھلے دو روز سے بھوکے ہیں۔ کیا ہمیں کھانے کو کچھ مل سکتا ہے۔

بوڑھے نے حیرت اور تعجب سے عبدالکریم کی طرف دیکھا۔

نوجوان! تو بھی عجیب ہے میں تمہیں بھیڑیوں کے ہاتھوں زندگی بچانے کا مشورہ دے رہا ہوں اور تو ان بھیڑیوں کے انبوہ میں کودنے کا ارادہ رکھتا ہے کھانا تجھے مل جائے گا میں تجھے ابھی مہیا کر دیتا ہوں اور ساتھ یہ بھی مشورہ دیتا ہوں کہ کھانا لے کر اپنے ساتھی

کے ساتھ فوراً یہاں سے کوچ کر جا اس کے ساتھ ہی اس بوڑھے نے قریب ہی کھڑی اپنی بیٹی کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر وہ لڑکی کسی سہمی اور ڈری ہوئی ہرنی کی طرح قلانچیں بھرتی ہوئی بھاگ کر باغ کے اندر مکان کی طرف چلی گئی تھی۔

اس لڑکی کے جانے کے بعد بوڑھے نے پھر عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

اجنبی! کیا تو یہ نہ بتائے گا کہ تم دونوں کے کیا نام ہیں کہاں سے آرہے ہو اور کدھر کا رخ کر رہے ہو اس پر عبدالکریم بول پڑا۔

میرے محترم! میرا نام عبدالکریم بن مغیث ہے میرے ساتھ جو میرا ساتھی ہے اس کا نام حمود بن مغیرہ ہے یوں جانو ہم ایک جہنم سے فرار حاصل کرنے کے بعد ایک ایسی منزل کی طرف کوچ کر رہے ہیں جس کے نشانات جس کے ٹھکانے کا ہمیں خود علم نہیں یا یوں جانو کہ ہم دونوں نے فی الحال اپنے آپ کو وقت کی لہروں کے سپرد کر دیا ہے جہاں یہ لہریں پھینک دیں گی وہیں اپنا کوئی ٹھکانہ اپنا کوئی مسکن بنانے کی کوشش کریں گے۔

وہ بوڑھا تھوڑی دیر تک عجیب سے جذبے میں عبدالکریم کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ دوبارہ بول پڑا۔

میرا نام لیونان ہے اور یہ جو لڑکی واپس گئی ہے یہ میری بیٹی ہے اس کا نام روسیس ہے میں نے اسے تم دونوں کے لئے کھانا لانے کو کہا ہے یہ باغ جس میں میں کھڑا ہوں میرا ذاتی ہے میرے تین بیٹے ہیں جو باغ کے دوسرے حصے میں اس وقت کام میں لگے ہوئے ہیں کاش تم نے ان لوگوں کا قتل نہ کیا ہوتا میں اس وقت سے ڈر رہا ہوں جب ان کے آدمی آئیں گے اور تم دونوں پر حملہ آور ہوں گے۔

عبدالکریم نے فوراً اس بوڑھے کی بات کاٹ دی میرے محترم مجھے کسی کے حملہ آور ہونے کی پرواہ نہیں میری اس وقت سب سے اہم ضرورت بھوک مٹانا ہے میں تمہیں بتا چکا ہوں میں اور میرا ساتھی گزشتہ دو دن سے بھوکے ہیں اس وقت اولین ضرورت بھوک مٹانا ہے کسی کے حملہ آور ہونے کے سامنے اپنا دفاع کرنا نہیں پہلے تم ہم دونوں کو پیٹ بھر کر کھانا دو اس کے بعد کچھ سوچا جا سکتا ہے۔

وہ بوڑھا جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ روسیس نام کی وہ لڑکی بھاگتی ہوئی لوٹ آئی اس کے ہاتھ میں کپڑے میں بندھی ہوئی ایک گٹھری تھی اور کندھے پر اس نے پانی کا

ایک مشکیزہ لٹکا رکھا تھا ۔ دونوں چیزیں اس نے لا کر اپنے باپ کو تھما دی تھیں بوڑھا دونوں چیزیں لے کر آگے بڑھا اور عبدالکریم کو تھماتے ہوئے کہا لو یہ کھانے کی چیزیں ہیں اس میں کیا ہے میں نہیں جانتا یہ سب کچھ میری بیٹی لے کر آئی ہے یہ پانی کا مشکیزہ میں کہتا ہوں یہ پانی کا مشکیزہ اپنے گھوڑے کی زین سے باندھو کھانے کی چیزیں بھی گھوڑے کی خرجین میں ڈالو اور کسی معقول جگہ جا کر کھا لینا مجھے ترس آتا ہے ۔ حملہ آور عنقریب تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے ۔

اس بوڑھے کی باتیں سنی ان سنی کرتے ہوئے عبدالکریم زمین کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور حمود کی طرف دیکھا ۔

حمود میرے بھائی آؤ پہلے پیٹ بھر کے کھانا کھائیں ۔ اس کے بعد سوچیں گے ہمیں کیا کرنا ہے جواب میں حمود مسکرایا پھر دونوں زمین پر بیٹھ گئے کپڑے کی گٹھری انہوں نے کھولی اس میں کھانے کی اشیاء کے علاوہ خشک اور تازے پھل تھے ۔ عبدالکریم اور حمود دونوں بڑی تیزی سے کھانا کھانے لگے تھے کھانا کھانے کے بعد دونوں نے لڑکی کے لائے ہوئے مشکیزے سے جی بھر کے پانی پیا اس کے بعد وہ دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے پھر عبدالکریم نے اس بوڑھے کو مخاطب کیا ۔

یونان میرے محترم میں تمہارا بہت ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تم دونوں باپ بیٹی نے ہم دونوں کو پیٹ بھر کے کھانا کھلایا ۔ میرے محترم تمہاری بیٹی کھانا کافی لے کر آئی ہے اس میں کچھ بچ گیا ہے اگر تم دونوں اجازت دو تو یہ بچا ہوا کھانا ہم دونوں اپنے ساتھ رکھ لیں شاید اگلی منزل پر یہ ہمارے کام آئے اس موقع پر لڑکی نے اپنے باپ کے کان میں کچھ کہا جواب میں وہ بوڑھا مسکرایا اس کے ساتھ ہی لڑکی پھر مڑی اور اپنے گھر کی طرف بھاگ گئی تھی ۔ بوڑھے نے پھر عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

میرے عزیز! تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ کھانا جو بچا ہے یہ تم دونوں اپنے پاس رکھو میری بیٹی اور کھانا اور پھل لینے گئی ہے وہ بھی تم لے لو اور اپنے آپ کو محفوظ کرنے کی تدبیر کرو ۔

وہ بوڑھا ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ چند سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے کوہستانی سلسلے کی طرف سے ادھر آئے انہیں دیکھتے ہی بوڑھا سہم گیا پھر اس نے

عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

اجنبی! جس بات کا خدشہ تھا وہ ہو گئی اب تمہارے اور تمہارے ساتھی دن گنے جا چکے ۔ میں آنے والے سواروں کو پہچان چکا ہوں یہ رانسی وال کے دروں کے محافظ برنارڈو کے آدمی ہیں اور ان میں جو سب سے آگے ہے یہ دروں کے خونخوار لوگوں کا نائب سالار ہے دروں کے حکمران برنارڈو کے بعد اس کی سب سے زیادہ اہمیت ہے ۔ میں نے تمہیں پہلے ہی تنبیہ کی تھی کہ کھانا لے کر بھاگ جاؤ لیکن تم دونوں نے حماقت کی کہ تم دونوں یہیں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے اب اپنے انجام کا انتظار کرو ۔ یہاں تک کہتے کہتے یونان نام کا وہ بوڑھا خاموش ہو گیا اس لئے کہ آنے والے سوار عبدالکریم اور حمود کے قریب آ کر اپنے گھوڑوں سے اتر گئے تھے ۔ پھر دو سواروں نے عبدالکریم اور حمود کی طرف اشارہ کیا ۔ شاید وہ وہی دو سوار تھے جو عبدالکریم سے اپنی جانیں بچا کر بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے ۔ اس پر ایک دیو پیکر جوان جو اپنی جسامت میں خوب کسے کڑئیل جسم کا مالک تھا اور اس کے چہرے پر زخموں کے خاصے نشان تھے آگے بڑھا ۔ عبدالکریم کے قریب آیا پھر اسے مخاطب کیا ۔

یہ جو میرے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں ان کو تم نے قتل کیا ہے ۔ جواب میں عبدالکریم ایک بار سر سے لے کر پاؤں تک اس وحشی کا جائزہ لیا ۔ پھر اس نے عجیب سی بے توجہی سے جواب دیا ۔

میں نہیں جانتا تو کون ہے ۔ میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ یہ جو مارے گئے ہیں انہوں نے ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تھی لیکن دیکھو جب کوئی کسی پر حملہ آور ہوتا ہے تو دونوں میں سے ایک غالب ہوتا ہے ایک مغلوب ۔ دونوں میں سے کوئی مرتا ہے کوئی مارتا ہے بس یہی کہانی اس باغ کے قریب ہی انجام پا گئی ۔ اس میں میرا اور میرے ساتھی کا کوئی قصور نہیں ہے ۔ ہم تو آرام کرنے کے لئے اس باغ کے پاس بیٹھے تھے جبکہ آنے والے ہم پر چڑھ دوڑے ہمیں دعوت مبارزت دی ۔ ہم سے ہمارے گھوڑے چھیننے کی دھمکی دی ۔ پھر دیکھو جب کوئی کسی کو دعوت مبارزت دیتا ہے تو پھر اس کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے ۔

دیو رندہ نے تھوڑی دیر تک طنزیہ سی مسکراہٹ میں عبدالکریم کی طرف دیکھا پھر

پوچھا۔

پہلے یہ بتاؤ تم ہو کون کہاں سے آرہے ہو اور کدھر جانا ہے اس کے بعد میں تم پر واضح کروں گا کہ میں تمہارا کیا انجام کرنے والا ہوں۔

عبدالکریم بن مغیث نے ایک بار گھور کر دیورندہ کی طرف دیکھا پھر اپنی آواز میں کسی قدر تلخی گھولتے ہوئے وہ بول پڑا۔

سن مجمل گفتگو کرنے والے تیری آمد سے پہلے یہ باغ کے کنارے پر کھڑا ہوا بوڑھا تمہارا نام مجھے بتا چکا ہے۔اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام دیورندہ ہے۔سن دیورندہ۔ انجام کی بات مت کر۔ہر شے کے انجام کی خبر میرا اللہ رکھتا ہے۔اس کے علاوہ کوئی کسی کے انجام کو نہیں جانتا۔

دیورندہ! یہ جو تو نے ہم دونوں کے متعلق پوچھا ہے تو میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہم دونوں اجالوں اندھیروں میں چلتے ہوئے مسافر ہیں۔ہمیں کسی ایسی منزل کی تلاش ہے جس کے لئے ہم اپنی مقدس سحر کی تابانی قربان کر سکیں۔جس کے لئے ہم محبتوں۔ صداشتوں کا نزرانہ جان پیش کر سکیں۔جس کے لئے ہم یگانگت۔مفاہمت اور امن وآشتی کا وعدہ دے سکیں ایسی منزل جس میں ندامتوں کا برگراں اور ہوس کی دلیل نہ ہو۔ایسی منزل جو ہمیں پناہ دے اور جس کے لئے ہم بتان جنگ وجدل کا پیچھا کرتے اس کی حفاظت کر سکیں۔ایسی منزل جس میں بے چہرگی کا روگ نہ ہو۔اور انسان کی تابندہ آرزوؤں کا قتل نہ ہو۔

عبدالکریم کی اس گفتگو کے جواب میں دیورندہ نے ایک قہقہہ لگایا پھر وہ بول اٹھا۔

یہ گفتگو بھی عجیب ہے بہر حال تمہاری اس گفتگو کے جواب میں میرے پاس تمہارے لئے ایک منزل ہے جو تمہیں دائمی سکون مہیا کر سکتی ہے۔اور وہ منزل اس باغ کے کنارے تمہارے اور تمہارے ساتھی کی موت ہے۔عبدالکریم بھی بری طرح بھڑک اٹھا

دیورندہ! سوچ سمجھ کر بات کر۔کسی کی موت کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ زندگی موت دینے والا میرا وہ اللہ ہے جو زمین وآسمان کا مالک ہے۔دوسروں کے لئے موت کی تمنا اور مرگ کا دعوہ مت کر۔کہیں ایسا نہ ہو تیری ہی مرگ تیرے ہی ہاتھوں تجھ پر سوار

ہو اور تجھ سے تیری سانس کی ڈوری چھینتی چلی جائے۔

عبدالکریم کی اس گفتگو کے جواب میں دیورندہ ایک دم آگے بڑھا اور ایک ایسا زوردار مکہ اس نے عبدالکریم کی گردن پر مارا کہ عبدالکریم بل کھاتا ہوا اپنے گھوڑے کے پاؤں کے قریب جا گرا تھا اور اس کے منہ سے خون بہنے لگا تھا۔اس موقع پر حمود بن مغیرہ نے بھی دیورندہ کے خلاف حرکت میں آنا چاہا لیکن اپنے گھوڑے پاؤں کے پاس گرے ہوئے عبدالکریم نے اشارے سے اسے روک دیا۔

عین اسی وقت باغ کے اندر رہائیشی مکانوں میں سے روسیس بھاگتی ہوئی نکلی وہ ایک کپڑے میں کھانے کی اشیاء باندھ کر لائی تھی اشیاء لا کر اس نے اپنے باپ یونان کو تھما دی تھیں۔اسی ہی لمحہ دیورندہ کی نگاہ روسیس پر پڑی وہ اس کے حسن اس کی خوبصورتی اس کے جسم اور اس کے شباب کو دیکھتے ہوئے دنگ رہ گیا پھر اس نے روسیس کے باپ یونان کو مخاطب کر کے کہا۔

یہ لڑکی کون ہے۔حیرت ہے کہ ہمارے درے کے قریب اس باغ میں ایک ایسی حسین لڑکی رہتی ہے اور ہماری آج تک اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ایسی خوبصورت لڑکی تو ہم جیسے لوگوں کے لئے خداوند کی رحمت ہے۔پہلے میں اس لڑکی سے بات کروں اس کے بعد اس اجنبی کا انجام اس کے سر پر باندھتا ہوں۔اس کے ساتھ ہی روسیس کو بڑے غور سے دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ دیورندہ اس کی طرف بڑھا تھا۔اس موقع پر روسیس بیچاری افسردہ ہو گئی تھی اور وہ اپنے باپ یونان کے پیچھے چھپ گئی تھی۔

دیورندہ آگے بڑھا اور چاہتا تھا کہ یونان کے پیچھے کھڑی روسیس کا ہاتھ پکڑے ایک دم اپنی جگہ سے اٹھ کر عبدالکریم آگے بڑھا اور دیورندہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔عبدالکریم اب ایک طرح سے دیورندہ اور روسیس کے سامنے حائیل ہو گیا تھا۔

عبدالکریم کی اس حرکت پر دیورندہ غصے اور غضبناکی میں پاگل سا ہو گیا تھا اس کے چہرے پر قہرمانیت اور غصے کے آثار بکھر گئے تھے۔ہلکا سا ایک قہقہہ اس نے لگایا پھر عبدالکریم کو اس نے مخاطب کیا۔

اجنبی لگتا ہے کہ میرے ایک مکے نے تیرے دم خم سیدھے نہیں کئے۔تیرا خاتمہ کرنے کے بعد ہی اب میں اس لڑکی کا ہاتھ پکڑوں گا اور ساتھ لے کر جاؤں گا۔

عبدالکریم نے دیورندہ سے بھی زیادہ درندگی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا دیورندہ! یہ کام تو کیا تیرا باپ بھی نہیں کر سکتا۔ جب تک میں یہاں موجود ہوں تو اس لڑکی کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ لڑکی اور اس کا باپ دونوں ہی میرے محسن ہیں میں ان کا نمک کھا چکا ہوں اور انہیں تمہارے حوالے کر کے نمک حرامی کا ثبوت نہیں دوں گا۔ ذرا اس لڑکی کی طرف ہاتھ تو بڑھا۔ پھر دیکھ اس باغ میں کیسا انقلاب رونما ہوتا ہے۔

جوں ہی دیورندہ نے چیلنج دیتی ہوئی نگاہوں سے عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھنا چاہا عبدالکریم ایک دم حرکت میں آیا اور زور دار گھونسہ اس نے اسی جگہ دیورندہ کے لگایا جہاں دیورندہ نے اس کے لگایا تھا۔ یہ گھونسہ ایسا طاقتور اور زور دار تھا کہ دیورندہ ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا تھا اس موقع پر عبدالکریم نے ہلکا سا ایک قہقہ لگایا۔

دیورندہ میرے مکے کی سختی کا بھی تجھے احساس ہو گیا ہو گا۔ یاد رکھنا میں تیرے جیسے برے لوگوں کو اسی طرح مار مار کر سیدھا کرنے کا فن جانتا ہوں۔ ذرا اٹھو اور میرے مقابلے پر آؤ پھر دیکھو انجام کس کا برا ہوتا ہے۔

دیورندہ کے لئے یہ بڑی بے عزتی کا مقام تھا کہ روسیس اس کے باپ اور اپنے محافظوں سامنے یوں بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گیا تھا۔ بڑی تیزی سے وہ اٹھا تھا۔ عبدالکریم کے قریب آیا اور اپنا ہاتھ بلند کر کے چاہتا تھا کہ ایک زور دار ضرب عبدالکریم کے لگائے پر عبدالکریم نے فضا کے اندر ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر اس نے ایک اور گھونسہ دیورندہ کے دے مارا تھا۔ دیورندہ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس بار وہ عبدالکریم کے گھونسہ مارنے میں کامیاب ہوا تھا کچھ دیر تک وہ دونوں ایک دوسرے پر مکوں کی بارش کرتے رہے اچانک عبدالکریم نے دیورندہ کو گردن سے پکڑا اور اپنے پاؤں کی ٹھوکر اس کے پیٹ کے زیریں حصے پر اس طرح لگائی جس طرح وہ ریچھ کے لگایا کرتا تھا بس یہ ٹھوکر لگنی تھی کہ دیورندہ پر غشی جیسا عالم طاری ہو گیا تھا وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا تھا۔

عبدالکریم نے اب اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا پہلے اس نے دو مکے عجیب سے انداز میں دیورندہ کے پیٹ میں مارے جس سے دیورندہ جھک گیا تھا۔ عبدالکریم پھر آگے بڑھا اور گردن کے زیریں حصے میں دائیں اور بائیں طرف زور دار دو گھونسے مارے بس ان دو گھونسوں کے لگتے ہی دیورندہ گھٹنوں کے بل زمین پر گر گیا تھا۔ عبدالکریم آگے بڑھا ایک

ہاتھ اس نے دیورندہ کی گردن پر ڈالا دوسرا جسم کے نچلے حصے میں اور دیورندہ کو اس نے اپنے ہاتھوں پر اوپر اٹھایا پھر زور دار انداز میں ایک بڑے پتھر پر دے مارا تھا۔ بس اس پتھر پر لگنے کے بعد دیورندہ موت سے بغلگیر ہو گیا تھا۔

دیورندہ کے یوں مر جانے پر اس کے محافظ اور ساتھی بڑی خونخوار نگاہوں سے عبدالکریم کی طرف دیکھنے لگے تھے اس موقع پر انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی فیصلہ کیا اس کے بعد ان سب نے اپنی تلواریں بے نیام کیں تاکہ آگے بڑھ کر عبدالکریم پر حملہ آور ہوں عین اسی وقت ایک طرف سے ایک شخص سیاہ رنگ کے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا ان کی سمت آیا۔ اسے آتا دیکھتے ہوئے لیونان اور روسیس دونوں باپ بیٹی فوراً اس جگہ سے ہٹ کر اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔ قریب آکر سیاہ رنگ کے گھوڑے پر بیٹھا وہ شخص زور سے چلایا۔ خبردار آگے مت بڑھنا۔

آنے والے اس شخص کے ان تحکمانہ الفاظ پر دیورندہ کے محافظ رک گئے تھے۔ قریب آکر وہ گھڑسوار اپنے گھوڑے سے اترا۔ سیاہ رنگ کے توانا گھوڑے کو اس نے دیورندہ کی لاش کے قریب کھڑا کیا۔ نیچے اتر کر اس نے دیورندہ کی لاش کا جائزہ لیا۔ پھر وہ عبدالکریم کی طرف متوجہ ہوا۔

حیرت ہے تو نے دیورندہ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ دیکھ میرا نام برنارڈو ہے اور میں رانسی وال کے دروں کا حاکم اور سالار اعلیٰ ہوں۔ یہ دیورندہ میرا نائب تھا میرے بعد ہمارے مسکن میں سب سے زیادہ بہادر اور بہترین تیغ زن شمار کیا جاتا تھا تو نے خالی ہاتھ اس کا خاتمہ کر کے کیا خوب اس پر اپنی طاقت اور قوت کا اظہار کیا ہے دیکھ دیورندہ کے قتل کرنے کے جرم میں تم سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ تم نے دیورندہ کے مقابلے میں اپنی بہترین طاقت اور قوت کا اظہار کر کے اپنی اہمیت کو بڑھا دیا ہے اب تم اور تمہارا ساتھی اپنے گھوڑے پر بیٹھو اور میرے ساتھ چلو۔ جس وقت دیورندہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آیا تھا مجھے پوری تفصیل کے ساتھ سب کچھ بتا کر آیا تھا۔ میں اسی نیت سے اس سمت آیا تھا کہ تمہارا اور دیورندہ کا مقابلہ دیکھوں۔ تو نے دیورندہ کا خاتمہ کر کے ایک طرح سے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اب تم اور تمہارا ساتھی گھوڑے پر بیٹھو اور میرے ساتھ چلو۔

عبدالکریم نے ایک بار برنارڈو کی طرف بڑے غور سے دیکھا۔ حمود کو اس نے ایک مخصوص اشارہ کیا پھر وہ دونوں اپنے گھوڑوں پر بیٹھے۔ برنارڈو بھی اپنے سیاہ رنگ کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ وہ سوار عبدالکریم اور حمود کو اپنے حلقے میں لئے برنارڈو کے ساتھ ویزس نام کی بستی کے پاس سے گزر کر پیرانیز کے ان دروں کی طرف جا رہے تھے جن کا نام رانسی وال تھا۔

کوہستان پیرانیز میں داخل ہونے کے بعد عبدالکریم اور حمود بن مغیرہ نے دیکھا رانسی وال کے دروں کے آس پاس اور دور و نزدیک کوہستانی سلسلے کے اندر بہترین مکانات اور رہائش گاہیں بنی ہوئی تھیں یہ سب برنارڈو کے جنگجو ساتھیوں کے لئے تھیں۔ برنارڈو اور اس کے ساتھ سارے سوار کوہستانی سلسلے میں سفید رنگ کی ایک بہت بڑی حویلی کے سامنے رک گئے۔ عبدالکریم نے دیکھا وہ حویلی بڑے بڑے پتھروں کو چن کر بنائی گئی تھی۔ کوہستانی سلسلے کے اوپر وہ ایک بہت بڑا کھلا میدان تھا جہاں یہ حویلی تھی اور آس پاس وہاں اور بھی بہت سی حویلیاں تھیں۔ اس حویلی کے سامنے برنارڈو نے اپنے کچھ ساتھیوں کو سمجھایا جس کے جواب میں پانچ چھ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک مسلح جوان حویلی سے بھدی سی ایک کرسی اٹھا لایا اور اس کھلے میدان میں رکھ دی۔ برنارڈو آگے بڑھ کر اس کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

کرسی پر بیٹھنے کے بعد برنارڈو نے ہاتھ کے اشارے سے عبدالکریم کو آگے آنے کو کہا عبدالکریم نے اپنے گھوڑے کی باگ حمود بن مغیرہ کو تھمادی اور خود بڑھ کر وہ برنارڈو کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ برنارڈو تھوڑی دیر تک مسکراتے ہوئے سر سے لے کر پاؤں تک عبدالکریم کو دیکھتا رہا پھر اس نے پوچھا۔

اجنبی پہلے یہ بتا تیرا نام کیا ہے تو کون ہے کہاں سے آیا ہے کہاں جائے گا۔

عبدالکریم نے چند لمحے غور سے برنارڈو کی طرف دیکھا پھر بول پڑا۔ میرا نام عبدالکریم ابن مغیث ہے میرے ساتھی کا نام حمود بن مغیرہ ہے۔ دونوں دریائے دودون کے کنارے پائیرس نام کی بستی میں مارینوس نام کے ایک شخص کے غلام تھے۔ وہ ہم پر بہت ظلم کرتا تھا لہذا ہم اس کی غلامی سے بھاگ نکلے۔

برنارڈو کی آنکھوں میں اس موقع پر ایک چمک سی پیدا ہوئی پھر اس نے پوچھا۔

تمہارا آقا جس کا نام تم نے مارینوس بتایا ہے تم پر کیا ظلم کرتا تھا۔

وہ ہر ماہ بعد میری کشتی ایک ریچھ سے کرایا کرتا تھا جب مجھ سے ناراض ہوتا تھا اپنی خفگی کا اظہار کرنے کے لئے وہ اونٹ کے بجائے مجھے خراد میں جوت دیتا تھا۔ گندم پسواتا تھا۔ عام دنوں میں میں اس کے ریوڑ چراتا تھا یہ زنجیر جو میرے بائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں ہے اسی کی پہنائی ہوئی ہے اور میں نے عہد کر رکھا ہے کہ یہ زنجیر اسی سے اترواؤں گا۔ عبدالکریم نے چھاتی تانتے ہوئے بڑے عزم سے جواب دیا تھا۔

عبدالکریم کی اس گفتگو سے برنارڈو بے حد خوش ہوا تھا اس نے دوبارہ پوچھا۔ تم نے یہ تو بتایا نہیں کہ مارینوس نام کے اپنے آقا سے بھاگنے کے بعد تمہاری منزل کیا ہے۔

عبدالکریم تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر سوچتا رہا پھر اس نے ایک بھرپور نگاہ برنارڈو پر ڈالی اور اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔

برنارڈو۔ مارینوس کے پاس جو وقت میں نے گزارا وہ قیامت آشنا لمحوں سے کم نہ تھا وہاں رہتے ہوئے ہمیں یہ خبر نہ ہوتی تھی گزرے سال کی آخری اور نئے سال کی اولیں ساعتوں میں کیا ہوا وہاں ہماری حالت بے سمت بہتے دریا۔ اور لذت و خواہش رکھنے والے سراب کی مانند تھی۔ مارینوس ہمیشہ ہمارے لئے باعث درد و عذاب اور تشنہ کاہی کے فسوں کی وجہ بنا رہا۔

اس کے یہاں سے بھاگنے کے بعد ہم دونوں کی حالت آوارہ ابر کے ٹکڑوں۔ خواب میں سمٹے لمحوں اور اس شجر جیسی تھی جس کے سارے ثمر ٹوٹ چکے ہوں اور جس کی چھاؤں بھی اچھی نہ لگتی ہو۔ پر ایک مہربان نے ہمیں تمہارا پتہ دیا اور یہ خبر دی کہ ہمیں تمہارے پاس جا کے پناہ لینی چاہئے اس نے یہ بھی بتایا کہ تم اچھے تیغ زن کی قدر دانی کرتے ہو۔ تمہارا پتہ ملنے سے پہلے ہمیں اپنی آزادی بھی اچھی نہ لگتی تھی۔ لیکن جب اس مہربان نے ہمیں تمہاری طرف آنے کی تجویز پیش کی تب وہ آزادی ہمیں ایسی آزادی لگی جیسے بھوکے کو کھانا۔ تھکے ماندے کو بستر۔ ایسی آزادی جو ٹھٹھرے کو اونی بستر جو عامل کو اس کا بلیدان مہیا کرے۔ برنارڈو یہ حقیقت ہے کہ میری اور میرے ساتھی کی منزل تمہارا یہ مسکن تھا۔

اب تم جو چاہو ہمارے ساتھ سلوک کرو۔

برنارڈو تھوڑی دیر تک بڑے غور سے عبدالکریم کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ کہہ اٹھا۔

تم دیورندہ کو مغلوب کر کے اپنی طاقت اور قوت کا اظہار کر چکے ہو۔ دیورندہ میرے مسکن میں طاقت۔ قوت اور تیغ زنی کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر تھا۔ پہلے نمبر پر میں دوسرے نمبر پر ہمارے مسکن کا پیشہ ور تیغ زن گالندہ اور تیسرے نمبر پر دیورندہ تھا۔ میں نے گالندہ کو بلایا ہے اس سے تجھے ٹکراؤں گا تیری اور اس کی طاقت کا مقابلہ ہو گا تو اگر اس سے برابر رہ گیا یا اسے ماند کر دیا یا اس سے ڈٹ کر مقابلہ کیا تو میں تمہیں مرنے والے دیورندہ کی جگہ اپنے ان مسکنون کا نائب کماندار مقرر کر دوں گا۔ میرے آدمی گئے ہیں ابھی وہ بہت سے آدمیوں کو بلا کر لائیں گے ان کے ساتھ ہی گالندہ بھی آئے گا ان کے آنے کے بعد مقابلے کی ابتدا کرتے ہیں۔ اب تم دونوں ساتھی ایک طرف بیٹھ جاؤ اس کے ساتھ ہی عبدالکریم اور حمود دونوں پیچھے ہٹے اور ننگی زمین پر بیٹھ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد مختلف سمتوں سے لوگ اس کوہستانی سلسلے کے اوپر کھلے میدانوں میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے وہ لوگ پوری طرح مسلح تھے اور گلے میں انہوں نے صلیبیں لٹکا رکھی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک دیو پیکر جوان جس کے ساتھ تین چار محافظ بھی تھے وہ بھی کوہستانی سلسلے کے اوپر اس میدان میں نمودار ہوا اس موقع پر برنارڈو نے اپنے قریب ہی بیٹھے عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

ادھر دیکھ عبدالکریم یہ گالندہ ہے جس کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے۔ بہت سے تماش بین اب جمع ہو گئے ہیں ان کی موجودگی میں تمہارا اور گالندہ کا مقابلہ ہو گا۔

کوشش کر کے اسے چت اور زیر کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ تمہیں اس مسکن کا نائب سالار مقرر کیا جائے۔ اب تم اپنی تلوار اتار دو۔ پیٹھ پر جو تم نے ڈھال اور ترکش باندھا ہوا ہے اسے بھی اپنے ساتھی کے پاس رکھ دو۔ اور خالی ہاتھ میدان میں میرے سامنے آؤ۔

اس پر عبدالکریم نے اپنی پیٹی کھول کے حمود کو تھما دی پیٹھ پر بندھی ہوئی۔ ڈھال اور تیروں بھرا ترکش اس نے کھولا اور حمود کے پاس رکھ دیا تھا۔ پھر وہ میدان میں اترا اور برنارڈو کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا اتنی دیر تک گالندہ بھی قریب آیا تھا اسے ہاتھ کے اشارے سے برنارڈو نے مزید اپنے قریب ہونے کو کہا تھوڑی دیر تک برنارڈو اس سے کھسر پھسر

کرتے ہوئے اسے کچھ سمجھاتا رہا۔ پھر گالندہ اپنے آپ کو غیر مسلح کرنے کے بعد مقابلے کے میدان میں پیچھے ہٹا تو برنارڈو نے پھر اسے مخاطب کیا۔

گالندہ! میں تم دونوں کا پہلے تعارف کروا دوں اس کے بعد تم دونوں ایک دوسرے سے ٹکراؤ۔ جواب میں گالندہ فوراً بول پڑا۔

محترم برنارڈو۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ مقابلہ کے میدان میں کھڑے ہونے کے بعد ہی ایک دوسرے کا تعارف حاصل کریں۔ گالندہ کی اس تجویز کو برنارڈو نے پسند کیا کہنے لگا گالندہ اگر تو یہی پسند کرتا ہے تو یوں ہی سہی۔ اب تم دونوں وسط میں چلے جاؤ اور مقابلے کی ابتدا کرو۔

اس کے ساتھ ہی عبدالکریم اور گالندہ دونوں کھلے میدان کے اطراف میں ہزاروں کی تعداد میں کھڑے لوگوں کے درمیان جا کھڑے ہوئے تھے۔ مقابلہ شروع کرنے سے پہلے گالندہ نے عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

اجنبی! پہلے یہ بتا تو کون ہے کیوں ذلت و پستی کا سامنا کرنے کے لئے مقابلے کے اس میدان میں آیا ہے۔ سن اجنبی میں اپنے مدمقابل پر صحرا و دریا کی دشمنی کی طرح وارد ہوتا ہوں مجھ سے جو مقابلہ کرتا ہے وہ سنسناتے دل کے ساتھ مقابلے کے میدان میں داخل ہوتا ہے جب کہ لرزتے جسم اور چشم شرمسار کی طرح اسے شکست اٹھا کر میدان سے نکلنا پڑتا ہے۔ میں جس پر وارد ہوتا ہوں اسے ملامت استعماروں اور اسلوب کی تفہیم سے بے بہرہ کرتا چلا جاتا ہوں۔ یہاں تک کہنے کے بعد گالندہ دم لینے کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سن اجنبی جس طرح شاعر کے لئے الفاظ۔ ادیب کے لئے جملے۔ شکاری کے لئے تیر۔ تنہائی کے ماروں کے لئے محفل اور ڈرے ہوؤں کو پناہ گاہ لازمی ہوتی ہے اس طرح میرا مقابلہ کرنے کے لئے بھی بے پناہ قوت کی ضرورت ہے۔ جو ابھی وجود میں نہیں آئی۔ میں نے تجھ سے اپنا تعارف کروا دیا ہے نام تو میرا تو پہلے ہی جانتا ہو گا اس لئے کہ مجھے گالندہ کہہ کر پکارا جاتا ہے تو اپنے متعلق بھی کچھ کہہ۔

عبدالکریم نے کاٹنے والے انداز میں گالندہ کو مخاطب کیا۔

گالندہ! میں تیری طرح زیادہ بک بک نہیں کروں گا۔ بس تجھ سے اتنا کہوں گا کہ

تیرا میرا مقابلہ یقیناً یکطرفہ نہیں ہو گا۔ میں بے جہت راستوں کے طوفان شر شر کرتے سرکش جذبے فنا کی موجوں کے سیال کی طرح تجھ پر وارد ہوں گا جو تعریف تم نے اپنی کی ہے اسے بھلاتا چلا جاؤں گا۔

گالندہ کے چہرے پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے کاٹ کھانے والے انداز میں عبدالکریم کی طرف دیکھا۔

تیرے ان الفاظ سے لگتا ہے تیرا میرا مقابلہ دیدہ و نادیدہ کے درمیان جنگ۔ علم و ہنر کی سرشاری کے درمیان کشمکش اجالوں اور اندھیروں کے ٹکراؤ۔ جوان جذبوں کے گرم گرم خون قضا کے کھلتے جبر کے تصادم جیسا ہو گا۔ میں یہ ساری حقیقت تم پر واضح کروں کہ میں گالندہ ناروا کو روا کرنے کا فن جانتا ہوں میرے ساتھ مقابلے کے دوران تیری حالت یقیناً طیور دل گرفتہ۔ تجسس کی رگ جان اور طویل راہوں کی تھکاوٹ سے بھی بدتر ہو کر رہ جائے گی۔

عبدالکریم جو ابھی تک بڑے صبر و تحمل سے گالندہ کی اس یک طرفہ شجاعت کی تعریف سن رہا تھا غصے میں بھڑک اٹھا۔

سن بے بصیرت مورکھ۔ تو کب تک میرے سامنے اپنی بہادری اور شجاعت کی ڈینگیں مارتا رہے گا ذرا مجھ سے ٹکرا کے دیکھ۔ اس وہم اور گمان میں مت رہنا کہ میرا ایک بازو اور ایک پاؤں زنجیر میں جکڑا ہوا ہے اس کے باوجود میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ میں عبدالکریم تم پر سمندر کے پیچ۔ خم۔ کہر اوڑھے رات۔ اور ہواؤں کی انگنت پرتوں کی طرح چھا جاؤں گا۔ تیرے جسم و جان کی نیلی رگوں میں ماورائے نظر خوف تیرے دست و بازو میں بے نام اندھی تھکن۔ تیرے لرزیدہ ہاتھوں میں شکست کی راکھ بھر کے رکھ دونگا۔ جب میں تمہیں سرکش اونٹ جیسی مار ماروں گا تو لکھ رکھ تو میرے سامنے قرنہائے گوش بر آواز کی طرح سر بہ زانو پڑا ہو گا۔

گالندہ نے غصے میں دانت کچکچاتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

ابھی تھوڑی دیر تک پتہ چل جاتا ہے کہ کون کس کے کلام کو ابہام اور سرسام میں مبتلا کرتا ہے۔ کون اس مقام سے سوکھے برگ و گل کے اداس چہرے اور منتظر ارتعاش سے محروم خشک سمندر کی طرح نکلتا ہے اور کون نئی رتوں کے گیت، گنگنا اٹھنے والے بیدار

لمحوں کی طرح فتح کے گیت گاتے ہوئے نکلتا ہے۔

گالندہ! باتیں کم کر اور مجھ سے ٹکرا کر دیکھ کہ کس کے ذہن کی تخلیق میں رفاقت کی جگہ ہجر بھرتی ہے۔ گالندہ وقت ضائع نہ کر آصدیوں سے ٹکراتی دو مختلف کیفیتوں کی طرح ایک دوسرے پر وارد ہوں اور پھر ثابت کریں کہ کون میدان سے سر جھکا کے نکلتا ہے۔ کون اپنی فتح کے گیت گاتا اپنی کامیابی کے نعرے بلند کرتا ہوا نکلتا ہے۔

گالندہ فوراً آگے بڑھا اور ایک زور دار مکا اس نے عبدالکریم کے جبڑے پر مارنا چاہا لیکن عبدالکریم نے اپنا چہرا ایک طرف کر لیا اور گالندہ کے مکے سے وہ بچ نکلا تھا ساتھ ہی ہلکا سا ایک قہقہہ لگاتا ہوا عبدلکریم پھر گالندہ کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ گالندہ نے اس بار پھر ضرب لگانے کے لئے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس دفعہ اس نے عبدالکریم کے پیٹ کو اپنا ہدف بنایا تھا۔ لیکن گالندہ کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی ایک لمبی چھلانگ لگاتے ہوئے عبدالکریم زمین پر لیٹ گیا تھا اور پھر زمین پر لیٹے ہی لیٹے گالندہ کی ایک ٹانگ کو اپنے دونوں پاؤں میں جکڑتے ہوئے اس زور سے کھینچا کہ گالندہ زمین پر گر گیا اس کے بعد برق کے کوندے کی طرح عبدالکریم اٹھا پہلے اس نے اپنے پاؤں کی تین چار ٹھوکریں گالندہ کی پیٹھ اور پیٹ پر ماریں پھر گالندہ کو سر کے بالوں سے پکڑ کر اوپر اٹھایا دو مکے اس کی گردن پر دو ہی پیٹ پر اس نے لگائے اور یہ مکے ایسے زور دار تھے کہ گالندہ دوہرا ہو گیا تھا۔ اس موقع سے عبدالکریم نے مزید فائدہ اٹھایا پیٹھ کی سمت گردن سے ذرا نیچے دو مکے دائیں جانب اور دو مکے اس نے بائیں جانب جڑ دیئے تھے اور یہ چار مکے پڑنے کی وجہ سے گالندہ گھٹنوں کے بل زمین پر گر گیا تھا۔

عبدالکریم کی اس کارگزاری پر سامنے بھدی سی کرسی پر بیٹھا ہوا برنارڈو ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس مقابلہ سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ جبکہ گرد کھڑے ہزاروں مسلح جوان عبدالکریم کے حق میں آوازیں بلند کر رہے تھے۔

عبدالکریم ایک جگہ کھڑا ہو گیا اور گالندہ سے کہنے لگا گالندہ ایک بار میں نے تجھے مار کے زمین پہ گرا دیا ہے میں پیچھے ہٹ کے کھڑا ہو گیا ہوں تجھے سنبھلنے اور کھڑا ہونے کا موقع دیتا ہوں۔ اپنی طاقت اور قوت اور اپنے حواس کو بحال کر لے اور دوبارہ میرے سامنے مقابلہ پر آ۔

گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھے ہی بیٹھے گالندہ تھوڑا سا آگے بڑھا پھر بڑی تیزی سے وہ حرکت میں آیا اور اپنے سر کی ایک زور دار ٹکر اس نے عبدالکریم کے پیٹ میں دے ماری تھی لمحہ بھر کے لئے عبدالکریم تکلیف کی شدت اور توازن کے بگڑنے کا شکار ہوا تھا لیکن جلد ہی اپنے آپ کو اس نے سنبھال لیا تھا۔اس دوران تک گالندہ بھی کھڑا ہو گیا تھا پھر اٹھتے ہی اس نے لگاتار دو مکے عبدالکریم کے شانے پر دے مارے تھے۔جواب میں عبدالکریم عجیب سے تمسخرانہ انداز میں حرکت میں آیا ایک دم اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے گالندہ کی گردن پر اپنی گرفت مضبوط کی اس کے ساتھ ہی اس نے گالندہ کے چہرے پر دائیں بائیں یوں لگاتار کئی تھپڑ دے مارے جس طرح کوئی مدرس اپنے نالائق شاگرد کے تمانچے مارتا ہے۔

عبدالکریم کی اس حرکت پر قریب ہی بیٹھا ہوا برنارڈو قہقہہ مارتا ہوا ہنسنے لگا تھا۔جبکہ میدان میں کھڑے ہزاروں لوگ بھی عبدالکریم کی اس حرکت پر ہنس دیئے تھے۔

عبدالکریم نے گالندہ کی گردن چھوڑ دی اسے زمین پر رکھ دیا جونہی اس نے ایسا کیا گالندہ نے ایک زور دار مکا اس کے پیٹ میں مارا جواب میں عبدالکریم نے بھی ایسا ہی مکا اس کے پیٹ میں مارا اس کے بعد دونوں طرف سے گویا مکوں کی بارش شروع ہو گئی تھی۔دونوں لگاتار کئی کئی مکے ایک دوسرے کے رسید کر چکے تب گالندہ میں تھکاوٹ اور پریشانی کے آثار نمودار ہونے لگے تھے۔عبدالکریم اس کے پانچ چھ مکے برداشت کر گیا تھا اور پہلے جیسا ہی تازہ دم تھا۔جبکہ عبدالکریم کے چار مکے کھانے کے بعد گالندہ کی درد کی شدت سے سانس ٹوٹنے لگی تھی۔عبدالکریم نے جب پانچواں مکا اس کی گردن پر مارا تو گالندہ انتہائی بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گیا۔اس موقع پر عبدالکریم آگے بڑھا اپنا بایاں پاؤں زمین پر الٹے لیٹے ہوئے گالندہ کی گردن پر رکھا جبکہ زور دار پاؤں کی ایک ٹھوکر اس نے باری باری گالندہ کے دونوں شانوں پر ماری جس کے جواب میں گالندہ بیچارا تڑپ کے رہ گیا تھا لیکن وہ عبدالکریم کے نیچے سے اٹھ نہ سکا تھا۔

اس صورتحال پر برنارڈو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا بڑی تیزی سے چلتا ہوا وہ اس جگہ آیا جہاں عبدالکریم نے گالندہ کو زمین پہ گرا رکھا تھا گالندہ کے اوپر سے عبدالکریم کو برنارڈو نے نیچے اتارا پھر بڑی ہمدردی میں عبدالکریم کو مخاطب کیا عبدالکریم! تو ایک فاتح ہے میں

تمہیں اس فتحمندی پر مبارکباد دیتا ہوں تو نے بڑی آسانی سے اپنے سامنے اس گالندہ کو زیر کر دیا ہے۔جبکہ میرے پورے لشکر میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو گالندہ کے سامنے تھوڑی دیر ٹھہر سکے۔میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ اب تو اس مسکن کا نائب سالار ہے اور میرے بعد تیرا حکم سب کے لئے آخری اور قطعی ہوا کرے گا۔

اتنی دیر تک گالندہ اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑنے لگا تھا برنارڈو نے اس بار اسے مخاطب کیا۔گالندہ تو اب آرام کر تیری اب ضرورت نہیں ہے۔اس کے ساتھ ہی گالندہ شرمسار اور شکست خوردہ سا مقابلہ کے اس میدان سے نکل گیا تھا۔

پھر برنارڈو نے چند مسلح جوانوں کو اپنے قریب بلایا بڑی رازداری کیساتھ انہیں کچھ سمجھایا اس کے بعد اس نے عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

عبدالکریم میرے عزیز تم ان مسلح جوانوں کیساتھ جاؤ اب چونکہ تم اس مسکن کے نائب سالار ہو لہذا تم نائب سالار کی رہائش گاہ میں قیام کرو گے یہ محافظ تمہیں وہاں لے جائیں گے اور جس چیز کی بھی تمہیں ضرورت ہو انہیں کہہ دینا وہ مہیا کریں گے۔میرے خیال میں تم اور تمہارا ساتھی اب جاؤ آرام کرو جواب میں عبدالکریم اور حمو چپ چاپ ان جوانوں کے ساتھ ہو لئے تھے۔برنارڈو نے بعد میں وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو حکم دے دیا تھا کہ وہ واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں۔اس کے ساتھ ہی لوگ بڑی تیزی سے چھٹنا شروع ہو گئے اور میدان خالی ہو گیا تھا۔

OOOO

کوہ پیرانیز کے درے رانسی وال کے پاس جو ویزس نام کی بستی تھی اس بستی کے نواح میں جو کلیسا تھا اس کلیسا کے دروازے پر زوئیس اور سیبر دونوں ماموں بھانجی اپنے گھوڑوں پر سوار آ رکے تھے۔جب وہ کلیسا کے بڑے دروازے سے اندر داخل ہوئے تو کلیسا کا ایک خدمتگار ان کے قریب آیا اور زوئیس کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔

اے رئیس آپ نے کسی سے ملنا ہے۔اس پر بڑی نرمی سے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے زوئیس کہنے لگا۔

بیٹے مجھے بڑے پادری نسطور سے ملنا ہے یہ جو لڑکی میرے ساتھ ہے یہ پادری نسطور کی بھتیجی اور میری بھانجی ہے اس پر شخص کسی قدر مودب ہوتے ہوئے کہنے لگا آپ دونوں

میرے ساتھ آئیں میں آپ کو محترم نسطور کے پاس لے کے چلتا ہوں گھوڑوں سے اتر کر زوئیس اور سیمر دونوں چپ چاپ اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

ایک بڑے کمرے کے سامنے اس نوجوان نے زوئیس اور سیمر کو رکنے کے لئے کہا پھر وہ سامنے والے کمرے میں داخل ہوا اندر ڈھلی عمر کا ایک پادری بیٹھا تھا اسے مخاطب کر کے وہ نوجوان کہنے لگا۔

مقدس باپ نسطور باہر ایک لڑکی اور ایک بوڑھا آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ بڑے پادری نسطور نے اس نوجوان کی طرف غور سے دیکھا۔ کیا تم نے ان کے نام پوچھے اگر ایسا ہوا تو انہوں نے اپنے نام کیا بتائے ہیں۔ اس پر وہ نوجوان بولا مقدس باپ میں نے ان کے نام تو نہیں پوچھے بوڑھا ڈھلی عمر کا ہے لڑکی نوخیز و نوجوان ہے اس پر بڑا پادری نسطور اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا میرے ساتھ آؤ میں خود انہیں دیکھتا ہوں وہ کون ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بڑا پادری نسطور کمرے سے نکلا وہ نوجوان اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

جونہی نسطور کی نگاہ اپنے سامنے زوئیس اور اس کے پہلو میں اپنے گھوڑے پر سوار سیمر پر پڑی تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ بڑے پادری نسطور کو دیکھتے ہوئے زوئیس اور سیمر دونوں ماموں بھانجی کو دیکھتے ہی بڑا پادری نسطور بھاگ کے آگے بڑھا اور زوئیس سے وہ گلے مل گیا تھا۔ اس کے بعد پادری نسطور سیمر کی طرف آیا اس کی پیشانی اور سر چوما پھر پوچھنے لگا۔

سیمر میری بیٹی تمہارا باپ تمہارا بھائی اور ماں کہاں ہیں۔ سیمر جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ زوئیس بول پڑا۔

نسطور! جہاں تک تمہارے بھائی کا تعلق ہے تو اسے فرانس کے بادشاہ شارلیمان نے ختم کرا دیا تھا۔ تمہاری بھاوج اور یہ بھانجی وہاں سے بھاگ کر میرے پاس آئے پر برا ہو شیطان صفت لوگوں کا یہاں بھی ان کے کچھ دشمن پیدا ہو گئے اور انہوں نے تمہاری بہن تمہارے بھانجے کا خاتمہ کر دیا اب سیمر اس دنیا میں اکیلی ہے۔ اے مقدس باپ پہلے اندر چلتے ہیں اس کے بعد تفصیل کے ساتھ تمہیں سارے حالات بتاتا ہوں۔

بڑے پادری نسطور نے زوئیس کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر پادری نسطور ان دونوں کو اپنے کمرے میں لے گیا تینوں ایک دوسرے کے سامنے نشست پر جب بیٹھ گئے تو

زوئیس نے سیمر کی عبدالکریم کے ساتھ ملاقات اس سے ہمدردی پھر محبت اور پھر اس کے ساتھ جو برا اور ناجائز سلوک کیا تھا سارے واقعات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔

پادری نسطور کی تاسف۔ دکھ اور فکر مندی میں گردن جھکی رہی پھر زوئیس نے کہا برا ہو برے لوگوں کا جنہوں نے میرے بہنوئی۔ میری بہن اور بھانجے کو قتل کر دیا اس پر پادری نسطور بولا زوئیس تو مجھے سیمر کی محبت کے متعلق بھی تفصیل کے ساتھ سنا چکے ہو اور وہ شخص کوہستان پیرانیز کے دروں میں آگیا ہے تو یقیناً اس کے ساتھ سیمر کی ملاقات ہوتی رہے گی اس لئے کہ وہ لوگ اپنی ضروریات کی ہر چیز اس ویزس نام کی بستی میں خریدنے آتے ہیں اس طرح عبدالکریم بھی اپنی ضروریات زندگی کی چیزیں خریدنے کے لئے اس طرف آئے گا تو سیمر کی اس سے ملاقات ہوتی رہے گی اب تم دونوں ہمیشہ میرے پاس رہو گے میں تم دونوں کو کہیں نہیں جانے دوں گا اس موقع پر زوئیس پھر بول پڑا۔

نسطور میرے بھائی۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں رہتے ہوئے سیمر راہبہ کا روپ دھار لے اور جب کبھی اسے عبدالکریم سے ملنے کا موقع ملے تو راہبانیت میں ہونے کی وجہ سے یہ اپنا چہرہ اور جسم کے سارے اعضاء کو ڈھانپے رکھے گی اور عبدالکریم کی باتوں سے اس کی اصلیت جاننے کی کوشش کرے گی جب اسے یقین ہو جائے کہ اسے عبدالکریم سے شادی کر لینی چاہیئے تو میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں کروں گا۔

زوئیس میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں سیمر اس کلیسا میں راہبہ ہی کی حیثیت سے رہے گی اور جو مہمان خانے کے لئے کمرے بنے ہیں ان میں سے ایک میں تم رہا کرو گے اس طرح تمہیں فکر معاش سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی اس کے ساتھ ہی نسطور نے چند نوجوانوں کو اشارہ کیا وہ سیمر اور زوئیس کے گھوڑوں کو کلیسا کے اصطبل کی طرف لے گئے تھے جبکہ پادری نسطور زوئیس اور سیمر کو اپنے ساتھ لے کر کلیسا کے مہمان خانے کی طرف چلا گیا تھا تا کہ وہاں زوئیس کی رہائش کا بہترین انتظام کر سکے اس طرح زوئیس نے کلیسا کے مہمان خانے میں رہائش اختیار کر لی تھی جبکہ ایک راہبہ کی حیثیت سے سیمر کلیسا میں اپنے چچا اور کلیسا کے بڑے پادری نسطور کے پاس رہنے لگی تھی۔

○○○○

رانسی وال کے درہ میں برنارڈو کے نائب کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے

عبدالکریم کو کئی روز ہو گئے تھے حمود بھی اس کے ساتھ ہی رہتا تھا برنارڈو نے عبدالکریم کو ان تیس ہزار مسلمانوں کو نگرانی پر لگا دیا تھا جو درے کے آس پاس بستیوں میں غلام کی حیثیت سے رکھے جاتے تھے اور جن سے کوہستانی سلسلے کے اندر قیمتی پتھر نکال کر اور انہیں تراش کر اینٹوں اور ٹائیلوں کی صورت دی جاتی تھی مسلمانوں کی نگرانی کرتے ہوئے ایک تو عبدالکریم ان سے واقف ہوتا جارہا تھا دوسرے وہ سارے کے سارے مسلمان عبدالکریم سے بھی خوب شناسا ہو گئے تھے اس لئے کہ انہیں خبر ہو گئی تھی کہ عبدالکریم مسلمان ہے اور پہلے کبھی انہی کی طرح غلامانہ زندگی بسر کرتا رہا ہے۔

ایک روز عبدالکریم اور حمود دونوں مسلمانوں کے ایک بہت بڑے گروہ کا کام کا جائزہ لے رہے تھے جہاں بہت سے مسلمان کوہستانی سلسلے کو کدالوں سے کھودتے ہوئے بڑے بڑے پتھر نکالتے ہوئے ایک سمت لڑکائے جارہے تھے جہاں پتھر جاکر رکتے تھے مسلمانوں کا ایک گروہ وہاں سے پتھر اٹھا کر دائیں جانب رکھتا جارہا تھا جہاں مسلمانوں کا ایک اور گروہ ان پتھروں کو ٹائیلوں اور اینٹوں کی صورت میں تراش رہا تھا۔

جس وقت عبدالکریم حمود بن مغیرہ کے ساتھ مسلمانوں کے تینوں گروہوں کے کام کا جائزہ لے رہا تھا ایک جوان بڑی تیزی سے عبدالکریم کے قریب آیا اور عبدالکریم کو اس نے مخاطب کیا۔

اے ابن مغیث ۔ میں آپ کو ان دروں کے اندر برنارڈو کا نائب مقرر ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں میں آپ کو اس بات کی بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے مقابلے کے دوران ان دروں کے دوسرے بڑے طاقتور انسان گالندہ کو مار مار کر مدہوش کر کے رکھ دیا تھا یقیناً آپ کی یہ کارگذاری ہم مسلمانوں کے باعث فخر ہے۔

ابن مغیث! اب جبکہ برنارڈو نے آپ کو مسلمانوں کے کام کی نگرانی پر مقرر کر دیا ہے اور آپ کو اپنا نائب بھی مقرر کر دیا ہے تو کیا اب بھی ان کوہستانی سلسلوں میں غلامی کی زندگی بسر کرتے ہزاروں مسلمان پہلے جیسے ہی حالات کا شکار رہیں گے۔

ان کوہستانی سلسلوں کے اندر برنارڈو اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ان بے بس اور لاچار مسلمانوں کی حالت سبز پوش کھیتوں اور سرخ و چمپئی دھاروں میں غمزدہ شہر۔ پھولوں سے لدے پیڑوں اور چار سو معطر ہواؤں میں کھڑے بے برگ و بار درخت جیسی

ہے یہ مسلمان بے چارے ان کوہستانی سلسلوں میں اس اجلی چنگیر کی مانند ہیں جس میں نہ پھل ہو نہ کھانے کو روٹی اب تو ان بے چاروں کی نگاہ درد میں آنسو بھی خشک ہو گئے ہیں جبکہ برنارڈو اور اس کے ساتھی جو ان کی محنت سے خوب دولت کما رہے ہیں انہی کی محنت کی وجہ سے کاشانہ زلف ولب اور شب بھر مہکتی طلب جیسی زندگی بسر کر رہے ہیں انہوں نے اپنے لئے یہاں انتہائی خوبصورت فرانسیسی لڑکیاں رکھی ہیں جن سے انہوں نے شادیاں رچا رکھی ہیں اور ان کے ساتھ وہ پرسکون زندگی بسر کرتے ہیں جبکہ یہ مسلمان جو ان کی کمائی اور آمدنی کا ذریعہ ہیں بے چارے خالی پیٹ تاریکیوں کی مانند ہیں برنارڈو اور ان کے ساتھیوں کے سامنے یہ مسلمان اہل غرض کی بستیوں میں غرض کے خفی عقیدے کی طرح جی رہے ہیں کب تک یہ ابن مغیث ہواؤں کے سمندر میں مشعل چشم جلاتے رہیں گے برنارڈو اور ان کے ساتھیوں نے ان بے چاروں سے زندگی کے عنوان اسلوب اور ترتیب تک چھینتے ہوئے انہیں آشفتگی کے درد میں غرق کر رکھا ہے ان کی پلکوں کی پگڈنڈیوں پر درد کے نوحوں کے سوا کچھ نہیں یہ بے چارے ہر روز اپنے کام کی ابتداء کرنے کے لئے ماتمی ملبوس میں آنسو بہاتی بین کرتی بیوہ کی طرح اٹھ کے اپنے کام میں جت جاتے ہیں۔

کب تک یہ دست ہنر رکھنے والے لوگ ظلم کی شام کی ملگجی کوٹھڑیوں میں خاروخس کی طرح اڑتے رہیں گے کب تک یہ اپنی آزادی کی خاطر گلی کے مقفل دروازوں کو پیٹتے رہیں گے کب تک یہ لوگ زمین کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر میلے ملگجے کپڑوں میں غلامی اور بدحواسی کی سراپا تصویر بنے رہیں گے ابن مغیث کیا دنیا کے کسی کنج سحر میں ان بے چارے مسلمانوں کے لئے کہیں کوئی اونگھتی شبنم جیسی آزادی کا لمحہ بھی ہے یا یہ یونہی اپنے لبوں کی خشکیوں پر زبان پھیرتے پھیرتے اپنا روپ بہروپ دونوں کھو کر اجل اور قضا کا شکار ہو کر رہ جائیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ جوان خاموش ہو گیا تھا دکھ اور غم میں اس کی آواز ڈوب گئی تھی اور اسکی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھیں عبدالکریم اور حمود دونوں ہی اس کی اس گفتگو سے بے حد متاثر اور فکرمند سے دکھائی دے رہے تھے پھر عبدالکریم نے تھوڑی دیر تک اس نوجوان کو غور سے دیکھنے کے بعد اسے مخاطب کیا۔

اے نوجوان تیری باتیں بڑی پیچیدہ پر ہیں بڑی پراثر بتا تو کون ہے اس پر وہ نوجوان

دکھ بھری آواز میں کہنے لگا۔

محترم عبدالکریم بن مغیث پہلے میں آپ سے گزارش کروں کہ آپ چونکہ اب برنارڈو کے نائب ہیں اس لئے مسلمان کی حیثیت سے میں آج سے آپ کو امیر کہہ کر مخاطب کروں گا مجھے امید ہے کہ میرے اس انداز تخاطب سے آپ برا نہیں مانیں گے۔

وہ نوجوان تھوڑی دیر کے لئے رکا اس دوران عبدالکریم بن مغیث اسے غور سے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ نوجوان پھر بول اٹھا۔

اے میرے امیر! میں آپ کے سوال کا جواب کچھ یوں دیتا ہوں کہ میرا نام یوسف بن عمروس ہے میرا باپ جس کا نام عمروس بن یوسف ہے وہ اندلس کے موجودہ خلیفہ الحکم بن ہشام کی طرف سے ان سرحدی علاقوں کا والی ہے جس کی حدیں شمالی اندلس کے علاقے اشتوراس کے طاقت ور بادشاہ الفانسو کی مملکت سے ملتی ہیں دیکھ امیر اس وقت اندلس کے مسلمانوں کے خلاف تین بڑی طاقتیں ابھرتی جارہی ہیں ایک شمالی اور وسطی فرانس کا بادشاہ شارلیمان دوسرا فرانس کے جنوب مغربی علاقوں کا بادشاہ لوئیس اور تیسرا شمالی اور مغربی اندلس کے علاقون کا حکمران الفانسو دوئم ۔ الفانسو دوئم جن علاقوں پر حکومت کرتا ہے ان علاقوں کو اشتوراس کا نام دیا گیا ہے۔

اس کوہستانی سلسلے میں جو مسکن ہے اس کا حکمران برنارڈو ہے اور اس کے تعلقات اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم سے بڑے گہرے اور دوستانہ ہیں یہ دونوں ملکر مسلمانوں کے سرحدی علاقوں پر حملہ آور ہوتے ہیں خوب لوٹ مار کرتے ہیں اور جو مسلمان ہاتھ لگتے ہیں انہیں قیدی بناتے ہیں اور عورتوں کو لونڈیاں بنالیتے ہیں بس ایسے ہی ایک حملے میں جب میں اپنے باپ کی طرف سے ان کی راہ روکنے کے لئے آیا تو جو لشکر میرے ساتھ تھا اسے شکست ہوئی اکثر کو تہہ تیغ کر دیا گیا باقی کو قیدی بنا لیا گیا میں بھی انہی قیدیوں میں ان کے ہاتھ لگ گیا بس تب سے میں اپنے دیگر مسلمان بھائیوں کے ساتھ اسیری کی زندگی بسر کر رہا ہوں اور اس بات کا منتظر ہوں کہ مسلمانوں میں سے کوئی اللہ کا بندہ اٹھے اور یہاں جو قیدی مسلمان ہیں ان کی آزادی اور رہائی کا پروانہ عطا کرے امیر عبدالکریم بن مغیث آپ کے آنے سے میرا دل بول اٹھا ہے یقیناً آپ ہی وہ نجات دہندہ ہیں جو میری اور ہزاروں کی تعداد میں محصور مسلمانوں کی آزادی کا باعث بن سکتے ہیں۔

امیر عبدالکریم! یہاں جو مسلمان اسیری کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان میں سے بہت سے لوگوں نے مجھے اکسایا کہ میں انہیں ساتھ ملا کر برنارڈو کے خلاف بغاوت کر دوں لیکن میں ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکا اس لئے کہ برنارڈو اور آپ کے ہاتھوں مرنے والا اس کا نائب سالار دیورندہ اور ان کوہستانی سلسلوں کے اندر برنارڈو کے مسکن کا سب سے عمدہ تیغ زن اور پہلوان گالندہ تینوں ہی طاقت اور قوت اور تیغ زنی میں مجھ سے اعلیٰ و ارفع اور برتر ہیں جہاں تک دیورندہ کا تعلق اس کا آپ نے پہلے ہی خاتمہ کر دیا ہے گالندہ کو بھی آپ نے ایک مقابلے میں زیر اور مغلوب کر دیا ہے اب صرف برنارڈو رہ گیا ہے قسم خداوند قدوس کی میرا دل کہتا ہے کہ قوت اور تیغ زنی میں یہ برنارڈ آپ کے سامنے چند لمحے بھی نہیں ٹھہرے گا اس لئے کہ میں گالندہ کے ساتھ آپ کا مقابلہ دیکھ چکا ہوں امیر عبدالکریم بن مغیث میں آپ سے کچھ نہیں چاہتا بس یہ گزارش کروں گا کہ یہاں کہ مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ آپ اس مسکن میں وارد ہوئے ہیں اور آپ نے برنارڈو کے نائب کی حیثیت سے یہاں ایک اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کر لیا ہے اس مقام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امیر محترم آپ برنارڈو کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی آزادی کا پروانہ لکھ سکتے ہیں بلکہ جس قدر برنارڈو کے ساتھ اس کے مسلح جنگجو ہیں ان کا خاتمہ کر کے اس مسکن پر بھی قبضہ کر سکتے ہیں اور اس مسکن کو آنے والے دنوں میں ہم نہ صرف مسلمانوں کی بہتری بلکہ اسے اندلس کی مسلمان حکومت کے لئے مضبوط حصار کے طور پر بھی استعمال کر سکتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد یوسف بن عمروس خاموش ہو گیا تھا شاید وہ عبدالکریم بن مغیث کی طرف سے کسی جواب کی توقع رکھتا تھا اس دوران عبدالکریم بالکل خاموش رہا اور عجیب سے جذبے اور انداز میں اس نوجوان کی طرف دیکھتا رہا پھر دھیمی سی آواز میں کہنے لگا دیکھ یوسف بن عمروس ۔ کسی اور موضوع پر گفتگو کر تو نے یہ کون سا موضوع چھیڑ دیا ہے اس کے ساتھ ہی عبدالکریم بن مغیث پیچھے ہٹتا ہوا ایک سمت بڑھ گیا تھا حمود اس کے ساتھ ہو لیا تھا جبکہ یوسف بن عمروس وہیں کھڑا رہ گیا تھا اور وہ عجیب سے امید بھرے انداز میں عبدالکریم کو وہاں سے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

○○○○

تھوڑا سا آگے جا کر ایک کوہستانی سلسلے کی چٹان کے قریب عبدالکریم رک گیا اس

کے ساتھ حمود بھی وہاں رک گیا تھا انہوں نے دیکھا اس چٹان کے قریب ہی ایک بوڑھا مسلمان نماز ادا کر رہا تھا اس کے پاس کھڑا ہو کر عبدالکریم انتظار کرتا رہا جب بوڑھا نماز ادا کر چکا تو اپنے پاس عبدالکریم اور حمود دونوں کو کھڑا دیکھتے ہوئے وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا عبدالکریم آگے بڑھا اور اس بوڑھے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اس نے بڑی محبت اور عاجزی میں کہا دیکھ میرے بزرگ آپ آرام سے بیٹھ کر نماز ادا کریں جب آپ نماز ادا کر چکیں گے تب میں آپ سے ایک موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس پر اس بوڑھے نے بڑی تعظیم میں کہا محترم ابن مغیث ۔میں نماز ادا کر چکا ہوں آپ کہیں کیا کہنا چاہتے ہیں جواب میں عبدالکریم نے کچھ سوچا پھر ذرا فاصلے پر کھڑے یوسف بن عمروس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ کہنے لگا اے میرے بزرگ تو اس نوجوان کو جانتا ہے ذرا بتا تو سہی وہ نوجوان کیسا ہے اس کے خیالات کس قسم کے ہیں اس کا کردار اور یہاں محصور مسلمان بھائیوں کے ساتھ سلوک کیسا ہے۔

وہ بوڑھا عبدالکریم بن مغیث کی طرف دیکھتے ہوئے جھٹ بول پڑا۔

محترم عبدالکریم! اس نوجوان کا نام یوسف بن عمروس ہے ۔اس کا باپ عمروس بن یوسف اندلس کے موجودہ خلیفہ حکم بن ہشام کا ایک سرحدی والی ہے ۔جہاں تک اس نوجوان کا تعلق ہے تو یہ صحرا کے قرطاس میں سطروں کے پھولوں اور آسمان سے اترتے سحاب جیسا سودمند ہے ۔اس کے دل کے رباب میں اس کے تارانفاس میں ہروقت یہاں کے قیدی مسلمانوں کے لئے آزادی کا جذبہ کھولتا رہتا ہے یہ نوجوان فنا کی موجوں کے درمیان زندگی کی لو لئے ان خیالات کی طرح ہے جس کے اندر مسلمانوں کے لئے صرف بھلائی ہی بھلائی اور درمندی ہی درمندی ہو ۔اے ابن مغیث یہ جوان جس کا نام یوسف بن عمروس ہے یہاں کے قیدی مسلمانوں کے لئے ہروقت گلزاروں کی مہک اور اوراق مصور جیسی آزادی کا خواہاں رہتا ہے ۔آپ کو تو اس مسکن میں ایک اہم مقام حاصل ہو گیا ہے آپ جانتے ہیں یہاں کے قیدی مسلمانوں کے لئے ایک عرصے سے در، دریچے، خواب۔ باغ باغیچے ۔عذاب ہو چکے ہیں اور یہ بیچارے ان شاہراہوں کے منتظر ہیں ۔جہاں پر کوئی دھول اڑاتا ہوا نمودار ہو اور ان کے لئے نجات دہندہ ثابت ہو ۔عبدالکریم بن مغیث آپ اگر چاہیں تو یہاں ہزاروں کی تعداد میں محصور مسلمانوں کے لئے نجات دہندہ ثابت ہو

سکتے ہیں۔

اس بوڑھے کی گفتگو کے جواب میں عبدالکریم تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر کچھ کہے بغیر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

چند روز بعد جب عبدالکریم اور حمود ایک بار پھر اسی طرح مسلمان قیدیوں کے کام کا جائزہ لے رہے تھے تو ایک سمت سے پھر یوسف بن عمروس عبدالکریم کے سامنے نمودار ہوا ۔اسے دیکھتے ہوئے عبدالکریم رک گیا۔ عبدالکریم کے رکنے پر یوسف بن عمروس کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ پھر وہ قریب آیا اور پھر بڑی رازداری میں کہنے لگا۔

امیر عبدالکریم بن مغیث ۔یہاں جس قدر مسلمان قیدی ہیں میرا ان سے گہرا رابطہ ہے میں نے ان سب کو سمجھا دیا ہے کہ وہ عبدالکریم بن مغیث کو امیر کہہ کر مخاطب کیا کریں ۔سو امیر محترم پچھلی بار جب میری آپ سے ملاقات ہوئی تھی تو میں نے آپ کے سامنے ایک گزارش کی تھی ۔کیا آپ نے میری اس گزارش پر غور کیا۔امیر محترم جو کام میں آپ سے لینا چاہتا ہوں وہ کام میں نہیں کر سکتا۔اس لئے کہ برنارڈو اور گالندہ دونوں ہی طاقت اور قوت میں اور تیغ زنی میں مجھ سے اعلیٰ و ارفع ہیں ۔لہذا ان کے خلاف مسلمان میری ماتحتی میں جمع نہیں ہو سکیں گے ۔آپ طاقت ۔قوت اور تیغ زنی میں دونوں سے بالا ہیں لہذا اگر آپ سامنے آئیں تو یہاں کے مسلمان لمحوں میں آپ کے علم تلے ایک بڑی قوت میں تبدیل ہو جائیں گے ۔امیر محترم ۔شاید آپ یہ خیال کرتے ہوں گے کہ ان کوہستانی سلسلوں کے اندر لگ بھگ تیس سے چالیس ہزار برنارڈو کے مسلح جوان ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں تیس ہزار کے لگ بھگ غیر مسلح اور نہتے مسلمان ہیں ۔ لہذا یہ نہتے مسلمان برنارڈو کے مسلح جوانوں کا کیسے مقابلہ کریں گے ۔لیکن اس مایوسی کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن اور امید بھی ہے۔

امیر محترم! میں آپ پر یہ انکشاف کروں کہ اندلس کے شمالی علاقے کے بادشاہ الفانسو دوئم کے علاقے اور جنوب مغربی فرانس کے حکمران لوئیس کے علاقوں کے درمیان کچھ علاقہ ایسا ہے جس کا تعلق نہ لوئی سے ہے نہ الفانسو دوئم سے ہے یہ کوہستانی علاقہ ایسے ہی لوگوں کے قبضے میں ہے جس طرح برنارڈو اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں قابض ہے وہ

گروہ بھی لوٹ مار کرتا ہے اس گروہ کو فرانس کے بادشاہ لوئی کی مدد اور تعاون حاصل ہے وہ گروہ برنارڈو پر بھی حملہ آور ہوتا ہے الفانسو دوئم کے علاقوں میں بھی گھس جاتا ہے اور کبھی کبھار لمبا چکر کاٹتے ہوئے مسلمانوں کے علاقوں میں تباہی و بربادی کا باعث بنتا ہے پھر جو دولت وہ گروہ سمیٹتا ہے اسے وہ کشتیوں کے ذریعے خلیج کسبے کے اندر ایک جزیرے میں منتقل کرتا چلا جاتا ہے کہتے ہیں اس گروہ کے پاس خلیج کسبے کے جزیرے میں بے شمار دولت جمع ہے۔

چند ماہ پہلے برنارڈو اور اس کے گروہ کے درمیان ہولناک تصادم ہوا تھا اس تصادم کے نتیجے میں اس گروہ کے ہاتھوں برنارڈو کو شکست ہوئی تھی برنارڈو کے کافی آدمی مارے گئے تھے اس کے علاوہ برنارڈو کے کچھ ساتھی اپنے ہتھیار چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے اس گروہ نے برنارڈو کے ہتھیاروں پر قبضہ نہیں کیا میں چند ہزار مسلمانوں کے ساتھ حرکت میں آیا ان سارے ہتھیاروں پر ہم نے قبضہ کر لیا اور وہ ہتھیار ہم نے کوہستانی سلسلے کے اندر ایک محفوظ جگہ دفن کر رکھے ہیں امیر محترم۔ بوقت ضرورت ان ہتھیاروں کو نکال کر ہم اپنے کام میں لا سکتے ہیں اور وہ ہتھیار یقیناً ہمارے لئے آزادی کا دروازہ کھول سکتے ہیں وہ ہتھیار لکڑی کے صندوقوں میں بند ہیں۔

کبھی کبھی میں اپنے رازدار مسلمانوں کے ساتھ بات کرتا ہوں کہ ہمارا ایک نجات دہندہ ان کوہستانی سلسلوں میں داخل ہو چکا ہے اس کا نام عبدالکریم بن مغیث ہے لیکن وہ مسلمان مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارا یہ نجات دہندہ لگتا ہے برنارڈو سے ڈرتا ہے اور کسی بھی صورت اس کے خلاف حرکت میں نہیں آئے گا امیر محترم خدا کے لئے ان مسلمانوں کو آزادی سے ہمکنار کیجئے اگر آپ کوشش کریں تو اس مسکن پر قبضہ کر سکتے ہیں اور پھر ہم مسلمانوں کے لئے بیشمار فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

یوسف بن عمروس جب خاموش ہوا تو تھوڑی دیر کے لئے عبدالکریم بن مغیث نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

عمروس کے بیٹے! جس وقت کے تم منتظر ہو وہ وقت ابھی آنکھوں سے اوجھل ہے جس صبح آزادی کا تم انتظار کر رہے ہو وہ ابھی مبہم ہے عیاں اور نمایاں نہیں اس کے ساتھ ہی عبدالکریم حمود کے ساتھ مڑا اور وہاں سے چلا گیا تھا۔

بوڑھا زوئیس بڑی تیزی سے کلیسا کے بڑے پادری نسطور کے کمرے میں داخل ہوا تھا اس وقت اس کمرے میں نسطور اور سمیر دونوں چچا بھتیجی بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے اپنے ماموں کو یوں تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر سمیر کسی قدر فکر مند ہو گئی تھی اپنی جگہ سے وہ اٹھی تیزی سے آگے بڑھی زوئیس کا بازو پکڑا پھر اس نے بڑی محبت میں پوچھا۔

ماموں خیریت تو ہے آپ تو کمرے میں یوں داخل ہوئے ہیں جیسے آپکا کوئی تعاقب کر رہا ہو اور آپ کو کسی سے خطرہ ہو جواب میں زوئیس فوراً بول پڑا سمیر میری بیٹی تیرا کہنا درست ہے واقعی میرا تعاقب کیا جا رہا ہے زوئیس کے اس جواب پر بڑا پادری نسطور اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے غضبناکی میں زوئیس سے پوچھا۔

زوئیس میرے بھائی اس کلیسا میں کون تمہارا تعاقب کر رہا ہے اگر کسی نے ایسا کرنے کی جرأت کی ہے تو یاد رکھو اس کی گردن کاٹ دی جائے گی زوئیس آگے بڑھ کر ایک نشست پر بیٹھ گیا اور اس بار وہ دھیمے لہجے میں بول اٹھا۔

نسطور میرے بھائی بیٹھو سمیر میری بیٹی تم بھی بیٹھ جاؤ فکر مند ہونے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے تعاقب تو میرا کیا جا رہا ہے لیکن یہ تعاقب کوئی دشمن نہیں کر رہا بلکہ یوں جانو خوشیاں میرا تعاقب کر رہی ہیں۔

کونسی خوشیاں تمہارا تعاقب کر رہی ہیں زوئیس یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو

کھل کے بتاؤ کیا معاملہ ہے چبھتی ہوئی نگاہوں سے زوئیس کی طرف دیکھتے ہوئے پادری نسطور نے پوچھا تھا۔

دیکھ نسطور تو وہ بات جلدی میں نہیں سمجھے گا جو میں کہنا چاہتا ہوں میری بیٹی فوراً سمجھ جائے نسطور کے بجائے سمیر کی طرف دیکھتے ہوئے زوئیس بول اٹھا۔

سمیر میری بیٹی تو جانتی ہے میں تجھے بتا کے بازار گیا تھا میں کچھ خرید و فروخت کرنے ہی لگا تھا کہ بازار میں میری نگاہ حمود بن مغیرہ پر پڑی۔

زوئیس اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ حمود بن مغیرہ کا نام سنتے ہی سمیر خوشی میں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور زوئیس کے پاس اس کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھنے لگی ماموں حمود بن مغیرہ آپ سے کہاں ملا؟ اس کے باپ کا کیا حال ہے آپ نے اس سے یہ تو پوچھنا تھا کہ عبدالکریم کیسا ہے اس کی صحت کیسی ہے وہ کہاں رہتا ہے کیا اب بھی وہ رانسی وال کے درے میں برنارڈو کے لشکر میں شامل ہو کر غلامانہ زندگی بسر کر رہا ہے اور ہاں ماموں آپ اسے اپنے ساتھ لے کر آتے آخر وہ میرا بھائی ہے میں اسے یہاں بٹھاتی اس سے گفتگو کرتی اس کی خدمت کرتی اس سے عبدالکریم کے متعلق کچھ پوچھتی آپ کیوں اسے ساتھ لے کر نہیں آئے۔

میری بیٹی! تو مجھے کچھ بولنے دے تو میں کچھ کہوں نا۔ تو نے ایک دم سے یہ جو الفاظ کی چکی چلا دی ہے تو مجھے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دے رہی سمیر میری بیٹی میں اتنا نادان نہیں کہ اجنبیوں کی طرح حمود بن مغیرہ سے ملتا اور اس سے گفتگو کر کے اسے واپس لوٹاتا میں اسے ساتھ لے کر آیا ہوں میں اسے تمہارے چچا کے کمرے سے باہر کھڑا کر کے آیا ہوں اور اسے بتا کے آیا ہوں کہ میں سمیر سے بات کر کے تمہیں اندر بلاتا ہوں۔

اس پر سمیر تقریباً چھلانگ لگاتی ہوئی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی ماموں یہ تو آپ نے بڑا ظلم کیا آپ حمود بن مغیرہ کو جسے میں اپنا بھائی سمجھتی ہوں یوں باہر کھڑا کر کے آ گئے ہیں آپ کو چاہئے تھا اسے ساتھ لے کر آتے اس کے ساتھ ہی سمیر باہر بھاگی دروازہ کھولا اس نے دیکھا باہر ایک ستون کے قریب حمود بن مغیرہ کھڑا تھا سمیر بھاگ کر آگے بڑھی اور حمود کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہنے لگی حمود میرے بھائی تم کیسے ہو۔

جواب میں حمود مسکرانے لگا سمیر میری بہن تو دیکھ ہی رہی ہے میں بھلا چنگا ہوں

سمیر اسے تقریباً کھینچتی ہوئی کمرے کے اندر لے گئی اور اس کا تعارف اپنے چچا سے کرایا پھر سمیر نے زوئیس کے قریب ہی حمود بن مغیرہ کو بٹھا دیا۔

کمرے میں اس بار زوئیس کی آواز بلند ہوئی اس نے حمود بن مغیرہ کو مخاطب کیا۔

حمود میرے بیٹے! میں تجھے بازار سے کلیسا کی طرف آتے ہوئے تفصیل کے ساتھ سمیر کے چچا نسطور سے متعلق بتا چکا ہوں جہاں تک تمہارا تمہارے باپ اور عبدالکریم بن مغیث کا تعلق ہے تو تم تینوں سے متعلق میں پہلے ہی اپنے بھائی نسطور کو تفصیلاً بتا چکا ہوں اور اب یہ تم سب کے حالات سے پوری طرح واقف ہے اور آگاہ ہے میرے بیٹے جس وقت مارینوس اور اس کے بھائی ارزیلہ کے ہاتھوں ہم پر عذاب ٹوٹا تھا اس وقت میں تمہارے اور تمہارے باپ کی خبر لینا بھول گیا تھا میں تو عبدالکریم کا بڑا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے دریا سے نکال کے خانہ بدوشوں کے قبیلے میں پہنچایا یہ اس کا ایسا احسان ہے جسے میں زندگی بھر فراموش نہیں کر سکتا میرے بیٹے میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ اب سمیر یہاں اپنے چچا نسطور کے پاس ایک راہبہ کی حیثیت سے رہے گی اور اس دوران یہ نفرت اور دوری کی اس خلیج کو پاٹنے کی کوشش کرے گی جو اس کے اور عبدالکریم کے درمیان حائل ہو چکی ہے۔

اس موقع پر حمود زوئیس کی بات کاٹتے ہوئے بولا اور اس نے سمیر کو مخاطب کیا تھا

میری بہن! تم نے عبدالکریم کی بے عزتی کر کے اچھا نہیں کیا عبدالکریم نے مجھے یہ تک بتایا ہے کہ تم نے اسے پتھر مارے اس کے منہ پر تھوکا اور اس کے چہرے پر طمانچے اور جسم کے مختلف حصوں پر گھونسے مارے سمیر میں آج پہلی بار تم پر انکشاف کرتا ہوں کہ عبدالکریم دیوانگی کی حد تک تم سے محبت کرتا تھا تمہیں پسند کرتا تھا لیکن ہائے بد قسمتی کہ غلام ہونے کی حیثیت سے وہ کبھی بھی تم پر اپنی محبت اور چاہت کا اظہار نہ کر سکا۔

بازار سے کلیسا کی طرف آتے ہوئے راستے میں مجھے بزرگ زوئیس نے بتایا ہے کہ تم بھی تہہ دل سے اسے چاہتی تھیں لیکن تم اپنی محبت کا اظہار اس وقت کرنا چاہتی تھی جب تم اسے غلامی سے چھٹکارا دلا کر کہیں اور لے جاتی پر افسوس نہ تمہارے ارادے پورے ہو سکے نہ عبدالکریم کی محبت تکمیل کو پہنچ سکی بیچ میں ارزیلہ اور اس کے بھائی مارینوس نے ایسی لات ماری کہ تمہیں تمہاری ماں اور بھائی سے محروم کر دیا مجھے میرے باپ سے اور

عبدالکریم کو اس کے ماں باپ سے محروم کر کے رکھ دیا۔

حمود کے اس انکشاف پر سمیر چونک سی پڑی اور بڑے غمگین سے انداز میں اس نے حمود کی طرف دیکھا۔

میرے بھائی! تمہارے باپ کو کیا ہوا اس موقع پر حمود بے چارے کی گردن جھک گئی تھی آنکھوں میں نمی آگئی تھی پھر اس نے دکھ بھری آواز میں کہا جس وقت تم کوہستانی سلسلے کے اوپر میرے اور میرے باپ کے پاس کھڑی تھیں اور عبدالکریم کے ماں باپ کے قتل ہونے کی خبر آئی تھی تو تم اپنے گھر چلی گئی میں اور میرا باپ بستی کی طرف بھاگے دراصل ہم عبدالکریم کو تلاش کر کے یہ کہنا چاہتے تھے کہ وہ فوراً بھاگ جائے میں نے اپنے باپ کو اپنی رہائیش گاہ پر چھوڑا اور خود اپنے آقا کے باغ کی طرف گیا کہ عبدالکریم کو تلاش کروں میری غیر موجودگی میں ارزیلہ کے آدمیوں نے میرے باپ کو قتل کر دیا میں بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگ اور آخر کار عبدالکریم سے دریائے دودون کے کنارے آن ملا۔

کمرے میں تھوڑی دیر تک غمگین سی فضا چھائی رہی پھر سمیر نے اپنی آنکھوں میں بھر آنے والے آنسو پونچھتے ہوئے حمود کی طرف دیکھا حمود میرے بھائی مجھے یہ بتاؤ کہ عبدالکریم کیسے ہیں جواب میں اپنے اور عبدالکریم کے بھاگ کر درہ رانسی وال کی طرف آنے راستے میں باغ کی قریب حادثہ رونما ہونے اور عبدالکریم کے ہاتھوں کچھ جوانوں کے مرنے روسیس اور اس کے باپ یونان کی طرف سے ان دونوں کی خدمت کرنے اس کے بعد دیورندہ سے مقابلے دیورندہ کی موت بعد میں رانسی وال کے مسکن میں داخل ہونے وہاں برنارڈو کے پہلوان گالندہ سے مقابلے عبدالکریم کے جیتنے پھر اسے رانسی وال کے درے کے نائب مقرر ہونے تک کے سارے واقعات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔

حمود کی زبان سے یہ واقعات سن کر خوشی میں سمیر کا چہرہ پھول کی طرف کھل اٹھا تھا پھر وہ خوشی اور محبت ملی جلی آواز میں بول اٹھی۔

حمود میرے بھائی میرا دل پہلے ہی کہتا تھا کہ عبدالکریم اپنی شجاعت ، اپنی جرأت مندی اپنی طاقت اور زور کے کے بل بوتے پر ایک نہ ایک روز ضرور کسی اہم مقام پر پہنچ جائیں گے اور میرے خیال میں اب اس کی ترقی اس کے عروج کا دور شروع ہو چکا ہے میری

دعا ہے کہ خداوند اسے اور زیادہ عظمت دے میرے بھائی کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم کبھی کبھی عبدالکریم کو بھی یہاں کلیسا میں لے کر آیا کرو میرے بھائی عبدالکریم کو یہ مت بتانا کہ میرے ماموں نے یہاں قیام کر رکھا ہے اس طرح ان پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ میں بھی ماموں کے ساتھ ہوں یوں میری ان کے ساتھ جو نفرت ہے وہ ختم نہ ہو سکے گی میں گمنام رہ کر ہی ان سے ملوں گی اور ان کے اور میرے درمیان جو نفرت میرے ناروا رویے کی وجہ سے حائل ہو گئی ہے وہ میں خود ہی دور کرنے کی کوشش کروں گی نہ ہی عبدالکریم پر یہ انکشاف کرنا کہ اس کلیسا کا بڑا پادری نسطور میرا سگا چچا ہے۔

تاہم میں تم سے یہ التجا کروں گی کہ کسی نہ کسی بہانے ایک بار تم صرف یہاں اسے کلیسا میں لے کر آؤ میں اور میرا چچا اسے ایسا سلوک کریں گے کہ وہ خداوند نے چاہا تو اسے کے بعد اس کلیسا کا رخ کرتے ہی رہیں گے۔

سمیر جب خاموش ہوئی تو حمود اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ کہنے لگا میں اب جاتا ہوں عبدالکریم بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہا ہو گا میں نے اس کے اور اپنے لئے بازار سے کچھ چیزیں بھی خریدنی ہیں میں عبدالکریم سے جا کر بہانہ کروں گا کہ جس وقت میں بستی کے بازار میں گیا تو وہاں ایک بوڑھی خاتون زمین پر گر گئی تھی میں نے اسے سہارا دیا پھر اسے اس کے گھر جانے کے لئے ایک گلی میں ڈال دیا اسے کہوں گا کہ میری یہ کاروائی ایک پادری دیکھ رہا تھا جب میں اس کام سے فارغ ہوا تو وہ پادری میرے نزدیک آیا میرے اس کام کی بڑی تعریف کی پھر مجھے اپنے ساتھ کلیسا میں لے گیا میں نے اسے اپنا تعارف کروایا اور اس نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں کلیسا میں آتا جاتا رہوں گا اس کے بعد تم لوگوں نے جو اس سے ملاقات کا طریقہ کار شروع کرنا ہے اس کی تم لوگ ابتداء کر دینا۔

حمود کی اس تجویز پر سمیر زوئیس اور نسطور تینوں ہی خوش ہو گئے تھے پھر سمیر کہنے لگی میرے بھائی میں تمہیں کچھ چیزیں دیتی ہوں وہ عبدالکریم کو دینا میں تمہیں رقم بھی دیتی ہوں وہ بھی عبدالکریم اور تم اپنے استعمال میں لانا اور میرا مت ذکر کرنا حمود کہنے لگا نہیں سمیر میری بہن ابھی نہیں عبدالکریم کو ایک دوبارہ یہاں آنے دو اس کے بعد اس کام کی ابتداء کریں گے ابھی میں تم لوگوں کی طرف سے کچھ نہیں لوں گا اس کے ساتھ ہی الوداعی انداز میں ہاتھ لہراتے ہوئے حمود کلیسا کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

OOOO

ایک روز حسب معمول عبدالکریم اور حمود دونوں رانسی وال کے درہ کے کوہستانی سلسلے میں قیدی مسلمانوں کے پتھر تراشنے کے عمل کی نگرانی کر رہے تھے کہ ایک بار پھر یوسف بن عمروس ایک طرف سے بھاگتا ہوا عبدالکریم کے سامنے آکھڑا ہوا اسے دیکھتے ہوئے عبدالکریم کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی عبدالکریم اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ دکھ اور غمزدہ آواز میں یوسف بن عمروس پہلے ہی بول پڑا۔

امیر! آپ نے مجھے ایک بار کہا تھا کہ ابھی صبح آزادی کا وقت نہیں آیا میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ وقت اب آن پہنچا ہے امیر محترم آپ سے یہ گذارش کروں کہ جب شعروں کے لئے معانی کے لباس تار تار کر دیئے جائیں جب لمحوں کہ تہ دام میں در و بام کی تزئین کو دیمک لگ جائے جب خواہشوں کی مہ گلفام ارزاں ہو کر انوکھے بدمزہ خوابوں کی صورت دھارنے لگے جب پلکوں کے گھنے جنگل سے ٹپ ٹپ بارش راگ کی طرح آنسو گرنے لگیں اور جب پتوں کی پازیب میں چمکتے جگنو در تنہائی میں مرگ کی دستک کے نشان بن جائیں تب امیر! صدیوں کو مقفل کر کے فن پارہ معانی کی آزادی کا سامان کرنا ہی پڑتا ہے مست خرامی کے نشہ کو ترک کر کے پرواز کی بلندی کو ہی اپنانا پڑتا ہے۔

میرے امیر! اب جنگل میں نغمے مجروح ہونے لگے ہیں بن میں کوئل کی کوک سسکیوں میں تبدیل ہونے لگی ہے سرد پیلی رتوں میں زرد گلابی پر پھیلا کر مور ناچنا بند ہو گئے ہیں سبز پتوں سے سرخ گلاب علیحدہ کئے جا رہے ہیں امیر چرخ کبود میں کونجوں کی ڈاریں سہم کے اپنے لہجے کی حرارت تک بھول رہی ہیں اے امیر اس سے بہتر وقت حرکت میں آنے کے لئے نہ ملے گا اگر اب بھی آپ حرکت میں نہ آئے تو یاد رکھئے گا یہاں جو ہزاروں کی تعداد میں مسلمان قید ہیں سب اپنے نطق کی حرارت تک کو بھی جائیں گے اور ان خوابوں کی ان وادیوں میں ان کے آنسوؤں سے آکاش تک کا دامن سیلا ہو جائے گا امیر اب بھی آپ نے اگر کچھ نہ کیا تو میں آپ پر واضح کرتا ہوں کہ یہاں کے مسلمانوں کے لئے ٹھنڈی میٹھی چھاؤں پر سکون ہوا کی سانس پانی کی وحشی لہروں اور بادلوں کی زخمی چیخوں میں بدل جائے گی یاد رکھئے امیر آپ نے اگر اس وقت کو ضائع کیا تو پھر بچوں کی ٹوٹی نیند کی طرح ہر شئے برہم ہو جائے گی اور مسلمان جو یہاں قیدی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کی خود اعتمادی کی دھوپ

چھاؤں ریزہ ریزہ ہو کے رہ جائے گی۔

یوسف بن عمروس جب خاموش ہوا تو عجیب سے انداز میں عبدالکریم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ابن عمروس یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو خوبصورت اور پیچیدہ لفظوں میں لپیٹ کر مجھ سے گفتگو مت کرو صاف صاف کہو کیا معاملہ ہے تم مجھ سے کیا چاہتے ہو اور کونسا وقت آگیا ہے کہ مجھے حرکت میں آنا چاہیئے اس پر دکھ اور غمزدہ آواز میں یوسف بن عمروس پھر بول پڑا۔

امیر! آپ کو یاد ہو گا جس وقت آپ رانسی وال کے درہ کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں ایک باغ کی قریب آپ نے برنارڈو کے چند آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا ایک لڑکی جس کا نام روسیس تھا جس نے اپنے باپ یونان کے ساتھ آپ کی خدمت کی تھی آپ کو کھانا پانی مہیا کیا تھا اور زادراہ کے طور پر مزید کھانا دیا تھا اور اسی کی عزت اور عصمت آپ نے وحشی دیورندہ کے ہاتھوں بچائی تھی۔

دیورندہ کے ساتھ جو مسلح جوان گئے تھے انہوں نے برنارڈو کے سامنے اس لڑکی کے حسن و جمال اور اس کے شباب کی نوخیزی کا ذکر کیا تھا گذشتہ چند ماہ سے برنارڈو اس لڑکی کے باپ یونان کے پیچھے پڑا ہوا تھا کہ وہ حسین و خوبصورت روسیس کو اس کے حرم میں داخل کر کے یونان کو طرح طرح کی دھمکیاں دیں بوڑھا یونان بے چارہ شاید ان دھمکیوں سے مرعوب ہو کر مان بھی جاتا لیکن لڑکی نے برنارڈو کی زوجیت میں آنے سے صاف انکار کر دیا۔

امیر کچھ عرصہ تو برنارڈو ان دونوں کو برداشت کرتا رہا ان پر زور دیتا رہا کہ وہ اس کی بات مان جائیں لڑکی کو برنارڈو نے طرح طرح کی ترغیب دی اس کے باپ کو بھی طرح طرح کی دھمکیوں کے علاوہ تحفے تحائف بھیجے گئے اور ان سے یہ وعدے بھی کئے گئے کہ اس طرح ان دونوں کو مالا مال کر دیا جائے گا اور جس قدر باغات ان کے پاس ہیں انہیں اس سے دس گنا مزید باغات مہیا کر دیئے جائیں گے اس لڑکی اور اس کے باپ کو یہ بھی یقین دلایا گیا کہ روسیس نام کی وہ لڑکی رانسی وال کے اس درے میں ایک ملکہ کی حیثیت سے راج کرے گی اس کے باوجود روسیس نام کی اس لڑکی نے برنارڈو کی زوجیت میں آنے سے انکار کر دیا۔

ان دونوں باپ بیٹی کی اس ضد سے تنگ آکر برنارڈو آخر کار حرکت میں آیا آج اپنے آدمیوں کے ذریعے لیونان نام کے اس بوڑھے اور اس کی بیٹی کو برنارڈو نے زبردستی ان کے باغات سے اٹھا لیا۔ لیونان کے تین بیٹے ہیں انہوں نے اس زبردستی پر جب مزاحمت کی تو برنارڈو کے آدمیوں نے لیونان کے تینوں بیٹوں کا خاتمہ کر دیا اس طرح روسیس کے تینوں بھائی مارے جا چکے ہیں اور لیونان اور روسیس دونوں کو گرفتار کر کے اس مسکن کے زندان میں بند کر دیا گیا ہے۔

امیر! برنارڈو کی رہائش گاہ کے پیچھے ایک زندان بنایا گیا ہے اور جو قیدی بغاوت کرتے ہیں یا سرکشی اختیار کرتے ہیں یا برنارڈو کے اپنے آدمیوں میں سے جو اس کے خلاف ہوتا اسے اسی زندان میں بند کر دیا جاتا ہے اب وہ دونوں باپ بیٹی اس زندان کے ایک کمرے میں بند ہیں برنارڈو نے ان دونوں باپ بیٹی کو تین دن کی مہلت دی ہے اور کہا ہے کہ تین دن کے اندر اندر روسیس اس سے شادی کرنے پر بخوشی تیار ہو جائے اگر اس نے ایسا نہ کیا تو تین دن کے بعد لیونان کی گردن کاٹ دی جائے گی اور روسیس کو زبردستی برنارڈو کے حرم میں داخل کر دیا جائے گا۔

یوسف بن عمروس کے اس انکشاف پر عبدالکریم بن مغیث کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے کسی نے اس کے دل کے زخموں اور پاؤں کے چھالوں میں نمک چھڑک کر اسے لذت سفر سے محروم کر دیا ہو اس کی آنکھوں میں آگ میں جلتا رقص ماتم خیز برپا ہو گیا تھا اس کے چہرے پر موسم درد میں ڈوبے خونی عزائم کے پیغام پھیل گئے تھے تھوڑی دیر تک حیرت کی شام و سحر میں ڈوبی فضاؤں اور منسوب اور فسانہ کے رنگوں جیسی خاموشی رہی اس کے بعد عبدالکریم کی کھولتی ہوئی آواز نے اس سکوت کو برہم کر دیا تھا۔

میں برنارڈو کو لیونان اور روسیس دونوں کو زندان میں ڈالنے انہیں حبس بیجا میں رکھنے لیونان کو قتل کرنے اور روسیس کو زبردستی اپنی زوجیت میں داخل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا وہ دونوں ہی میرے محسن ہیں اور میں عبدالکریم بن مغیث محسنوں کی قدر کرنے والا انسان ہوں عبدالکریم بن مغیث یہیں تک کہنے پایا تھا کہ یوسف بن عمروس بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بول پڑا۔

امیر محترم قسم خداوند قدوس کی کہ آپ کے ان دو الفاظ نے میرا سر فخر اور خوشی سے

بلند کر دیا ہے امیر محترم میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے آخر کار سرگرم میں اجنبی سر کے متلاشی کی طرح دھوپ نگر میں منزل منزل اور جنگل جنگل میں برنارڈو کے لئے زوال کے طیور کو تلاش کرنے کا عزم کر ہی لیا ہے امیر محترم آپ پریشان اور فکر مند نہ ہوں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہوا میں چاروں طرف پھیلے بارود میں ہم برنارڈو کے خلاف آزادی کی سنہری آگ پھیلا کر رکھ دیں گے ہم سرخ طوفانوں کی کوکھ سے برنارڈو کے خلاف خون کے ایسے دریا نکالیں گے کہ جن کے اندر وہ خود ہی غرق ہو کے رہ جائے گا۔

عبدالکریم نے فوراً یوسف بن عمروس کی بات کاٹتے ہوئے اس سے کہنا شروع کیا۔

ابن عمروس! اب تو فوراً یہاں سے جا جو ہتھیار تو نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رازداری کے ساتھ زمین میں دفن کر رکھے ہیں انہیں نکال میں حمود کے ساتھ زندان کی طرف جاتا ہوں ان دونوں باپ بیٹی کی رہائی کا سامان کرتا ہوں اس کے بعد میں تیرے پاس لوٹ کر آتا ہوں ابن عمروس خوش ہو گیا اور کہنے لگا امیر محترم یہ بہترین موقع ہے اس لئے کہ برنارڈو خریداری کرنے کے لئے گیا ہوا ہے اس کی غیر موجودگی میں ہم اس کے خلاف بہت کچھ کر سکتے ہیں عبدالکریم نے یوسف بن عمروس کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا پھر وہ حمود کے ساتھ برنارڈو کی حویلی کی پشت کی طرف جو زندان تھا اس کی طرف بھاگ رہا تھا یوسف بن عمروس بھی اپنے چہرے پر عزائم کا طوفان لئے مخالف سمت بھاگ رہا تھا۔

عبدالکریم بن مغیث جب حمود کے ساتھ بھاگتا ہوا برنارڈو کی رہائش گاہ کے پچھواڑے میں زندان کے قریب آیا تو وہاں کچھ پہریدار کھڑے تھے اور تھوڑے ہی فاصلے پر کچھ نوجوان چند گھوڑوں کو کھڑا کر رہے تھے وہ گھوڑے برنارڈو کی ملکیت تھے عبدالکریم کو اس انداز میں زندان کی طرف آتے دیکھ کر وہ سب محتاط اور چوکنے ہو گئے تھے اس لئے کہ عبدالکریم اب بہرحال مسکن کا نائب تھا زندان کے سارے کمروں کا جائزہ لیتے ہوئے ایک کمرے کے سامنے عبدالکریم رک گیا اس لئے کہ اس کمرے میں یونان اور اس کی بیٹی روسیس موجود تھے یونان بے چارہ گردن خم کئے کسی انجان سفر کے راہی سوز و گداز کے جلتے دیئے اور سوکھی کشت سخن کی طرح اپنے گرد و نواح سے بے خبر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا تھا تاہم اس کے قریب ہی اس کی بیٹی روسیس چوکنی اور بیدار تھی جونہی عبدالکریم زندان کے اس کمرے کے سامنے آن کر کھڑا ہوا اس دیکھتے ہی روسیس آہستگی سے بکھرتی خوشبو کی طرح اٹھ کھڑی ہوئی پھر وہ بہکتے اندھیروں میں مہکتے اجالے جیسی خاموش سرگوشیاں پہنے در و دریچوں سے گزرتی ہوا کی طرح چپ چاپ آہستہ آہستہ چلتی زندان کے دروازے کے قریب آن کھڑی ہوئی تھی اس موقع پر شاید وہ عبدالکریم کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ قریب کھڑے محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے عبدالکریم تحکمانہ انداز میں بول پڑا

زندان کے اس کمرے کا دروازہ کھولو ۔ عبدالکریم کا یہ حکم سنتے ہی ایک شخص بھاگا بھاگا آیا وہ اس کمرے کی چابیاں اٹھاتے ہوئے تھا اور عبدالکریم کے قریب آکر خوفزدہ سے انداز میں کہنے لگا۔

آقا ان دونوں کو بڑے آقا برنارڈو نے یہاں بند کر رکھا ہے اگر ان کو چھوڑا گیا تو بڑے آقا انتہا درجہ کے خفا ہوں گے اور ہمیں بدترین سزا دیں گے اس پر عبدالکریم جواب میں برس پڑا۔

میں تمہیں حکم دے رہا ہوں کہ زندان کے اس کمرے کا دروازہ کھولو یہ میرا حکم ہے اور میں اس مسکن کا نائب ہوں اگر تم نے میرا حکم ماننے میں پس و پیش کی تو یاد رکھنا میں تیری گردن کاٹ دوں گا اس کے ساتھ ہی غصے کے عالم میں عبدالکریم اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے تک لے گیا تھا۔

عبدالکریم کی اس گفتگو سے جہاں سر جھکائے بیٹھا بوڑھا یونان اٹھ کھڑا ہوا تھا وہاں روسیس عبدالکریم کے اس حکم سے گل رنگ تجمل کے نگہدار جیسی پرسکون نئے پھول کے ہونٹوں کی دعا جیسی پرکشش اور اندھیرے کاغذ کے آسماں پر قلم سے نکلتے ستاروں جیسی خوشی میں درخشاں ہو کے رہ گئی تھی اس دوران یونان تیزی سے لوہے کے دروازے کے قریب آیا اتنی دیر تک اس محافظ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا تھا بھاگ کے یونان آگے نکلا اس نے بڑی ممنونیت کے انداز میں عبدالکریم کے پاؤں پر گرنا چاہا لیکن اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر عبدالکریم نے اوپر اٹھایا پھر اس نے مخاطب کیا۔

بزرگ یونان آپ میرے محسن ہیں آپ کا احترام مجھ پر واجب ہے قسم خداوند قدوس کی اگر آپ میرے محسن نہ بھی ہوتے تب بھی آپ کی مدد کرنا میرا فرض بنتا تھا مجھے دکھ اور افسوس ہے مجھے اس وقت خبر ہوئی جب آپ دونوں باپ بیٹی کو زندان میں بند کر دیا گیا اس کے ساتھ ہی ایک محافظ کو عبدالکریم نے گھوڑا لانے کے لئے کہا وہ محافظ بھاگا گیا اور گھوڑا لے آیا عبدالکریم نے یونان سے کہا میرے محترم آپ دونوں باپ بیٹی اس پر بیٹھیں اور گھر چلے جائیں جواب میں یونان کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عبدالکریم نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے منہ پر رکھا اور کہنے لگا۔

میرے محسن میرے محترم میرا شکریہ ادا کرنے کے لئے کوئی الفاظ ادا مت کرنا آپ کو میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ نے اس وقت میری مدد کی جس وقت میں

بھوکا پیاسا تھا مجھے کھانا مہیا کیا میرے ساتھ مہربانی سے پیش آئے زادراہ کے طور پر بھی مجھے کھانا مہیا کیا یہ ایسا احسان ہے کہ اگر میں ہزار بار بھی آپ کے کام آؤں تب بھی آپ کو میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ آپ نے اس وقت میری مدد کی تھی جب میں ایک پیاسے صحرا کی مانند تھا۔

اسی دوران خوبصورت روسیس قوس قزح کی راہ میں زینے بناتی صبا اور امن کی ریشمی رگوں میں دوڑتے لہو کی طرح آگے بڑھی اس موقع پر اس کے لبوں پر خوشی کے پھوٹتے شرارے آنکھوں میں ستاروں کا میلہ اور چاند کے گہوارے میں خوابیدہ جھیل سی نگاہوں کے بادبانوں میں گنگناتی روانیاں اور بدلتے موسموں کی شادابیاں تھیں وہ اس طرح عبدالکریم کی طرف بڑھی تھی جیسے اس کے قدموں میں ایک کاروان ہو اور پھر وہ کچھ اس انداز میں عبدالکریم سے مخاطب ہوئی جیسے اس کی باتوں میں ایک دبستان اور اس کے لفظوں میں ایک عہد طلب داستان ہو وہ کہہ رہی تھی۔

میرے محسن مجھے افسوس ہے میں آپ کا نام بھول چکی ہوں لہذا میں آپ کو اپنے محسن ہی کے نام سے مخاطب کروں گی اس لئے کہ مجھے قطعاً کوئی امید نہیں تھی کہ کوئی مجھے اور میرے باپ کو برنارڈو کے اس زنداں سے نکالے گا اس لئے کہ یہ لوگ ایسے دراز دست ہیں کہ ان کے خلاف کوئی حرکت میں نہیں آسکتا بہرحال میرے محسن میں آپ کی انتہا درجہ کی ممنون اور مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اور میرے باپ کو اس جہنم سے نجات دلائی کاش کوئی ایسا وقت آئے کہ میں آپ کی خدمت کر سکوں کوئی ایسا انقلاب آئے کہ میرے ذہن میں الفاظ جمع ہو سکیں اور انہیں استعمال کرتے ہوئے میں آپ کے اس کارنامے کی تعریف اور شکریہ ہی ادا کر سکوں میں اور میرے باپ نے جو آپ کو کھانا کھلا کر بقول آپ کے احسان کیا تھا قسم اس زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کی ہمارا وہ احسان آپ کے اس احسان کے مقابلے میں ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔

عبدالکریم روسیس کی بات کاٹتے ہوئے بول پڑا۔

روسیس! تمہیں اس انداز میں میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے بس تم یوں جانو میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے اب تم اپنے بابا کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھو اور گھر چلی جاؤ اس کے ساتھ ہی عبدالکریم آگے بڑھا پہلے سہارا دے کر اس نے یونان کو گھوڑے پر بٹھایا پھر روسیس سے کہا روسیس تو آگے بڑھ اپنا ایک پاؤں رکاب میں جما میرے کندھے پر ہاتھ رکھ اور اپنے بابا کے پیچھے بیٹھ جا اس پر روسیس بڑے بے باکی سے آگے بڑھی پہلے اس نے اپنا ایک پاؤں رکاب میں جمایا اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ عبدالکریم کے کندھے پر رکھتے ہوئے مسکراتی آواز میں کہا آپ مجھے گھوڑے پر بیٹھنے میں مدد دیجئے گا ورنہ میں گر جاؤں گی اس پر عبدالکریم فوراً آگے بڑھا اسے اس کے بازو سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور اس کے باپ کے پیچھے بٹھا دیا تھا گھوڑے پر بیٹھنے کے بعد انتہائی میٹھی نگاہوں اور ممنونیت سے انداز میں عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے روسیس بول پڑی۔

میرے محسن کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ کبھی ہمارے گھر آئیں آپ نے ہمارا باغ ہمارا گھر بھی دیکھا ہوا ہے مجھے امید ہے کہ آپ ضرور آئیں گے اور ہمیں مایوس نہیں کریں گے عبدالکریم کے جواب دینے سے پہلے ہی روسیس کا باپ بول پڑا عبدالکریم میرے بیٹے ضرور آنا شاید تجھے یہ خبر پہنچ چکی ہوگی کہ برنارڈو نے میرے تینوں بیٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اس لئے کہ جب اس کے آدمی مجھے اور میری بیٹی کو اٹھانے گئے تو میرے بیٹوں نے مزاحمت کی تھی جس پر ان ظالموں ان ستمگروں نے میرے تینوں سہاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

یونان کے ان الفاظ پر روسیس بیچاری فکر مند ہو گئی تھی وہ رو دینے والی تھی یہ صورتحال دیکھتے ہوئے عبدالکریم نے اس کے گھوڑے کو تھپکی لگاتے ہوئے ہانک دیا پھر وہ کہنے لگا میں پکا وعدہ تو نہیں کرتا لیکن امید ہے کہ میں تم سے ملنے ضرور آؤں گا روسیس نے ہاتھ ہلاتے ہوئے ایک بار پھر عبدالکریم کا شکریہ ادا کیا پھر وہ دونوں باپ بیٹی اپنے گھوڑے کو ہانکتے ہوئے اپنے باغ کی طرف جا رہے تھے۔

دونوں کے جانے کے بعد عبدالکریم نے سرگوشی میں حمود کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر وہ فوراً چوکنا ہو گیا پھر دونوں ان گھوڑوں کے پاس آئے جنہیں کھڑا کیا جا رہا تھا ان میں سے دو گھوڑوں کو عبدالکریم نے لگام چڑھانے اور ان پر زینیں ڈالنے کا حکم دیا جس پر وہاں کھڑے محافظ فوراً حرکت میں آئے دو گھوڑوں پر زینیں ڈالنے کے بعد لگام کس دی گئی تھی جب ایسا ہوا تب عبدالکریم اور حمود دونوں ان گھوڑوں پر بیٹھے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر وہ کوہستانی سلسلے کے اندر سرپٹ وہ اس سمت دوڑا رہے تھے جہاں یوسف بن عمروس نے

بڑی رازداری کے ساتھ ہتھیار دفن کر رکھے تھے۔

عبدالکریم اور حمود دونوں جب اس جگہ پہنچے تو انہوں نے دیکھا وہاں بہت سے مسلمان قیدی جمع تھے اور انہوں نے کدالوں سے جگہ کھود کھود کر ان گنت ہتھیار وہاں سے نکال کر ڈھیر کر رکھے تھے عبدالکریم کو وہاں آتے دیکھ کر یوسف بن عمروس چوکنا ہو گیا عبدالکریم اس کے قریب آکر اترا اور پھر کہنے لگا دیکھ عمروس کے بیٹے میں نے ان دونوں باپ بیٹی کو زندان سے نکال کر گھر بھیج دیا ہے یہ جو تو نے دفن کئے ہوئے ہتھیار نکالے ہیں یہ تو لگ بھگ چار ہزار افراد کو مسلح کر سکتے ہیں پر تو پہلے مجھے یہ بتا یہ جو مسلمان یہاں اسیری کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان میں سے کوئی ہتھیاروں کو چلانا بھی جانتا ہے اس پر یوسف بن عمروس فوراً بول پڑا۔

امیر محترم آپ کیسی بات کرتے ہیں جس قدر یہاں اسیر مسلمان ہیں یوں جانیں وہ بہترین جنگجو اور تیغ زن ہیں اس لئے کہ یہاں کام کرنے کے ساتھ ساتھ وہ جنگی تربیت بھی کرتے رہے ہیں ان ہتھیاروں کے علاوہ اور بھی کچھ ہتھیار ہیں جو یہاں کے مسلمانوں نے انفرادی طور پر چھپا کر رکھے ہیں اور ان سے ہی مسلمان قیدی جنگی تربیت حاصل کرتے رہے ہیں۔

یوسف بن عمروس کا یہ جواب سن کر عبدالکریم خوش ہو گیا تھا پھر وہ کہنے لگا عمروس کے بیٹے! فوراً لگ بھگ چار ہزار مسلمانوں کو یہاں جمع کر و یہ سارے ہتھیار انہیں تقسیم کرو اس سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ برنارڈو کے اس مسکن میں کیا کوئی اسلحہ خانہ بھی ہے جہاں برنارڈو نے فالتو ہتھیار رکھے ہوئے ہوں اس پر یوسف بن عمروس فوراً کہہ اٹھا۔

اے امیر! یہاں سے تھوڑا آگے ایک عمارت ہے جس میں برنارڈو نے اپنے فالتو ہتھیار جمع کر رکھے ہیں اور اس میں جس قدر ہتھیار ہیں وہ اس نے برے وقت کے لئے جمع کئے ہوئے ہیں اگر ہم کوشش کریں تو اس اسلحہ خانے پر قابض ہو سکتے ہیں۔

یوسف بن عمروس! برنارڈو کا یہ جو محفوظ اسلحہ خانہ ہے اس میں اندازاً کتنے محافظ ہر وقت رہتے ہوں گے عبدالکریم بن مغیث نے بڑے غور سے یوسف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا جواب میں یوسف پھر بول پڑا۔

امیر محترم۔ وہاں کچھ زیادہ محافظ نہیں ہوتے اور اس اسلحہ خانے پر تو ہم لمحوں میں

قبضہ کر سکتے ہیں جس پر عبدالکریم کی خوشی میں ڈوبی ہوئی آواز بلند ہوئی۔

میرے بھائی! پہلے یہ سارے ہتھیار اپنے ساتھیوں میں تقسیم کرو اس کے بعد میں اپنے لائحہ عمل کی ابتدا کرتا ہوں عبدالکریم بن مغیث کا یہ حکم پاتے ہی یوسف بن عمروس اور حمود دونوں حرکت میں آئے بڑی تیزی سے سارے ہتھیار انہوں نے وہاں جمع ہونے والے مسلمان قیدیوں میں تقسیم کر دیئے تھے پھر ان چار ہزار کے لگ بھگ قیدیوں کو عبدالکریم نے مخاطب کیا۔

میرے ساتھیو۔ میرے بھائیو۔ میرا نام عبدالکریم بن مغیث ہے کبھی میں بھی تمہاری طرح غلام تھا شاید میرے متعلق تم اب تفصیل سے جانتے ہو گے کیا تم اس کوہستانی سلسلے میں میری سرکردگی میں اپنی اور مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کرنا پسند کرو گے جواب میں وہ سارے قیدی اپنے ہتھیار فضاؤں میں بلند کرتے ہوئے لبیک لبیک کہنے لگے تھے۔

عبدالکریم کا چہرہ خوشی میں دمک اٹھا تھا اس کے بعد اس نے یوسف بن عمروس کی طرف دیکھا۔

یوسف میرے بھائی تم مزید چار ہزار کے لگ بھگ مسلمان جوانوں کو لا کر جمع کرو اتنی دیر تک میں ان جوانوں کو اپنے ساتھ لے جا کر اسلحہ خانے پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں جس قدر ہتھیار ہیں وہ وہاں سے نکلواتا ہوں عبدالکریم کا یہ حکم پاتے ہی یوسف بھاگتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

ان چار ہزار آدمیوں کو لے کر عبدالکریم برنارڈو کے اسلحہ خانے کی طرف بڑھا حمود بھی اس کے ساتھ تھا لمحوں کے اندر اسلحہ خانے کے اطراف میں جو محافظ تھے ان کا عبدالکریم نے خاتمہ کروا دیا اسلحہ خانے کو کھول کر اس کے اندر جتنے ہتھیار تھے وہ سارے ڈھیر کر دیئے گئے اتنی دیر تک کوہستانی سلسلے میں ایک جگہ کام کرنے والے مزید چار ہزار قیدیوں کو یوسف بن عمروس وہاں لے آیا تھا ان کے اندر بھی ہتھیار تقسیم کر دیئے گئے ان سے بھی عبدالکریم نے اپنے ساتھ کام کرنے کا عہد لے لیا تھا اب عبدالکریم کے ماتحت لگ بھگ آٹھ ہزار کے قریب مسلح مسلمانوں کا ایک لشکر جمع ہو گیا تھا۔

اب صورتحال یہ تھی کہ کوہستانی سلسلے کی ایک بلند چوٹی پر عبدالکریم بن مغیث

حمود اور یوسف بن عمروس کھڑے ہوئے تھے اور ان کے سامنے کھلی وادی میں مسلمان جوانوں کا آٹھ ہزار کا مسلح لشکر کھڑا تھا اتنے میں ایک شخص اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اس جگہ آن رکا جہاں عبدالکریم کھڑا تھا پھر اس نے عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

عبدالکریم میرے محترم۔ آقا برنارڈو نے آپ کو طلب کیا ہے آپ نے جو اس کی غیر موجودگی میں یونان اور اس کی بیٹی روسیس کو زندان سے نکال کر گھر بھیج دیا تھا اس پر آقا سخت غضبناک اور ناخوش ہیں ان کے حکم پر ان کے محافظ پھر یونان اور روسیس دونوں کو ان کے گھر سے پکڑ کر یہاں لے آئے ہیں ایک بار پھر میرے آقا برنارڈو نے ان دونوں کو زندان میں بند کر دیا ہے اب آقا نے آپ سے جواب طلبی کرنے کے لئے آپ کو زندان کی طرف بلایا ہے آقا برنارڈو اس وقت زندان کے اس کمرے کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں جس میں یونان اور اس کی بیٹی روسیس کو دوبارہ بند کیا گیا ہے۔

اچانک آنے والا وہ سوار کہتے کہتے رک گیا اس کی نگاہ جب نیچے آٹھ ہزار مسلح قیدیوں پر پڑی تو وہ دنگ رہ گیا پھر اس نے جواب طلبی کے سے انداز میں عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

محترم عبدالکریم یہ تو مسلمان قیدی ہیں اس قدر قیدیوں کو کس نے ہتھیاروں سے مسلح کر دیا ہے یہ تو کسی وقت بھی ہمارے لئے خطرہ بن سکتے ہیں جواب میں عجیب سے انداز میں عبدالکریم نے حمود کی طرف دیکھا جس پر حمود نے ایک جھٹکے سے اپنی تلوار بے نیام کی اور آنے والے اس وار کی اس نے گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

اس سوار کے مارے جانے کے بعد یوسف بن عمروس نے عبدالکریم کی طرف دیکھا

امیر محترم۔ اب کیا کرنا چاہیئے اس ظالم برنارڈو نے تو اس باپ بیٹی کو لا کر پھر زندان میں بند کر دیا ہے اور آپ کو بھی طلب کیا ہے اس پر چھاتی تانتے ہوئے عبدالکریم بن مغیث کہنے لگا

یوسف بن عمروس اور حمود بن مغیرہ میرے دونوں ساتھیو۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم دونوں ایسا کرو کہ اپنے آٹھ ہزار کے اس لشکر کو حرکت میں لاؤ اور ان میں سے چند سو مسلح جوانوں کو علیحدہ کرو اور ان علیحدہ ہونے والے جوانوں کو کہو کہ زندان

کے علاوہ برنارڈو کی رہائش گاہ کا بھی احاطہ کر لیں میں برنارڈو کے پاس جاؤں گا یہ نگاہ رکھیں اور جس وقت میں اشارہ کروں یہ برنارڈو کے سارے محافظوں کو تیروں سے چھلنی کر کے رکھ دیں ان علیحدہ کئے جانے والے جوانوں کی کمانداری یوسف بن عمروس تم خود کرو گے

باقی کا سارا لشکر حمود بن مغیرہ کی سرکردگی میں رہے گا یہ سارے لشکر کو لے کر کوہستانی سسلے میں خم کھاتی ہوئی شاہراہ کے اس آخری حصے پر جا کر گھات میں بیٹھ جائے گا جہاں سے نکل کر مختلف راستے برنارڈو کی رہائش گاہ کی طرف جاتے ہیں اس لئے کہ مختلف جگہوں پر اپنے کام پر متعین برنارڈو کے ساتھیوں کو اگر خبر ہو گئی کہ ہم نے بغاوت کر دی ہے تو وہ یقیناً انہی راستوں سے ہوتے ہوئے برنارڈو کی رہائش گاہ کی طرف جائیں گے جونہی وہ گھاٹی سے ہونے والے شاہراہوں سے باہر نکلیں گے حمود بن مغیرہ کی سرکردگی میں گھات میں بیٹھا ہوا ہمارا یہ لشکر ان پر تیر اندازی کرتے ہوئے ان کا خاتمہ کرتا رہے گا اس طرح ہمارے لئے کوئی خطرہ سر نہ اٹھا سکے گا۔

اور اگر میرے برنارڈو کے ساتھ معاملہ طے کرنے تک کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی تب کیا کرنا ہے یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا اب جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے مطابق عمل کرو

عبدالکریم کے کہنے پر یوسف بن عمروس۔ حمود بن مغیرہ دونوں جلدی سے حرکت میں آئے مسلح جوانوں کے دستے انہوں نے علیحدہ کر لئے یوسف بن عمروس نے چند دستے اپنے ساتھ رکھ لئے باقی لشکر کو لے کر حمود بن مغیرہ آگے بڑھا تھا اور جہاں سے گھاٹیوں سے ہوتی ہوئی شاہراہ برنارڈو کی رہائش گاہ کی طرف جاتی تھی وہاں وہ گھات میں بیٹھ گیا تھا جبکہ یوسف بن عمروس نے علیحدہ کئے جانے والے دستوں کے ساتھ بڑی رازداری کے ساتھ صرف زندان ہی نہیں بلکہ برنارڈو کی رہائش گاہ کا محاصرہ کر لیا تھا سارے کام کی تکمیل کے بعد عبدالکریم بن مغیث اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا زندان کے سامنے اس جگہ نمودار ہوا جہاں اس کا انتظار کرتے ہوئے برنارڈو بے چینی سے زندان کے سامنے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔

زندان کے اس کمرے میں اپنے باپ یونان کیساتھ بند روسیس کی عجیب حالت

تھی اس کے ہونٹوں کو چومتی اس کے حسن کی ساری درخشندگی سوز تخلیق کے ترانے جیسی ہو گئی تھی ۔ لگتا تھا اس کے دل کے آئینے میں خواب ریزہ ریزہ مقدر جیسے ہو کر رہ گئے ہوں اس بے چاری کے چہرے پر پرانے راستوں کی دھول سے موسم جیسی کیفیت تھی جبکہ اس کے باپ یونان کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی وہ بے چارہ خیالات کے سمندر میں موجزن لگتا تھا جیسے کسی نے اسے گرفتار آفات و آلام کے سوچوں کے گندے چشمے کے کنارے لا کھڑا کیا ہو ۔ جس وقت ان دونوں کے سامنے عبدالکریم آکر اپنے گھوڑے سے اترا تو دکھ بھری آواز میں یونان نے اپنی بیٹی روسیس کو مخاطب کیا ۔

روسیس میری بیٹی ۔ یہ عبدالکریم ہم دونوں باپ بیٹی کے لئے آندھیوں کی پھیلتی تاریکی اور زلزلوں سے شکستہ در بام میں خوشی اور مسرت کا پیکر ثابت ہوا تھا لگتا ہے ہم دونوں کی وجہ سے یہ بیچارہ بھی آج مصیبت اور آلام میں مبتلا ہو جائے گا میری بچی تو جانتی ہے یہ برنارڈو انتہائی طاقت اور خوفناک اور لاجواب تیغ زن ہونے کے ساتھ ساتھ امن کا بدترین دشمن اور ظلم کا مہیب امیں ہے اگر آج اس کے ہاتھوں اس بے چارے عبدالکریم کا خاتمہ ہو گیا تو قسم اس کائنات کے مالک کی میں زندگی بھر اس دکھ کو بھول نہ سکوں گا ۔

روسیس بے چاری کی حالت پہلے ہی لفظوں سے معانی کی چھنی ضیا. جیسی ہو رہی تھی اپنے باپ کی اس گفتگو سے وہ ایسی ہو گئی تھی جیسے اس کی اپنی ہی ذات کے خرمن میں آگ لگا کر جاں بہ لب لمحوں کے بیچ کھڑا کر دیا گیا ہو وہ بیچاری روشنائی اور قرطاس کے ٹوٹے رشتوں جیسی افسردہ اور ویران ہو کر رہ گئی تھی ۔

[illegible] تک عبدالکریم اپنے گھوڑے سے اتر کر لوہے کی بھاری زنجیر کو گھسیٹتا ہوا برنارڈو کے سامنے آ کر اس سے پوچھا محترم برنارڈو کیا تو نے مجھے طلب کیا ہے ۔

جواب میں برنارڈو تھوڑی دیر تک اسے کھا جانے والے انداز میں دیکھتا رہا پھر وہ حرص کے مارے چیختے سیلاب سمندر کی طرح آگے بڑھا اس لمحہ اس کے چہرے پر چمکتے سورج کی تپش جیسا غصہ تھا وہ عبدالکریم پر برس پڑا ۔

کیا یہ جو تمہارے سامنے یونان نام کا شخص اور اس کی بیٹی روسیس بند ہیں انہیں تم نے رہا کیا تھا اس پر بڑے دھیمے لہجہ میں عبدالکریم نے کہنا شروع کیا ۔

برنارڈو اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں باپ بیٹی کو میں نے ہی رہا کیا تھا

اور میں اس کا حق رکھتا ہوں اس لئے کہ میں اس مسکن کا نائب ہوں نائب کی حیثیت سے ضروری نہیں ہے کہ میں تمہارے سارے ہی فیصلوں سے اتفاق ہوں نائب کی حیثیت سے میں اختلاف کر سکتا ہوں اور نائب ہی کی حیثیت سے تمہیں میرے فیصلوں کا بھی احترام کرنا چاہیئے ۔

عبدالکریم کی یہ گفتگو برنارڈو کو ایسی ناگوار گزری کہ آگے بڑھ کر اس نے ایک زوردار طمانچہ عبدالکریم کے منہ پر دے مارا تھا ۔

عبدالکریم کے منہ پر جس وقت طمانچہ پڑا تو بیچاری روسیس کی حالت شکستہ روحوں کی انجمن خاکی مکان سے لپٹ کر روتی چاندنی اور درختوں سے جدا بے خانماں پتوں جیسی ہو کے رہ گئی تھی پھر اس بیچاری کی موٹی موٹی خوبصورت آنکھوں سے شگرفی آنسوؤں کی شکستہ کرنیں پھوٹ پڑی تھیں ۔

عبدالکریم کے چہرے پر جب طمانچہ پڑا تو عبدالکریم نے طنزیہ سے انداز میں برنارڈو کی طرف دیکھا پھر اسے کہنے لگا ۔

برنارڈو! تیرے مجھ پر صرف دو ہی احسانات ہیں پہلا تو یہ کہ تو نے مجھے اپنے مسکن میں شامل کیا یہ جو تو نے میرے چہرے پر طمانچہ مارا ہے اس طمانچہ کی وجہ سے تمہارا وہ احسان ختم ہوا ۔

عبدالکریم کی یہ گفتگو شاید برنارڈو کو مزید ناگوار اور گراں گزری تھی ایک بار وہ پھر آگے بڑھا اور پہلے سے بھی زیادہ زوردار انداز میں عبدالکریم کے دوسری سمت اس نے طمانچہ مارا تھا عبدالکریم جواب میں پھر بول پڑا ۔

برنارڈو! تمہارا مجھ پر دوسرا احسان یہ تھا کہ تم نے مجھے اپنے مسکن کا نائب مقرر کیا تمہارا دوسرا طمانچہ مارنے سے تمہارا دوسرا احسان بھی ضائع ہوا اب تیرا میرا حساب برابر ہے اب ہاتھ اٹھاؤ گے تو پچھتاؤ گے ۔

کمینے وہ لوگ جنہوں نے میرے خلاف بغاوت یا سرکشی کی وہ میرے ہاتھوں موت کا لقمہ بن گئے یاد رکھنا میں اپنے ماتحتوں پر مسلسل اور مستقل پرواز کرتے شاہین کی طرح ان کے سروں پر منڈلاتا ہوں اور ان کی ہر حرکت پر پابندی لگا کے رکھتا ہوں تیری یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تو میرے سامنے بدزبانی کرے میرے سامنے منہ کھولے اور میرے ساتھ ایسی

گفتگو کرے جو میرے ایک ماتحت کو زیبا ہی نہیں دیتیں برنارڈو نے الفاظ جلتے تن میں مستی کے ساگر کی طرح ادا کیئے تھے۔

عبدالکریم تھوڑی دیر تک کھاجانے والے انداز میں برنارڈو کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کی آواز گونجی برنارڈو! میں غلام ہوتا تو شاید تیری یہ گفتگو برداشت کر جاتا اب میں ایک آزاد انسان ہوں آزاد انسان کی حیثیت سے میں ایسی گفتگو سننے کا عادی نہیں ہوں اپنے لہجہ کو دھیما رکھو اپنے مزاج کو برہی سے پاک کرو ورنہ پچھتاؤ گے عبدالکریم اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ برنارڈو ایک بار پھر آگے بڑھا اور وہ ایک زوردار گھونسا عبدالکریم کو مارنا چاہتا تھا کہ عبدالکریم نے اس کا ہاتھ جو فضا میں بلند ہوا تھا پکڑا پھر اپنے دائیں ہاتھ کا الٹا حصہ اس نے اس طاقت اس زور اس قوت کیساتھ مارا کہ برنارڈو پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔

جس وقت برنارڈو انتہائی بے بسی اور لاچارگی میں عبدالکریم کا طمانچہ کھانے کے بعد زمین پر گرا تھا زندان میں بندلیونان نے اپنی بیٹی روسیس کو مخاط[illegible] کیا روسیس میری بیٹی عبدالکریم نے یہ بہت [illegible] کیا [illegible] برنارڈو پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے تھا اب دیکھنا برنارڈو اپنے آدمیوں کو عبدالکریم پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دے گا اور اگر ایسا ہوا تو قیامت برپا ہو جائے گی۔ اس برنارڈو کے محافظ گدھوں کی طرح آگے بڑھیں گے اور عبدالکریم کی تکا بوٹی کر دیں گے۔

اپنے باپ کی اس گفتگو پر خوبصورت و پرکشش روسیس بیچاری کرم خوردہ کتابوں جیسی افسردہ ناآسودہ ارمانوں جیسی اداس سنگ تحقیر سے زخمی انا جیسی مجروح تھی پھر اس نے اپنے باپ کو مخاطب کیا اے میرے باپ آؤ دونوں مل کے اس کائنات کے مالک سے دعا کریں کہ وہ عبدالکریم کو اس برنارڈو کے سامنے زندہ و سلامت رکھے۔

اپنی بیٹی کی اس گفتگو کے جواب میں لیونان کچھ کہنا ہی چاہتا تھا پر وہ خاموش ہی رہا اس لیے کہ اتنی دیر تک برنارڈو اٹھا بھاگ کے آگے بڑھا چاہتا تھا کہ وہ عبدالکریم پر ضرب لگائے لیکن عبدالکریم پہلے سے اس کے لئے تیار تھا اس نے لگاتار دو مکے برنارڈو کے پیٹ پر مارے پھر اس کے منہ پر ایسے ہی دو زبردست طمانچے مارے جیسے اس سے پہلے برنارڈو نے اس کے منہ پر مارے تھے برنارڈو بدحواس سا ہو گیا تھا شاید زندگی میں اپنے سپاہیوں کے

سامنے اس کی یہ حالت کبھی کسی نے نہ کی تھی پر اب تو عبدالکریم پر جنون سوار ہو گیا تھا اس نے ایک دم سے طوفان کھڑا کرتے ہوئے برنارڈو پر مکوں اور پاؤں کی ٹھوکروں کی بارش کر دی تھی ایک بار پھر برنارڈو انتہائی بے بسی سے عبدالکریم کی ضربوں کے سامنے زمین پر گر گیا تھا۔

روسیس جو تھوڑی دیر پہلے عبدالکریم کے سر پر منڈلاتے خطروں کی وجہ سے شدت یاس سے کملائی مرجھائی کلی اور گردآلود غموں کی بستی جیسی ہو رہی تھی وہاں اب عبدالکریم کے برنارڈو کو بری طرح پیٹنے پر تھوڑی دیر کے لئے وہ بیچاری دل کے بجتے ساز جیسی خوشکن [illegible] بولتی جھانجھر کی جھنکار جیسی شاداب ہو کے رہ گئی تھی

دوبار عبدالکریم سے پٹنے کے بعد برنارڈو نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار کھینچ لی اور عبدالکریم کی طرف بڑھا تاکہ اس پر وار کرے لیکن عبدالکریم بڑا چوکس اور چوکنا تھا اس کے نزدیک آنے سے پہلے ہی وہ بھی ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کر چکا تھا اور برنارڈو نے جب اس پر وار کیا تو اس کا وار عبدالکریم نے اپنی تلوار پر روکا پھر عبدالکریم کا وہ ہاتھ جو زنجیر میں جکڑا ہوا تھا وہ عبدالکریم نے ایک بار پھر برنارڈو کی گردن پر دے مارا بایاں ہاتھ لگنے سے زنجیر بھی برنارڈو کے لگی تھی اور درد کی شدت سے بلبلاتا ہوا برنارڈو پیچھے ہٹا اس کے پیچھے ہٹنے کے ساتھ ہی عبدالکریم نے اس پر ایک وار کیا جسے برنارڈو نے گرتے گرتے بڑی مشکل سے روکا اتنی دیر تک پوری طاقت اور قوت سے عبدالکریم نے اس کے پیٹ پر لات دے ماری تھی جس کی وجہ سے برنارڈو ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا تھا۔

اب برنارڈو نے پوری طرح اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ طاقت اور قوت اور تیغ زنی دونوں میں عبدالکریم کا مقابلہ نہیں کر سکتا لہذا ارد گرد کھڑے اپنے مسلح جوانوں کو اس نے حکم دیا کہ وہ آگے بڑھ کر عبدالکریم پر حملہ آور ہوں زندان کے اندر روسیس بیچاری انوار سحر کو ترستی گراں رات۔ پیلے پھولوں پر دکھ کے نشانات جیسی ملول اور حروف درد سے کشید دکھتی بجھتی تنویر جیسی ملول ہو کے رہ گئی تھی پھر اس نے روتی بین کرتی آواز میں اپنے باپ کو مخاطب کیا۔

اے میرے باپ کاش ہمارے پاس اس قدر وسائل ہوتے کہ اس موقع پر ہم اپنے محسن عبدالکریم کی مدد کر سکے اے میرے باپ کاش میرے پاس ایسے وسائل ہوتے کہ میں

ان حملہ آوروں سے ہمیشہ کے لئے عبدالکریم کو محفوظ کر لیتی۔

روسیس بیچاری اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکی کیونکہ اچانک عبدالکریم پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھتے برنارڈو کے مسلح جوانوں کی پشت سے ان گنت تیر انداز یوسف بن عمروس کی سرکردگی میں نمودار ہوئے اور انہوں نے سامنے آتے ہی ایسی تیراندازی کی کہ لمحوں کے اندر ان سارے مسلح جوانوں کو انہوں نے زمین پر ڈھیر کر دیا تھا تو عبدالکریم نے ایک قہقہ بلند کیا۔ ساتھ ہی اس نے برنارڈو کو مخاطب کیا۔

برنارڈو! تو کیا سمجھتا تھا کہ میں اکیلا ہی تیرے خلاف بغاوت کرنے چلا ہوں۔ یاد رکھ جس وقت میں نے زندان میں بند لیونان اور اس کی بیٹی روسیس کو رہائی دلائی تھی اسی وقت میں نے تیری طرف سے اٹھنے والے خدشات اور خطرات کو محسوس کر لیا تھا اور میں نے تیرے ان خطرات کے سامنے بند باندھنے کے سارے مراحل کی بھی تکمیل کر لی تھی۔

یہاں تک کہتے کہتے عبدالکریم رکا اس لئے کہ اسی لمحہ یوسف بن عمروس اس کے قریب آیا اور خوش کن آواز میں کہنے لگا۔

امیر محترم برنارڈو کی رہائشگاہ اور زندان کے قرب وجوار میں جس قدر برنارڈو کے آدمی ہیں ان سب کا میں صفایا کر چکا ہوں اور یہاں دور نزدیک برنارڈو کا کوئی آدمی نہیں ہے

یوسف بن عمروس کے ان الفاظ پر عبدالکریم نے اسے تحسین آمیز انداز میں دیکھا۔ ہاتھ بڑھا کر اس کی پیٹھ تھپتھپائی اس کے بعد اس نے پھر برنارڈو کو مخاطب کیا۔

برنارڈو! یہ جو جوان ابھی میرے پاس آکر کھڑا ہوا ہے اس کا نام یوسف بن عمروس ہے۔ یہ اندلس کے مسلمان خلیفہ الحکم بن حشام کے ایک سرحدی والی عمروس کا بیٹا ہے تو نے اسے اپنا غلام اور اسیر بنا کے رکھا ہوا ہے اور یہ اپنا آپ ظاہر کئے بغیر تیرے سامنے اذیت اور ذلت برداشت کرتا رہا دیکھ برنارڈو میں تیرا معاملہ تیرا فیصلہ اسی نوجوان کے سپرد کرتا ہوں

اس کے عبد عبدالکریم نے یوسف بن عمروس کی طرف دیکھا۔

عمروس میرے بھائی آگے بڑھو اور اس برنارڈو کی ساتھ اپنا معاملہ طے کرو۔

عبدالکریم کی طرف سے یہ حکم ملتے ہی یوسف بن عمروس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کی اور آگے بڑھا اس کے ساتھ ساتھ عبدالکریم بھی تھا تاکہ کہیں برنارڈو اس پر کوئی

خطرناک وار نہ کر دے۔ برنارڈو نے جب دیکھا کہ یوسف بن عمروس کیساتھ عبدالکریم بھی اس کی طرف بڑھ رہا ہے تو وہ بالکل ساکت کھڑا رہا۔ یوسف بن عمروس آگے بڑھا اپنی تلوار بلند کی پھر ایک ہی وار میں اس نے برنارڈو کی گردن کاٹ کے رکھ دی تھی۔

جس وقت برنارڈو قتل ہوا تھا اس وقت زندان کی کوٹھڑی میں روسیس کی حالت قابل دید تھی وہ ہونٹوں کی کلیوں کی مہکار، ماتھے کی بندیا کی چمکار جیسی خوش کن، آنچلوں کے لہراتے مدوجزر، باہنوں کی آسودہ آغوش جیسی خوشگوار، زلفوں کی مہکی چھاؤں، جھلملاتے رنگ اڑاتے لمحوں جیسی پر کشش خوشیوں اور مسرتوں کے ملن سنگم اور شوخ نگاہوں کے اشاروں جیسی شاداب ہو کے رہ گئی تھی۔

برنارڈو کا خاتمہ ہونے کے بعد عبدالکریم نے یوسف بن عمروس کو مخاطب کیا۔

یوسف میرے بھائی مرنے والے برنارڈو یا اس کے ہلاک ہونے والے ساتھیوں کے لباسوں کی تلاشی لو ان میں سے کسی کے پاس زندان کی چابیاں ہوں گی ان سے دروازہ کھولو۔ لیونان اور روسیس کو اس زندان سے رہائی دو۔

عبدالکریم کا یہ حکم سنتے ہی یوسف بڑی تیزی سے حرکت میں آیا پہلے اس نے برنارڈو کی تلاشی لی۔ زندان کی چابیاں برنارڈو کے لباس سے ہی اسے مل گئیں۔ اس نے فوراً آگے بڑھ کر زندان کا وہ دروازہ کھول دیا تھا جس کے پیچھے لیونان اور روسیس برسوں سے بند کسی غزال کی طرح باہر آئی پھر وہ شعلوں کی طرح کھیتوں میں بھاگتی کسی چنچل نار کے سے انداز میں عبدالکریم کے پاس آئی اس کا ہاتھ اپنے دو خوبصورت ہاتھوں میں لیا۔ عبدالکریم کے دونوں ہاتھوں کو اس کے ایک طویل بوسہ دیا۔ پھر اس نے کسی قدر بیباکی چاہت و محبت میں ڈوبی آواز اور اپنی پوری شیرینی اور شہد بھرے لہجے میں عبدالکریم کو مخاطب کیا تھا۔

میرے محترم میرے ذی عزت محسن۔ آپ نے اس برنارڈو کا خاتمہ کر کے کالے لفظوں سے قرطاس ابغض کی نفرت۔ افق کی گردن سے لہو کی صلیب۔ اور زر کے بازار میں حرص کے شاہکار کو مٹا کر رکھ دیا ہے۔ آپ نے سوکھے ہونٹوں کی سلگتی پیاس کو سرسوں کے کھیت پر چمکتے پورے چاند کی سی شادابی عطا کر دی ہے۔ یقیناً آپ نے میرے اور میرے باپ کے لئے خون میں گلزار کھڑے کرتے ہوئے ہمارے نئے اداس سورج اور نا آسودہ دشت کے آئین کو اجالوں کے قلمکاروں کے ضبط جیسا بنا کر رکھ دیا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد روسیس کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ اتنی دیر تک اس کا باپ یونان بھی عبدالکریم کے سامنے آیا پہلے عبدالکریم کو لپٹا کر اس کی پیشانی چومی ۔ پھر اس نے بڑی عقیدت میں عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

عبدالکریم میرے بیٹے میں سوچتا ہوں کس انداز سے میں تمہارا شکریہ ادا کروں تم یقیناً ان جوانوں میں سے ہو جو شام کی دہلیز پر گرم ساحلوں کی ہوا میں شب کی ظلمتوں میں تقدیر کے روشن سفر ۔ ہنر کے مدوجزر کھڑے کرنے کا فن جانتے ہیں میرے بیٹے تو نے اپنے ضبط اور پندار کی شکتی سے برنارڈو کا خاتمہ کر کے اپنی تقدیر کو اپنے لئے کنیز ہستی ۔ اور اپنی تدبیر کو برنارڈو اور اس کے ساتھیوں کے لئے طنز ہستی بنا کر رکھ دیا ہے میں یونان تیری جرأتمندی تیری شجاعت تیری بیباکی تیری دلیری کو سلام کرتا ہوں۔

یونان کے ان الفاظ سے عبدالکریم کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے یونان کو مخاطب کیا۔

محترم یونان ۔ آپ دونوں باپ بیٹی تو میرا اس طرح شکریہ ادا کر رہے ہیں جیسے میں نے آپ دونوں کے لئے کوئی بہت بڑا اور ناقابل تسخیر قلعہ فتح کر کے رکھ دیا ہو ۔ یا میں نے آپ دونوں کے لئے کوئی انتہائی مشکل معرکہ سر کیا ہو آپ دونوں باپ بیٹی کیوں اس طرح میرے شکر گذار ہو رہے ہیں کیا آپ دونوں نے اس وقت مجھ پر احسان نہ کیا تھا جب میں بھوکا تھا رحمدلی سے کام لیتے ہوئے آپ دونوں باپ بیٹی نے مجھے اور حمود کو کھانا کھلایا اور ہماری دلجوئی کی اب جبکہ اس کوہستانی سلسلے میں رانسی وال کے درے کے پاس مجھے خداوند نے عزت اور عظمت سے نوازا ہے تو اس عزت اور اس عظمت میں آپ دونوں باپ بیٹی بھی پوری طرح حقدار ہیں اس لئے کہ آپ دونوں میرے محسن ہیں میرے خیال میں اب مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں آپ دونوں باپ بیٹی گھر جائیں اور جا کر آرام کریں۔

عبدالکریم میرے بیٹے ۔ میرا اور روسیس کا اس وقت گھر جانا انتہائی خطرناک ہے میرے بیٹے تو جانتا ہے میرے تین ستون تھے میرے تین بیٹے تھے جنہیں برنارڈو نے ہلاک کر دیا ہے اب وہاں اپنی رہائیش گاہ میں میں اور میری بیٹی اکیلے کیسے رہ سکتے ہیں گو آس پاس باغات کے اندر ہمارے بہت سے جاننے والے ہیں پر یاد رکھو میرے بیٹے برنارڈو کے آدمی کسی نہ کسی وقت ہم پر حملہ آور ہوں گے اور ہم دونوں کو قتل کر دیں گے اس لئے کہ

برنارڈو کی تباہی اور بربادی کے ذمہ دار ہم دونوں باپ بیٹی ہیں کیا ایسا ممکن نہیں کہ جب تک حالات درست نہ ہو جائیں ہم دونوں باپ بیٹی بیٹے تمہارے ہی پاس رہیں یونان نے بڑی عاجزی اور امید بھری آواز میں عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

قبل اس کے کہ عبدالکریم یونان کی اس گفتگو کا جواب دیتا پاس کھڑی روسیس بھی بول پڑی ۔

میرے محسن ! مجھے امید ہے کہ آپ ہمیں مایوس نہیں کریں گے اگر وہاں اپنے باغ کے اندر ہم کو خطرہ نہ بھی ہوتا تب بھی وہاں کے بجائے ہم دونوں باپ بیٹی آپ کے پاس رہنے کو ترجیح دیتے مجھے امید ہے کہ آپ فراخدلی سے کام لیتے ہوئے ہمیں اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دیں عبدالکریم نے تھوڑی دیر تک بڑی نرم نگاہوں سے روسیس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

روسیس ! تمہیں اس قدر عاجزی کے ساتھ مجھ سے گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم جب تک چاہو اپنے باپ کیساتھ یہاں قیام کر سکتی ہو تم دونوں باپ بیٹی کی رہائیش گاہ وہی ہو گی جس میں اس سے پہلے برنارڈو رہتا تھا اس پر روسیس نے جھٹ سے پوچھ لیا۔

محترم عبدالکریم آپ کہاں رہتے ہیں جواب میں عبدالکریم نے تیز نگاہوں سے روسیس کی طرف دیکھا۔

یہ جو حویلی دائیں جانب ہے اس میں تو برنارڈو رہتا تھا وہ حویلی جو اس زندان کے پیچھے ذرا فاصلے رہے وہ اس مسکن کے نائب کے لئے ہے وہیں پر میں اور حمود رہتے ہیں اس موقع پر درمیان میں فوراً یوسف بن عمروس بول پڑا۔

امیر محترم اب آپ اور حمود دونوں اس حویلی میں نہیں رہیں گے بلکہ آپ چونکہ اس مسکن کے امیر اعلیٰ ہیں لہذا اب برنارڈو کے قیام گاہ آپ کے تصرف میں آئے گی۔

امیر عبدالکریم اگر آپ برنارڈو کی قیام گاہ میں رہیں گے تو میں اور میرا باپ بھی آپ کے ساتھ یہیں رہیں گے اگر آپ اپنی پہلی والی رہائیش گاہ میں رہیں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ وہیں رہیں گے اس پر فیصلہ دیتے ہوئے عبدالکریم کہنے لگا۔

یوسف میرے بھائی تو دیکھتا ہے برنارڈو کی حویلی بہت بڑی ہے اس کے اندر اس کے حرم کی عورتیں بھی ہیں فی الحال ان دونوں باپ بیٹی کے قیام کا بندوبست اس حویلی

میں کرو اور ان کی حفاظت کے لئے کچھ مسلح جوان بھی مقرر کر دو اس لئے کہ ابھی ہم پوری طرح اس مسکن پر قابض نہیں ہوئے ہیں ابھی تو ہزاروں مسلح جوان ہیں جن سے ہمیں نپٹنا ہے اور وہ ہمارے لئے کسی وقت بھی خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

یہاں تک کہتے کہتے عبدالکریم کو رک جانا پڑا۔ کیونکہ روسیس بول پڑی تھی نپٹیں گے جب تک آپ ان سے نہیں نپٹتے اس وقت تک میں اور میرا باپ ہم دونوں آپ کی موجودہ رہائش گاہ میں رہیں گے۔

عبدالکریم نے ایک بار پھر یوسف بن عمروس کی طرف دیکھا یوسف میرے بھائی ان دونوں کو میری اور حمود کی رہائش گاہ میں چھوڑ کے کچھ مسلح جوان ان کی حفاظت پر لگاؤ اس کے بعد ہم اپنے کام کی ابتدا کریں عبدالکریم کے کہنے پر یونان اور روسیس دونوں یوسف بن عمروس کے ساتھ ہو لئے تھے تھوڑی دیر تک عبدالکریم وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ یوسف بن عمروس واپس آگیا پھر عبدالکریم نے اسے مخاطب کیا۔

یوسف میرے بھائی جو مسلح جوان اس وقت تمہارے ساتھ ہیں ان کو یہیں متعین کر دو تاکہ برنارڈو کی رہائش گاہ سے کوئی نکل کر ہمارے لئے تکلیف دہ حالات پیدا نہ کرے عبدالکریم کے حکم پر یوسف نے سارے مسلمان مسلح جوانوں کو برنارڈو کی رہائش گاہ کے اطراف میں مقرر کر دیا پھر دونوں اس جگہ آئے جہاں آٹھ ہزار کے ایک لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلے میں حمود بن مغیرہ گھات لگائے بیٹھا تھا۔

عبدالکریم اور یوسف بن عمروس اس جگہ آئے جہاں حمود بیٹھا تھا تو ان دونوں کو دیکھتے ہی حمود اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر عبدالکریم نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

سنو یوسف بن عمروس اور حمود بن مغیرہ۔ میرے دونوں بھائیو۔ فی الحال یہ جو ہمارے پاس آٹھ ہزار مسلح جوان ہیں انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دو ایک حصہ میری کمانداری میں برنارڈو کے محل کی طرف جانے والی شاہراہ کے کنارے رہے گا دوسرا حصہ تم دونوں بھائیوں کی سرکردگی میں ہوگا اور تم دونوں شاہراہ کے دوسری سمت گھات میں بیٹھ جاؤ گے اس کے ساتھ ہی یوسف بن عمروس میرے بھائی اپنے کچھ جاننے والے کوہستانی سلسلے کے اندر بڑے بڑے گروہوں میں پھیلے ہوئے برنارڈو کے مسلح جوانوں کی طرف بھجواؤ جو مسلمان قیدیوں کے کام کی نگرانی کر رہے ہیں انہیں باری باری یہ اطلاع کرتے

رہیں کہ برنارڈو کے خلاف بغاوت ہو چکی ہے لہٰذا وہ فوراً برنارڈو کی قیام گاہ کی طرف پہنچیں اس کے بعد جب وہ اس شاہراہ سے گذرتے ہوئے برنارڈو کے محل کی طرف جائیں گے تو ایک طرف سے میں اور دوسری طرف سے تم دونوں ان پر تیراندازی کرنا پھر دیکھنا برنارڈو کے ان مسلح جوانوں کی ہم کیا حالت کرتے ہیں۔

تیراندازی کرتے وقت یہ خیال رہے کہ تیروں سے کوئی گھوڑا زخمی نہ ہو اس لئے کہ گھوڑے ہمارے لئے بڑے کارآمد ثابت ہوں گے۔ اب تم اس تجویز پر عمل کرو جو میں نے پیش کی ہے۔

اس کے بعد حمود اور یوسف بن عمروس دونوں اٹھ کھڑے ہوئے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصے کے ساتھ عبدالکریم وہیں بیٹھا رہا جبکہ دوسرے حصے کو لے کر حمود اور یوسف شاہراہ کی دوسری جانب چلے گئے تھے۔ ساتھ ہی یوسف بن عمروس اپنے کچھ قابل اعتماد آدمی برنارڈو کے مسلح گروہوں کی طرف یہ پیغام دے کر بھجوا دیئے تھے کہ برنارڈو کے خلاف بغاوت ہو گئی ہے اور وہ فوراً اس کے قصر کا رخ کریں۔ ان آدمیوں کے روانہ ہونے کے بعد لشکر کے دونوں حصے گھات میں مستعد ہو کر بیٹھ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد برنارڈو کے مسلح جوانوں کے دو بڑے بڑے گروہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس شاہراہ کی طرف آئے تھے جو برنارڈو کے قصر کی طرف جاتی تھی۔ انہیں خبر تک نہ تھی کہ عبدالکریم اتنی قوت حاصل کر چکا ہے کہ انہیں مغلوب کرنے کے لئے اس نے پھندے تیار کر رکھے ہیں۔ لہٰذا ایک گروہ جب تھوڑا سا آگے گزرا دوسرا پچھلا گروہ جب بالکل عبدالکریم کی سیدھ میں آیا تو عبدالکریم کے کہنے پر اس کے لشکریوں نے اس گروہ پر تیراندازی شروع کر دی تھی جو تھوڑا سا آگے نکلا تھا۔ دوسرے پر حمود اور یوسف کی طرف سے اتنی تیز تیراندازی کی گئی کہ ایک بھی مسلح جوان کو بچ کر بھاگنا نصیب نہیں ہوا۔ اور سب تیروں سے چھلنی کر کے وہیں ڈھیر کر دیئے گئے تھے۔

اس کے بعد ایک بلند چٹان پر عبدالکریم نمودار ہوا اور حمود اور یوسف کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں اپنے کچھ جوان نیچے بھیجنے اور مرنے والوں کے آدھے گھوڑے اپنے پاس لیجانے کو کہا۔

عبدالکریم کا یہ حکم سنتے ہی حمود اور یوسف کی طرف سے فوراً کچھ جوان نیچے اترے

اور گھوڑوں کو پکڑ کر اوپر لے جانے لگے اسی وقت عبدالکریم نے بھی اپنے لشکر میں سے کچھ جوان نیچے روانہ کئے تھے اور وہ بھی آدھے گھوڑوں کو پکڑ کر اوپر لے گئے تھے ۔ اس طرح مرنے والوں کے گھوڑے آدھے آدھے لشکر کے دونوں حصوں میں تقسیم ہوئے تھے ۔

اب برنارڈو کے مسلح گروہوں کے آنے کا ایک تانتا بندھ گیا تھا ۔ عبدالکریم اور دوسری طرف سے حمود اور یوسف بھی اپنے اپنے لشکر کو لے کر تھوڑا تھوڑا سا آگے بڑھتے رہے تاکہ نئے آنے والے اس گھاٹی میں لاشوں کو دیکھ کر واپس نہ چلے جائیں اس طرح رانسی وال کے درے کے اس مسکن میں برنارڈو کے سارے محافظوں کا خاتمہ کر دیا گیا تھا ۔ اس کے بعد عبدالکریم کے حکم پر جس قدر مسلمان وہاں اسیر تھے ان کی تعداد تیس ہزار کے لگ بھگ تھی ان کو جمع کیا گیا پہلے برنارڈو کے مرنے والے ساتھیوں کی لاشوں کو ٹھکانے لگایا گیا اس کے بعد تیس ہزار جوانوں کو برنارڈو کے قصر کے سامنے کھلے میدانوں میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا اس حکم کے تھوڑی ہی دیر بعد برنارڈو کے قصر کے سامنے دور دور تک کھلے میدانوں میں قیدی مسلمان جمع ہو گئے تھے جب سارے مسلمان جمع ہو گئے تب عبدالکریم کے کہنے پر مسلمان قیدیوں کے اندر جو سر کردہ لوگ تھے انہیں اکٹھا کر کے ایک جگہ لا کھڑا کیا تھا جس جگہ عبدالکریم بن مغیث کھڑا تھا اتنی دیر تک یونان اور روسیس دونوں باپ بیٹی بھی اپنی رہائیش گاہ سے نکل کر عبدالکریم کے پیچھے آن کھڑے ہوئے تھے ۔ اس کے بعد بلند آواز میں اپنے سامنے جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے عبدالکریم نے کہنا شروع کیا تھا ۔

" تم سب کو خبر ہو چکی ہو گی کہ ظالم برنارڈو کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں وہ مسلح جوان جنہوں نے تم لوگوں کو غلام اسیر اور قیدی بنا کر رکھا ہوا تھا ان کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہے ۔ یہ کام میں نے اکیلے نہیں کیا بلکہ تم سب کی کوششیں اور جدوجہد اس میں شامل ہیں ۔

بھائیو ۔ میں جانتا ہوں اس سے پہلے برنارڈو تم لوگوں پر بیکراں شام کے اطراف ن تھاگ اگلتی لہروں ۔ صف بہ صف کھڑے ظالم خناس کی طرح تم پر چھایا ہوا تھا ۔ اس ے تمہارے اپس کے رشتوں میں ایک ابہام اور تمہاری راہوں میں دھند پھیلا رکھی تھی ۔ اس کا سلوک تم لوگوں کے ساتھ جبر پھیلاتے موسموں اور مسلسل جلتی غصیلی آگ جیسا

اس کا رویہ تم لوگوں کے ساتھ مجبوری کے رقص پیہم اور روح کے گرداب میں خوف پھیلاتی بازگشت جیسا تھا ۔

میرے محترم بھائیوں ۔ اس مسکن میں داخل ہونے کے بعد میرا ارادہ تھا کہ برنارڈو پر قوت حاصل کرنے کے بعد یہاں مسلمانوں کی قوت کو میں مستحکم کرونگا ۔ اور پھر اس قوت کا سلسلہ اندلس کی اپنی خلافت سے ملائیں گے اور ان قوتوں کو جو فرانس کے شہنشاہ شارلیمان جنوبی فرانس کے حکمران لوئی اور اندلس کے شمالی علاقوں اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کی طرف سے اٹھتی ہیں خلافت کی قوت کے ساتھ مل کر ضرب لگائیں گے اور انہیں اندلس میں مسلمانوں کے مفادات سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیں گے ۔

برنارڈو کے خاتمے سے پہلے میں نے تہیہ کر رکھا تھا کہ ان قوتوں کی تہذیب کے کالے زندان اور سماجی پھندوں کو نہ پھیلنے دیں گے ۔ اٹھتی موجوں ۔ جلتی لہروں اور دست اعجاز کی طرح بیک جنبش نظران قوتوں کے ضبط اور جرأتمندی کی شکتی اور ان کے تاب خود نمائی کو ہم ضیاآشام تیرگی اور خونی احساس کی شدتوں کا شکار کر کے رکھ دیں گے ۔

میرے بھائیو اب جبکہ رانسی وال کے اس مسکن میں برنارڈو اور اس کے مسلح جوانوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے ۔ اب تم لوگ ہی اس مسکن ان دروں میں سب سے بڑی قوت ہو ۔ اب تم جسے چاہو اپنی مرضی سے اپنا رہبر ۔ اپنا امیر چن لو ۔ میں نے جس کام کا تہیہ کیا تھا اسکی تکمیل کر لی ہے اب میں تم پر چھوڑتا ہوں کہ تم کسی ایسے شخص کا انتخاب کرو جس کا روپ تمہارے لئے شفیق جس کی رمزیں تمہارے لئے عمیق ہوں ۔ جو جامد جذبوں کو حرکت میں لاسکے ۔ جو صدیوں کو لمحوں کی مسافت میں سمیٹ کر رکھ دے ۔ کسی ایسے شخص کا انتخاب کر لو جو دشمن کی شام و سحر کی ڈستی تنہائیوں جیسی قوتوں کو پامال کر لے ۔ جو مدفون امانت کی طرح تمہارے دلوں میں کھب جائے ۔ جو اپنی قوت کی بلندی سے وجود ملت کے موتیوں کو تابداری بخشے ۔ جو حصار الفت کی لڑی میں غلامی کی ساری زنجیریں کاٹ دے ۔ میرے بھائیوں ان علاقوں میں زندگی محفوظ کرنے کے لئے ان علاقوں میں شمالی اندلس کے نصرانی حکمران الفانسو دوئم ۔ جنوبی فرانس کے حکمران لوئی ۔ شمالی اور مشرقی فرانس کے بادشاہ شارلیمان کی بڑھتی ہوئی قوتوں کو راہ روکنے کے لئے اپنے لئے کسی سپہ سالار اپنے لئے کسی ایسے امیر کا چناؤ کر لو جو پانی میں چھپی برق ۔ کی طرح تمہارے

دشمنوں کے خلاف حرکت میں آئے اور تمہیں محفوظ کرنے کے لئے زمانے کے ظالم معیار و اندازپر ایسی ضرب لگائے کہ مخالف قوتوں کو اٹھنے کی مہلت نہ دے۔

میرے بھائیو آپس میں صلاح و مشورہ کرو۔ کسی مناسب شخص کا انتخاب کرو جو تمہاری کمانداری کرے جو تمہاری رہبری کرے۔ میں اب تک ایک غلام کی حیثیت سے زندگی بسر کرتا رہا ہوں۔ جس شخص کا بھی تم انتخاب کروگے میں اس کی کمانداری میں ملت مسلمہ کی بہتری اور بھلائی کے لئے ایک عام معمولی اور گمنام سپاہی کی حیثیت سے بھی کام کرتے ہوئے فخر محسوس کروں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عبدالکریم خاموش ہو گیا تھا اب وہ اپنے جمع ہونے والے تیس ہزار مسلمانوں کے ردعمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔ جونہی عبدالکریم خاموش ہوا لوگ طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہوئے عبدالکریم کی گفتگو کا جواب دے رہے تھے بھانت بھانت کی صدائیں لوگوں کے اس ہجوم سے اٹھ رہی تھیں وہ کہہ رہے تھے۔

عبدالکریم بن مغیث! آپ ہی ہمارے رہبر۔ آپ ہی ہمارے امیر آپ ہی ہمارے کماندار آپ ہی ہمارے سپہ سالار ہیں آپ ہمارے لئے بادلوں کی حرارت۔ گمنام راہوں کا چراغ ہیں۔ آپ ہی نے ہمارے لئے آزادی کی فصل جوئی۔ آپ ہمارے لئے ارتقائے تمدن کی ضوفشاں قندیل ہیں آپ ہی نے ہم لوگوں کو سختی زندان سے نکال کر راحت جان سے دوچار کیا۔ اے ابن مغیث۔ آپ اب ہماری سوچوں کے مالک ہیں۔

لوگوں کی اٹھتی ہوئی آوازوں کا سلسلہ چلتا رہا وہ لوگ کہہ رہے تھے۔

اے امیر آپ ہی نے اداس لمحوں کی زرد ساعتوں میں ہمارے لئے آزادی کے دل کا شرر پیدا کیا۔ ہمارے تن کو زنجیر و سلاسل سے نجات دی آپ ہمارے وجود کا رابطہ ہیں۔ آپ ہی نے عہد ماضی سے وابستہ گمبھیر یادوں سے ہمیں نکالا۔ آپ ہی ہماری محنت کا ثمر آپ ہی ہماری چاہتوں کا اثر ہیں۔ آپ ہی نے ہمارے لئے قفس کے آہنی دروازوں کو توڑا۔ اب آپ ہی ہمارے نیزوں کی چمکتی انی ہیں۔ امیر محترم۔ آپ نے برنارڈو کی ظالم خواہشوں کے ہجوم کو مٹی میں ملایا۔ اب آپ ہی ہماری مستور و مضبوط قوت ہیں۔ آپ ہی نے برنارڈو کی فضول شہرت۔ حقیر عظمت کو خاک میں ملاتے ہوئے روندا۔ اب آپ ہی ہمارے رہبر۔ رہنما۔ ہمارے کماندار و سپہ سالار اور ہمارے امیر و محترم ہیں۔

لوگ اسی طرح کی آوازیں عبدالکریم بن مغیث کے حق میں نکال رہے تھے۔ وہ اسے اپنا سالار اور امیر ہونے کا اعلان کر رہے تھے کہ لوگوں کے وسط میں ایک خوب توانا بھرے ہوئے جسم اور لمبے قد کاٹھ کا جوان اٹھا اور وہ ہاتھ بلند کرتے ہوئے زور زور سے وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو چپ ہونے کے لئے کہنے لگا تھا۔ لگتا تھا اٹھنے والا نوجوان مسلمانوں کے اس ہجوم میں کافی مقبول اور ہر دلعزیز تھا اس لئے کہ اس کے کہنے پر سب لوگ بالکل خاموش ہو گئے تھے۔ جب ایسا ہوا تب وہ جوان ہجوم سے نکلا۔ بڑی تیزی سے وہ بلند جگہ پر کھڑے عبدالکریم بن مغیث کے پاس آیا اس کے ہاتھ جو تلوار تھی وہ اس نے لاکر عبدالکریم کے پاؤں کے پاس رکھ دی پھر وہ دوزانو بیٹھ گیا اور انتہائی عاجزی اور ارادت سے کہنے لگا۔

امیر محترم۔ جب تک ہماری روح کا بدن سے تعلق قائم ہے ہم آپ کے لئے سکون و راحت کی ساعتوں۔ سکھ اور چین کے لطیف و ٹھنڈے سائے کی طرح ثابت ہوں گے۔ ہم آپ کے تحت کام کرتے ہوئے عجیب آتش عجیب دھوئیں کی طرح جس سمت سے بھی آپ ہمیں حملہ آور ہونے کا حکم دیں گے ہم اس لاوے کی طرح آپ کے کہنے پر ضرب لگائیں جو پگھل کر دشمن کی منزلوں کے راستے کے نقوش تک کو مٹا دیتا ہے۔

یہاں تک کہتے کہتے وہ نوجوان رکا۔ اس کے بعد اسی طرح دوزانو بیٹھے بیٹھے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

یا امیر۔ جب تک ہماری جانوں میں جان ہے ہم سب کی پیشانیوں پر ہم سب کے ماتھوں کی تحریروں میں یہ الفاظ مرقوم رہیں گے کہ آپ ہمارے امیر آپ ہمارے سالار اعلیٰ ہیں۔ امیر محترم۔ اب آپ ہی ہمارے منتہائے نظر۔ ہماری ارتقائے طلب ہیں۔ اب آپ کی ذات ہمارے لئے چہرہ ناآشناس نہیں آپ ہمارے لئے بڑے محترم۔ واجب العزت قابل احترام اور ہماری منزل کی جستجو ہیں۔

آپ اپنی رہبری اور رہنمائی میں ہمیں جس دشمن کی طرف بھی لے کر جائیں گے میں اپنے سارے ساتھیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمیں جس دشمن کے سامنے بھی لے کر جائیں گے آپ کی رہبری و رہنمائی میں ہم اس کے لئے خوف کے جالوں ان دیکھے اندیشوں اور درد کے اذیت ناک لمحوں سے بھی بدتر ثابت ہوں

گے ۔امیر محترم ہم اپنی ملت کے دشمنوں کی بنیادوں میں ریت ہی ریت بھر دیں گے ان کے دلوں میں سیاہ رنگ خوف کا غبار ان کی آنکھوں میں شعلوں کے لرزاں رنگ پھیلا دیں گے امیر محترم وہ بڑے سے بڑا دشمن جو اپنے آپ کو فلک زاد تسلیم کرتا ہو آپ کی کمانداری میں اسے ہم عذاب بسیروں میں ڈھلتے ہوئے اس کے حالات زمین زادوں سے بھی بدتر کر کے رکھیں گے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ جوان خاموش ہو گیا تھا اس کے ان الفاظ سے عبدالکریم بن مغیث بڑا متاثر ہوا تھا ۔عبدالکریم نیچے جھکا دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اسے اپنے سامنے کھڑا کیا اور پھر وہ اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس دوران یوسف بن عمروس قریب آیا اس نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

امیر محترم ۔یہ اسماعیل بن قاسم ہے ۔انتہائی دلیر ۔شجاع اور وطن پرست شخص ہے ملت کے لئے اپنی جان تک نچھاور کرنے کا جذبہ رکھتا ہے ۔امیر محترم آپ کی آمد سے پہلے ایک بار اس نے برنارڈو سے ٹکرا کر اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے آزادی حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن میں نے اسے منع کر دیا تھا ۔اس لئے کہ شاید قدرت کو یہی منظور تھا ۔آپ اس مسکن میں داخل ہوں اور برنارڈو کی ساری قوت کو زیروزبر کریں اور اپنے ان بھائیوں کی آزادی کا سامان کریں یوسف بن عمروس جب خاموش ہوا تو اس بار عبدالکریم نے براہ راست اس جوان کو مخاطب کیا ۔

ابن قاسم ! میں ہمیشہ تجھ جیسے جوانوں پر فخر محسوس کروں گا ۔یوسف بن عمروس نے تمہاری ذات کے متعلق جو الفاظ کہے ہیں تو تمہیں سمجھنے کے لئے میرے لئے کافی ہیں ۔عنقریب میں تمہیں یوسف بن عمروس اور اپنے ساتھی حمود بن مُغیرہ کو اہم ذمہ داریاں سونپوں گا ۔

اتنا کہنے کے بعد عبدالکریم بن مغیث پیچھے ہٹا ۔پہلے وہ زمین پر قبلہ رو ہو کر دو زانو بیٹھا پھر وہ زمین کے ننگے سینے پر سربسجود ہوا اور سجدے میں گرے ہی گرے وہ انتہائی عاجزی کپکپاتی آواز اور روتے لہجے میں اپنے خداوند کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے دعا مانگ رہا تھا ۔

" اے اللہ ! تیری یہی ذات عالی صفات اور مستحق سپاس ہے ۔تو ہی رزق و روزی عطا کرتا ہے ۔آثار واحوال کا تو ہی واقف ہے اور تو ہی سینے کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے ۔

میرے اللہ تو ہی کائنات میں وقت کا محور کھڑا کرتا ہے اور ابہام و اوہام کے نرغے سے نجات دیتا ہے ۔تیرے ہی حکم سے پودوں کی ساری ہریالی اپنی ساری نمو پیلے پھولوں کو دے کر انہیں اپنے سر پر سجائے جھومتی ہے ۔میرے اللہ تو ہی رات کو صبح کی پوشاک سے مزین کرتا ہے تو ہی نئے سورج کی کرنوں کے حسین جھومر سے صبح کو سجاتا ہے ۔یہ مہر و ماہ وانجم یہ دشت و دریا و سمندر یہ برق کی لپک جھپک یہ کوہ شاخیں یہ ساون کی بوندیں دریاؤں کے دھارے پھولوں کا تبسم سحر کی تازگی یہ کوہستانوں بیابانوں کے سلسلے یہ خیابانوں اور گلستانوں کے تسلسل ان سب کو میرے اللہ تو ہی تازہ خوابوں کی تابندہ چادر جیسی روشنی عطا کرتا ہے ۔

میرے اللہ تو ہی کمزور کو تازہ تر و توانا کرتا ہے ۔فکر و اظہار کے درد نہاں کو تو ہی چھپی طاقت تسخیر سے ہمکنار کرتا ہے میرے اللہ میں تیرا ایک عاجز مسکین اور ذلیل و پست انسان ہوں بے نوا بے امنگ اپنے دامن میں تنگ ہوں ۔نردبان وقت میں اس سے پہلے میں اندھیرے سے اندھیرے تک سفر کرتا رہا ہوں ۔خاموشی کے اداس آنگنی ۔احساس کے لہو سے ترسرد لہجوں کی تہ بہ تہ برف میرا مقدر تھا ۔میری زیست میرے اللہ خوابوں کی اداسی میں لپٹی ہوئی تھی میرے اللہ میں تیرا شکر گزار ہوں تو نے مجھے غلامی سے نجات دی مجھے پائندہ و تابندہ مثل شمس و قمر آزادی عطا کی ۔میرے اللہ میں تیرا ممنون ہوں میری ہستی کی راہگزر کی روش روش کو تو نے روشنی سے مزین مفہوم سے آشنا کیا ہے ۔میرے اللہ تو سماعتوں کو رسیلے پن اور فضاؤں کو چاہتوں کی چاندنی سے نوازتا ہے ۔میرے اللہ مجھے بھی ہمت دے کہ میں اپنی فکر کو شرک سے دور رکھتے ہوئے بہتر افصاف کو حرز جاں بنا کر تیری رضا مندی تیری خوشنودی کی خاطر جدوجہد کروں ۔میرے اللہ مجھے اس قدر طاقت اتنی استطاعت دے کہ میں صرف تیری رضا کی خاطر اپنی ملت اپنی قوم کے لئے بہتر سے بہتر کام سرانجام دے سکوں ۔میرے اللہ اس مسکن پر قبضہ کرنے کے بعد جن کاموں کی میں ابتداً کرنا چاہتا ہوں ان میں میرے اللہ مجھے کامیابی کامرانی اور فوز مندی عطا کرنا ۔میرے اللہ میں ایک مسکین اور عاجز بندہ ہوں میرا دامن ہر وقت تیرے ہی سامنے تیری نصرت اور حمایت کے لئے کھلا رہے گا ۔"

جب تک عبدالکریم بن مغیث دعا مانگتا رہا حمود بن مغیرہ ،یوسف بن عمردس ،

اسماعیل بن قاسم ،یونان روسیس اور مسلمانوں کے سرکردہ دوسرے لوگ وہاں کھڑے رہے۔ عبدالکریم کی دعا کے الفاظ سنتے ہوئے سب کی آنکھوں میں آنسو تھے اور سب نہایت باادب اس کے اردگرد جمع تھے جب عبدالکریم اٹھ کھڑا ہوا تب اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے اطراف میں کھڑے سب لوگوں کو نزدیک آنے کو کہا پھر اس نے انہیں مخاطب کیا۔

میرے بھائیو! میرے عزیزو! اب جبکہ سب لوگوں نے مجھے اپنا راہنما اور امیر منتخب کر لیا ہے تو پہلا کام جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جس قدر جوان اس وقت کھلے میدان میں بیٹھے ہیں ان سب میں ایک ایک گھوڑا اور ضرورت کے ہتھیار تقسیم کر دو۔ جن رہائیش گاہوں میں اس سے پہلے برنارڈو کے مسلح جوان رہتے تھے ان ہی رہائیش گاہوں میں اب یہ مسلح جوان رہیں گے۔ یوسف بن عمروس یہ جو مسلمانوں کے سرکردہ اشخاص تم نے نکال کر باہر کھڑے کئے ہیں آج سے یہ اس مسکن کی مجلس مشوریٰ کے ارکان ہیں۔ جبکہ تم خود حمود بن مغیرہ اور اسماعیل بن قاسم میرے بہترین اور عمدہ سالاروں اور عہدہ داروں کی حیثیت سے کام کرو گے۔

یوسف۔ اسماعیل اور حمود میرے تینوں بھائیو۔ اب تم ایک اور کام کرو۔ اپنے کچھ مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ اس مسکن میں جس قدر عورتیں ہیں انہیں لا کر برنارڈو کی رہائیش گاہ کی دوسری طرف جو میدان ہے وہاں جمع کر دو میں ایک انتہائی اہم موضوع پر ان سے گفتگو کرنا پسند کروں گا اب تم جاؤ ان جوانوں میں گھوڑے اور ہتھیار تقسیم کا جو کام ہے وہ ہم بعد میں سرانجام دیں گے اس موقع پر یوسف بن عمروس نے ہچکچاتے ہوئے عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

یا امیر اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا تھوڑی سے رہنمائی کر سکیں گے آپ ان عورتوں سے کیا معاملہ طے کرنا چاہتے ہیں جواب میں عبدالکریم مسکراتے ہوئے کہنے لگا یوسف بن عمروس میرے بھائی ان ساری عورتوں کو یہاں جمع کرنے کے بعد میں ان پر یہ انکشاف کروں گا کہ برنارڈو کے سارے مسلح جوان جن میں ان کے شوہر بھی ہوں گے ان کے بھائی بند اور باپ بھی ہوں گے سب مارے جا چکے ہیں میں انہیں یہ آزادی دینا چاہوں کہ اس صورتحال میں جو بھی عورت اپنی مرضی سے اس مسکن سے نکلنا چاہتی ہو اسے یہاں سے

جانے کی آزادی ہو گی اسے باقاعدہ سواری بھی مہیا کیجائے گی زادراہ بھی مہیا کیا جائے گا وہ اپنی مرضی سے جہاں جانا چاہے جا سکتی ہے اور جو نہ جانا چاہیں اور اس مسکن ہی میں رہنا چاہیں ان کی شادیاں میں اپنے ان جوانوں سے کرا دوں گا تا کہ یہ اس مسکن کے اندر پر سکون زندگی کی ابتدا کر سکیں اب تم مزید کچھ پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو۔

عبدالکریم کے اس انکشاف پر یوسف بن عمروس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر وہ حمود بن مغیرہ اور اسماعیل بن قاسم کو لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد برنارڈو کی حویلی کے جس سمت ہزاروں مسلمانوں کا اجتماع ہوا تھا اس کے بالکل مخالف سمت مسکن کی ساری عورتیں جمع کر دی گئی تھیں پھر یوسف بن عمروس تقریباً بھاگتا ہوا آیا اور عبدالکریم سے کہنے لگا۔

امیر محترم۔ آپ کے حکم کے مطابق اس مسکن کے اندر جس قدر عورتیں تھیں وہ ہم نے برنارڈو کے قصر کے مخالف سمت جمع کر دی ہیں اب آپ ان سے جو کہنا چاہتے ہیں کہیں اس پر عبدالکریم حرکت میں آیا مجلس شوریٰ کے جن ممبران کا انتخاب ہوا تھا انہیں بھی ساتھ لیا جبکہ یوسف بن عمروس کے علاوہ یونان اور روسیس بھی اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

عورتوں کے اس مجمع میں آکر عبدالکریم ایک بلند جگہ کھڑا ہوا پھر اس نے ان ساری عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"آدم و حوا کی محترم بیٹیو! میرا نام عبدالکریم بن مغیث ہے شاید تم لوگوں نے میرا نام سن رکھا ہو گا اس لئے کہ اس سے پہلے میں اس مسکن کا نائب تھا برنارڈو اور اس کے باغی عناصر کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اب میں اس مسکن کا امیر ہوں مجھے دکھ اور افسوس ہے کہ تم میں سے کئی کے باپ کئی کے شوہر۔ بھائی اور رشتہ دار مارے گئے ہوں گے لیکن یہ سب برنارڈو کی وجہ سے ہوا ہے جس نے تمہارے ان عزیزوں کو غلط راہ پر ڈالا ہوا تھا میں ایک بار پھر تم سب کے صدمے پر دلی افسوس کا اظہار کرتا ہوں تمہیں یہاں جمع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم میں سے جو اس مسکن سے نکل کر کہیں اور پرسکون جگہ جا کر زندگی بسر کرنا چاہے اسے یہاں سے جانے کی آزادی ہو گی۔

جو عورت یہاں سے جانا چاہے اسے نہ صرف یہ کہ زادراہ مہیا کیا جائے گا اسے

سواری بھی دی جائے گی اور بڑے احترام اور عزت کے ساتھ یہاں سے جانے کی اجازت دے دی جائے گی اور وہ عورتیں جو یہیں رہنا چاہیں ان کی یہاں شادیوں کا اہتمام کیا جائے گا اور انہیں ہر قسم کی آسائشیں فراہم کی جائیں گی کہ وہ یہاں اس مسکن میں پہلے سے بھی زیادہ قابل احترام اور عزت کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں اب تم میں سے وہ عورتیں جو اس مسکن کو چھوڑ کر جانا چاہتی ہوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوں تاکہ انہیں سواری اور زاد راہ دے کر ابھی اور اسی وقت یہاں سے رخصت کر دیا جائے۔

عبدالکریم کے اس استفسار پر کوئی عورت اپنی جگہ سے اٹھی نہ تھی۔اور یہ رد عمل یقیناً عبدالکریم کے لئے خوشی کا باعث تھا اس نے مسکراتے ہوئے مجلس شوریٰ کے ارکان کے علاوہ حمود بن مغیرہ۔یوسف بن عمروس۔اسمعیل بن قاسم کی طرف باری باری دیکھا۔ پھر وہ کہہ اٹھا۔

میرے محترم میرے عزیزو۔کوئی بھی عورت اس مسکن کو چھوڑ کر جانے کے لئے تیار نہیں ہے اب آج سے ان ساری عورتوں کی شادی کا اہتمام اپنے مسلمان ساتھیوں سے کیا جائے یہ کام دو تین دن میں مکمل ہو جانا چاہیئے اس کے بعد میں لگاتار ایک ماہ تک اپنے ساتھیوں کو جنگی تربیت دوں گا اس دوران وہ اپنی نئی بیویوں کے ساتھ آسائش کی زندگی بھی بسر کر لیں گے اس کے بعد میں اپنے لائحہ عمل کی ابتدا کروں گا۔

عبدالکریم جب خاموش ہوا تو یوسف بن عمروس اس کے قریب آیا مجلس شوریٰ کے ارکان کے علاوہ حمود بن مغیرہ۔اسماعیل بن قاسم۔یونان اور روسیس بھی اس کے قریب ہو کر کھڑے ہو گئے تھے پھر یوسف نے عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

امیر محترم۔میں آپ سے دو چیزوں کی وضاحت چاہتا ہوں بلکہ یوں جانیں ایک چیز کی وضاحت چاہتا ہوں اور دوسری گذارش کرنا چاہتا ہوں پہلے میں گذارش کرنا چاہوں گا اور وہ یہ کہ جب آپ اپنے ان ساتھیوں کو جنگی تربیت دے چکیں تو میں سمجھتا ہوں پہلے ہمیں اشتور کے بادشاہ الفانسو دوئم کے خلاف حرکت میں آنا چاہیئے امیر محترم۔شمالی اندلس کے بہت سے ایسے علاقوں پر الفانسو دوئم نے قبضہ کر لیا ہے جو کبھی مسلمانوں کی ملکیت تھے ان علاقوں میں بھی آبادی زیادہ مسلمانوں کی ہے یہ علاقے مسلمانوں سے چھن جانے کے باعث اس کا تعلق رانسی وال کے اس درے سے منقطع ہو گیا تھا اگر ہم مسلمانوں کے

ان چھنے ہوئے علاقوں کو الفانسو دوئم سے واپس لے لیں تو ہمارے اس رانسی وال درے کے مسکن کی جو حدود ہیں وہ اندلس کی اپنی مسلمان حکومت سے مل سکتی ہیں اس طرح ہمارے لئے خطرات کم ہو جائیں گے۔

یوسف بن عمروس جب خاموش ہوا تو بڑے غور سے عبدالکریم نے اس کی طرف دیکھا۔

یوسف میرے بھائی کیا یہ معرکہ ہماری طاقت اور قوت سے زیادہ نہیں ہو گا ہمیں شروع میں ہی الفانسو دوئم جیسی قوت سے ٹکرانا نہیں چاہیئے اگر ہمیں شکست ہوئی تو یاد رکھنا ہماری چھوٹی سی قوت پاش پاش ہو کر رہ جائے گی اور ہو سکتا ہے الفانسو دوئم ہمیں اس مسکن سے ہی محروم کر کے رکھ دے۔

یوسف بن عمروس تسلی دینے والے انداز میں کہہ اٹھا۔

امیر محترم۔فکر مند ہونے کی بات نہیں ہے میں چند روز تک اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے اپنے باپ کی طرف روانہ ہوں گا میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ اندلس کے خلیفہ کی طرف۔ میرا باپ سرحدی علاقوں کا حکمران ہے میں تفصیل کے ساتھ اپنے باپ سے گفتگو کروں گا اور اسے اس بات پر آمادہ کروں گا کہ وہ ان علاقوں پر حملہ آور ہو جائے جو الفانسو دوئم نے مسلمانوں سے چھینے ہیں جب الفانسو دوئم میرے باپ سے ٹکرانے کے لئے میدان جنگ میں آئے گا تو میں اپنے ساتھیوں کے ذریعے آپ کو مطلع کرا دوں گا میرے ساتھی میرے اور آپ کے درمیان جاسوسی کا فرض ادا کریں گے جس وقت الفانسو دوئم میرے باپ سے ٹکرائے گا پشت کی طرف سے آپ حملہ آور ہو جائیں مجھے امید ہے امیر محترم ہم الفانسو دوئم کی قوت کو پاش پاش کر کے رکھ دیں گے اور ان علاقوں پر قابض ہو جائیں گے جو الفانسو دوئم نے اندلس کے خلیفہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چھین لئے ہیں

یوسف بن عمروس کی یہ تجویز عبدالکریم کو پسند آئی تھی لہذا وہ جھٹ کہنے لگا۔

یوسف میرے بھائی مجھے تمہاری یہ تجویز منظور ہے۔اس پر عمل ہو گا۔اب دوسری بات کہو جو تم کہنا چاہتے ہو۔یوسف بن عمروس کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس کے بعد وہ دوبارہ بولا۔

امیر محترم۔برنارڈو کی دو بیویاں تھیں جنہیں کہا جاتا ہے برنارڈو نے خود ہلاک کر دیا

تھا۔ اس لئے کہ ایک نوخیز اور حسین لڑکی جس کا نام بیران تھا اسے پسند آ گئی تھی اپنی ان دو بیویوں کو ہلاک کرنے کے بعد بیران سے برنارڈو نے شادی کر لی یہ لڑکی ایک قریبی بستی کی رہنے والی ہے۔ بڑی خوبصورت حسین اور پر از شباب تھی۔ اس سے شادی کئے ہوئے برنارڈو کو میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ چھ سات ماہ ہوئے ہوں گے۔ امیر محترم۔ بیران اس وقت آپ کے سامنے بیٹھی ہوئی عورتوں میں موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ اس سے شادی کر لیں۔

یوسف بن عمروسؒ کی اس گفتگو سے عبدالکریم بن مغیث کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگا۔

یوسف! تیری اس پیش کردہ تجویز کا بہت بہت شکریہ۔ لیکن میں اس بیران سے شادی نہیں کروں گا۔ اور ہاں میں تم سے کہوں کہ ابھی میری شادی کا معاملہ زیر بحث نہ لاؤ جو کام میں نے تمہیں سونپا ہے اس سے فارغ ہو لو اس کے بعد ہم الفانسو دوئم کے خلاف مہم کی ابتدا کریں گے۔ ہاں بیران سے گفتگو کر لو۔ اگر وہ رضامند ہو تو اس کی شادی میرے دست راست میرے دوست میرے بھائی حمود بن مغیرہ سے کر دو اگر ایسا ہو گیا تو مجھے بے حد خوشی ہو گی اس کے بعد عبدالکریم نے ساری عورتوں کو اپنی اپنی قیام گاہ کی طرف جانے کی اجازت دیدی تھی۔

ایک ہفتے کے اندر اندر ان ساری عورتوں کی شادیاں کر دی گئیں تھیں۔ برنارڈو کی بیوہ بیران کی شادی حمود بن مغیرہ سے کر دی گئی تھی۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد عبدالکریم نے اپنے ساتھیوں کی جنگی اور عسکری تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔

جبکہ یوسف بن عمروس اپنے چند قابل اعتماد ساتھیوں کے ساتھ رانسی وال کے اس درے سے اندلس میں سرحدی علاقے کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ جہاں اس کا باپ عمروس بن یوسف تھا۔

برنارڈو کے قصر کے ایک حصے میں عبدالکریم بن مغیث کی رہائش تھی۔ ایک حصہ حمود بن مغیرہ اور اس کی بیوی بیران کے لئے مختص کر دیا گیا تھا۔ اور حویلی کے ایک حصے میں یونان اور اس کی بیٹی روسیس نے رہائش اختیار کر رکھی تھی۔ یونان اور روسیس کبھی کبھی عبدالکریم کے مہیا کردہ محافظوں کے ساتھ اپنے باغات اپنے کھیتوں اور اپنے مکان کی دیکھ بھال کرنے کے لئے چلے جاتے تھے۔

ایک روز جب دونوں باپ بیٹی باغ سے لوٹے اور دیوان خانے میں آ کر بیٹھے تو تھوڑی دیر تک یونان خاموشی سے اپنی بیٹی روسیس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس کی آواز گونجی۔

روسیس! اگر تو مجھ سے کوئی چیز نہ چھپائے اگر تو اپنے باپ کو اپنی ماں سمجھ کر ہر سوال کا ٹھیک جواب دے تو میری بیٹی میں تم سے کچھ پوچھنا چاہوں گا۔ جواب میں روسیس نے بڑے غور سے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔

اے میرے باپ۔ آپ پوچھیں آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ کے سامنے آپ کی بیٹی نے آج تک جھوٹ نہیں بولا۔ اب بھی جو کچھ آپ پوچھیں گے اس کا جواب سچائی سے کام لیتے ہوئے دوں گی۔

روسیس خاموش ہو گئی اب وہ اپنے باپ کے گفتگو کرنے کا انتظار کرنے لگی تھی۔
یونان نے گفتگو کا سلسلہ پھر شروع کیا۔

روسیس میری بیٹی جب سے ہم یہاں آئے ہیں تو نے زندگی بسر کرنے کا بڑا نپا تلا متوازی انداز اپنایا ہے پھر بھی میری بیٹی کبھی نہ کبھی صدرنگ آفاق پر اندر کی گپھاؤں میں تڑپتے جذبے ضرور نمایاں ہوتے ہیں ۔ میری بیٹی اگر میرے اندازے غلط نہیں تو میں کہہ سکتا ہوں تم عبدالکریم بن مغیث کو پسند کرتی ہو ۔ بیٹی یہ عبدالکریم اپنے کاموں اپنے احسانات کی وجہ سے اب میری روح کی پابندگی ۔ میری زندگی کا سیل اور میری نموداری اور انا ہے ۔ اپنی لمبی عمر میں میں تمناؤں کے کھیتوں میں سبھی ذائقوں کے دقیقے دیکھ چکا ہوں ۔ اب میں شاید زیادہ دیر تک پیری اوڑھے جسم کو تمہارے ۔ اتھ نہ گھسیٹ سکوں جس طرح بن بادل برکھا نہیں ہوتی جس طرح بن سورج دھوپ دکھائی نہیں دیتی ۔ جس طرح بے انت میدانوں میں کیاریوں کی ہریالی کی قطاریں نگہبانی کرنے والے اور ان پر نگاہ دوڑانے والے کی موجودگی میں ہی اچھی لگتی ہیں ایسے ہی عورت بھی اپنے مرد کے ساتھ اچھی لگتی ہے ۔ میری بیٹی عبدالکریم ایک ایسا جوان ہے جو چاندنی سی اجلی سوچیں رکھتا ہے وہ لہروں کو پیتے سمندر جیسا دلیر اور شجاع ۔ کروٹیں لیتے اور چہرہ بدلتے قہر جیسا پر قوت اور طاقتور ہے ۔ بات یہ ہے میری بیٹی ۔ برنارڈو کے سامنے ہم کچھ بھی نہ تھے اس کے سامنے ہمارے دلوں میں بے بسی ۔ زیست میں تلخی کی بو تھی ۔ باتوں میں لاچارگی ساعتوں میں گرد تھی پھر ہماری زیست میں یہ عبدالکریم مچلتے حسین رنگوں کے جواں سمندر کی طرح نمودار ہوا ۔ پھر میرے دل کی گہرائیوں میں ایک بیٹے کی حیثیت سے کھب گیا ۔ میری بیٹی میں گزشتہ کئی دنوں سے اپنے دل میں یہ امید اور یہ خواہش پال رہا تھا کہ میں تجھے عبدالکریم کی بیوی کی حیثیت سے دیکھوں ۔ میری بیٹی سچ بتانا کیا تیرے دل میں عبدالکریم کے لئے چاہت کا کوئی خانہ اور محبت کی کوئی کرن ہے ۔ میری بیٹی اگر ایسا ہو تو پھر میں تمہاری اور عبدالکریم کی شادی کے سلسلے میں حمود بن مغیرہ اور اسماعیل بن قاسم سے بات کروں تاکہ وہ اس سلسلے میں عبدالکریم سے بات کریں ۔ تمہاری طرف سے مثبت جواب ملنے کے بعد پھر میں اس سلسلے کو آگے بڑھاؤں گا ۔ کہو بیٹی تمہارے کیا خیالات ہیں ۔

روسیس نے عجیب سے گہرے انداز میں اپنے باپ لیونان کی طرف دیکھا پھر زمین کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی گردن جھک گئی تھی ۔ وہ منہ سے کچھ نہ بولی تھی ۔ لیونان کے چہرے پر خوشگواری کے اثرات نمودار ہوئے تھے ۔ اس کے بعد وہ دوبارہ بولا ۔

میری بیٹی یوں نہیں ۔ میں تیرا باپ ہوں ۔ جو تو فیصلہ کریگی میں اس پر عمل پیرا ہوں گا ۔ میری بیٹی میرا مدعا تمہاری بہتری تمہارا سکون تمہاری راحت ہے ۔ اپنی زبان سے کچھ کہو تاکہ تمہارے الفاظ میرے دل کا اطمینان بنیں ۔

کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد روسیس کی موسیقیت اور غنائیت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی ۔

اے میرے باپ ۔ محترم عبدالکریم کا ہمارے ساتھ رویہ اور سلوک ہی ایسا تھا کہ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو ان کی طرف کھنچتا چلا جاتا ۔ میرے باپ اب جبکہ آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو میں بے دھڑک کہوں گی کہ عبدالکریم اب میری جان کی مہک ۔ میرے دل کا قرار میری صبحوں کی بہار ۔ میری شاموں کا درخشاں انجم ۔ میرے لبوں کی مسکراہٹ ۔ میری نظروں کا رنگیں پیغام ہیں ۔ اے میرے باپ ۔ میرے دل کے ورق پر امیر عبدالکریم کے لئے محبت کے لفظ مرقوم ہیں ۔ اب ان کی ذات میرے اجلے پن کی خوشبو اور میرے خوابوں کی تازہ جوان آب و تاب ہے ۔ اے میرے باپ عبدالکریم بن مغیث میرے ظلمت خانہ خاروخس پر محبت کی پہلی اجلی اور خوش کن دستک ہیں ۔ اگر عبدالکریم بن مغیث نے مجھے اپنی رفاقت میں قبول کر لیا تو میں سمجھوں گی کہ میں دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی ہوں ۔

اپنی بیٹی روسیس کے اس جواب پر لیونان ایسا خوش ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھا بڑی گہری شفقت میں اس نے روسیس کی پیشانی چومی پھر کہنے لگا ۔ روسیس میری بیٹی تو نے میرا دل خوش کر دیا ہے ۔ تو یہیں بیٹھ میں اس سلسلے میں حمود بن مغیرہ اور اسماعیل بن قاسم دونوں سے بات کر کے آتا ہوں ۔

جونہی اپنی رہائش گاہ سے نکل کر لیونان حویلی سے باہر آیا اس نے دیکھا حویلی کے بیرونی حصے سے حمود بن مغیرہ اور اس کی بیوی بیران دونوں حویلی میں داخل ہو رہے تھے ۔ اور ان سے چند ہی قدم کے فاصلے پر اسماعیل بن قاسم اور اس کی بیوی دونوں مخالف سمت جا رہے تھے ۔ اس موقع کو لیونان نے غنیمت جانا اور حمود بن مغیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا ۔ کیا آپ دونوں میاں بیوی کہیں باہر سے آرہے ہیں ۔ اس پر حمود کہنے لگا نہیں میرے محترم ۔ دراصل اسماعیل بن قاسم امیر کے ساتھ ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا تھا ۔ اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ تھی اس سلسلے میں وہ ہم دونوں میاں بیوی کو بھی امیر

کے پاس لے گیا امیر سے گفتگو کرنے کے بعد وہ دونوں میاں بیوی جا رہے ہیں اور ہم دونوں میاں بیوی ان کو حویلی سے باہر رخصت کرنے آئے تھے۔ اس پر لیونان جھٹ سے بول پڑا

حمود میرے بیٹے کیا آپ ان دونوں میاں بیوی کو بلائیں گے۔ میں آپ چاروں سے ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ ہی کی طرف جا رہا تھا اچھا ہوا مجھے پہلے آپ مل گئے اسماعیل بن قاسم کی طرف نہیں جانا پڑا۔ میں تم چاروں سے ایک نشست ہی میں بات کر سکتا ہوں۔

اس پر حمود نے زور زور سے اسماعیل بن قاسم کو پکارا جب اس نے مڑ کر دیکھا تو ہاتھ کے اشارے سے اسے واپس آنے کو کہا وہ دونوں میاں بیوی واپس لوٹ آئے تھے ان چاروں کو لے کر لیونان اپنی رہائش گاہ کے دیوان خانے میں داخل ہوا جہاں پہلے سے روسیس بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر ان کی آمد پر روسیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ باری باری وہ حمود اور اسمعیل کی بیوی سے ملی پھر وہ دونوں کو لے کر دوسرے کمرے کی طرف جانا چاہتی تھی کہ لیونان نے اسے روک دیا۔

روسیس! تو اپنی ان دونوں بہنوں کے ساتھ یہیں بیٹھ۔ جو گفتگو میں کرنا چاہتا ہوں وہ ان چاروں کو سننا چاہیے تاکہ یہ مجھے اچھا مشورہ دینے کے ساتھ ساتھ میری بہتر رہنمائی اور امیر کے سامنے میری ترجمانی بھی کر سکیں۔ اپنے باپ کے کہنے پر روسیس حمود اور اسماعیل دونوں کی بیویوں کے ساتھ بیٹھ گئی تھی اس کے بعد لیونان نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔

میرے عزیزو میں نے تمہیں جس مقصد کے لئے بلایا ہے وہ میرے لئے انتہائی اہم اور میری بیٹی روسیس کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ میرے بچو میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی روسیس کو امیر عبدالکریم بن مغیث سے بیاہ دوں۔ میری بیٹی روسیس امیر کو جنون کی حد تک پسند کرتی ہے اور امیر سے محبت کرتی ہے۔ لہذا اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ وہ امیر عبدالکریم کی زندگی کی رفیقہ بنے۔ اس سلسلے میں تم چاروں میاں بیوی میری مدد کرو۔ دوسری بات جس کا میں تم پر انکشاف کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میں اور روسیس دونوں گزشتہ شب اس مسکن کے قاضی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اب

ہم تمہاری طرح مسلمانوں ہی کے گروہ میں شامل ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم چاروں ہماری طرف سے امیر کے پاس جاؤ اور ان پر میری اس خواہش کا اظہار کرو۔

لیونان جب خاموش ہو گیا تو تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی اس کے بعد باری باری حمود بن مغیرہ نے روسیس اس کے باپ لیونان کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ اٹھا۔

لیونان میرے محترم اور روسیس میری بہن۔ جو کچھ میں کہنے لگا ہوں غور سے سنو۔ روسیس میری بہن۔ تم اپنی شخصیت اپنی خوبصورتی اور جسمانی ساخت سے یقیناً اس قابل ہو کہ امیر کی بیوی بنو۔ میں سمجھتا ہوں ان علاقوں میں تم سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین لڑکی ہو اس لئے برنارڈو نے زبردستی تمہیں اپنے حرم میں داخل کرنے کی کوشش کی پر سن میری بہن برا مت ماننا۔ امیر کی زندگی میں ایک اور لڑکی بھی داخل ہے۔ اس موقع پر روسیس جھٹ سے بول پڑی حمود میرے بھائی کیا وہ لڑکی مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ اس پر حمود کہنے لگا۔

روسیس میری بہن۔ وہ لڑکی جس کا میں ذکر کر رہا ہوں اس کا نام سیمر ہے یاد رکھو وہ چاند کے گہوارے میں خوابیدہ نغموں اور حروف اندر حروف کی مثل کھیلتی کرنوں جیسی خوبصورت ہے۔ سفینۂ دل میں رکھی شمع خرد جیسی عقلمند اور شیشے کی دیوار سے جھلملاتی رنگ اڑاتی گلابی لہروں جیسی پرکشش اور خوبصورت ہے۔ جو کوئی اسے دیکھ لے پہلی ہی نظر میں اسے آنکھوں کی منزل۔ سماعت کا ساحل قرار دے۔ یوں جانو میری بہن وہ رنگ پہنے شاعری و ساحری اور حروف کی تحریر سے عرق کی طرح کشید کی ہوئی زندہ و خوبروجوش مارتی تنویر ہے۔ اس کا جسم اس کی ذات پائیدہ آثار کے اندر رقص کرتے رنگوں۔ آوازوں اور انوار کے منبع جیسا ہے۔ یوں جانو وہ ایک ایسی گلابی نار ہے جیسے تکمیل تمنا کا سرور کہا جا سکتا ہے۔ جب وہ کسی سے ناراض ہوتی ہے تو اس کی آنکھوں کا چبھتا انداز بڑے بڑے جوان مردوں اور غصیلے انسانوں کو پانی پانی بنا کر رکھ دیتا ہے۔

روسیس میری بہن جس وقت امیر عبدالکریم بن مغیث کورنظر۔ جھوٹے اور میلے دل کے لوگوں کے اندر غلامانہ زندگی بسر کر رہے تھے اور وہاں ان کا کوئی ہمدم۔ کوئی مہربان نہ تھا سیمر نام کی وہی لڑکی امیر کے لئے اس سخت اور ناقابل برداشت ماحول میں شبنم کی کومل پھوار۔ گیتوں نغموں کی دھند ثابت ہوئی۔ اس کا خوش شیتل مکھڑا اس کا گداز بدن

اس کے مکھ کا لشکارہ اس کا سنگ مرمر کا جسم ۔ امیر کی طعنوں ۔ مہنوں اور دکھ سے بھرپور زندگی میں چاندنی کی نرم چھاؤں ۔ پریم کی ابجد ۔ سارے جہاں کا پیار ۔ ثمر آور خوابوں کی شبنمی چاپ ثابت ہوئی تھی ۔

یہاں تک کہنے کے بعد حمود بن مغیرہ جب خاموش ہوا تو یونان کہنے لگا حمود میرے بیٹے کیا تو ہمیں اس لڑکی کے حالات تفصیل سے نہ سنائے گا ۔ جواب میں حمود بن مغیرہ نے شروع سے لے کر آخر تک سیمر کی عبدالکریم سے ملاقات ۔ اس کا عبدالکریم کے نزدیک آنا اس کے بعد عبدالکریم کے ماں باپ کے مارے جانے سیمر کی ماں اس کے بھائی کے قتل ہونے اور ماموں کے وہاں سے بھاگنے اور سیمر کی غلط فہمی کی بناء پر عبدالکریم سے ناروا سلوک کی پوری داستان تفصیل کے ساتھ سنا ڈالی تھی ۔

حمود بن مغیرہ جب خاموش ہوا تو روسیس فوراً بول پڑی ۔

حمود میرے بھائی ۔ سیمر نام کی وہ لڑکی یقیناً قابل احترام اور عظیم لڑکی ہے جس نے امیر کی دکھ بھری زندگی میں اس قدر امیر کی مدد کی ۔ دیکھ بھال کے علاوہ اسے وہ پیار دیا جو ہر لڑکی ایسے ماحول میں نہیں دے سکتی ۔ کاش اس کے اور امیر کے درمیان غلط فہمیوں کی بناء پر یہ دوری اور فرقت پیدا نہ ہوتی ۔ حمود میرے بھائی وہ لڑکی اس قابل ہے کہ سب سے پہلے امیر کی رفیقۂ حیات بنے ۔ اس کے بعد اگر وہ مجھے اپنی اور امیر کی لونڈی ہی کی حیثیت سے قبول کرے تو میں سمجھوں گی کہ میں دنیا کی سب سے خوش قسمت ترین لڑکی ہوں ۔

اس کے ساتھ حمود بن مغیرہ اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا ۔ ہم چاروں اب امیر کی طرف جاتے ہیں ۔ روسیس کے رشتے کے متعلق امیر سے بات کرتے ہیں ۔ اس پر روسیس بول پڑی ۔ نہیں حمود میرے بھائی اب نہیں ۔ ابھی امیر سے اس سلسلے میں بات کرنے کا وقت نہیں ہے ۔ میرے خیال میں یہ جو آپ نے کہا ہے کہ سیمر ایک راہبہ کے بھیس میں امیر سے ملتے رہنے کے بعد غلط فہمیاں دور کرنا چاہتی ہے ۔ تو میں اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتی ۔ اگر امیر واقعی سیمر کو چاہتے ہیں اور سیمر بھی ان سے والہانہ محبت کرتی ہے تو سیمر کو اپنے ماموں کے ساتھ فوراً یہاں آنا چاہئے اور امیر سے مل کر اپنی ساری غلط فہمیاں دور کرنی چاہئے ۔ مجھے امید ہے کہ امیر ضرور اسے معاف کر دیں گے اس لئے کہ اس کے اور اس کے ماموں کے تعلقات امیر کے ساتھ ایسے ہی رہے ہیں اس لئے امیر ان دونوں ماموں بھانجی کو

مایوس نہیں کریں گے ۔ میرے بھائی میری آپ سے گزارش ہے کہ سب سے پہلے آپ سیمر اور اس کے ماموں کو یہاں لے کر آئیں پھر میرے متعلق سیمر سے بات کی جائے اس کے بعد اگر وہ رضامند ہو تو پھر میرے سلسلے میں امیر سے بات کی جائے ۔

روسیس کے خاموش ہونے پر حمود مسکراتے ہوئے کہنے لگا ۔

میری بہن ! تمہاری یہ تجویز تو مجھے بے حد پسند آئی کہ سیمر کو اپنے ماموں کے ساتھ یہاں آکر براہ راست امیر سے ملاقات کرنی چاہئے جو غلط فہمیاں ہو گئیں تھیں ان کا ذکر کر کے امیر سے معافی مانگ لے مجھ امید ہے امیر اسے معاف کر دیں گے ۔ بلکہ میں آج خود تھوڑی دیر تک کلیسا جاؤں گا اور سیمر اور اس کے ماموں کو لے کر یہاں آؤں گا ۔ دونوں کو امیر کی خدمت میں پیش کروں گا ۔

رہی بات تمہارے سلسلے میں امیر سے گفتگو کرنے کی تو میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ تمہارے سلسلے میں بھی میں ابھی اور اسی وقت امیر سے بات کروں گا پھر حمود نے اسماعیل بن قاسم کو اشارہ کیا جس پر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے دونوں کی بیویاں بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ چاروں باہر نکل گئے تھے ۔

یونان اور روسیس اسی کمرے میں بیٹھ کر بڑی بے چینی سے ان چاروں کی واپسی کا انتظار کرنے لگے تھے ۔ پھر وہ چاروں ایک بار پھر اس کمرے میں داخل ہوئے وہ بہت خوش اور پرسکون تھے ۔ پھر حمود بن مغیرہ نے روسیس کو مخاطب کیا ۔

میری بہن ! میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں تم خوش قسمت ہو امیر تمہیں اپنی رفیقۂ حیات بنانے پر تیار ہیں ۔ لیکن ابھی نہیں ۔ ابھی اگر سیمر بھی ان کے پاس آجائے اسے بھی وہ ابھی اپنی زوجیت میں داخل نہیں کریں گے اس لئے کہ انہوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جس شخص نے انہیں زنجیر پہنائی ہے اس سے وہ زنجیر اتروائیں گے ۔ ان کا کہنا ہے کہ اس زنجیر کے بعد روسیس کو میں اپنی زوجیت میں لے لوں گا ۔ روسیس میری بہن میں ایک بار پھر تمہیں مبارکباد دیتا ہوں ۔

حمود بن مغیرہ کے ان الفاظ پر روسیس کی خوشیوں کی کوئی حد نہ تھی یونان بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہا تھا ۔ پھر روسیس نے حمود بن مغیرہ کو مخاطب کیا ۔

کیا آپ نے سیمر کے متعلق بھی امیر سے بات کی ہے ۔ حمود کہنے لگا نہیں میری بہن ۔

سیر کے متعلق میں نے بات نہیں کی ۔ میں ابھی سیدھا کلیسا جا رہا ہوں وہاں سے سیر اور اس کے ماموں کو لے کر آؤں گا اور ان دونوں کو مشورہ دوں گا کہ وہ براہ راست امیر سے ملیں اور اپنی غلط فہمیاں دور کریں میرے خیال میں امیر انہیں معاف کر دیں گے جب ایسا ہو گا تو میری بہن جس وقت امیر اپنے سابق آقا مارینوس سے اپنی زنجیر اتروانے میں کامیاب ہو جائیں گے تو پھر خداوند نے چاہا تو تم اور سیر ایک ساتھ امیر کی زندگی کی رفیقۂ حیات بنو گی ۔ اب تم دونوں باپ بیٹی بیٹھو میں کلیسا کی طرف جاتا ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی حمود بن مغیرہ اس کی بیوی ۔ اسماعیل بن قاسم اس کی بیوی چاروں اس کمرے سے نکل گئے تھے ۔

اپنے گھوڑے کو کلیسا کے ایک درخت سے باندھنے کے بعد حمود بن مغیرہ نے بڑے پادری نسطور کے دروازے پر دستک دی تھی ۔ پہلی ہی دستک پر دروازہ کھل گیا اور دروازہ کھولنے والی حسین و پر جمال سیر تھی ۔ حمود بن مغیرہ کو دیکھتے ہی اس کا چہرہ کھل اٹھا کہنے لگی حمود میرے بھائی مجھے تم سے بڑے شکوے اور شکائیتیں ہیں تم کئی دنوں کے بعد لوٹے ہو مجھے تمہارا ہی انتظار رہتا تھا ۔ میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ اگلی بار جب تم آؤ تو عبدالکریم کو اپنے ساتھ لے کر آؤ ۔

حمود بن مغیرہ تھوڑی دیر تک سیر کو بڑے غور سے دیکھتا رہا ۔ پھر وہ بولا سن میری بہن پہلے یہ بتا کہ تیرا ماموں کہاں ہے ۔ ماموں تو اپنے کمرے میں ہیں سیر نے پوری طرح دروازہ کھولتے ہوئے کہا ۔ حمود نے پھر پوچھ لیا تمہارے چچا ۔ پادری نسطور کہاں ہیں ۔ اس پر سیر بولی وہ کلیسا کی انتظامیہ کے کاموں کے سلسلے میں پادریوں اور رہباؤں کی مجلس منعقد کئے ہوئے ہیں ۔ لہذا وہ مصروف ہیں ۔

سیر کے اس جواب پر حمود بن مغیرہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی کہنے لگا سیر میری بہن ۔ یہ بہترین موقع ہے تم ایسا کرو پہلے مجھے اپنے ماموں کے پاس لے کر چلو ۔ پھر میں بتاؤں گا کہ میں کس سلسلے میں آیا ہوں ۔ سنو بس تم اپنے دل میں یہ بات بیٹھا لو کہ میں تمہارے لئے خوشی کی بات لے کر آیا ہوں ۔ سیر نے دروازہ بند کیا اور کہا آؤ پھر ماموں کے پاس چلتے ہیں ۔ حمود بن مغیرہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا تھا ۔

مختلف کمروں کے پاس سے گزرتے ہوئے سیر نے ایک کمرے کے دروازے پر دستک دی ۔ اندر سے زوئیس کی آواز آئی ۔ سیر میری بیٹی میں تمہاری دستک پہچانتا ہوں اندر آؤ۔اس پر سیر دروازہ کھول کر مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی اس کے پیچھے پیچھے حمود بن مغیرہ بھی اس کمرے میں داخل ہو گیا تھا۔ حمود کو دیکھتے ہی زوئیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر آگے بڑھ کر اس نے حمود کو گلے لگایا تھا۔ تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے اس کے بعد حمود بن مغیرہ نے گفتگو کا آغاز کیا تھا۔

سیر میری بہن پہلے میں تم دونوں ماموں بھانجی کو خوشخبری سناتا ہوں اس کے بعد میں اپنے آنے کا مقصد بتاؤں گا۔ خوشخبری یہ ہے کہ عبدالکریم نے رانسی وال کے درے میں برنارڈو کا جو مسکن تھا اس میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے ۔ برنارڈو اور اس کے بدمعاش مسلح جوانوں کا عبدالکریم بن مغیث نے بڑی حکمت عملی بڑی جرا ٔتمندی اور دلیری سے کام لیتے ہوئے خاتمہ کر دیا ہے اب رانسی وال کے اس مسکن کا امیر خود عبدالکریم بن مغیث ہے اور اس کے پاس اس وقت تیس ہزار کا مسلمانوں پر مشتمل ایک لشکر بھی ہے ۔یوں جانو عبدالکریم اس وقت رانسی وال کے دروں میں تیس ہزار جوانوں کا امیر اور سپہ سالار اعلیٰ ہے ۔اس درے کے اندر جس قدر لڑکیاں رہتی تھیں ان کی شادیاں بھی عبدالکریم نے اپنے لشکریوں سے کرا دی ہیں اور ان سب عورتوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

یہ تو خوشخبری ہے اور میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں تم دونوں ماموں بھانجی کو لینے آیا ہوں تم ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں امیر کے پاس لے کر چلوں گا اس پر سیر نے جھٹ سے بول دیا۔ کیا عبدالکریم سے تم نے میرے اور ماموں کے سلسلے میں بات کی ہے اور کیا انہوں نے ہمیں معاف کر دیا ہے۔ سیر نے بڑی امید بھری آواز میں پوچھا تھا۔

میری بہن! میں نے اس سلسلے میں امیر سے تو کوئی بات نہیں کی ہے لیکن تم اور محترم زوئیس وہاں چلو تو سہی دونوں امیر سے ملو دونوں کے ان پر اتنے احسانات ہیں کہ وہ کبھی بھی تم سے خفگی کا اظہار نہیں کریں گے۔ وہ ضرور تمہیں معاف کر دیں گے اس لئے کہ محترم زوئیس کے ساتھ تو ان کا کوئی تنازعہ ہی نہیں ۔وہ پہلے سے بھی بڑھ کر ان کا احترام

کریں گے ۔ صرف تمہارا معاملہ ہے۔ تو عبدالکریم تمہیں دل کی گہرائیوں سے پسند کرتا ہے بس جو غلط فہمی کی بنا پر تم نے ان سے جو ناروا سلوک کیا اسی بنا پر ایک دھند ہے جو مجھے امید ہے کہ تمہارے جانے سے چھٹ جائے گی۔

جواب میں سیر تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتی رہی پھر وہ غمزدہ سی آواز میں بول اٹھی ۔ حمود میرے بھائی اس سلسلے میں ماموں کا تو کوئی معاملہ ہے ہی نہیں ۔ ماموں کی طرف سے تو عبدالکریم کا دل بالکل صاف ہے مجھ سے انتہا درجے کے خفا اور ناراض ہوں گے حمود میرے بھائی تم نہیں جانتے میں نے ان کے ساتھ کیسی گستاخی اور بدتمیزی کی ۔اور حد سے گزرا ہوا سلوک کیا تھا۔ جب میں اپنے اس سلوک کے متعلق سوچتی ہوں تو قسم خداوند کی مجھے اپنی ذات سے نفرت ہو جاتی ہے ۔ کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ عبدالکریم جیسی شخصیت سے ایسا رویہ رکھنے سے قبل مجھے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لینا چاہئے تھا۔ مجھے ان کی خدمت میں خاضر ہونے سے تو کوئی انکار نہیں لیکن حمود میرے بھائی اگر انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا تو یاد رکھنا پھر تمہاری بہن سیر زندہ نہیں رہے گی ۔ اگر ایک بار وہ نہ مانے اور مجھے معاف نہ کیا تو پھر میں دریائے دودون میں چھلانگ لگا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لوں گی ۔ مجھے اپنے ساتھ لے جانے سے پہلے اس معاملے پر غور کر لینا ۔اگر امیر نے مجھے معاف نہ کیا تو پھر یاد رکھنا سیر زندہ نہیں رہے گی سیر نے تقریباً روتی ہوئی آواز میں کہا تھا۔

جواب میں حمود نے ڈھارس بندھانی شروع کی۔

فکر مند مت ہو ۔ گھبراؤ نہیں ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ کچھ اور بھی لوگ میرے ساتھ ہیں ۔اور ہاں میں نے شادی بھی کر لی ہے میرا ایک ساتھی ہے اس کا نام اسماعیل بن قاسم ہے وہ دونوں میاں بیوی بھی اس سلسلے میں میرے ساتھ ہیں اس کے بعد سب سے پہلے حمود نے اپنی بیوی کے علاوہ اسماعیل بن قاسم اور اس کی بیوی سے متعلق تفصیل بتائی اس کے بعد اس نے روسیس اور اس کے باپ یونان کے متعلق بھی سب کچھ بڑی تفصیل سے بتا ڈالا تھا۔

روسیس کے متعلق تفصیل سن کر سیر ایک طرح سے پریشان اور فکر مند سی ہو کر رہ گئی تھی ۔وہ حمود کو کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ زوئیس بیچ میں بول پڑا۔

سیر میری بیٹی ان حالات میں تمہارا امیر کی خدمت میں حاضر ہونا انتہائی ضروری اور اہم ہو گیا ہے۔ دیکھ میری بیٹی اگر تم امیر کے پاس روسیس اور امیر کی شادی کے بعد حاضر ہوئی تو شاید امیر تمہیں اتنی اہمیت نہ دیں اس لئے کہ روسیس سے شادی کے بعد یقیناً امیر کی ہمدردیاں ان کی محبت وچاہت ساری کی ساری روسیس کی ذات کی طرف منتقل ہو جائے گی اور تمہاری وہ محبت جو امیر کے دل میں ابھی تک موجزن ہوگی وہ مدھم اور دھیمی ہو جائے گی۔ لہذا میری بیٹی میرا بیٹا حمود ٹھیک کہتا ہے۔ ہم دونوں کو ابھی اور اسی وقت حمود کے ساتھ جا کے امیر کے ساتھ اپنا معاملہ درست کر لینا چاہیئے۔ میری بیٹی چلنے کی تیاری کر۔ میں تیرے چچا سے کہہ کر آتا ہوں کہ بدلتے حالات کے تحت ابھی اور اسی وقت عبدالکریم کی طرف ہم جارہے ہیں۔ میرے خیال میں اسے کو اعتراض نہ ہو گا۔

سیر نے اپنے ماموں کی تجویز سے اتفاق کیا۔ زوئیس اس کے چچا نسطور سے بات کرنے کے لئے چلا گیا تھا۔ جبکہ سیر حمود کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی اور بڑی تیزی کے ساتھ اپنا سامان سمیٹنے لگی تھی۔ پھر بھاگ کر اپنے اور اپنے ماموں کے گھوڑے کلیسا کے اصطبل سے لے آئی۔ اپنے ماموں کا سارا ضروری سامان اس کے گھوڑے سے باندھا۔ تھوڑی دیر تک زوئیس بھی لوٹ آیا پھر وہ تینوں کلیسا سے نکل کر رانسی وال کے مسکن کی طرف جارہے تھے۔

OOOO

قصر کی اپنی خلوت گاہ میں عبدالکریم بن مغیث اکیلا بیٹھا تھا کہ اچانک اور ناگہاں اس کمرے میں سیر داخل ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی وحشت بھرے انداز میں عبدالکریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے سیر دروازے کے قریب ہی رک گئی تھی اپنی جگہ سے اٹھنے کے بعد عبدالکریم تھوڑی دیر تک قہر بھرے انداز میں سیر کی طرف دیکھتا رہا۔

اس کی حالت سے لگتا تھا گویا سیر کو اپنے کمرے میں دیکھتے ہوئے اس کے جسم میں لہو کی چنگاریاں پھوٹ پڑی ہوں اور یہ کہ صبح فردا کے انتظار میں بھاگتی ساری دکھی کائنات اس کے دامن دل میں ڈال دی گئی ہو۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے یوں محسوس ہونے لگا تھا گویا سحر اور شام کے تعاقب میں لگی خواب اوڑھے یادیں اس پر ہجوم کر کے آن وارد

ہوئی ہوں۔ تھوڑی دیر تک وہ خاموشی سے سیر کو گھورتا رہا پھر وہ ایسی آواز میں مخاطب ہوا جس میں انداز قہر وغضب اور مزاج تلخ کی غمازی تھی۔

تم اب یہاں عبدالکریم کے پاس کیا لینے آگئی ہو۔ کیا تم ایک بار پھر میرے ساحل زیست کو روح کی تھکن کا شکار کرنا چاہتی ہو۔ یا یہ کہ ایک بار پھر مجھے میرا ماضی یاد دلاتے ہوئے تلخ سچائیوں کی گرفت میں لے جانا چاہتی ہو۔ سن انا پرست اور مغرور لڑکی۔ تیرا چہرہ اب میرے لئے زہر انا کی تصویر۔ تیرے ہاتھ خود پرستی کا نیزہ۔ تیرا دل خونی حسد کا نگارخانہ۔ تیرے لب وحشتوں کے کھلتے باب۔ اور تیرے الفاظ تاریکی میں آگ کی کرچیاں ہیں۔

تو نے یہاں میرے کمرے میں آکر بہت بڑی حماقت اور بے وقوفی کا ثبوت دیا ہے۔ سنو میں اپنی آگ میں جلنے والا ایک شرارہ ہوں مجھے ایک بار پھر صبح ابد جیسی خواہشوں اور ریشم جیسی نیند سے خوش رنگ بچھونوں کی طرح مت گھسیٹو۔ میں ایک بار پھر تمہارے کہنے پر شب آثار آوازوں کی پرچھائیوں کی طرف نہیں لوٹنا چاہتا۔ تو کبھی میری محسن میرے لئے انتہائی مہربان ضرور تھی لیکن اب تو میری ذات کے لئے دل کی جراحت کا نمک ہے۔ تو وہ لڑکی ہے جو خم خانہ اور دیر وحرم میں تمیز نہیں رکھتی تو اپنی تاب خود بنائی میں اندھیرے خیالات اور فکر معتبر میں بھی کوئی تمیز نہیں رکھتی۔ تو میرے لئے اب چشم صحرا میں پتھریلی چاپ۔ زیست کے لمحوں میں خود فراموشی کی ساعت اب میں تمہیں اپنی ذات کے لئے خوابوں کی برکھا میں احساس کا کوئی موثر موڑ اور جذبہ جسم وجاں میں اندھیرے خیالات کی صورت نہیں ڈھلنے دوں گا۔ تو چونکہ میری محسن میری مربی اور مہربان رہی ہے اور پھر تیرے ماموں کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں جن کا بوجھ میں کبھی بھی نہیں اتار سکتا۔ اس بنا پر میں تیرے ساتھ سخت اور کرخت الفاظ میں گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ تیری مہربانی تو یہاں سے چلی جا۔ تیرا میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اور سنو اگر تم کسی مجبوری میں پھنس گئی ہو تمہیں مجھ سے کوئی ضروری کام ہو کوئی تمہیں دکھ اور تکلیف دیتا ہو یا تیرے ماموں پر کوئی کڑا وقت آن پڑا ہو اور اسے میری مدد کی ضرورت ہو تو بلا جھجک کہو۔ میں بغیر کوئی معاوضے کے بغیر تم پر احسان جتائے تمہاری اور تمہارے ماموں کی مدد کروں گا۔ اس لئے کہ تمہارے مجھ پر ایسے احسانات ہیں کہ تمہارے کام آنا میں اپنے لئے فرض عین خیال کروں گا۔ بولو تم کس مقصد کے تحت یہاں آئی ہو"

اب اس سے زیادہ وقت تمہیں نہیں دے سکتا۔

عبدالکریم جب خاموش ہوا تب سیر چند قدم آگے بڑھی اس کی لرزتی خوفزدہ کپکپاتی اور روتی ہوئی سی آواز بلند ہوئی۔

امیر محترم میں پہلے آپ کو یہ مقام حاصل کرنے پر مبارکباد نہیں دوں گی اس لئے کہ پہلے میں اپنے ماضی کی وضاحت کرنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ نے اس وضاحت کو قبول کر لیا تو میں آپ کو آپ کی موجودہ حالت پر مبارکباد دوں گی۔ امیر محترم۔ آپ برا نہ مانئے گا مجھے تھوڑا سا وقت دیجئے گا۔ جو کچھ ماضی میں میرے اور آپ کے درمیان تلخی ہوئی گئی میں بس اس کی وضاحت کرنا چاہتی ہوں آپ اس وضاحت کو قبول کریں نہ کریں یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اگر آپ نے اسے قبول کر لیا تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی اور اگر آپ نے اسے قبول نہ کیا تو آپ مجھے اگر دھکے مار کر بھی اس کمرے سے نکالیں تو میں کوئی شکوہ کوئی شکایت نہیں کروں گی۔

سیر کی اس گفتگو کے جواب میں جب عبدالکریم نے کچھ نہ کہا خاموش رہا تب سیر کا حوصلہ بڑھا اور اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

امیر محترم۔ جس روز پہلی بار میں نے اپنے ماموں کے گھر کے دروازے پر آپ کو دیکھا تھا اس دن سے ہی میرے دل میں آپ کے لئے ہمدردی پیدا ہوئی تھی۔ آپ جانتے ہیں میں آپ کا ہر کام دوڑ بھاگ کر کیا کرتی تھی شروع میں یہ ہمدردی تھی آخر آہستہ آہستہ یہ ہمدردی اپنی حدود پھلانگنے لگی اور میں اندر ہی اندر آپ سے بے پناہ محبت کرنے لگی۔ پر میں نے کبھی بھی اپنی چاہت اپنی محبت کا اظہار آپ پر نہیں کیا تھا۔ اس لئے کہ یہ سب کچھ میں کسی مناسب وقت پر کرنا چاہتی تھی۔ امیر محترم۔ میرے دل میں یہ بھی احساس تھا کہ آپ مجھے چاہتے ہیں اور مجھ سے محبت کرتے ہیں مجھے پسند کرتے ہیں لیکن میں آپ کو آزاد دیکھنا چاہتی تھی اور آپ کو آزاد کرا کے ہی میں آپ کو اپنی محبت کا انکشاف کرنا چاہتی تھی۔

میں نہ مارینوس نہ اس کے بھائی ارزیلہ کو جانتی تھی ارزیلہ سے میں نے آپ ہی کی خاطر ملنا جلنا شروع کیا تھا۔ اس میں شک نہیں ارزیلہ مجھے میری خوبصورتی کی وجہ سے پسند کرنے لگا تھا لیکن میں اسے اجنبی ہی خیال کرتی تھی۔ آپ کو یاد ہوگا میں نے اس کے ساتھ شادی کی حامی بھری تھی لیکن شرط یہ رکھی تھی کہ ارزیلہ اور اس کے بھائی مارینوس کو شادی

سے ایک ماہ پہلے عبدالکریم کو رہا کرنا ہوگا۔ امیر محترم آپ کو یاد ہوگا یہ شرط میں نے زور دے کر رکھی تھی۔ میرا خیال یہ تھا کہ جب میری شادی سے ایک ماہ پہلے آپ کو رہا کر دیا جائے گا اور آپ کے پاؤں اور ہاتھ میں بندھی ہوئی زنجیر کھول دی جائے گی تب میں اپنے ماموں۔ ماں اور بھائی کو لے کر کسی پرسکون جگہ چلی جاؤں گی۔ وہاں آپ سے شادی کر کے پرسکون زندگی کی ابتدا کروں گی۔

قدرت کو میرے یہ ارادے منظور نہ تھے حالات اور قانون فطرت میرے خلاف ہی کام کر رہے تھے۔ میں کسی کے کہنے میں اندھی ہو گئی تھی جس روز میرے ماں باپ کو قتل کیا گیا اس روز آپ کوہستانی سلسلے میں ریوڑ چرانے نہیں آئے تھے۔ میں وہاں حمود بن مغیرہ اور مغیرہ بن عیاض کے پاس کھڑی ہوئی تھی کہ وہاں مجھے اطلاع دی گئی تھی چونکہ آپ مجھ سے محبت کرتے تھے آپ نے رشتہ میری ماں سے مانگا جب میری ماں نے میرا رشتہ آپ کو دینے سے انکار کر دیا تو آپ نے میری ماں میرے ماموں اور میرے بھائی کو قتل کر دیا۔ جس وقت مجھے یہ خبر دی گئی اس کے تھوڑی ہی دیر بعد ارزیلہ بھی آیا اور اس نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی۔ اپنی ماں۔ ماموں اور بھائی کے مرنے کا سن کر میرا ذہن منجمد ہو کر رہ گیا تھا اور مجھ سے سوچنے سمجھنے کی ساری ہی قوتیں چھن کر رہ گئی تھیں۔ اس وقت میں اپنے گھر والوں کا سن کر بستی کی طرف جا رہی تھی کہ آپ نے راستے ہی میں مجھے اٹھا لیا پہلے مجھے شک تھا کہ آپ نے میری ماں بھائی اور ماموں کو قتل کیا ہوگا لیکن جب آپ مجھے اٹھا کر بھاگنے لگے تب مجھے یقین ہو گیا کہ میری ماں ماموں اور بھائی کو قتل کرنے کے بعد آپ مجھے اٹھا کر لے جانا چاہتے ہیں۔ تب میرا رویہ آپ کے خلاف سخت ہو گیا۔ امیر محترم جو کچھ سلوک میں نے آپ کے ساتھ کیا قسم خداوند کی اسے تو میں زندگی بھر فراموش نہ کر سکوں گی۔ یوں جانے وہ جو تلخ رویہ میں نے آپ کے ساتھ کیا تھا وہ میں نے اپنی جان پر جبر اپنے پر ظلم کیا تھا جس وقت آپ مجھے دریائے دودون کے کنارے چھوڑ کر چلے گئے اور میں ماموں کے پاس گئی اور انہوں نے مجھے سارے حالات بتائے تو پھر میں بڑی پچھتائی۔ بہت روئی لیکن اس وقت رونے سے کیا حاصل۔ امیر محترم۔ کاش آپ مجھے دریائے دودون کے کنارے چھوڑ کر نہ چلے جاتے۔ میرے ساتھ ماموں کے پاس جاتے جب مجھ پر حقیقت کا انکشاف ہوتا تو قسم پیدا کرنے والے کی میں آپ کے پاؤں پر گر کر معافی مانگتی۔ امیر محترم۔ میں جانتی ہوں میں نے

آپ کی بڑی تزلیل کی ہے لیکن خدا گواہ ہے یہ سب کچھ غلط فہمی میں ہوا۔ امیر محترم اس میں شک نہیں کہ آج تک میں نے آپ پر اپنی محبت کا انکشاف نہیں کیا اس میں شبہ نہیں کہ میں نے آج تک کبھی بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ آپ میری چاہت ہیں میں نے کبھی لب کھولتے ہوئے آپ سے یہ نہیں کہا کہ میں آپ کی ہوں ایسا میں نے اس لئے نہیں کیا کہ آپ کو آزاد کرانے کے بعد آپ پر اپنی محبت کا انکشاف کر کے جہاں میں آپ کو ایک بہت بڑا تاثر دینا چاہتی تھی وہاں میں ساری خوشیاں یکمشت آپ کی جھولی میں ڈال دینا چاہتی تھی۔ امیر محترم جو کچھ مجھے پہلے کہنے کا موقع نہیں ملا وہ میں اب کہنا چاہتی ہوں آپ بے شک سننا پسند نہ کریں لیکن میں وہ سب کچھ کہہ کے اپنے ذہن اپنے ضمیر اپنے دل کا بوجھ ہلکا ضرور کروں گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد سیر سنبھلی چند قدم مزید آگے بڑھی، رکی سوچا اس کے بعد کمرے میں اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔

امیر محترم! میں آپ پر یہ انکشاف کروں کہ عبدالکریم بن مغیث کی محبت سیر کے جسم کے ذروں میں پہلے دن سے ہی نفوذ کر چکی تھی عبدالکریم کی چاہت سیر کی زندگی کی جہتوں میں پوشیدہ تھی امیر آپ کی محبت میری زیست کے حسن کا فرحت بخش نغمہ اور آپ کی چاہت میرے ہونٹوں پر پھولوں سا تبسم ہے۔ آپ کی ذات میری زندگی کے اسرار میں سعادت کا چشمہ رنج و غم کے کھلیانوں میں لطف و محبت کی نگاہ۔ امیر آپ میرے لئے صبح کی روشنیوں میں روح کی پاکیزگی آوازوں کے ترنم میں روح کا سرور ہیں۔ امیر آپ کی ذات سیر کے لئے خوشیوں کے ترانوں کی صدائے بازگشت تھی۔

امیر محترم! سیر کی جوانی کے روپ انوپ، مد بھرے بدن کا ہر لوچ صرف آپ کے لئے مخصوص ہے۔ میں آپ پر یہ بھی واضح کروں کہ سیر آپ کے لئے پیدا ہوئی تھی آپ اور سیر میں اب من اور تو کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سیر نے لمحہ بھر کے لئے میٹھی نگاہوں سے عبدالکریم کی طرف دیکھا اس کے بعد اس نے مزید کہنا شروع کیا۔

امیر! اب جبکہ سیر اپنی زندگی کا ہر لمحہ آپ کے نام کر چکی ہے اب جبکہ سیر مٹھی میں بند اپنی محبت کے راز کو آپ پر افشاں کر چکی ہے اب جبکہ سیر واضح کر چکی ہے کہ میری محبت

کا آپ ہی محور اور میری چاہت کا آپ ہی آدرش ہیں تو جو میں مزید کہنے والی ہوں وہ کہتے ہوئے امیر محترم میں شرم اور عار محسوس نہیں کروں گی۔

امیر میں آپ پر یہ بھی واضح کروں کہ سیر کے بلوریں بازو اس کے شفق کی موج میں دھلا چہرا۔ اس کا الماس و گہرا جسم آتش چہرا بھرے بازو اس کی بند کلیوں کے فشار جیسے ہونٹوں کے سرور اس کے مشک و عنبر سے گیسو صرف اور صرف عبدالکریم بن مغیث کے لئے ہیں۔ امیر آپ میرے جسم میری جاں میری ہر شے کے مالک اور آقا ہیں۔

امیر آپ کو ناراض کرنے کے بعد خانہ بدوش قبیلے اور اس کے بعد کلیسا میں جو میں نے آپ کے بغیر دن گزارے قسم خداوند قدوس کی وہ دن میرے لئے اجالوں کے جنازے ذلت کی آغوش جیسے اداس المناک گھٹن اور پامال تمر جیسے ناقابل برداشت تھے۔ آپ کے بغیر سیر کی زندگی کا ہر دن روندا ہوا پھول اور اس کی ہر رات روح کی ذلت و پستی اور تنگ و عار کی وادیوں جیسی تھی۔

امیر محترم! جو کچھ میں آپ سے کہنا چاہتی تھی کہہ چکی جس محبت کو آج تک میں نے چھپا کے رکھا تھا آپ سے جس چاہت کو میں نے اب تک اپنے دل کے نہاں خانوں میں سجا رکھا تھا وہ سب کچھ ہی میں نے آپ کے سامنے ظاہر کر دیا ہے کاش حالات اس قدر بدترین صورتحال اختیار نہ کرتے تو میں آپ پر ثابت کر دیتی کہ کیسے میں آپ کے ہاتھ اور پاؤں کی زنجیریں کھلوا کے آپ کی آزادی حاصل کرتی اور کس طرح میں اپنے ماموں ماں اور بھائی کو نکال کر آپ کے ساتھ خوشگوار زندگی کی ابتداء کرتی۔ امیر! جس روز میں نے آپ کو اپنے ماموں کی حویلی کے دروازے پر دیکھا تھا اس روز ہی میرے دل نے صدا دے دی تھی کہ آپ میرے ہیں گو شروع میں میں اپنی محبت کو صرف ہمدردی کا نام دیتی رہی لیکن حقیقت میں شروع دن سے ہی آپ سے میری محبت سمندر جیسی گہری اور بحر جیسی بے کنار تھی۔

میں بڑی امیدیں بڑی آس لے کے آپ کے اس کمرے میں آئی ہوں اگر آپ نے مجھے معاف کر دیا تو میں جانوں گی میں دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی ہوں اگر آپ نے مجھے معاف نہ کیا تو پھر میں زندہ رہنا پسند نہیں کروں گی اور آپ سنیں گے کہ میں نے دریائے دودون میں ڈوب کر اپنی جان دیدی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سیر جب خاموش ہوئی تو عبدالکریم بن مغیث نے نگاہ اٹھا

کے اس کی طرف بڑے غور سے دیکھا اس لمحہ عبدالکریم کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی سیمر بیچاری امیدوں اور آس بھرے لہجہ میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی ۔ عبدالکریم کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر امیدیں رقص کر گئیں تھیں ساتھ ہی عبدالکریم کی اسے آواز بھی سنائی دی ۔

سیمر! جو حالات تم نے بیان کئے ہیں میں انہیں قبول کرتا ہوں میں تمہیں معاف بھی کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ جو رویہ تم نے میرے ساتھ رکھا اس میں تمہارا کوئی قصور نہ تھا تم نے یہ سب کچھ حالات کے دباؤ کے تحت کیا ۔ کوئی بھی لڑکی ہوتی وہ میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتی ۔ لہٰذا اب تک جو کچھ ہوا تھا میں اسے ختم کرتا ہوں میں تمہیں معاف کرتا ہوں ۔ اور تمہارے ساتھ اپنے دیرینہ تعلقات کو استوار کرتا ہوں ۔

عبدالکریم کے ان الفاظ سے سیمر خوشی میں آپ سے باہر ہوتی دکھائی دے رہی تھی اس بیچاری کی حالت ان الفاظ نے بدل کے رکھ دی تھی ۔ اس سے عبدالکریم کے کمرے میں سیمر آسمان کی نیلگوئی اور شفق کے گلے ملتے منظر جیسی خوبصورت سیب کے پھولوں ، چنار کی کونپلوں جیسی شاداب ، سورج کی شعاعوں سے رنگین بادلوں جیسی رنگین بانسری اور نغمے کی گہری رفاقت جیسی پرمسرت ۔ کھیتوں اور تاکستانوں میں چشموں کی تابانی جیسی خوش کن اور چشموں کی ہمنوا ہو کر نیچے ڈھلکتی وادیوں میں گیت گاتی برف جیسی خوشگوار و پرسکون ہو کے رہ گئی تھی تھوڑی دیر پہلے تک جہاں وہ بے چاری اداس اور غمگین دکھائی دے رہی تھی وہاں عبدالکریم کے ان الفاظ نے اسے شہد سے میٹھی اور چنبیلی کی مہک سی خوشبودار بنا کے رکھ دیا تھا ۔ سیمر ابھی عبدالکریم کے الفاظ سے ملنے والی خوشیوں ہی میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اس کے لئے ایک اور تعجب خیز اٹھ کھڑی ہوئی اس نے دیکھا اسے گلے لگانے کے لئے عبدالکریم نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے تھے ۔ سیمر نے ایک بار ہچکچاتے ہوئے عبدالکریم کی طرف دیکھا پھر ہر چیز کو فراموش کرتی ہوئی بھاگی اور پوری قوت کی ساتھ عبدالکریم سے لپٹتے ہوئے وہ اس کے جوان کڑیل بازوؤں میں سما گئی تھی ۔

عبدالکریم سے لپٹے ہی لپٹے ہنستی اور مسکراتی پرمسرت آواز میں سیمر کہہ اٹھی ۔

امیر قسم خداوند قدوس کی میرا دل اکثر کہتا تھا کہ وہ لمحہ ضرور آئے گا جب آپ مجھ پر اپنی محبت کا اظہار کریں گے مجھے معاف کر کے اپنے گلے لگائیں گے اور سارے گلے شکوے

دور کر دیں گے ۔ یہ لمحہ میری امیدوں سے کہیں پہلے آ گیا ہے امیر اس کے لئے میں آپ کی انتہا درجہ کی ممنون و مشکور ہوں اس موقع پر بڑے پیار سے عبدالرکریم نے اپنا ہاتھ سیمر کے سرخ چکنے ہونٹوں پر رکھ دیا تھا ۔ سمیر نے دیکھا اس موقع پر عبدالکریم اداس ہو گیا تھا پھر اس کی لرزتی کانپتی آواز سنائی دی ۔

سیمر مجھ دکھ ہے کہ میں تمہاری ماں تمہارے بھائی کی کوئی مدد نہ کر سکا کاش میں ان کی جانیں بچا سکتا مارینوس اور ارذیلہ کے ان جوانوں کا خاتمہ کر سکتا جو تمہارے ماموں کے گھر میں داخل ہو کر تمہاری ماں اور تمہارے بھائی پر حملہ آور ہوئے تھے ۔

عبدالکریم کے ان الفاظ نے سیمر بیچاری کی حالت بدل کے رکھ دی تھی ۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ چہکتی چڑیوں جیسی خوش تھی وہاں اس نے اپنا سر عجیب سی بے خودی میں عبدالکریم کے شانے پر رکھا پھر وہ سسک پڑی اور رو دی تھی عبدالکریم اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے چپ کرانے کی کوشش کرنے لگا تھا تھوڑی دیر بعد بھیگی آنکھوں سے سیمر نے عبدالکریم کی طرف دیکھا پھر سیمر کی لرزتی ڈوبتی آواز سنائی دی ۔

امیر محترم! کاش آج آپ کے ماں باپ زندہ ہوتے اور وہ جب ہم دونوں کو یکجا دیکھتے تو ان کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ ہوتی ۔ برا ہو اس مارینوس اور ارذیلہ کا کہ انہوں نے آپ کے ماں باپ کو ختم کرا دیا ۔ لیکن وہ انتقام اور مکافات سے بچ نہیں سکیں گے ۔

اس موقع پر عبدالکریم کی آنکھیں پرنم ہو گئی تھیں اور آنسو آنکھوں کے ساگر میں چھلک آئے تھے عبدالکریم کی یہ حالت دیکھتے ہوئے سیمر بیچاری بے چین ہو گئی اپنے سر پر بندھے ہوئے رومال کو کھولا اس سے عبدالکریم آنکھیں اس نے خشک کیں پھر کہنے لگی ۔

عبدالکریم میرے حبیب میرے خیال میں اب ہمیں اس موضوع پر گفتگو نہیں کرنی چاہئے میری زندگی کا یہ سب سے خوشگوار لمحہ ہے میں اسے ضائع نہیں کرنا چاہتی ۔

عبدالکریم نے سیمر کا بازو پکڑا پھر دونوں ایک نشست پر بیٹھ گئے اس کے بعد عبدالکریم پوچھنے لگا ۔

اچھا تم یہاں میرے کمرے میں کیسے پہنچیں اس پر محبت اور چاہت میں عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے سیمر بول اٹھی ۔

امیر خانہ بدوش قبیلے کے ساتھ ہم نے ویزس نام کی بستی کے کلیسا تک سفر کیا گزشتہ

کئی ہفتے سے میں نے اور ماموں نے کلیسا میں قیام کر رکھا تھا۔اس لئے کہ شاید کسی موقع پر ماموں نے آپ سے ذکر کیا ہو کہ اس بستی کے کلیسا میں میرا اچھا بڑا پادری ہے بس اسی کے پاس ہم نے قیام کر رکھا تھا۔میری خوش قسمتی کہ اس دوران حمود بھائی مجھے ملتا رہا اور آپ کے متعلق مجھے خبریں فراہم کرتا رہا۔آج وہ میرے پاس گیا اور کہنے لگا ایک لڑکی جس کا نام روسیس ہے وہ امیر سے قریب تر ہوتی چلی جا رہی ہے اگر اپنا مستقبل سنوارنا چاہتی ہو تو فوراً امیر کے پاس جاؤ اور معافی مانگ لو۔بس ان الفاظ نے میرے تن بدن میں آگ سی لگا دی تھی لہذا میں نے اور ماموں نے فیصلہ کیا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر میں معافی مانگ لوں گی میں آپ کی ممنون ہوں آپ نے مجھے معاف کر دیا۔

آپ کے کمرے میں آنے سے پہلے میں روسیس اور اس کے باپ سے بھی مل چکی ہوں ماموں بھی میرے ہمراہ تھے وہ بہت اچھی لڑکی ہے اس کا باپ یونان بھی انتہائی نیک دل سلجھا ہوا انسان ہے امیر محترم اب جبکہ میرے اور آپ کے درمیان ساری دوریاں اور فرقتیں ختم ہو چکی ہیں میں چاہتی ہوں کہ میں اور روسیس ایک ساتھ آپ کی زوجیت میں آئیں اس طرح ہم دونوں مل کے بہتر انداز میں آپ کی خدمت کر سکیں گی۔امیر حمود بھائی مجھے بتا رہا تھا کہ آپ نے ماریوس اور اس کے بھائی ارذیلہ سے انتقام لینے اور اپنے ہاتھ اور پاؤں میں پڑی ہوئی زنجیر اتروانے کے بعد شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے میں آپ کے اس فیصلہ سے اتفاق کرتی ہوں شادی سے پہلے امیر محترم ماریوس اور ارذیلہ سے انتقام ضرور لینا چاہئے وہ جہاں میرے ماں باپ کے قاتل ہیں وہاں انہوں نے آپ کے بے گناہ ماں باپ کو موت کے گھاٹ اتروایا۔یہ ایسا جرم ہے جو کسی بھی صورت معاف نہیں کیا جا سکتا۔

سمیر کی اس گفتگو کا عبدالکریم جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ رک گیا اس لئے کہ کمرے کے باہر کسی کے کھانسنے کی آواز سنائی دی تھی اس موقع پر عبدالکریم مسکراتے ہوئے بول اٹھا۔

حمود میرے بھائی آجاؤ میں تمہاری کھانسی کو پہچانتا ہوں۔تھوڑی ہی دیر بعد حمود مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا عبدالکریم اور سمیر کو اکٹھے بیٹھا دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوا پھر وہ کہنے لگا۔

امیر اگر میں اندازہ لگانے میں غلطی نہیں کر رہا تو آپ نے یقیناً میری بہن سمیر کو

معاف کر دیا ہے اگر ایسا ہے تو قسم خداوند قدوس کی آج کا دن حمود بن مغیرہ کے لئے سب سے بڑی خوشی کا دن ہے۔

میرے بھائی! تمہارا اندازہ درست ہے عبدالکریم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔اس پر حمود بول پڑا امیر محترم میں ایک انتہائی اہم خبر لے کے آیا ہوں۔یوسف بن عمروس کی طرف سے ایک قاصد آپ کے لئے پیغام لے کے آیا ہے وہ مجھے پیغام کی نوعیت بتا چکا ہے اگر آپ مجھ سے پیغام سننا چاہیں تو بھی بتا دوں اگر آپ آنے والے اس قاصد سے ملاقات کرنا چاہیں تب بھی کہیں میں اسے بلا لاؤں عبدالکریم کہنے لگا نہیں کہو وہ قاصد کیا پیغام لے کے آیا ہے۔

امیر محترم وہ قاصد یہ پیغام لے کے آیا ہے کہ یوسف بن عمروس کے باپ عمروس بن یوسف نے شمالی اندلس کے علاقوں اشتور اس کے شہنشاہ الفانسو دوئم کے ان علاقوں پر یلغار کر دی ہے جو گزشتہ برسوں میں اس نے زبردستی مسلمانوں سے چھین لئے تھے اس قاصد کا کہنا ہے کہ اب الفانسو ایک بہت بڑا لشکر لے کر عمروس بن یوسف کی سرکوبی کے لئے بڑی تیزی سے مسلمان علاقوں کی سرحدوں کی طرف کوچ کر رہا ہے تا کہ عمروس بن یوسف کو سبق سکھائے۔

اس قاصد کا یہ بھی کہنا ہے کہ اندلس کے خلیفہ الحکم کے سرحدی والی عمروس بن یوسف نے یہ کاروائی صرف اپنے بیٹے یوسف بن عمروس کے کہنے پر خلیفہ الحکم سے اجازت لئے بغیر کی ہے قاصد کا کہنا ہے کہ اگر الفانسو کے مقابلہ میں عمروس کو پسپائی یا شکست کا سامنا کرنا پڑا تو خلیفہ الحکم اسے بدترین سزا دے گا۔اس لئے کہ اس سے پوچھے بغیر اس نے الفانسو سے جنگ چھیڑی اور اگر اس جنگ میں ہم الفانسو کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں تو عمروس بن یوسف خلیفہ الحکم کی نگاہوں میں صاحب عزت اور صاحب وقار ہو کے رہ جائے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد حمود بن مغیرہ تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو رکا اس دوران عبدالکریم بن مغیث اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ حمود بن مغیرہ پھر بول پڑا۔

امیر محترم دوسری بات یہ ہے کہ آپ کے کمرے کے باہر اس وقت سمیر کا ماموں زوئیس، روسیس اس کا باپ یونان اسماعیل بن قاسم اور ان کے علاوہ میری اور اسماعیل

بن قاسم کی بیویاں بھی کھڑی ہیں ۔ وہ بڑی بے چینی سے سیر کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں کہ دیکھیں سیر اور آپ کے درمیان گفتگو کیا رنگ لاتی ہے ۔

یہاں تک کہتے کہتے حمود بن مغیرہ کو رک جانا پڑا اس لئے کہ عبدالکریم بڑی بے چینی میں بول پڑا کہنے لگا ۔ حمود میرے بھائی یہ بات میرے لئے باعث شرم ہے کہ زوئیس جو سیر کا صرف ماموں ہی نہیں میرا ایسا محسن اور مربی ہے جس کے احسانات میں فراموش نہیں کر سکتا یوں انتظار کرتے ہوئے میرے کمرے سے باہر کھڑا رہے ۔ تم یہیں رکو میں ان سب کو اندر لے کے آتا ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی بڑی تیزی سے عبدالکریم دروازے کی طرف بڑا تھا سیر بھی بھاگتی ہوئی اس کے ساتھ ہو لی تھی ۔

کمرے سے باہر نکلتے ہوئے عبدالکریم بھاگا اور پھر وہ بڑے والہانہ سے انداز میں زوئیس سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا ۔

زوئیس میرے محترم آپ نے یوں اجنبیوں کی طرح میرے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر ایک طرح سے مجھے ذلیل و رسوا کیا ہے آپ ایسے محسن ہیں جن کے احسانات عبدالکریم بن مغیث اپنی موت تک فراموش نہ کر سکے گا ۔ آپ میرے ساتھ اندر آئیں یہ کمرہ جس کے آپ باہر کھڑے ہیں عبدالکریم بن مغیث کا نہیں آپ کا ہے اور میں آپ سب کو یہ بھی خوشخبری سناؤں کہ میرے اور سیر کے درمیان جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی تھیں وہ اب دور ہو چکی ہیں اب ہم دونوں میں نہ کوئی تنازع ہے نہ رنجش نہ غلط فہمی ہم دونوں یوں جائیں کہ اب یک جان و دو قالب ہیں ۔

عبدالکریم کے اس انکشاف پر جہاں زوئیس کے چہرے پر دور دور تک خوشیاں بکھر گئی تھیں وہاں روسیس اس کا باپ یونان اسماعیل بن قاسم اس کی بیوی اور حمود کی بیوی بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے پھر وہ سب عبدالکریم اور سیر کی ساتھ اس کمرے میں داخل ہوئے تھے سب جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب عبدالکریم نے گفتگو کا آغاز کیا ۔

میرے عزیزو میرے ساتھیو!

عبدالکریم یہیں تک کہنے پایا تھا کہ بیچ میں زوئیس بول پڑا اور کہنے لگا ۔ عبدالکریم میرے بیٹے تھوڑی دیر کے لئے رکو ۔ میں تم پر ایک ایسا انکشاف کرنا چاہتا ہوں جس کے لئے میں نے سیر کو روک دیا تھا کہ یہ انکشاف وہ نہ کرے میں خود عبدالکریم سے کروں گا

بڑے رازدارانہ سے لہجہ میں عبدالکریم کو مخاطب کر کے زوئیس کہنے لگا ۔

عبدالکریم میرے بیٹے تمہارے مسکن میں داخل ہونے کے بعد میں اور سیر نے جو سب سے پہلا کام کیا ہے وہ یہ کہ ہم دونوں ماموں بھانجی اسلام قبول کر چکے ہیں ہمارے ساتھ یونان اور روسیس بھی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں ۔

زوئیس کے اس انکشاف پر عبدالکریم کے چہرے پر ایسی خوشیاں پھیلی تھیں جن کا اظہار الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا ۔ بے پناہ خوشی میں ایک طرح سے نعرہ لگاتے ہوئے عبدالکریم بول پڑا ۔

میرے محسنو! میں تم چاروں کو اس نئے مسکن اور نئے دین میں خوش آمدید کہتا ہوں ۔ اب میں گفتگو کا آغاز کرنا چاہتا ہوں جس کی میں ابتداء کر رہا تھا ۔

اس کے بعد عبدالکریم نے اسماعیل بن قاسم کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا ۔

میرے دونوں ساتھیو! یوسف بن عمروس کے جانے کے بعد اب تم دونوں ہی جنگی نقطہ نگاہ سے میرے دست راست ہو حمود میرے بھائی جیسا کہ تم بتا چکے ہو کہ الفانسو دوئم اپنے لشکر کے ساتھ عمروس بن یوسف پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے تو ہم بھی اپنے لشکر کے ساتھ ابھی تھوری دیر تک یہاں سے کوچ کریں گے ۔ حمود میرے بھائی تم مسکن میں ہی رہو گے تم جانتے ہو اس وقت ہمارے پاس لگ بھگ تیس ہزار جنگجو جوان ہیں جن میں سے دس ہزار تمہارے پاس مسکن اور رانسی وال دروں کی حفاظت کے لئے رہیں گے میری غیر موجودگی میں دروں کے دونوں جانب تیرانداز ہر وقت گھات میں بٹھا کے رکھنا چوکس رہنا ہو سکتا ہے الفانسو دوئم کی مدد کے لئے فرانس کا شہنشاہ شارلیمان یا جنوب مغربی فرانس کا حکمران لوئیس اپنے لشکر کے ساتھ رانسی وال کے درے کو پار کر کے الفانسو دوئم کی مدد کے لئے عمروس بن یوسف کے خلاف صف آراء ہو اگر ایسا کوئی حادثہ ہو تو ادھر آنے والی قوت کو تم رانسی وال کے دروں سے ادھر ہی روک دینا ۔

باقی بیس ہزار کا لشکر میں اور اسماعیل بن قاسم آج ہی لے کر یہاں سے کوچ کر جائیں گے اب تم اٹھو اور ان دونوں جاسوسوں کو بلا کر لاؤ جو یوسف بن عمروس کی طرف سے الفانسو دوئم کے لشکر کی پیش قدمی کی اطلاع دینے آئے ہیں ۔ اس کے ساتھ ہی حمود فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد حمود بن مغیرہ لوٹا اس کے ساتھ وہ دونوں قاصد تھے اندر آتے ہی ان دونوں نے عبدالکریم سے سلام کہا ۔ عبدالکریم نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بڑے پرجوش انداز میں ان دونوں سے مصافحہ کیا ۔ انہیں نشستوں پر بیٹھایا پھر انہیں مخاطب کیا ۔

میرے دونوں عزیزو ۔ میں تم دونوں کا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم نے عمروس بن یوسف کے خلاف اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کی پیش قدمی کی اطلاع دی ۔ اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ کیا تم میری اور میرے لشکر کی اس جگہ تک رہنمائی کر سکو گے جہاں الفانسو عمروس بن یوسف سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا ۔ اس پر ایک قاصد بول پڑا ۔

امیر محترم ۔ یوسف بن عمروس اور اس کے باپ عمروس بن یوسف نے ہمیں باقاعدہ اس جگہ کا تعین کر کے دکھایا تھا جہاں وہاں الفانسو کے مقابلے میں صف آراء ہوں گے ان دونوں باپ بیٹے کا خیال یہ ہے کہ جس وقت کھلی وادیوں میں الفانسو پر حملہ آور ہو جائیں تو الفانسو کو لمحوں کے اندر بدترین شکست دی جا سکتی ہے ۔

آنے والے اس جاسوس کا یہ جواب سن کر عبدالکریم خوش ہو گیا تھا ۔ پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا ۔ جیسا ان دونوں باپ بیٹوں نے خیال کیا ہے ۔ اب تم دونوں جاؤ ۔ حمود لشکر کی تیاری کرے گا پھر ہم کچھ دیر کے بعد یہاں سے کوچ کریں گے اور تم دونوں ہماری رہنمائی کرو گے ۔ اس کے بعد عبدالکریم کے کہنے پر اس کے ساتھ کوچ کرنے والے لشکر کی تیاری کے لئے اسماعیل بن قاسم ۔ حمود بن مغیرہ اور ان دونوں کی بیویاں اس کمرے سے دونوں قاصدوں کو لے کر نکل گئے تھے ۔

ان کے جانے کے بعد عبدالکریم نے زوئیس کی طرف دیکھا ۔

میرے بزرگ میرے محترم مجھے بڑا دکھ ہو رہا ہے کہ آج ہی آپ میرے مسکن میں آئے اور آج ہی میں لشکر کے ساتھ ایک مہم کے لئے کوچ کر رہا ہوں ۔ کاش چند دن یہاں رک کر آپ کی خدمت کر سکتا ۔ اس پر زوئیس نے جذبات سے مغلوب ہو کر فوراً عبدالکریم بن مغیث کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا ۔

عبدالکریم میرے بیٹے ۔ ماضی کو بھول جاؤ ۔ وہ دور تمہارے لیے غلامی کا دور تھا ۔

میرے بیٹے جو تکلیفیں جو اذیتیں تم نے برداشت کیں خداوند قدوس نے تمہیں اس کا خوب صلہ اور ثمر دیا ہے ۔ میرے بیٹے اب تم ایک مسکن کے امیر ہو ۔ میرے ساتھ یوں عاجزی اور انکساری سے گفتگو نہ کرو ۔ اب تم ہمارے امیر ۔ ہمارے رہنما ہمارے رہبر ہو ۔ اب ہم پر لازم ہے کہ ہم تمہارا احترام کریں ۔ تم ہمارے لیے قابل عزت قابل صد احترام ہو ۔

ذوئیس کی گفتگو سن کر عبدالکریم خوش ہو گیا تھا ۔ اس کے بعد اس نے ذوئیس کو مخاطب کیا ۔

میرے محسن ۔ وہ بڑے بدترین حالات تھے جن کی بناء پر میرے اور سیر کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہوئیں ۔ خداوند کا شکر ہے کہ یہ غلط فہمیاں اب رفع ہو چکی ہیں ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے قسم کھا رکھی تھی کہ یہ زنجیر اگر خداوند قدوس نے قدرت دی تو ماریتوس سے ہی اترواؤں گا جس نے مجھے یہ زنجیر پہنائی تھی ۔ ماریتوس اور اس کے بھائی ارزیلہ سے انتقام لینے اور یہ زنجیر اپنے ہاتھ اور پاؤں سے اتروانے کے بعد میں ایک ساتھ میں سیر اور روسیس سے شادی کروں گا ۔ کیا اس سلسلے میں آپ لوگوں میں سے کسی کو کوئی اعتراض ہے ۔

جواب میں ذوئیس کے بجائے روسیس کا باپ بول پڑا ۔ امیر محترم ۔ ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔ قسم خداوند قدوس کی یہ میری اور بزرگ ذوئیس کی خوش قسمتی ہے کہ میری بیٹی روسیس اور ان کی بھانجی سیر آپ کے عقد میں داخل ہوں گی ۔

یونان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عبدالکریم بول پڑا ۔

میرے محترم یونان ۔ میری غیر موجودگی میں آپ اپنے باغات اپنے کھیتوں کا خیال رکھیں ۔ میں حمود کو سمجھا کے جاؤں گا وہ آپ کے ساتھ مسلح جوان بھیج دیا کرے گا ان کی نگرانی میں آپ اور روسیس دونوں باغ اور کھیتوں کی دیکھ بھال کرتے رہیں ۔

اس موقع پر سمیر بولی اور عبدالکریم کی بات کاٹ دی ۔

امیر محترم ۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ یہ جو جنگ در پیش ہے اس کے لیے آج آپ کوچ کرنے والے ہیں اس جنگ کے دوران روسیس یا مجھ میں سے کوئی ایک آپکے ساتھ رہے تا کہ آپ کی دیکھ بھال آپکی خدمت ہو سکے ۔

سمیر ایسا ممکن نہیں اگر میں تمہیں یا روسیس کو جنگ کے دوران اپنے خیمے میں رکھتا ہوں تو میرے لشکری کیا خیال کرینگے شادی کے بعد میں تم دونوں کو یا تم دونوں میں سے کسی ایک کو رکھتا ہوں وہ بات اور ہے شادی سے پہلے میں اپنے کسی لشکری یا سالار کو یہ موقع نہیں دینا چاہتا کہ وہ میرے خلاف انگشت نمائی کرے فی الحال تم دونوں میں سے کوئی بھی میرے ساتھ نہیں جائیگا عبدالکریم نے بڑے غور سے سمیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اس پر سمیر پھر بول پڑی ۔

امیر محترم اگر آپ اجازت دیں تو آپکی غیر موجودگی میں میں بھی ذوئیس کے انکے کھیتوں اور باغات کی دیکھ بھال کے لیے چلی جایا کروں ۔

اس سلسلے میں تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں تم جب چاہوں روسیس کے ساتھ جا سکتی ہو بھلے میں تو کہتا ہوں کہ تم اور بزرگ ذوئیس دونوں انکے ساتھ جایا کرو اسطرح اکٹھا رہتے ہوئے تم چاروں کا وقت بھی اچھا گذریگا میری موجودگی میں سمیر تم اور تمہارے ماموں ذوئیس تین کمروں میں قیام کرو جو اس وقت میرے تصرف میں ہیں میرے خیال میں اب مجھے اٹھنا چاہیئے اور لشکر کے کوچ کی نگرانی کرنا چاہیئے ۔ اسکے ساتھ ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کمرے سے نکل گئے تھے تھوڑی دیر بعد عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم بیس ہزار کے لشکر کیساتھ رانسی وال کے اس درے سے ان وادیوں کی طرف کوچ کر گئے تھے جہاں یوسف بن عمروس اور اسکے باپ عمروس بن یوسف نے اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کا سامنا کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا یوسف بن عمروس کیطرف سے آنے والے دونوں جاسوس عبدالکریم اور اسکے لشکر کی راہنمائی کر رہے تھے ۔

اندلس کے مسلمان خلیفۃ الحکم کا سرحدی والی عروس بن یوسف اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کا مقابلہ کرنے کے لئے دریائے ابرو کے کنارے وادی ۔ ابرہ میں اپنے لشکر کیساتھ خیمہ زن ہوا تھا دریائے ابرو جبل اشتوراس سے نکل کر مختلف میدانوں وادیوں اور کوہستانوں میں ہوتا ہوا طرطوشہ کے قریب بحر روم یا بحر ابیض یا بحر متوسط میں جا گرتا تھا ۔ اسی دریا کے کنارے وادی ابرہ میں خیمہ زن ہونے کے بعد عمروس بن یوسف اور اسکا بیٹا یوسف بن عمروس الفانسو دوئم کا انتظار کرنے لگے ۔

دوسری جانب الفانسو دوئم بھی مرکھنے سانڈ کیطرح بڑی تیزی سے پیش قدمی کرتا ہوا وادی بارہ میں عمروس بن یوسف کے سامنے آکر خیمہ زن ہوا تھا دونوں لشکریوں کی تعداد میں خاصا فرق تھا الفالسو دوئم کے لشکر کی تعداد عمروس بن یوسف کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی اپنی عددی فوقیت کو دیکھتے ہوئے الفانسو دوئم بڑا مطمئن تھا کہ وہ وادی ابرہ میں بڑی آسانی کیساتھ عمروس بن یوسف کو شکست دینے کے بعد مسلمانوں کے علاقوں میں دور تک یلغار کریگا اور وہ یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ وہ مسلمانوں کے مزید علاقے ہتھیانے میں کامیاب ہو جائیگا ۔

ایک دن تک ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن ہونے اور سستانے کے بعد دونوں لشکروں نے صبح ہی صبح جنگ کے لئے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دیں

تھیں الفانسو دوئم کے لشکر کی تعداد چونکہ کافی زیادہ تھی لہذا اس نے حملہ آور ہونے میں پہل کا ارادہ کیا جونہی اسکے لشکر کی صفیں درست ہوئیں اسکے لشکر میں جنگ کے طبل اور دوسرے موسیقی کے آلات بجنے لگے تھے۔ دوسری جانب عمروس بن یوسف نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا ایک حصہ عمروس بن یوسف نے اپنی کمانداری میں جبکہ دوسرا حصہ اس نے اپنے بیٹے یوسف بن عمروس کی کمانداری میں دیا تھا۔

اسکے بعد جنگ کی ابتداء ہوئی جنگ کی ابتداء اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم نے کی تھی الفانسو دوئم زہر میں ڈوبی فضاؤں میں موت کی کھلی آغوش کیطرح آگے بڑھا پھر اپنے لشکر کیساتھ اس نے اینٹھتی، ہراتی، بل کھاتی سینوں میں مکرو فریب کا زہر پھیلاتی تعصبات کی صرصر کیطرح حملہ کر دیا تھا دوسری جانب عمروس بن یوسف اور اسکے بیٹے یوسف بن عمروس کے بھی حوصلے بڑے بلند تھے وہ تسخیر کے میدانوں کے شہ سواروں اور سیل جوادت کیطرح الفانسو دوئم کے سامنے آئے اور اسکے بعد انہوں نے فضاؤں کی نیلگوں پوشاک کی تہوں میں سر اٹھانے والی لا متناہی قوت اور بحر کے طوفانوں میں سیل بلا خیز کی طرح الفانسو دوئم کے لشکر پر جوابی حملہ کیا تھا دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے میدان جنگ ہواؤں کی آہ و زاری عناصر کے نالہ و ماتم کی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی ہر سمت موت اور انیستی راحت و اطمینان کو نگلتی ہوئی اسرار حیات کے اندر سوزش و اضطراب پھیلانے لگی تھی دونوں لشکر ایک دوسرے پر ضربیں لگاتے ہوئے تاریخ کے جلتے گھاؤ پر درد کی چٹائیں اور موت کے الاؤ پھیلانا شروع ہو گئے تھے۔

جس وقت جنگ اپنے عروج پر آ گئی تھی اور لمحہ بہ لمحہ الفانسو دوئم کا پلہ بھاری اور عمروس بن یوسف کی حالت پتلی اور ہلکی ہوتی دکھائی دے رہی تھی اچانک الفانسو کے لشکر کی پشت کی جانب سے عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم دونوں نمودار ہوئے پھر وہ الفانسو کے لشکر کی پشت پر ہواؤں کے ڈاویلے۔ سمندر کے شور اور حیات سے ہمکلام ہوتی موت کیطرح تکبیریں بلند کرتے ہوئے انقلاب سے بالا تر بیداری کے پیغام اور ہزاروں لاکھوں بھید لیے بصیرت کے دراز ہاتھوں کیطرح الفانسو کے لشکر پر حملہ آور ہو

گئے تھے عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم کے ان جان لیوا حملوں میں سمندر کی گہرائی فلک کی بلندی اور پانیوں سے ابھرتی پیاس جیسی تشنگی کی وسعت تھی۔

یہ پہلا موقع تھا کہ عبدالکریم کسی بڑے لشکر کی کمانداری کرتے ہوئے اپنے سے کئی گنا بڑی قوت پر حملہ ہو رہا تھا اسکا ساتھی اسماعیل بن قاسم بھی اسی جیسے جذبے اور اسی جیسے خلوص کا اظہار کر رہا تھا دونوں نے الفانسو کے لشکر کی پشت کی جانب سے اس خونخواری سے حملہ کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے الفانسو کے لشکر کی پچھلی کئی صفوں کا صفایا کر رکے رکھ دیا تھا۔

قبل اسکے الفانسو نئے حملہ آوروں کو روکنے کا کوئی سبب کرتا اس وقت تک عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم دونوں نے ملکر الفانسو کے لشکر کے پشتی حصے کی حالت گورستان کے متلاشی بے اولادوں۔ راہبوں سے خالی راہب خانوں اور انحطاط و زوال اور فکر و ہجر کے دکھ جیسی بنا کے رکھ دی تھی دیکھتے ہی دیکھتے الفانسو کے پچھلی صفوں کا انہوں نے صفایا کر دیا اسکے بعد وہ تیز دھار کے آلے کیطرح الفانسو کے لشکر کے قلب پر وارد ہونا شروع ہو گئے تھے۔

دوسری جانب خلیفۃ الحکم کے سرحدی والی عمروس بن یوسف اور اسکے بیٹے یوسف بن عمروس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ الفانسو کی پشت کیطرف سے عبدالکریم نے اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کر دیا ہے لہذا انکے حوصلے بلند ہو گئے اور انہوں نے بھی نئے انداز میں اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے انوکھے انداز میں حملہ آور ہونے کی ابتداء کر دی تھی۔

الفانسو کے لشکر کے پشتی حصے کا صفایا کرنیکے بعد عبدالکریم اب ایک طرح سے الفانسو کے وسطی حصے تک جا پہنچا تھا پھر ایک بلند جگہ پر اپنے گھوڑے کو لے جاتے ہوئے بڑے زور دار انداز میں اپنے لشکریوں کو مخاطب کیا تھا۔

" میرے آندھیوں کے حریف ساتھیو! میرے دست جنوں میں خار بداماں رفیقو۔ تمہارے سامنے آنے والے دشمن جہل کی اولاد ابولہب کے فرزند ہیں یہ انسانی فطرت کے قتل عصیاں میں ڈوبی نحوست کی مستی ہیں میرے ساتھیو آج کا دن ہماری آزمائش ہمارے امتحان کا دن ہے آگے بڑھو وجد و شباب کے موسموں کی طرح اپنے دشمنوں پر

ضرب لگاتے ہوئے انکی حالت شکن شکن بدن نفس نفس موت کے پیغام جیسی بنا کر رکھ دو میرے ساتھیو آؤ میرے پہلو بہ پہلو دشمن پر ضرب لگاؤ آؤ عہد کریں کہ دشمن پر ہم موت کے ان میدانوں میں خزاں کی سنہری چاندنی دلوں کے مدوجزر اور زندگی کے تلخ انقلاب کی طرح چھا جائیں گے "

یہاںتک کہنے کے بعد عبدالکریم نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی پھر وہ والہانہ انداز میں پیشقدمی کرتا ہوا دشمن پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

عبدالکریم کے ان الفاظ نے اسکے لشکریوں کے تن میں گویا آگ لگا دی ہو انکے خون میں شرارے بھر دیئے ہوں عبدالکریم کی رہنمائی میں وہ اپنے سے زیادہ طاقت اور تعداد رکھنے والے الفانسو دوئم کے لشکر پر حملہ آور ہوتے ہوئے ایسی صورت اختیار کر گئے تھے گویا شب سحر کی دام فگن ہونے لگی ہو آفتاب کے ذرے صحرا کا شکار کرنے لگے ہوں شبنم دجلہ و نیل کی حریف ہونے لگی ہو چراغ ہنستے ہوئے سورج کا منہ چڑانے لگا ہو شرارے آندھیوں سے الجھنے لگے ہوں۔ خس و خاشاک طوفانوں پر حملہ آور ہونے لگے ہوں اور غبار پربتوں سے ٹکرانے کا عزم کر چکے ہوں عبدالکریم اور اسکے ساتھیوں کے اس طرح نئے انداز نئے ولولے کے ساتھ حملہ آور ہونیکے باعث الفانسو دوئم کے لشکر کی مزید صفیں درہم برہم ہو کر رہ گئیں تھیں۔

الفانسو دوئم نے ایک بار پھر آپ اور اپنے لشکر کو سنبھالنے کی کوشش کی جنگ جاری رکھتے ہوئے فوراً اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ جو اس نے اپنی کمانداری میں رکھا اسکے ذریعے اس نے یوسف بن عمروس اور عمروس بن یوسف دونوں باپ بیٹوں کے حملوں کو روکے رکھا جبکہ اپنے ایک کماندار اور سالار کو اس نے لشکر کا آدھا حصہ دیکر عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم کی راہ روکنے پر مقرر کیا تھا۔

لیکن اب دیر ہو چکی تھی عبدالکریم کے الفاظ نے انکے لشکریوں کو شرر سے شعلہ بنا کر رکھ دیا تھا اور پھر عبدالکریم کی راہ روکنا کوئی آسان کام نہ تھا اسلیے کہ عبدالکریم اب اپنے لشکریوں کے ساتھ الفانسو کے لشکر کی صفوں میں یوں تیزی کے ساتھ گھستا چلا گیا تھا جیسے محفل لالہ رخاں انجمن گلبدانہ آذر کدا حسن اور پر ہجوم جمال کے اجالوں میں

جنون کے نقاش۔ رامش کدہ دوراں بناض طلاطم ساحل کے نقیب آندھیوں کے قائد شمعوں کے خطیب اور رتوں کی بساط الٹ دینے والے جنگجو بے خطر اور بے خوف ہو کر گھستے چلے جاتے ہیں۔

دریائے ابرو کے کنارے ابرہ کی وادیوں میں تھوڑی دیر تک الفانسو دوئم دفاع کی جنگ کرتا رہا جلد ہی اس نے اندازہ لگا لیا کہ جسقدر وہ جنگ کو طول دیگا اسقدر ہی زیادہ اسکے لشکریوں کا قتل عام ہوگا یہاںتک کہ اسے اپنی جان کے لالے بھی پڑ جائینگے یہ سوچتے ہوئے الفانسو دوئم نے اپنی شکست تسلیم کر لی پھر اس نے اپنے لشکر کو دائیں جانب نکالتے ہوئے تھوڑا سا محفوظ کیا پھر وہ بھاگ کھڑا ہوا عبدالکریم اسماعیل بن قاسم عمروس بن یوسف اسکے باپ یوسف بن عمروس نے دور تک اپنے آگے بھاگتے الفانسو دوئم اور اسکے لشکریوں کا تعاقب کیا انکی تعداد مزید کم کی اسکے بعد وہ واپس اس جگہ لوٹ آئے تھے جہاں تھوڑی دیر پہلے جنگ ہوئی تھی وہاں انہوں نے خیمے نصب کرنیکے بعد پڑاؤ کیا تھا۔

جس وقت عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم دونوں اپنے لشکر کے نصب ہوتے خیموں کا جائزہ لے رہے تھے کہ ایک طرف سے یوسف بن عمروس اور عمروس بن یوسف دونوں باپ بیٹے آتے دکھائی دیئے یوسف بن عمروس کو دیکھتے ہی عبدالکریم نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اسکے ساتھ اسکا باپ ہے لہذا اسماعیل بن قاسم کے ساتھ اس نے آگے بڑھ کر باپ بیٹے کا استقبال کیا اس موقع پر یوسف بن عمروس اپنے باپ عمروس بن یوسف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اے میرے باپ یہ آپکے سامنے امیر عبدالکریم بن مغیث کھڑے ہیں اور انکے ساتھ انکے سالار اسماعیل بن قاسم ہیں۔

مصافحہ کرنیکے بعد عمروس بن یوسف پھر ایک بار آگے بڑھا پہلے انتہائی پر جوش انداز میں وہ عبدالکریم سے بغلگیر ہوا پھر اسی انداز میں وہ اسماعیل بن قاسم سے گلے ملا اسکے بعد وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عبدالکریم نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا آیئے خیمے میں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں اس پر چاروں آگے بڑھے پھر وہ عبدالکریم کے خیمے میں جا کر بیٹھ گئے تھے تھوڑی دیر تک خیمے میں خاموشی رہی پھر عمروس بن یوسف کی آواز

گونجی ۔

امیر عبدالکریم جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ تو میں بعد میں کہونگا پہلے میں دو بڑا پر آپکا انتہا درجہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں امیر محترم پہلی بات یہ کہ آپ نے میرے بیٹے کی جان بچائی قسم خداوند قدوس کی مجھے اپنے بیٹے کے واپس آنیکی کوئی امید نہ تھی ۔ جبکہ یہ میرا بیٹا ہی میری آخری پونجی ہے آپ نے اسے رانسی وال کے دروں سے نجات دلا کر مجھ پر وہ احسان کیا ہے جسے کسی بھی صورت اتارا نہیں جا سکتا میں آپکی شجاعت آپکی دلیری کو سلام کرتا ہوں کہ آپ نے رانس وال کے درے میں برناڈو کے سارے مسلح جوانوں کا خاتمہ کر کے ان دروں کو اپنا مسکن بنا لیا ہے ۔

آپ کا دوسرا احسان جسکے لیے میں آپکا شکر گذار ہونا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آپ الفانسو کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر اسے بدترین شکست دینے کا باعث بنے ہیں اگر میں اکیلا اسکے مقابلے میں ہوتا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے مقابلے میں ہم دونوں باپ بیٹے کی شکست یقینی تھی اور اگر ہمیں شکست ہوتی تو پھر خلیفہ الحکم نہ جانے میرے خلاف کیا حکم صادر کرتا جبکہ الفانسو کو ہم نے بدترین شکست دی ہے تو میں اپنا سرفخر سے بلند کرتے ہوئے خلیفہ الحکم کی خدمت میں حاضر ہو سکتا ہوں ۔

امیر عبدالکریم قسم خداوند قدوس کی آپ یقیناً ان جوانوں میں سے ہیں جو کذب و عصیان میں سچائی کی کرنوں کے نقاب جرم و جہل میں انصاف کا فروغ سینوں کے مکرو فریب میں اقوام کی تقدیر اور فطرت کا مرقع شہرت کے تکبر میں اجالوں کا زمزمہ اور انکساری کا چراغ اور اقوام کی تقدیر میں عقیدتوں کا عروج اور نگاہ و فکر کی رفعت بن کر نمودار ہوتے ہیں میں ہمیشہ آپ کی ذات پر فخر کرتا رہونگا ۔

عمروس بن یوسف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ عبدالکریم نے بولتے ہوئے اسکی بات کاٹ دی ۔

محترم عمروس بن یوسف آپ میری تعریف کرتے ہوئے یقیناً خوش فہمی سے کام لے رہے ہیں میں نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا ۔ ابتک تو میں غلامانہ زندگی بسر کرتا رہا ہوں جہاں میرے لیے کوئی لوح کا محتسب کوئی قلم کا فقیہہ کوئی ۔ مفتی شہر کوئی قاضی وقت نہ تھا ۔ وہاں میرے لیے کرب کے آفاق ۔ رنگ و نسل کی دھوپ کے سوا

کچھ بھی نہ تھا وہ ایسے لوگ تھے جو وقت کے دام بچھا کر بصیرت کو یتیم ۔ اجالوں کو تقسیم کر دیتے تھے انکے ہونٹوں پر ابن آدم کا لہو امتوں کا خون تھا انکے جگر ظلمتوں کے مسکن ۔ انکے دل زہر آب تھے میں اپنے خداوند قدوس کا شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھے اس ماحول سے نجات دی ۔ اب میں جس ماحول میں ہوں اس میں رہتے ہوئے کم از کم اپنی مسلم قوم کے لئے بہت کچھ کرنیکی استطاعت رکھتا ہوں ۔

عبدالکریم جب خاموش ہوا تو عمروس بن یوسف پھر بول پڑا ۔

امیر عبدالکریم مجھے ابھی آپ سے بہت سی خوش فہمیاں ہیں مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ آپ اندلس کے مسلمانوں کی بہتری کے لئے خدمات انجام دینگے الفانسو دوئم نے جو گذشتہ برسوں میں مسلمان علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا وہ تو ہم نے اس سے واپس لے لیا ہیں ۔ اب الفانسو دوئم کچھ عرصے تک ہمارے خلاف صفا آرا. ہونیکی جرأت نہیں کریگا میرے بیٹے الفانسو کے لشکر کو شکست دینے کے بعد جو کچھ بھی اسکے پڑاؤ سے ملا ہے ان سب کے تم حقدار ہو میں اس میں سے کچھ نہیں لونگا اپنے لشکریوں کو میں اپنے یہاں سے ایسا نواز دونگا کہ وہ خوش ہو جائینگے میں آج ہی اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے واپس جاؤنگا اپنی جگہ اپنے بیٹے یوسف کو سرحدوں کی نگرانی پر مقرر کر دونگا خود میں خلیفہ الحکم کی خدمت میں حاضر ہونگا تاکہ انہیں ان سارے واقعات سے آگاہ کر سکوں امیر عبدالکریم اگر آپ برا نہ مانیں تو آپ چند روز تک یہیں پڑاؤ کریں تاکہ الفانسو اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ دوبارہ اس سمت آنیکی جرأت نہ کر سکے ۔

عبدالکریم نے عمروس بن یوسف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ مجلس برخاست ہو گئی تھی اسی روز شام کے قریب عمروس بن یوسف اسکا بیٹا یوسف بن عمروس دونوں اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلے گئے تھے جبکہ تجویز کے مطابق چند روز کے لئے عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم نے اپنے لشکر کے ساتھ وہیں پڑاؤ کر لیا تھا ۔

حمود بن مغیرہ اور اسکی بیوی بیران دونوں اپنی رہائش گاہ کے باہر کھڑے تھے کہ اچانک وہ چونک سے پڑے اسلیے کہ سمیر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی ہوئی انکی طرف آرہی تھی اس موقع پر بیران نے حمود کو مخاطب کیا۔

یہ سمیر کو کیا ہوا یہ تو یونان روسیس اور اپنے ماموں ذوئیس کے ساتھ یونان کے کھیتوں اور باغات کی طرف گئی ہوئی تھی یہ اپنے گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگاتے ہوئے بڑی بد حواسی میں ادھر آرہی ہے اسے گھوڑا دوڑانے کے انداز سے لگتا ہے کہ خیرت نہیں ہے۔

حمود اپنی بیوی بیران کی اس گفتگو کو جواب نہ دے سکا اسلیے کہ اتنی دیر تک اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے سمیر وہاں پہنچی تھی پھر وہ اپنے گھوڑے سے اتری حمود نے دیکھا سمیر بے چاری کی حالت یاس کے بھنور جیسی ویران و بے کیف ہو رہی تھی اسکے چہرے کی تابانی میں خوف و ہراس رقص کر رہے تھے جونہی سمیر گھوڑے سے اترا کر اسکے قریب ہوئی حمود نے بڑی بے چینی سے پوچھا۔

سمیر میری بہن خیریت تو ہے تم بڑی بدحواس اور خوفزدہ لگتی ہو تم تو اپنے ماموں کے علاوہ یونان اور روسیس کے ساتھ انکے باغوں اور کھیتوں کی طرف گئی تھی پر تم اکیلی ہی گھوڑا دوڑاتی ہوئی کیوں آگئی ہو۔

حمود اور بیران کے قریب آکر سیمر بے چاری رکی اور پھر وہ ہچکیوں اور سسکیوں میں

رونے لگی اسکے بعد وہ زور زور سے دھاڑیں مار رہی تھی اسکی حالت دیکھتے ہوئے حمود اور بیران پریشان ہو گئے تھے پھر بیران آگے بڑھی سمیر کو اپنے ساتھ لپٹا کر اسے پیار کیا اسے چپ کرایا پھر پوچھا۔

سمیر میری بہن رو مت کہو کیا ہوا تمہارے ماموں کہاں ہیں یونان اور ذوئیس کہاں ہیں کیا تم لوگوں کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا ہے سمیر بے چاری منہ سے تو کچھ نہ بول سکی تاہم اس نے اثبات میں اپنا سرہلا دیا تھا وہ ابھی تک اپنے منہ کو ڈھانپے اپنی سسکیوں اور ہچکیوں پر قابوں پانے کی کوشش کر رہی تھی اس موقع پر حمود نے سمیر کو مخاطب کیا۔

سمیر میری بہن کھل کر کہو کیا ہوا سمیر نے اپنے آپ کو سنبھلا پھر وہ بول پڑی حمود میرے بھائی آپ جانتے ہیں میں ماموں یونان روسیس کھیتوں کی طرف گئے تھے لیکن اچانک ہم پر ارزیلہ نے اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ حملہ کر دیا در اصل ارزیلہ اپنے جوانوں کے ساتھ گذشتہ کئی دنوں سے سرگردان تھا اسے کہیں خبر ہو گئی تھی کہ میں نے ویزس نام کی بستی کے کلیسا میں پناہ لے رکھی ہے میرے خیال میں وہ کلیسا کے چکر لگاتا رہا جب اسے کلیسا میں میں نہیں ملی تو اسکو بھنک ضرور پڑ گئی ہو گی کہ میں یہیں کہیں ہوں بس وہ میری تاک میں تھا۔

جب ہم گھوڑوں پر سوار ہو کے باغات اور کھیتوں میں گئے ہمیں وہاں کام کرتے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ارزیلہ وہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آ نمودار ہوا میرے ماموں نے ارزیلہ کو للکارا اور اسے بتایا کہ اب وہ سمیر پر ہاتھ نہ ڈالے سمیر رانسی وال کے دروں کے امیر کی عزت ہے اور اگر اسے سمیر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا لیکن ارزیلہ نے اسکی کوئی پرواہ نہ کی مجھ پر حملہ آور ہوا روسیس یونان بھی سمجھ گئے تھے کہ وہ لوگ مجھے حاصل کرنا چاہتے ہیں لہذا میرے سامنے دیوار بن گئے میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا قریب کھڑے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی اور وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی اتنی دیر تک ان ظالموں نے میرے ماموں یونان اور روسیس کو موت کے گھاٹ اتار دیا شاید وہ میرا تعاقب بھی کرتے لیکن چونکہ میرے ماموں نے شروع میں بتا دیا تھا کہ سمیر اب رانسی وال کے دروں کی عزت

ہے لہذا اس خوف کے باعث شاید وہ میرے تعاقب میں نہیں آئے۔

سمیر کے اس انکشاف پر حمود بن مغیرہ کا چہرہ غصے میں سرخ ہو گیا تھا بھڑکتے ہوئے وہ اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا تھا پھر اس نے اپنی بیوی بیران کو مخاطب کیا۔

بیران تم سمیر کو سنبھالو میں مسلح جوانوں کو لیکر ان کے تعاقب میں جاتا ہوں اگر وہ یہیں کہیں ہیں تو بچ کر نہ جا سکیں گے اس پر سمیر کہنے لگی میرے بھائی نہیں وہ تو بھاگ چکے ہیں اب انہیں پکڑنا محال ہے اب انکے تعاقب میں جانے کا کوئی فائدہ نہیں حمود کہنے لگا سمیر میری بہن تم آرام کرو میں اپنے مسلح جوانوں کے لیکر جاتا ہوں اور اگر وہ مجھے نہ ملے تب بھی میں تمہارے ماموں کے علاوہ یونان اور روسیس کی لاشیں تو اٹھا کر یہاں لاؤں گا اور انہیں یہاں دفن کر دونگا۔

جواب میں سمیر پھر بول پڑی حمود میرے بھائی یہ بہت برا ہوا اب میں امیر عبدالکریم کو کیا جواب دونگی شاید وہ یہ خیال کرنے لگیں گے کیونکہ روسیس انکی ذات کے لیے میرے ساتھ حصہ دار بن رہی تھی اسلیے میں نے اسے راستے سے ہٹا دیا ہے قسم خداوند قدوس کی میں اب کیا منہ لیکر عبدالکریم کے سامنے جاؤں گی اس پر حمود نے سمیر کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے پیار سے کہنا شروع کیا۔

سمیر میری بہن تم اس معاملے میں مت سوچو تمہارا اس سلسلے میں کیا قصور کیا ارزیلہ کو تم نے بلایا تھا کہ ان پر حملہ آور ہو اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دے ارزیلہ بیشک یہاں سے بچ کے جا چکا ہے لیکن امیر کے آنے کی دیر ہے ہم انکی بستیوں پر حملہ آور ہونگے ارزیلہ کو ہی نہیں مارینوس کو بھی خداوند نے چاہا تو زندہ گرفتار کر کے یہاں لائیں گے پھر تمہیں منصف بناتے ہوئے ان دونوں کے سامنے پیش کریں گے سنو میری بہن ارزیلہ اب ہمارے انتقام سے بچ نہیں سکے گا بیران تم سمیر کو اندر لے جاؤ اسکے گھوڑے کو بھی باندھو میں مسلح جوانوں کے ساتھ یونان کے باغات اور کھیتوں کی طرف جاتا ہوں اسکے ساتھ ہی بیران نے سمیر کے گھوڑے کو پکڑا پھر وہ سمیر کو لیکر اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہی تھی جبکہ تھوڑی ہی دیر بعد حمود بن مغیرہ مسلح جوانوں کے ساتھ یونان اور روسیس کے کھیتوں اور باغات کا رخ کر رہا تھا۔

0000

ادھر اندلس میں اسلامی مملکت کی حالت دگر گوں تھی ہشام بن عبدالرحمان کے مرنے کے بعد ہشام کا بیٹا حکم بن ہشام اندلس میں مسلمانوں کا خلیفہ ہوا تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی حکم کو بغاوت اور سرکشیوں کا سامنا کرنا پڑا حکم کے بھائیوں میں تو ہر ایک نے حکم کے ساتھ تعاون کیا البتہ اسکے ایک چچا سلیمان اور دوسرے چچا عبداللہ نے حکم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا وہ چونکہ مختلف علاقوں پر حاکم تھے لہذا انہوں نے اپنے علاقے کے لوگوں کو ملاتے ہوئے انہوں نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دے لیا تھا اور اندلس میں وہ حکم بن ہشام کے خلاف برسرپیکار ہو گئے ساتھ ہی اندلس کے شورش پسند بھی اٹھ کھڑے ہوئے سرحدی عیسائی حکومتیں بھی آگے بڑھیں اور انہوں نے چند شہروں پر قبضہ کر لیا۔

حکم بن ہشام کے دونوں عم کے علاوہ اور باغی بھی اٹھ کھڑے ہوئے جو کوئی تھوڑی بہت قوت رکھتا تھا جب دیکھتا تھا کہ خلیفہ کے خلاف اسکے چچا ہی اسکے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو وہ بھی بغاوت کر دیتے اور باغیوں میں ایک اہم شخص بہلول بن مرزوق بھی تھا اس نے بغاوت کرنے کے بعد پیش قدمی کی اور سرقسطہ شہر پر اس نے قبضہ کر لیا انہیں دنوں ایک شخص عبدیدہ بن حمید نے " طلیطلہ " شہر میں بھی علم بغاوت کر دیا اس پر مستزادیہ کہ حکم بن ہشام کا چچا عبداللہ بھی بہلول سے آن ملا اس کے بعد نہ جانے اس کے جی میں کیا سمائی کہ اس نے بہلول کا ساتھ ترک کر کے شمالی اندلس کے علاقے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا اور بلنسیہ شہر کو دارالحکومت قرار دیتے ہوئے اس نے ایک علیحدہ مملکت قائم کر لی۔

حکم نے سب سے پہلے طلیطلہ کی بغاوت کو فرو کرنے کا ارادہ کیا اس مقصد کے لئے اس نے اپنے سرحدی والی عمروس بن یوسف کو طلب کیا عمروس نے طلیطلہ کا محاصرہ کر لیا اس لڑائی کے دوران اس نے طلیطلہ کے ایک مقتدر آدمی سے ساز باز کر کے باغیوں کے سرغنہ عبیدہ کو قتل کروا دیا اور اسکا سر خلیفہ حکم بن ہشام کے پاس بھجوایا دیا۔

اسکے بعد کچھ بربروں نے طلیطلہ کے اس رئیس کے آدمیوں پر یورش کی جس نے

عمروس بن یوسف سے ساز باز کی تھی اس پر عمروس پھر حکم بن ہشام کے حکم پر طلیطلہ شہر پر چڑھ آیا اس نے ساتھ سو بربروں کو ہلاک کر کے انکے سر بھی حکم بن ہشام کی طرف روانہ کر دیئے۔

انہی دنوں خلیفہ حکم بن ہشام کا دوسرا چچا سلیمان طنجہ سے آن وارد ہوا عمروس کے بربروں کو قتل کرنے پر بربر خلیفہ حکم بن ہشام کے اطاعت سے باہر ہو گئے تھے کچھ عرب بھی اسکے قریبی دوست تھے لہذا ان سب سے ملنے اور ساز باز کرنے کے بعد سلیمان نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا اور خلیفہ حکم بن ہشام سے جنگ کرنے کے لیے نکلا لیکن بد قسمتی سے خلیفہ کے مقابلے میں اسے شکست ہوئی اور خلیفہ کا چچا سلیمان روپوش ہو گیا۔

دوسرے سال پھر سلیمان طنجہ پر قبضہ کرنے آیا خلیفہ حکم بن ہشام مستعد تھا پھر وہ اپنے چچا کے مقابلے پہ آیا سلیمان شکست کھانے کے بعد پھر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اسطرح کئی بار اس نے جگہ جگہ سر نکالا اور خلیفہ الحکم بن ہشام اسکا تعاقب کرتا رہا یہاں تک کہ ایک جنگ کے دوران خلیفہ الحکم بن ہشام نے اپنے چچا سلیمان کو گرفتار کر لیا اور پھر اسکا سر کاٹ کر عبرت کے لئے اسکا سر قرطبہ روانہ کر دیا سلیمان کے اہل و عیال سرقسطہ میں تھے انکو خلیفہ نے امن کا پروانہ دیتے ہوئے قرطبہ بلوا لیا۔

دوسرا چچا عبداللہ ان دنوں بلنسیا میں مقیم تھا اسکے ساتھی اسکا ساتھ دیتے ہوئے الحکم بن ہشام کے ساتھ جنگ کرتے کرتے کمزور ہو چکے تھے اسکے علاوہ عبداللہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ اسکے بھتیجے الحکم بن ہشام نے اسکے بھائی سلیمان کو شکست دیکر اسے گرفتار کیا اور اسکا سر قلم کر دیا تو اپنے بھائی سلیمان کا انجام دیکھتے ہوئے عبداللہ نے پر امن زندگی گزارنے کا تہیہ کیا عبداللہ نے قرطبہ کے مشہور عالم یحییٰ بن یحییٰ کے توسط سے اپنے بھتیجے الحکم بن ہشام سے رابطہ قائم کیا اس رابطے کے نتیجہ میں خلیفہ الحکم بن ہشام نے اپنے چچا عبداللہ کو معاف کرتے ہوئے اسکا سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا اور اسکے لڑکوں کو حکومت کے اہم منصبوں پر مامور کر دیا گیا۔

اسکے بعد خلیفہ الحکم بن ہشام نے طلیطلہ کے اہل بغاوت کیطرف توجہ دینے کا تہیہ کر لیا تھا یہ شہر ایک مدت سے بغاوتوں کا مرکز اور اشرار کا مسکن بنا ہوا تھا یہاں عربوں

بربروں نو مسلموں اور عیسائیوں کی مخلوط آبادی تھی فتنہ پردازی میں عیسائی اور نو مسلم پیش پیش تھے یہاں کے باشندوں کے بے خوفی علماء دین کا غرور قرطبہ کو بھی نصیب نہ تھا۔ ویزی گاتھ کے عہد میں یہ شہر دارالحکومت تھا اسلیے یہاں کے باشندے اپنی روایات کے لحاظ سے بہت بلند نظر تھے۔

مسلمان گورنر اتنی گھنی آبادی اور پرجوش افراد سے ہمیشہ دبے دبے رہتے تھے جو مسلمان مضافات شہر میں رہتے تھے ان پر بھی شہر والوں کا رعب طاری رہتا تھا۔

طلیطلہ شہر میں ایک شاعر عزیب ایسے خاندان تھا جو عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو گیا تھا یہ علاوہ معروف شاعر ہونے کے غیر معمولی ذہانت کا مالک تھا اہل طلیطلہ اس پر اعتماد رکھتے تھے اور وہ حکومت کیخلاف ہوشیاری سے ان کی راہنمائی کرتا تھا جبتک یہ زندہ رہا الحکم بن ہشام نے اہل طلیطلہ پر ہاتھ نہ ڈالا اسکے مرنے کے بعد خلیفہ نے طلیطلہ والوں سے نپٹنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

الحکم بن ہشام کی خوش قسمتی کہ جن دنوں وہ طلیطلہ کے باغیوں سے نپٹنے کا سوچ رہا تھا ان دنوں ایک روز جبکہ وہ اپنے قصر میں بیٹھا ہوا تھا اسکے حاجب نے اسکے سرحدی والی عمروس بن یوسف کے آنے کی اطلاع دی عمروس بن یوسف کا نام سن کر خلیفہ الحکم بن ہشام کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ بلا توقف عمروس بن یوسف کو اسکے سامنے پیش کیا جائے۔

عمروس بن یوسف جب خلیفہ الحکم کے قصر کے اس کمرے میں داخل ہوا تو خلیفہ الحکم بن ہشام نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکا استقبال کیا اور اپنے پہلو میں اسے بیٹھنے کی جگہ دی قبل اسکے کہ عمروس بن یوسف خلیفہ پر کوئی انکشاف کرتا خلیفہ الحکم بن ہشام نے پہلے ہی اسے مخاطب کر لیا۔

عمروس بن یوسف! میں تمہیں قرطبہ میں خوش آمدید کہنے کے ساتھ ساتھ تمہیں مبارکباد بھی دیتا ہوں یوسف کے بیٹے میرے جاسوس اور طلایہ گردستے تمہارے آنے سے پہلے ہی مجھے یہ اطلاع کر چکے ہیں کہ تم نے دریائے ابرہ کے کنارے وادی ابرہ میں اشتوراس کے عیسائی بادشاہ الفانسو دوئم کو بدترین شکست دی ہے میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اس جنگ میں ایک رئیس عبدالکریم بن مغیث نے تمہاری بہترین مدد کی ہے

اس کی وجہ سے تم الفانسو دوئم کو شکست دینے یں کامیاب ہوئے ہو میرے طلایہ گر دستے عبدالکریم بن مغیث کے متعلق مجھے تفصیل سے نہیں بتا سکے اب تم مجھے پورے حالات سے آگاہ کرو۔

جواب میں عمروس بن یوسف تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر بول اٹھا۔

خلیفہ محترم اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے اشتوار اس کے عیسائی حکمران الفانسو دوئم کو بد ترین شکست دی ہے اور یہ شکست میں اکیلا کسی بھی صورت نہیں دے سکتا تھا میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ سے پوچھے بغیر الفانسو دوئم کے خلاف میں نے اس مہم کا آغاز کیا لیکن میں نے اس مہم کو صرف اور صرف عبدالکریم بن مغیث کی مدد کیوجہ سے شروع کیا اسکے بعد عمروس بن یوسف نے عبدالکریم بن مغیث کے حالات پوری تفصیل کیساتھ سنا ڈالے تھے۔

ابن یوسف جب خاموش ہوا تب خلیفہ الحکم بن ہشام تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا اس دوران اسکے لبوں پر خوشگوار مسکراہٹ کھلیتی پھر اس نے عمروس بن یوسف کیطرف دیکھا۔

ابن یوسف ! اگر یہ عبدالکریم ابن مغیث ایسا ہی ہے جیسی تم نے تعریف کی ہے تو یہ شخص اس قابل ہے کہ اسے اہمیت دی جائے تمہاری آمد سے پہلے بھی مجھے طلایہ گر دستے اس سے متعلق بہت کچھ بتا چکے ہیں جس قدر اسکی تعریف کی گئی تھی اس پر مجھے اعتبار نہیں آتا تھا اب تمہاری زبان سے اسکے متعلق سن کر میں غائبانہ طور پر اسکی ذات سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔

خلیفہ الحکم بن ہشام یہیں تک کہنے پایا تھا کہ عمروس بن یوسف اسے مخاطب کرتا ہوا پھر بول پڑا۔

خلیفہ المسلمین میں آپ سے یہ بھی گذارش کروں کہ یہ عبدالکریم بن مغیث کبھی نحیف و تنہا دل گرفتہ جنگجو تھا جو راہ طلب میں جلتا ٹوٹتا رہا۔ وہ روئے گل سے دور پریشان بوئے گل کی مانند تھا وہ بنتی بگڑتی کائنات میں خلاؤں میں جلتے آفتاب اور افکار کے دوش پر الفاظ کیطرح سرگرداں تھا پر اب میرے آقا وہ رینگتے زمانوں میں آگ کے پیراہن ۔ حقیقت کے دوش پر ذہنی سراب اور سمندر کے ھنسوں کی سی صورت اختیار کر

چکا ہے اب وہ اس قابل ہے کہ لہو کے تازہ چمکتے اجالے کیطرح لمحہ بھر میں اپنے دشمنوں کو بے چہرہ کر دے اب وہ ایسی طاقت رکھتا ہے کہ پل بھر میں اپنے عدو کو مجبور مرگ اور سرد مانند سنگ کر کے مرگ کی خاموشی میں غرق کر دے ۔ وہ اپنی معجزانہ حرکات میں اب حق کا دست راست اور نوامیس فطرت میں اپنی قوتوں کو مربوط رکھنے والا بے مثل جنگجو ہے وہ اب ظلمت کی خلیج کو ستاروں کا لباس پہنا دینے والا ناقابل تسخیر تیغ زن ہے امیر محترم جہاں تک میں نے اسکی ذات کا اندازہ لگایا ہے وہ ہیجان آفرین سمندر جیسا نڈر شدید نفرت کی گرم رو جیسا تیز موجوں کے شور بجلی کی کڑک جیسا شجاع اور دلیر ہے حملہ آور ہونے میں وہ انتہائی پر عزم اور دشمن کا تعاقب کرنے میں پر جلال ثابت ہوتا ہے امیر محترم اپنے دشمنوں کے لیے وہ مایوسی و شکست کا بھنور اپنی مسلم قوم کے لئے خلیفتہ المسلمین وہ سکون کا لطیف و سبک نغمہ ہے

عمروس بن یوسف خاموش ہو گیا خلیفتہ الحکم بن ہشام پھر گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا اسکے بعد اس نے عمروس بن یوسف کو مخاطب کیا تھا۔

سن ابن یوسف میں اس عبدالکریم بن مغیث کے متعلق ایک بہت بڑا فیصلہ کر چکا ہوں آج ہی میں ایک حکم نامہ جاری کر رہا ہوں جس کے تحت میں عبدالکریم کو اپنے شمالی علاقوں کا سپہ سالار آعلیٰ مقرر کرتا ہوں اگر اسکی کارکردگی آنے والے دنوں میں بھی اچھی رہی تو میں آج تمہارے سامنے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ میں اسے اپنے سارے لشکریوں کا سپہ سالار آعلیٰ مقرر کر دوں گا اگر شمالی علاقوں کے سالار کی حیثیت سے وہ حملہ آور نصرانی قوتوں کی راہ روکتا ہے ہمارے خلاف اٹھتی بغاوتوں کا قلع قمع کرتا ہے پھر وہ اس قابل ہو گا کہ اسے میں اپنے سارے لشکروں کا سپہ سالار مقرر کر دوں ۔ ساتھ ہی اسے میں یہ پیغام بھیجوا رہا ہوں کہ وہ جس قدر لشکر تمہاری کمانداری میں ہے وہ جب چاہے اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اور تم اور تمہارا بیٹا یوسف بن عمروس جب اسے ضرورت پڑے گی اسکے تحت کام کرو گے کیا اس سلسلہ میں تمہیں کوئی اعتراض ہے ۔

عمروس بن یوسف مسکراتے ہوئے کہہ اٹھا ۔

خلیفتہ المسلمین مجھے اس سلسلہ میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔ میرا بیٹا یوسف تو

پہلے ہی اسکا شیدائی ہے جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو امیں اب اس عبدالکریم کو اپنے بیٹے یوسف ہی کی طرح سمجھنے لگا ہوں میں ہی نہیں سارے لوگ اب اسے امیر کہہ کے مخاطب کرتے ہیں ۔ خلیفتہ المسلیمین یہ عبدالکریم بن مغیث واقعی اس قابل ہے کہ اسے شمالی سرحدوں کا پاسبان مقرر کیا جائے مجھے امید ہے کہ یہ آپکی توقعات پر ضرور پورا اتریگا ۔

خلیفہ الحکم بن ہشام عمروس بن یوسف کی یہ گفتگو سنکر مزید خوش ہو گیا تھا اسکے بعد وہ دوبارہ بول اٹھا

ابن یوسف میں ! ایک حکم نامہ عبدالکریم کیطرف روانہ کر رہا ہوں جسکے تحت میں اسے اپنے شمالی علاقوں کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کرتا ہو اب میں اپنی شمالی سرحدو کی حفاظت بھی اسکے ذمہ لگا رہا ہوں اب میں اپنی شمالی سرحدوں میں نہ صرف خوراک اور ہتھیاردں کے ذخائر بھجوا رہا ہوں بلکہ کچھ جنگجو دستے بھی اسکی طرف روانہ کر رہا ہوں اسطرح اسکی طاقت اور قوت میں بھی اضافہ ہوگا اور اگر آنیوالے دنوں میں الفانسو دوئم نے پھر ہماری سرحدوں پر حملہ آور ہونے کی کوششیں کی تو میرے خیال میں عبدالکریم اسے مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیگا مجھے اس بات کی بے حد خوشی اور اطمنیان ہے کہ تم نے اس عبدالکریم بن مغیث کے ساتھ مل کر الفانسو سے وہ علاقے چھین لیے ہیں جو ماضی میں کبھی ہماری ملکیت ہوا کرتے تھے ۔

سنو عمروس فی الحال تم یہیں قرطبہ میں میرے پاس قیام رکھو گے میں آج ہی ایک لشکر کے علاوہ رسد اور کمک کا سامان اور سپہ سالار کی تقرری کے احکامات عبدالکریم کیطرف روانہ کر رہا ہوں ۔ تمہارے بیٹے یوسف کے نام بھی میں احکامات جاری کر رہا ہوں کہ وہ آئندہ سرحدی تحفظات کے متعلق سارے احکامات عبدالکریم سے حاصل کرے ۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے تو تم کچھ عرصہ قرطبہ ہی میں قیام کرو گے اسلیئے کہ میں تم سے قرطبہ میں اٹھنے والی بغاوتوں کو فرو کرنے کا کام لینا چاہتا ہوں ۔ عمروس بن یوسف نے خلیفہ الحکم بن ہشام کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر خلیفہ کے حکم پر عمروس بن یوسف نے قرطبہ کے شاہی مہمان خانے میں قیام کر لیا تھا اس قیام کے دوران عمروس بن یوف کی خلیفہ الحکم بن ہشام سے کئی ملاقاتیں ہوئی اور ان ملاقاتوں کے

دوران بڑی راز داری کے ساتھ خلیفہ الحکم ہشام اور عمروس بن یوسف کے درمیان طلیطلہ کی بغاوت کو فرو کرنے کے متعلق فیصلے ہوئے اسکے بعد ان رازوں کو اپنے سینے میں چھپائے بغاوتوں کو فرو کرنے کے لئے عمروس طلیطلہ شہر کیطرف کوچ کر گیا تھا ۔

اشتواراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کو شکست دینے اور چند دن تک سرحدی علاقوں میں قیام کرنے کے بعد عبدالکریم اپنے لشکر کیساتھ رانسی وال کے دروں میں داخل ہوا تھا جونہی وہ اپنے مسکن میں داخل ہوا رانسی وال کے دروں کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اسکی آمد کی خبریں پھیل گئی تھیں اور عبدالکریم کے لشکری اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر پرجوش اور والہانہ انداز میں عبدالکریم کا استقبال کرنے لگے تھے۔ اپنی رہائش گاہ کے سامنے کھلے میدانوں میں پہنچ کر عبدالکریم نے اپنے لشکریوں کو آرام کرنے کا حکم دیدیا تھا۔ کھلے میدان میں حمود بن مغیرہ نے مسکن کے سرکردہ لوگوں اور مجلس شوریٰ کے اراکین کیساتھ عبدالکریم کا استقبال کیا تھا۔ عبدالکریم نے سب کیساتھ پرجوش مصافحہ کیا پھر وہ حمود کیساتھ اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا تھا

عبدالکریم نے حویلی میں قدم رکھا ہی تھا کہ سمیر نے مسکراتے ہوئے خوش کن آواز میں عبدالکریم کا استقبال کیا تھا پھر وہ عبدالکریم کو لیکر حویلی کے دیوان خانے میں داخل ہوئی تھی۔ حمود کو بھی عبدالکریم نے اپنے ساتھ آنے کو کہا تھا تینوں اس کمرے میں بیٹھ گئے پھر بڑے خوش کن انداز میں عبدالکریم نے اپنے سامنے حمود اور سمیر دونوں کو مخاطب کیا۔

سنو حمود اور سمیر سرحدی علاقوں میں میں عمروس بن یوسف اور یوسف بن عمروس

نے مل کے اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کو بدترین شکست دی ہے الفانسو میدان جنگ سے بھاگ گیا اسکے میدان جنگ سے جو کچھ ہمیں حاصل ہوا وہ سب یوسف کے باپ نے میرے حوالے کر دیا ہے اس میں سے زیادہ تر میں نے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا ہے وہ سامان جو مسکن کے بیت المال میں جمع کرایا جائیگا وہ میں نے اسماعیل بن قاسم کی سرکردگی میں ذخیرہ گاہوں کیطرف بھجوا دیا ہے اور میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ الفانسو کے پڑاؤ سے ہمیں بہت کچھ حاصل ہوا ہے۔

سمیر اور حمود میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ میری اور یوسف، بن عمروس کے بارے میں اس کاروائی کی خبر اندلس کے خلیفہ الحکم بن ہشام تک بھی پہنچی ہے اس نے میری کاروائی سے خوش ہوتے ہوئے اپنی سلطنت کے شمالی علاقوں کا مجھے سپہ سالار اعلیٰ مقرر کیا اس نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں شمال کی طرف مسلم مملکت پر حملہ آور ہونے والوں سے اپنی مرضی کے مطابق نپٹ سکوں اسکے علاوہ خلیفہ الحکم نے اپنے سرحدی والی اور یوسف بن عمروس کے باپ عمروس بن یوسف کو بھی میرے ماتحت کر دیا ہے مزید یہ کہ خلیفہ الحکم نے دس ہزار لشکریوں پر مشتمل ایک بہترین لشکر بھی کمک کے طور پر مہیا کیا ہے ان نئے لشکریوں کی رہائش اور کھانے کے انتظامات بھی میں نے اسماعیل بن قاسم کو سمجھا دیئے ہیں میں آج شام یا کل تمہیں ان لشکریوں سے متعارف کروا دوں گا وہ بہترین جنگجو ہیں اور بڑے خلوص کے ساتھ ہمارے ساتھ کام کریں گے اب ایک طرح سے ہمارے پاس چالیس ہزار کا بہترین لشکر تیار ہو چکا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عبدالکریم لمحہ بھر کے لئے رکا پھر اس نے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد کمرے سے باہر تھوڑی دیر کے لئے دیکھا اسکے بعد اپنے قریب بیٹھی سمیر کو اس نے مخاطبہ کیا۔

سمیر کیا بات ہے تمہارے ماموں زوئیس مجھ سے ملنے نہیں آئے کیا وہ کہیں گئے ہوئے ہیں یا وہ کلیسا میں تمہارے چچا کی طرف گئے ہیں اور ہاں یہ روسیس اور اسکا باپ لیونان بھی مجھ سے ملنے نہیں آئے کیا بات ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عبدالکریم کو رک جانا پڑا اسلیئے کہ اس نے دیکھا کہ اسکے

اس سوال پر سمیر بے چاری کی حالت تنگ و تاریک زندان اور پابند سلاسل بانسری کے نغموں اور بھولے ہوئے شکستہ آشیانوں جیسی ویران ہو کہ رہ گئی تھی ۔ تھوڑی دیر تک سمیر کی یہ ہی کیفیت رہی اس موقع پر عبدالکریم پھر اسے مخاطب کر کے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ وہ دنگ رہ گیا اور اسے خاموش ہی رہنا پڑا اسلیئے کہ اس نے دیکھا سمیر تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے اپنے آپ کو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی پھر نہ جانے اسے کیا ہوا کہ اسکی آنکھوں سے تیز دھاروں کی طرح آنسو بہہ نکلے اسکے بعد وہ اپنا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں چھپاتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی سمیر کی یہ حالت دیکھتے ہوئے خود عبدالکریم بے چارہ بھی شام کے گہرے سایوں صبح صادق کی منتظر اور بے چین روحوں اور رات کی تاریکیوں میں سرگرداں ستاروں کی طرح ہو کے رہ گیا تھا تھوڑی دیر تک وہ پریشان کن سے انداز میں سمیر کی طرف دیکھتا رہا اس دوران سمیر کی ہچکیاں بڑھتی رہیں اور وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی سامنے بیٹھا ہوا حمود بھی غمزدہ اور فکر مند ہو گیا تھا پھر عبدالکریم نے حمود کی طرف دیکھا

حمود میرے بھائی کیا معاملہ ہوا ہے سمیر رو کیوں رہی ہے اسکا ماموں کہاں ہے روسیس اور لیونان کہاں ہیں ۔

عبدالکریم کے پوچھنے پر حمود نے تفصیل کے ساتھ روسیس اور لیونان کے مارینوس اور ارزلیہ کے آدمیوں کے ہاتھوں مارے جانے اور پھر سمیر کے بڑی مشکل سے جان بچا کر ارزلیہ سے بھاگنے کی تفصیل کہہ سنائی تھی ۔

حمود بن مغیرہ کے اس انکشاف پر عبدالکریم کے چہرے پر غیض و غضب کے دھارے بغض عداوت کے طوفان کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ رقص کر گیا تھا تھوڑی دیر تک وہ ایسی ہی حالت میں رہا پھر اس نے حمود کو مخاطب کیا ۔

میرے بھائی ارزلیہ اور اسکے بھائی مارینوس نے میری غیر موجودگی میں یہ کام کر کے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی موت کو دعوت دی ہے اپنے لشکریوں کو میں چند دن ستانے کا موقع فراہم کرتا ہوں اسکے بعد میں ارزلیہ اور مارینوس کی طرف نکلوں گا اور انکے ساتھ ایسا سلوک کروں گا جسکے متعلق وہ سوچ بھی نہیں سکتے ۔ حمود عبدالکریم کا یہ جواب

سنکر خوش ہو گیا تھا اسکے بعد عبدالکریم سمیر کو تسلی دینے اور اسے چپ کرانے کی کوشش کرنے لگا تھا ۔

○○○○

ادھر خلیفہ الحکم بن ہشام سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق عمروس بن یوسف نے طلیطلہ پہنچ کر وہاں کے لوگوں کے سامنے خلیفہ الحکم کا خط پیش کیا جسکا مضمون کچھ یوں تھا ۔

میں تمہارے لوگوں میں سے تمہارا والی منتخب کرتا ہوں تاکہ جن اعراب موالیوں کو تم ناپسند کرتے ہو وہ تم سے دور رہیں اور تم میرے طرز عمل سے اپنے متعلق مخلصانہ جذبات سمجھ سکوں خلیفہ الحکم کا یہ خط پیش کرنے کے بعد عمروس بن یوسف نے شہر کے سرکردہ لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ وہ اسے اپنا خیر خواہ اپنا ہمدرد خیال کرنے لگے تھے ۔

شہر کا دارلحکومت اور سرکاری ملازمین کی رہائش گاہیں شہر کے اندر ہی تھیں اسلیئے محاصرہ کے وقت یہ سب کچھ بے کار ہو جاتا تھا وہاں مدافعت کے لئے مورچے نہیں بن سکتے تھے عمروس نے طلیطلہ پہنچ کر شہریوں کی توجہ اس طرف دلائی کہ حکومت کے لوگوں کی شرانگیزیوں سے آئندہ محفوظ رہنے کے لیے انکی آبادی علیحدہ جگہ ہونی چاہیئے اسطرح موالی بھی باہر رہنے لگ جائیں گے شہریوں نے عمروس بن یوسف کی اس تجویز کو پسند کیا لہذا شہریوں کے ساتھ صلاح و مشورہ کرنے کے بعد شہر سے باہر کوہستانی سلسلے کے اوپر ایک قلعہ تعمیر کیا گیا ۔ جسے بعد میں جبل عمروس کا نام دیا گیا اس میں حکومت امراء اور خود عمروس نے سکونت اختیار کر لی تھی ۔

کچھ دنوں بعد عمروس بن یوسف نے خلیفہ الحکم کو ایک خط تحریر کیا جس میں لکھا تھا کہ طلیطلہ کی سرحدوں پر نصرانیوں کے لشکر جمع ہو رہے ہیں لہذا ان سے نمٹنے کے لیے فوراً کوئی لشکر بھیجا جائے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق الحکم اسی کا منتظر تھا لہذا اسکے حکم پر الحکم کا بیٹا عبدالرحمان ایک لشکر لے کر طلیطلہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا ۔

کیونکہ یہ سارا کام پہلے سے طے شدہ تجویز کے مطابق ہو رہا تھا لہذا اس کاروائی پر عمروس بن یوسف بڑا خوش اور مطمئن تھا سرحدی صوبہ کا راستہ چونکہ طلیطلہ میں سے ہو کر گذرتا تھا جب لشکر طلیطلہ کے قریب پہنچا تو سرحد کی طرف سے الحکم کی تجویز کے مطابق ایک قاصد آیا جس نے اطلاع دی کہ سرحد پر نصرانیوں کا لشکر منتشر ہو گیا ہے اب لشکر کی ضرورت نہیں ہے عبدالرحمان جو الحکم کا بیٹا تھا اور وہ اس لائحہ عمل میں شامل تھا یہ پیغام سنتے ہی طلیطلہ کے قریب ایک گاؤں جیارین میں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر گیا تھا۔

عمروس نے اپنے کام کے دوسرے حصے کی ابتداء کی اسنے شہر کے معززین سے کہا کہ الحکم کے بیٹے اور شہزادے کی پزیرائی ضروری ہے شہر والوں نے عمروس کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر ان سے مشورہ کرنے کے بعد عمروس نے معززین شہر کی ایک طویل فہرست تیار کی تا کہ وہ لوگ شہزادہ عبدالرحمان کی خدمت میں باریاب ہو کر اسے عزت بخشیں۔

چنانچہ لشکر گاہ میں یہ تقریب ملاقات انجام دی گئی عمروس نے روشناسی کا فرض ادا کیا عمروس کے کہنے پر شہر کے معزز لوگوں نے اپنے ہاں شہزادے کو دعوت دی اور شہزادہ چونکہ سارے لائحہ عمل کو پہلے سے جانتا تھا لہذا اس نے اس دعوت کو قبول کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے اس نئی عمارت میں جا کر قیام کیا جو عمروس نے تعمیر کرائی تھی۔

وہاں جا کر پہلے دن تو عمروس کے اہتمام سے شہر والوں نے شہزادے کی ضیافت کی دوسرے روز شہزادے کی طرف سے شہری معززین کو مدعو کیا اور عمارت کے اندرونی صحن میں کھانا پکانے کا اہتمام کیا گیا۔

ضیافت کے لئے شام کا وقت مقرر تھا مہمانوں کے لیے ایک دروازہ اندر جانے کا تھا جب وہ اندر داخل ہوئے تو انکی سواری اور غلاموں کو دوسرے دروازے سے باہر نکلنے کا انتظار کرنے کے لیے بھیج دیا جاتا تھا

اس ضیافت سے پہلے ہی عمروس نے محل کے وسط میں ایک عمیق گڑھا کھدوایا تھا اس گڑھے کی جگہ کی مٹی محل کی تعمیر میں لگ چکی تھی عبدالرحمان چونکہ اس تجویز میں

برابر کا شامل تھا لہذا وہ مہمانوں کی پزیرائی کے لیے بیٹھا ہوا تھا ایک طرف جلاد ننگی تلواریں لیے کھڑے تھے جونہی معززین میں سے کوئی مہمان اس ضیافت میں حصہ لینے کے لیے اس عمارت میں داخل ہوتا تو وہ جلاد اس پر حملہ آور ہوتے اسکی گردن اڑاتے اور اسکی لاش کو محل کے اندر گہرے کھودے گڑھے میں پھینک دیتے۔

اس شام سے اگلی صبح تک معززین شہر کا یہ قتل عام جاری رہا لگ بھگ پانچ ہزار تین سو سے اوپر شہری و دیہاتی معززین کے لاشے گڑھے میں پہنچ گئے طلوع صبح کے وقت کسی کو شبہ ہوا کہ کوئی گڑ بڑ ہے جو واپس کوئی نہیں آیا۔ جب حکومت کے کارندوں سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ آنے والے معززین پشت کی جانب والے حصے سے عمارت سے باہر نکل گئے ہیں لوگ ادھر گئے لیکن کوئی نشان نظر نہ آیا ایک طبیب بھی باہر کھڑا تھا اس نے لوگوں کو محل کے اوپر بخارات سے چھائے ہوئے دکھائے جسکے جواب میں حکومت کے کارندوں نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ یہ باورچی خانے کا دھواں ہے لیکن طبیب نے کہا نہیں ہر گز نہیں یہ باورچی خانے کا دھواں نہیں یہ تو انسانی خون سے بھاپ اٹھ رہی ہے۔

طبیب کے اس انکشاف پر شہر میں کہرام مچ گیا ہر طرف السیف السیف یعنی تلوار تلوار کی صدائیں گونج اٹھیں۔ لیکن وہاں تھا کون جو لبیک کہتا چند لوگ آ جمع ہوئے اس صورتحال پر عبدالرحمان کا لشکر حرکت میں آیا اور انہوں نے جمع ہونے والے ان لوگوں کے سر کاٹ کر رکھ دیئے تھے پھر جو آدمی نظر آیا سب کو تہہ تیغ کر دیا اسطرح جو آدمی عمروس اور شہزادہ عبدالرحمان کے خلاف صف آرا ہونے کی کوشش کرنے کے لیے نکلے تھے سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا اسکے بعد طلیطلہ میں کسی کو سر اٹھانے کی جرأت اور ہمت نہ ہوئی طلیطلہ شہر جہاں اکثر بیشتر اندلس کے خلیفہ کے خلاف بغاوتیں اٹھتی تھیں وہاں اس واقعہ کے بعد شہر میں کسی نے بھی خلیفہ کے خلاف سرکشی کرنے یا بغاوت کرنیکی کوشش نہ کی اسطرح عمروس بن یوسف نے بڑی دلیری سے کام لیتے ہوئے اور طلیطلہ شہر والوں کو مغلوب کرتے ہوئے وہاں کی آبادی کو خلیفہ الحکم کا مطیع اور فرمانبردار بنا کر رکھدیا تھا۔

0000

چند روز تک اپنے لشکر کو آرام کا موقع فراہم کرنیکے بعد عبدالکریم بن مغیث حرکت میں آیا ۔ اپنے بیس ہزار کے لشکر کو اس نے اپنے مکسن ہی میں اسماعیل بن ہاشم کی سرکردگی میں رکھا ۔ اور ہمیں ہزار کے دوسرے حصے کے ساتھ وہ حمود بن مغیرہ کے ہمراہ فرانس کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھا تھا ۔

دریائے دوددون کے کنارے کنارے وہ شمال کی طرف بڑھتا چلا گیا پھر وہ اچانک دائیں جانب مڑا ۔ سب سے پہلے وہ ماہ وسال کے بہتے سیلاب میں رومہ کے کسی نقاش کے اڑتے خیال کی طرح بروجہ نام کی بستی کی طرف مڑا جسکے رئیس طولوس نے ماریئوس کے کہنے پر عبدالکریم کے ماں باپ کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا ۔

اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہونچتے ہی عبدالکریم نے بروجہ کا محاصرہ کر لیا ۔ طولوس نے بستی کے مسلح جوانوں اور اپنے محافظوں کے ساتھ عبدالکریم کا مقابلہ کرنا چاہا لیکن عبدالکریم اور اسکے لشکریوں کا مقابلہ کرنا آسان نہ تھا ۔ لمحوں کے اندر عبدالکریم نے طولوس کو اپنے سامنے یوں بے بس کر دیا جیسے برسات کے خرمن کو چاک کرتی آندھی اور دھوپ جیسے تاریکی ظلمت کا کفن پھاڑتی ہوئی کرنیں نکل جاتی ہیں ۔ تھوڑی ہی دیر کی جنگ کے بعد عبدالکریم اور حمود بن مغیرہ دنوں نے طولوس کے مسلح جوانوں کا قتل عام کرتے ہوئے اسکی حالت وقت کے رخساروں پر ڈھلتے حیات رفتہ کے آزار جیسی بنا کر رکھ دی تھی ۔ اس کے بعد آس پاس کی بستیوں پر بھی بڑے خونخوار انداز میں عبدالکریم حملہ آور ہوا اور ان بستیوں کے علاوہ طولوس کے جسقدر ذاتی ریوڑ تھے ان سب کو اپنے لشکر کے ساتھ ہانکتا ہوا عبدالکریم ماریئوس اور ارزیلہ کی بستی پائیرس کی طرف بڑھا تھا ۔

پائیرس کا بھی عبدالکریم اور حمود بن مغیرہ نے محاصرہ کر لیا یہاں بھی ماریئوس اور اسکے بھائی ارزیلہ نے اپنے مسلح جوانوں کے علاوہ اپنی بستی اور آس پاس کی بستیوں کے جنگجوؤں کو جمع کیا اور عبدالکریم سے ٹکرانیکی کوشش کی لیکن عبدالکریم تو ان دونوں بھائیوں کے خلاف انتہا درجہ کا انتقامی ہو چکا تھا ۔ لہذا اسی انتقام کے تحت وہ حملہ آور

ہوا اور جس طرح سورج کی لطیف کرنیں برف سے ڈھکی وادیوں سردی کے برفانی جنگل اور بے برگ و بار درختوں میں گھستی چلی جاتی ہیں ایسے ہی ارزیلہ اور ماریئوس دونوں بھائیوں کے مسلح جوانوں کا خاتمہ کرنے کے بعد پائرس نام کی بستی میں عبدالکریم گھسا تھا پھر وہ ہر اس شخص پر جس نے اسکے خلاف ہتھیار اٹھائے نغموں کے متلاشی دکھتے دل خون کو تلاش کرتی خاموش تمناؤں اور سرکش جذبوں کی رہنمائی کرتے زیست کے بھرپور اسرار کی طرح حملہ آور ہوا اور ہر ایک کو اپنے سامنے نیست و نابود اور تہہ تیغ کر کے رکھ دیا ۔

پائیرس نام کی بستی کا صفایا کرنے کے بعد یہاں بھی عبدالکریم بن مغیث اور حمود بن مغیرہ آس پاس کی بستیوں پر حملہ آور ہوئے ماریئوس اور ارزیلہ کے سارے ریوڑوں پر قبضہ کرنیکے بعد اطراف میں بھی انہیں جو ریوڑ ملے ان پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا تھا ماریئوس اور ارازیلہ دونوں کو طولوس کی طرح زندہ گرفتار کر لیا تھا ۔ اسکے علاوہ مختلف بستیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے عبدالکریم اور حمود بن مغیرہ کو نقدی اور جنس کی صورت میں بہت کچھ حاصل ہوا تھا ۔ یہ ساری اشیاء کو عبدالکریم سمیٹتا ہوا اپنے لشکر کے ساتھ رانسی وال میں اپنے مسکن کی طرف کوچ کر گیا تھا ۔

حملے اور یلغار کے نتیجے میں جو کچھ عبدالکریم کے ہاتھ لگا تھا اسکی خبریں اسکے مسکن بھی پہنچ چکی تھیں لہذا جونہی وہ رانسی وال کے دروں سے ہوتا ہوا اپنے مسکن میں داخل ہوا مسکن کے اندر جو لشکری تھے انہوں نے بڑے پر جوش انداز میں اپنے امیر عبدالکریم کا استقبال کیا ۔ عبدالکریم کی رہائشگاہ کے سامنے جب کھلے میدان میں جانوروں کو کھڑا کیا گیا تو وہ جگہ کم پائی گئی اور وہ جانور کوہستانی سلسلے کے نشیبوں تک پھیل گئے تھے مسکن کے سارے مکین اس قدر جانور جو بھیڑ بکریوں اونٹوں اور گھوڑوں پر مشتمل تھے دیکھ کر بے حد خوش ہوئے ۔ استقبال کرنے کے لیے اسماعیل بن قاسم عبدالکریم اور حمود بن مغیرہ کے قریب آیا تو جانوروں کی طرف دیکھتے ہوئے عبدالکریم کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عبدالکریم پہلے ہی بول پڑا ۔

اسماعیل میرے بھائی یہ جانور تم دیکھ رہے ہو انکو مسکن کے اندر کھلا چھوڑ دو ۔ اور انکی نگرانی کے لئے چند جوان مقرر کر دو تا کہ یہ جانور کوہستانی سلسلے میں کھلے

چریں اور انکی نسل بڑھتی رہے اور انہی سے ہمارے لشکریوں کو گوشت وافر مقدار میں میسر آتا رہے ۔ اسکے علاوہ اسماعیل میرے بھائی ہتھیاروں کے علاوہ ہمیں خوراک کے بھی بہترین ذخائر حاصل ہوئے ہیں ۔ ان سب کو تم مسکن کی ذخیرہ گاہوں میں منتقل کر دو ۔ پہلے چند جوانوں کے ذمے یہ کام لگاؤ کہ وہ ان جانوروں کو یہاں سے ہٹائیں پھر میں جن لوگوں کو گرفتار کر کے لایا ہوں ان سے اپنا معاملہ طے کرنا چاہتا ہوں ۔

عبدالکریم کا حکم سنتے ہی اسماعیل بن قاسم فوراً حرکت میں آیا ۔ کچھ جوانوں کے ذمے اس نے جانوروں کی دیکھ بھال کے فرائض سونپے اسکے بعد وہ جوان سارے جانوروں کو ہانکتے ہوئے وہاں سے لے گئے تھے ۔ لشکریوں کو اب عبدالکریم نے اپنی اپنی قیام گاہوں میں آرام کرنے کے لیے بھیج دیا تھا ۔ پھر اس نے ماریتوس اسکے بھائی اور ارزیلہ اور طولوس کو اپنی رہائش گاہ کے سامنے لا کھڑا کیا تھا ۔ اس موقع پر عبدالکریم کے ساتھ سمیر کے علاوہ حمود بن مغیرہ اسماعیل بن قاسم اور مسکن کے شوریٰ کے سارے اراکین بھی موجود تھے ۔

عبدالکریم تھوڑی دیر تک اس ماحول کا جائزہ لیتا رہا آہستہ آہستہ وہ ماریتوس ارزیلہ اور طولوس کی طرف بڑھا تھا ۔ چند قدم آگے جانیکے بعد وہ رکا حمود بن مغیرہ کے ساتھ اس نے سرگوشی کی جسکے جواب میں حمود بن مغیرہ بھاگتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا عبدالکریم وہیں کھڑا رہا تھوری دیر تک حمود لوٹ کر آیا اسکے ہاتھ میں کیل نکالنے کے اوزار تھے اس کے آنے کے بعد عبدالکریم پھر آگے بڑھا اور ماریتوس کے سامنے جا کھڑا ہوا تھوڑی دیر تک اس نے سر سے پاؤں تک بغور ماریتوس کا جائزہ لیا پھر اس سے مخاطب ہوا ۔

سن جذبات کے جلاد ۔ گناہ کے پھل ۔ ننگ و عار کی پیداوار ۔ تیری وہ ساری پہلی نفرتیں کہاں گئیں جنکا تو میرے ساتھ اظہار کیا کرتا تھا ۔ تیری ساری عشرتیں ۔ تیری شہرت کا تکبر ۔ کیا میں نے اپنے پاؤں تلے ذروں کی طرح روند کر زمیں کی پستیوں میں نہیں اتار دیئے ۔ کیا میں نے تیرے حیوانی مقاصد تیری خواہشوں کی گندگی کو اپنے پاؤں تلے نہیں روند ڈالا ماریتوس تو وہی ہے جو بات بات پر میرے لیے سزا تجویز کیا کرتا تھا تو وہی ہے جس نے مجھے لوہے کی یہ بھاری وزنی زنجیر پہنا کر رکھی تھی تو وہی

ہے جس نے مجھے اپنے ماں باپ بہن بھائیوں سے جدا کیا ذرا رک دیکھ میں تیرے لیے کیا سزا تجویز کرتا ہوں ۔

ماریتوس سے ہٹ کر عبدالکریم آگے بڑھا ماریتوس کے بھائی ارزیلہ کے سامنے جا کھڑا ہوا ماریتوس ہی کی طرح عبدالکریم نے تھوڑی دیر تک اسکا بھی بغور جائزہ لیا پھر اسکے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس مسکراہٹ کے ساتھ ہی اسکے چہرے پر غضبناکیاں ہجوم کر آئی تھیں اس موقع پر سمیر بھی عبدالکریم کے پہلو میں کھڑی تھی عبدالکریم نے ارزیلہ کو مخاطب کیا ۔

سن ظلمت کے شیطان ۔ رسوائیوں کے ناخدا ۔ اپنی پاپیرس نام کی بستی میں جو تو عمورہ کی سی گناہ گاریوں سروم کی سی مکاریوں میں مبتلا رہتا تھا کیا میں نے انکا خاتمہ نہیں کر دیا تو ہمیشہ خوفناکیوں سے بھرے مجرم دل کے ساتھ میرے ساتھ پیش آتا میرے لیے تیر خشونت آمیزیاں ، لفظوں کے رستے زہر ۔ خزاں کے زخموں کی مانند تھیں کیا میں نے تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں اپنا اسیر بنا کر تمہاری حالت خون سے احوال لکھتی سحر ۔ اور خیموں کی بکھیری پھٹی دھجیوں جیسی بنا کر نہیں رکھی ۔

ارزیلہ ! تو وہ شخص تھا جو ہمیشہ مجھ پر مظالم مجھ پر ستم کرنیکی ابتدا کرنے میں اپنے لیے خوشی محسوس کرتا تھا تیرے ہاتھ میں چمڑے کا جو کوڑا رہتا تھا وہ اکثر و بیشتر مجھ پر ہی برسا ۔ تو نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف حمود کے باپ مغیرہ بن عیاض کا قتل کیا بلکہ سمیر کی ماں اور اسکے بھائی کے قاتل بھی تم ہی ہو تم ہی وہ شخص ہو جس نے سمیر کے ماموں کے گلے میں پتھر باندھ کر اسے دریائے دودون میں پھینکا ۔ تم ہی وہ شخص ہو جس نے گذشتہ دنوں حملہ آور ہو کر سمیر کے ماموں ہی نہیں میرے چند عزیزوں کو موت کے گھاٹ اتارا ۔ کیا تو سمجھتا تھا کہ ایسا کرنیکے بعد تو میرے انتقام کی غضبناکی سے بچا رہیگا ہرگز نہیں ۔ دیکھ اب تو کیسی بے بسی سے میرے سامنے کھڑا ہے ایسے ہی جیسے بھیڑیئے کے سامنے بھیڑ ۔ ذرا رک میں طولوس سے بات کر لوں پھر تجھے تیرا انجام دکھاتا ہوں ۔

اسکے ساتھ ہی سمیر کے ساتھ عبدالکریم آگے بڑھا اور اپنے پہلے آقا طولوس کے سامنے جا کھڑا ہوا ۔ یہ وہی طولوس تھا جس نے ماریتوس اور ارزیلہ کے کہنے پر عبدالکریم کے

ماں باپ کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اسکے سامنے آتے ہوئے عبدالکریم کے چہرے پر غضبانکیوں اور انتقام کی لہروں کا ایک ہجوم اتر آیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اپنے آپکو ضبط کرتا رہا پھر اس نے طولوس کو مخاطب کیا۔

سن ذلت و پستی کے کفن مکاری اور بد نصیبی کے سائے۔ہوسناک اور بد کردار انسان۔ تیرے بے زنجیر ہونٹ آج میرے سامنے سل کیوں گئے ہیں۔ تو نے تو ہمیشہ مجھے میرے ماں باپ میری بہن اور بھائیوں کو کڑکتے بے جان پتوں۔ فاصلوں کی ڈور میں الجھی رہگذر اور صحرا کے سنسان بدن جیسا سمجھا پر دیکھ حالات ایک جیسے نہیں رہتے وہ خداوند جو اس ساری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے وہ مکافات عمل میں ضرور مبتلا کرتا ہے۔ دیکھ آج تیرے سر کش جذبے تیرے سارے مظالم تیری ساری ستم آرائیاں تیرے سامنے آن کھڑی ہوئی ہیں اور تو ذلت نفس روح کی رسوائی اور لفظوں کا سا اضطراب لیے میرے سامنے کھڑا ہے کہ میں تیرے معاملے کا فیصلہ دوں۔

طولوس آج تو مارینوس اور ارزیلہ کے سامنے کیسی بے بسی کے عالم میں کھڑا ہے تم تینوں جو کبھی اوروں کے لیے وقت کے فریب کا سایہ۔ ہیکلوں کی فتنہ گری۔ اور نفرتوں کے رنگ و سبب ہوا کرتے تھے کیسے بے ضرر بھیڑ۔ تھکے ماندے گدھے کی طرح کھڑے ہو۔ میں جو کبھی تمہارے سامنے غلام کی حیثیت سے بے بس اور مجبور ہوا کرتا تھا میری طرف غور سے دیکھو آج میں تمہارے سامنے صحرا کے وقت کا بدترین سیلاب ہوں۔ تمہارے لیے آج میں وہ آگ ہوں جس میں بحر و بر تک پگھل جائیں۔ آج میں تم تینوں کے لئے زمین کی عصمت کا پاسبان ساز فطرت کا محافظ ثابت نہیں ہونگا بلکہ تمہارے سامنے وہ قضا بنکر آیا ہوں جسے تم زنجریں نہ پہنا سکو گے۔ •

یہاںتک کہنے کے بعد عبدالکریم طولوس کے سامنے سے ہٹا دوبارہ وہ مارینوس کے قریب آیا۔ پھر اسے انتہائی غضبانکی میں مخاطب کیا۔ مارینوس یہ زنجیر جو میرے بائیں ہاتھ اور پیر میں پڑی ہے اسے تم نے ہی پہنایا تھا اور ابھی تک میں نے اسے اتارا نہیں۔ حالانکہ کئی ماہ ہوئے میں تم لوگوں سے آزادی حاصل کر چکا ہوں پر اس زنجیر کو میں نے تمہاری نشانی کے طور پر اپنے بدن کا حصہ ہی رہنے دیا۔ اسلیے کہ میں نے یہ عہد کیا تھا کہ اگر زندہ رہا تو اس زنجیر کو میں تم سے ہی اتروا ؤنگا اسلیے کہ تو نے ہی مجھے یہ زیور

پہنایا تھا۔ مارینوس میرے پاؤں کی طرف جھک۔ جسطرح تو نے یہ زنجیر پہنائی تھی اسی طرح اسکو کھول۔ اسکے ساتھ ہی عبدالکریم نے حمود کو اشارہ کیا اور اس نے کیل نکالنے کے اوزار مارینوس کے قریب رکھ دیئے تھے۔

مارنیوس زمین پر جھکا پہلے پاؤں سے بندھی ہوئی زنجیر کی کیل نکالی پھر ہاتھ سے بھی اس نے زنجیر علیحدہ کر دی تھی۔ اس موقع پر عبدالکریم کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ سمیر بھی بے پناہ خوشی کا احساس لیے ہوئے تھی۔ پھر نجانے کیسے طوفانی کیسے انتقامی اور ہولناک جذبے سرخ رنگوں کی صورت قہر آتش کی طرح عبدالکریم کے چہرے پر ہجوم کر آئے تھے۔ ایک دم وہ نیچے جھکا زمین پر پڑی ہوئی زنجیر اس نے اٹھائی اسے خوب زور سے گھمایا اور اس زور سے مارینوس کے سر پر ماری کہ مارنیوس کا سر پکے ہوئے تربوز کی طرح پھٹ گیا۔ اور وہ وہیں دم توڑ کے مر گیا تھا

اپنے مرنے والے بھائی مارینوس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ارزیلہ تمدن کے غرق سفینوں۔ ٹوٹے کاسۂ زر سے لٹے ہوئے کوزہ گر اور رعشہ دار بدن جیسا ہو کر رہ گیا تھا۔ عبدالکریم اس کے قریب آیا پھر اس سے مخاطب ہوا۔

ارزیلہ تو سینوں میں مکر و فریب رکھنے والا وہ شخص ہے جو وظیفوں کے گداز اور ہونٹوں پر تسبیح لینے کہ بعد ہی ظلم و ستم کی ابتدا کرتا ہے تو انیٹھتا ہراتا بل کھاتا وہ سانپ ہے جو عبادت کرنیکے بعد اوروں کے خلاف زہر اگلتا ہے۔ تو گرجوں میں لوٹنے والا وہ ناگ ہے جو زہر آلود مصلوں سے اٹھ کر درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ سن ارزیلہ تجھے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ تیرے جیسے کم نظر اور کم ظرف لوگ بظاہر دوسرے لوگوں کے سامنے درسگاہوں کے اوسط جیسی زندگی بسر کرتے ہیں پر وہ بہ باطن خود سر زہریلے سانپ کی مانند ہوتے ہیں۔ لہذا تیرا سر میں آج یہاں تیرے بھائی مارینوس کی طرح کچلونگا نہیں۔ تیرا معاملہ میں اپنے پہلو میں کھڑی سمیر کے حوالے کرتا ہوں تو سمیر کو چاہنے لگا تھا اس سے محبت کرنے لگا تھا لیکن اسکے دل میں تیرے لیے محبت کی کوئی رمق۔ چاہت کو کوئی ذرہ نہ تھا۔ اس نے تم سے چاہت اور محبت کا اسلیے اظہار کیا کہ یہ غلامی سے مجھے نجات دلا کر مجھے آزاد کرانا چاہتی تھی۔ اس نے

تمہارے ساتھ شادی سے ایک ماہ پہلے میری رہائی کی شرط اسی بنا پر رکھی تھی تاکہ رہا کرانے کے بعد یہ مجھے وہاں سے نکال کر ہمیشہ کے لئے کہیں اور لے جائے ۔ سن سمیر وہ لڑکی ہے جو شروع دن سے ہی میرے ساتھ چاہت اور محبت کا رویہ رکھے ہوئے تھی ۔ یہ ایک اور علیحدہ بات ہے کہ میں ہاتھ اور پاؤں میں زنجیر لئے ایک غلام کی حیثیت سے اسکے سامنے آیا تھا ۔ لیکن یہ اسکی فراخدالی ۔ اسکی انسانیت پروری تھی کہ اس نے تم جیسے آزاد کو دھتکارتے ہوئے اپنی زیست اپنی زندگی کے لئے مجھ جیسے بے بس غلام کو ترجیح دی تو میری نسبت سمیر کا زیادہ گناہ گار ہے اسلیے کہ تو نے اسکی ماں اسکے بھائی کو قتل کیا اسکے ماموں کو پتھر باندھ کر دریائے دودون میں پھینکا اور بعد میں اسے بھی قتل کیا ۔ سن ارزیلہ میں تم پر یہ بات بھی انکشاف کروں کہ اب میں رانسی وال کے ان دروں کا حکمران ہوں یہی نہیں بلکہ اندلس کے مسلمان خلیفہ حکم بن ہشام نے مجھے ان شمالی علاقوں کا سپہ سالار اعلیٰ بھی مقرر کیا ہے اور میں تم پر یہ اور بھی انکشاف کروں کہ میں عنقریب سمیر سے شادی کر کے اسے اپنی زوجیت میں داخل کر رہا ہوں مرنے سے پہلے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم پر یہ انکشاف کروں تاکہ تمہیں یہ احساس ہو کہ کسی بے بس انسان پر ظلم نہیں کرنا چاہئے اگر کل تک میں تم لوگوں کے سامنے بے بس تھا تو دیکھ آج قدرت نے تمہیں میرے سامنے بے بس کر دیا ہے اب میں پیچھے ہٹتا ہوں کہ سمیر تمہارے لیے فیصلہ صادر کرے ۔ اسکے ساتھ ہی عبدالکریم نے سمیر کی طرف دیکھا ۔

سمیر! ارزیلہ اس وقت تمہارے سامنے ہے میں اسکا معاملہ تمہارے سپرد کرتا ہوں اس سے تم جو چاہو سلوک کرو ۔

سمیر جو تھوڑی دیر پہلے تک بڑی میٹھی نگاہوں سے مسکراتے ہوئے عبدالکریم کی طرف دیکھ رہی تھی عبدالکریم کے ان الفاظ نے گویا اسکے تن بدن میں انگارے بھر دیئے ہوں ۔ اسکے چہرے پر غضبناکیاں پھیل گئیں تھیں پھر وہ عبدالکریم کے قریب آئی ایک جھٹکے سے اس نے عبدالکریم کی تلوار نکالی بلند کی اور اس قوت اور زور اور جوش میں گرائی کہ اپنے پہلے ہی وار میں اس نے ارزیلہ کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی ۔

یہ سماں دیکھتے ہوئے پہلے سے اداس اور خاموش کھڑے ہوئے طولوس کی حالت

اضطراب آفریں خاموشی کے اندر مایوسی کے بھنور ۔ سلگتے پیڑوں کی شاخوں سے رہائی مانگتے پتوں اور بے بصر زمانے کے بے ثمر رویے جیسی ہو کر رہ گئی تھی ۔ ارزیلہ کے خاتمے کے بعد عبدالکریم طولوس کے سامنے آیا اور قہر بھرے انداز میں اسے مخاطب کیا

طولوس! تو وہ شخص ہے جس نے نہ صرف غلامی کے دور میں مجھے میرے بھائیوں اور ماں باپ پر انتہا درجے کے ظلم کئے بلکہ تو نے ماریتوس اور اس کے بھائی ارزیلہ کے کہنے پر میرے ماں باپ کو قتل کیا ۔ اب وقت آگیا ہے کہ تیرے جسم سے فاسد خون نکالا جائے تیرے لیے ننگ و ذلت کے شبستان سجائے جائیں سن طولوس جب تک میں تیرے پاس کام کرتا رہا تیری امیری تیری امارت تیرے خبث نفس کو ہوا دیتی جبکہ تیرے پاس رہتے ہوئے میری غربی میری شرافت نفس کا اظہار کرتی رہی یہاں تک کہنے کے بعد عبدالکریم کچھ رکا کچھ سوچا پھر اس نے انتہائی طنز اور استہزا میں کہنا شروع کیا
سن طولوس ۔ تو جان تیری حرص و طمع کو مسمار کر دینے کا اب وقت آن پہنچا ہے ۔
یہاں تک کہتے کہتے عبدالکریم کو رک جانا پڑا اس لیے کہ سمیر جو تھوڑی دیر پہلے تک ذرا فاصلے پر کھڑی تھی وہ بالکل یوں قریب آکر عبدالکریم کے پہلو سے پہلو ملا کر آن کھڑی ہوئی جس طرح شرافت و نجابت آپس میں ملتے ہیں جس طرح سرو و صنوبر اور ہونٹ اور مسکراہٹ باہم قرب حاصل کرتے ہیں ۔ عبدالکریم کے اس قدر قریب آنے کے بعد سمیر نے تھوڑی دیر تک اس کے کان میں اپنے لہجے کی پوری شیرینی اور تبسم کی بھرپور نرمی میں سرگوشی کی ۔
اس سرگوشی کے بعد جہاں عبدالکریم کے چہرے پر صبح کی روشنیوں اور لطف و محبت کی نگاہ جیسی خوشیاں پھیل گئی تھیں خود سمیر بھی نظر فریب سبزہ زاروں مشک و عنبر کی خوشبو جیسی شاداب ۔ حسن مصر ۔ مستی روما جیسی خوش بعلبک کے ہیکلوں تدمر کی عمارتوں ۔ بابل کے محلوں جیسی پرجمال اور کوانیوں کی عظمت آشوریوں کی شوکت اور عربوں کی فضیلت جیسی رفعت خیز ہو کر رہ گئی تھی ۔ تھوڑی دیر تک عبدالکریم سمیر کی اس حالت سے لطف اندوز ہوتا رہا اس کے بعد اس نے طولوس کی طرف پھر دیکھا ۔
طولوس! تیرے ماضی کے افعال و اعمال تیرے سامنے آرہے ہیں اور یہ بات بھی

یاد رکھ کہ جو زندگی کا طالب ہوتا ہے وہ اسی کے منہ پر طمانچہ مارتی ہے تو ہمہ وقت زندگی ہی کی بہتری میں لگا رہا اب موت تیرے منہ پر کیسے طمانچہ مارتی ہے عبدالکریم یہیں تک کہنے پایا تھا کہ خون آلود تلوار لہراتی ہوئی سیر ایک بار پھر آگے بڑھی اور جس طرح اس نے ارزیلہ کا سر کاٹا تھا اسی طرح اس نے طولوس کا بھی خاتمہ کر کے رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد سیر نے طولوس کے لباس سے تلوار صاف کی تلوار کو عبدالکریم کی کمر سے لٹکتے نیام میں ڈالا پھر اس نے اپنے جسم کی پوری شیرینی اور مٹھاس میں عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے بھرپور انداز میں کہنا شروع کیا۔

عبدالکریم میرے حبیب۔ پہلے تو میں آپ کو غلامی کی نشانی زنجیر سے رہائی پانے کی مبارکباد دیتی ہوں۔ جس طرح آپ نے ماریئوس اور ارزیلہ کا خاتمہ کر کے اس زنجیر سے رہائی پانے کا عہد کیا تھا وہ عہد آپ کا پورا ہوا۔ ساتھ ہی طولوس جس نے آپ کے ماں باپ کو قتل کیا تھا اس کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب ایک طرح سے آپ کے غلامی کے دور کی ساری بدترین نشانیوں کا خاتمہ ہو گیا ہے میں ایک بار پھر آپ کو مکمل طور پر غلامی سے آزادی میں داخل ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

اس موقع پر حمود بن مغیرہ اور مجلس شوریٰ کے اراکین بھی عبدالکریم کے پاس آن کھڑے ہوئے تھے۔ عبدالکریم سیر کی گفتگو کا کچھ جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ ایک طرف سے اسماعیل بن قاسم اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے عبدالکریم خاموش ہی رہا۔ عبدالکریم کے قریب آکر اسماعیل گھوڑے سے اترا۔ عبدالکریم نے دیکھا کہ وہ انتہائی بدحواس دکھائی دے رہا تھا۔ گھوڑے سے اترتے ہی وہ بھاگ کر عبدالکریم کے پاس آیا۔ پھولی ہوئی سانسوں میں اس نے عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

امیر میں آپ کے لیے دو انتہائی بری خبریں لے کر آیا ہوں ابھی ابھی ہمارے مخبر مسکن میں داخل ہوئے ہیں اور انہوں نے یہ خبریں پہنچائی ہیں۔ پہلی خبر یہ کہ جنوبی اور مغربی فرانس حکمران لوئی ایک بڑے لشکر کے ساتھ ہماری طرف یلغار کر رہا ہے اور وہ ہم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ چند ماہ پہلے جو ہم نے اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم

کو شکست دی تھی الفانسو نے اندلس کے مسلمانوں کے خلاف جنوبی فرانس کے بادشاہ اور اس کے علاوہ شمالی اور مشرقی فرانس کے شہنشاہ شارلیمان سے مدد کی درخواست کی تھی۔ جس کے جواب میں ایک متحدہ لشکر اندلس کی طرف کوچ کر رہا ہے۔ اس لشکر میں جہاں فرانس کے علاقے ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس بذات خود شامل ہے وہاں شارلیمان کے لشکر کا بھی ایک حصہ شامل ہے۔ شارلیمان کی طرف سے اس کے لشکر کا سردار بوریل ہے۔ یہ بوریل انتہا درجے کا خونخوار اور انتہا درجے کا سرکش انسان ہے۔ اب بوریل اور ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس ایک متحدہ لشکر کے ساتھ اندلس کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں اور ہمارے دروں سے اس وقت لگ بھگ پچیس سے تیس میل تک دور ہوں گے یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ابھی تک ان ساری قوتوں کو ہمارے مسکن پر قبضہ کرنے کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ رانسی وال کے ان دروں نے خاصی قوت حاصل کر لی ہے۔

امیر محترم۔ ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور شمالی اور شرقی فرانس کے شہنشاہ شارلیمان سے مدد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ الفانسو نے یہ قدم بھی اٹھایا ہے کہ اس نے اندلس کے خلاف جنگ کرنے کے لیے پیطرونس سے بھی مدد کی درخواست کی ہے اسماعیل بن قاسم یہیں تک کہنے پایا تھا کہ عبدالکریم نے بات کاٹ دی۔

ابن قاسم۔ میرے بھائی۔ قبل اس کے کہ تم اپنی بات مکمل کرو پہلے یہ بتاؤ کہ یہ پیطرونس کون ہے اس سے متعلق میں تم سے تفصیل سننا چاہوں گا۔ جواب میں اسماعیل کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔

امیر یہ پیطرونس بھی عجیب و غریب شئے ہے جس طرح رانسی وال کے دروں میں برنارڈو نے اپنا ایک بہت بڑا مسکن بنا کے اپنا ایک لشکر اور قوت حاصل کر لی تھی اسی طرح پیطرونس کے پاس بھی انگنت جنگجو ہیں جن کے ساتھ وہ اندلس کے مسلمان علاقوں میں یلغار کرتا ہے۔

امیر محترم۔ اس پیطرونس کا ٹھکانہ خلیج بسکے کے اندر چھوٹا سا ایک جزیرہ ہے یہ اکثر و بیشتر مسلمان علاقوں پر یلغار کرتا ہے خوب لوٹ مار۔ قتل و غارتگری کرنے کے بعد بیشمار سامان نقدی لوٹ کر خلیج بسکے کے اس جزیرے میں لے جاتا ہے جب اس نے اپنا

مسکن بنا رکھا ہے ۔ کہنے والوں کا کہنا ہے کہ پیٹرونس نے اس جزیرے میں اس قدر دولت جمع کر رکھی ہے ۔ کہ ایسی دولت فرانس کے شہنشاہ شارلیمان اور فرانس کے دوسرے بادشاہ لوئیس کے پاس تک نہ ہو گی ۔ پیطرونس کے پاس ایک بہت جرار لشکر ہے جسے لے کر یہ مسلمان علاقوں پر حملہ کرتا ہے خلیج بسکے کے جس ساحل سے یہ اپنے جزیرے کی طرف جاتا ہے وہاں اس کی انگنت کشتیاں بھی کھڑی رہتی ہیں جن کے اندر اس کے مسلح جوان بھی رہتے ہیں اور ان کشتیوں کو صرف ساحل کی حفاظت پر رکھا جاتا ہے ورنہ کہنے والے کہتے ہیں کہ اس سمت سے خلیج بسکے کا پانی اس قدر پایاب ہے کہ گھڑ سوار گھوڑے پر سوار ہو کر اس جزیرے تک جا سکتے ہیں جسے اس پیطرونس نے اپنا مسکن بنا رکھا ہے اب الفانسو دوئم نے مسلمانوں کے خلاف اس پیٹرونس سے بھی مدد طلب کی ہے امیر ان سب کا لائحہ عمل یہ ہے کہ سب سے پہلے فرانس کے علاقے ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس اپنے اور شارلیمان کے متحدہ لشکر کے ساتھ اس جگہ جا کر قیام کرے گا جہاں چند ماہ پہلے ہم نے عمروس بن یوسف کے ساتھ مل کر الفانسو دوئم کو شکست دی تھی شالیمان کا بہترین اور جنگجو جرنیل بوریل بھی ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کے ساتھ ہو گا جب یہ دونوں متحدہ لشکر خیمہ زن ہو جائیں گے تب مشرق کی طرف سے اشتوراس کا بادشاہ الفانسو دوئم اور خلیج بسکے کے مسکن کا مالک پیطرونس بھی اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ ان سے آن ملیں گے اس طرح چار قوتوں کا یہ متحد لشکر اندلس پر حملہ آور ہو گا اور اس طرح الفانسو دوئم اپنی گذشتہ شکست کا انتقام لینے پر تلا ہوا ہے ۔

اسماعیل بن قاسم اپنا سلسلہ کلام ختم کرنے کے بعد خاموش ہو گیا تھا اس سے ساری تفصیل سننے کے بعد عبدالکریم کے چہرے پر طنزیہ سی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس نے اسماعیل بن قاسم کو مخاطب کیا ۔

ابن قاسم میرے بھائی ۔ ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس ۔ شارلیمان کے سپہ سالار بوریل ۔ الفانسو دوئم اور پیطرونس کی ایسی تیسی ۔ میں انکا وہ جھاڑو پھیروں گا کہ آنے والی نسلیں یاد رکھیں گی اندلس کی مسلمان مملکت پر میلی نگاہ ڈالنے کے کیا نتائج نکلتے ہیں ابن قاسم میرے بھائی ۔ میں ان چاروں قوتوں کو یکجا ہی نہیں ہونے دوں گا ۔ آج

ہی ایک پیغام میری طرف سے اندلس کے سرحدی والی عمروس بن یوسف کی طرف روانہ کر دو اسے کہو کہ حالات پر پوری نگاہ رکھے ۔ ان چاروں قوتوں کی تفصیل بھی اسے بتا دی جائے اور اسے یہ بھی کہا جائے کہ جب تک میں اس کی طرف پیغام نہ بھجواؤں یا اس سے رابطہ قائم نہ کروں اس وقت تک وہ اندلس کی سرحد پر جمع ہونے والوں پر حملہ آور نہ ہو ۔ ابن قاسم میں اپنے کوہستانی مسکن سے نکل کر ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور شارلیمان کے جرنیل بوریل کی راہ روکوں گا مجھے امید ہے کھلے میدانوں میں میں ان دونوں کو بدترین شکست دوں گا انکو شکست دینے کے بعد میں اندلس کی سرحد کا رخ کروں گا میرا اندازہ ہے کہ الفانسو دوئم اور پیطرونس دونوں اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ چکے ہوں گے ۔ عمروس کو پہلے ہی خبردار کر دیا جائے گا اس طرح سے الفانسو دوئم پر جس طرح سے عمروس بن یوسف سامنے سے اور میں پشت کی طرف سے حملہ آور ہوئے تھے اسی طرح اس متحدہ لشکر پر بھی حملہ کیا جائے گا میرے خیال میں اس متحدہ لشکر کی حالت ہم الفانسو دوئم کے لشکر سے بھی بدترین بنا کر رکھیں گے ۔

تم سب سے پہلے ایک قاصد عمروس بن یوسف کی طرف روانہ کرو اس کے بعد تم سب کوچ کی تیاری کرو ۔ تھوڑی دیر تک میں لشکر کے ساتھ یہاں سے شمال کی طرف روانہ ہوں گا کوہستانی سلسلے سے نکل کر میں دریائے دودون کے قریب ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور شارلیمان کے جرنیل بوریل کی راہ روکوں گا مجھے امید ہے کہ میں ان دونوں کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا ۔

ابن قاسم ! یہ تو ایک خبر تھی جو تم نے کہی جبکہ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم میرے لیے دو خبریں لے کر آئے ہو ۔ دوسری خبر بھی کہو ۔

امیر محترم ۔ دوسری خبر یہ ہے کہ اندلس کے کئی شہروں میں خلیفہ الحکم کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں جیان شہر میں جابر بن بعید نام کے شخص نے بغاوت کھڑی کی ہے اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے جیان شہر کے اطراف میں انگنت چھوٹے شہروں اور قصبوں پر قبضہ کر لیا ہے اسکے علاوہ باجہ شہر میں ہذب بن وہب نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنیکے بعد بغاوت کھڑی کر دی ہے ۔ جبکہ موردود شہر میں بربر

سردار نے خلیفہ اندلس کے خلاف سرکشی کر دی ہے ۔ یوجانیں ان چاروں شہروں میں کھڑی ہونے والی بغاوتوں نے خلیفہ الحکم بن ہشام کو ہلا کر رکھ دیا ہے ۔ جبکہ ان بغاوتوں کو فرد کرنیکے لیے خلیفہ الحکم بن ہشام بری طرح مصروف ہو گیا ہے وہ ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس شارلیمان کے سپہ سالار بوریل ۔ الفانسو دوئم اور پیطرونس کے خلاف ہماری کوئی مدد نہ کر سکے گا ۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ ان شہروں میں انہی غیر مسلم حکمرانوں کے ایما پر یہ بغاوتیں کھڑی کیں ہیں تاکہ خلیفہ اندلس الحکم بن ہشام کو اندلس کے اندر مصروف کر دیا جائے اور اسکی مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اندلس کی سرحدوں پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ اندلس کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے خلیفہ المسلمین الحکم بن ہشام کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا جائے امیر محترم ۔ یہ دوسری خبر ہے ۔ اسماعیل بن قاسم نے بڑی فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے یہ ساری تفصیل بتائی تھی ۔

اسماعیل بن قاسم کے خاموش ہونے پر عبدالکریم گردن جھکا کر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا اسکے بعد اس نے اپنے سامنے کھڑے اسماعیل بن قاسم اور حمود بن مغیرہ کو مخاطب کیا ۔

سنو میرے دونوں رفیقو ۔ اس وقت ہمارے پاس چالیس ہزار کا لشکر ہے اس میں دس ہزار حمود بن مغیرہ کے پاس رہیگا ۔ تاکہ مسکن کی حفاظت پر یہ مامور رہے ۔ اسماعیل بن قاسم میرے بھائی میں اور تم دونوں حسب سابق تیس ہزار کے لشکر کو لیکر اپنے دروں سے نکل کر دریائے دودوں کے کنارے کنارے شمال کا رخ کرینگے اور پھر دریائے دودون کا کنارہ چھوڑنے کے بعد ہم بائیں جانب مڑینگے اور اس شاہراہ کے کنارے خیمہ زن ہونگے جو شاہراہ فرانس سے رانسی وال کی دروں سے ہوتی ہوئی اندلس کی اسلامی مملکت کا رخ کرتی ہے ۔

تم دونوں بھائی حرکت میں آؤ ۔ مارینوس اسکے بھائی ارزلیہ اور طولوس کی لاشیں یہاں سے اٹھواؤ اسکے بعد لشکر کے کوچ کی تیاری کرو عبدالکریم کا حکم سنتے ہی کچھ جوان حرکت میں آئے تینوں لاشوں کو وہاں سے اٹھا کر لے گئے اسکے بعد حمود بن مغیرہ اور اسماعیل بن قاسم لشکر کی تیاری کرنیکے لیے وہاں سے چلے گئے مجلس شوریٰ کے اراکین

بھی انکے ساتھ ہو لیے تھے انکے جانیکے بعد عبدالکریم نے سمیر کی طرف دیکھا سمیر اب تو حویلی کے اندر جا کر آرام کر ۔ میں اب لشکر کے ساتھ کوچ کرنیکی تیاری کرونگا اس پر سمیر نے ہاتھ بڑھا کر بڑے پیارے انداز میں عبدالکریم کا ہاتھ تھاما پھر وہ انتہائی مٹھاس میں کہنے لگی ۔

آپ میرے ساتھ آئیں میں خود آپ کی تیاریاں مکمل کراؤں گی ۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ اس مہم میں میں آپ کے ساتھ آپ کے خیمے میں رہوں ۔ اس پر عبدالکریم کہنے لگا ۔

سمیر ایسا ممکن نہیں ۔ میں اپنے لشکریوں کی نگاہ میں گرنا نہیں چاہتا ۔ میں اس وقت تک تمہیں اپنے خیمے میں اپنے ساتھ نہیں رکھوں گا جب تک میں اور تم رشتہ ازدواج میں نہیں باندھے جاتے ۔ سمیر میں جانتا ہوں کہ میں نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ مارینوس ۔ ارزلیہ اور طولوس کا خاتمہ کرنے کے بعد اور اپنے ہاتھ اور پاؤں سے لوہے کی زنجیر سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے بعد میں تم سے شادی کرلوں گا ۔ سمیر مجھے اپنا وعدہ یاد ہے پر یہ جو دشمن موت کا پیغام لے کر ہم پر چڑھ دوڑنے کے لئے تیار ہے پہلے مجھے ان کی راہ روکنے دو پھر ہم دونوں ایک دوسرے کی رفاقت قبول کرتے ہوئے ایک ہی خیمے میں رہنے کے قابل ہو جائیں گے عبدالکریم کی اس گفتگو پر سمیر مسکرا اٹھی تھی پھر وہ دونوں حویلی کی طرف جا رہے تھے ۔ تھوڑی دیر بعد عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ اپنے مسکن سے شمال کی طرف کوچ کر رہے تھے ۔

رانسی وال کے دروں سے نکلنے کے بعد وہ کچھ دور تک دریائے دودون کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھتے گئے پھر وہ بائیں جانب ہٹے اور عبدالکریم نے اپنے لشکر کو اس شاہراہ کے کنارے خیمہ زن ہونے کا حکم دیدیا تھا جو فرانس سے کوہستان پیرانیز کے دوروں میں سے ہوتی ہوئی اندلس کی اسلامی مملکت کی طرف جاتی تھی ۔

سہ پہر کے قریب ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس اور شارلیمان کا جرنیل بوریل اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ اندلس کی طرف جانے والی شاہراہ پر بڑی تیزی سے پیشقدمی کرتے ہوئے اچانک اس جگہ آن رکے تھے جہاں ان کے سامنے عبدالکریم اور اسماعیل بن

قاسم نے پڑاؤ کر رکھا تھا۔

ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کو شاید اس کے مخبروں نے عبدالکریم کے متعلق اطلاع نہ دی تھی۔ نہ ہی انہیں یہ پتہ تھا کہ کوہستان پیرانیز کے دروں کے اس مسکن میں برنارڈو کے بجائے عبدالکریم نام کا شخص حکمران ہے۔ لہذا جس وقت لوئیس اور بوریل نے دیکھا کہ ایک لشکر ان کی راہ روکے کھڑا ہے تو انہوں نے اپنے کچھ مسلح جوان روانہ کئے تاکہ معلوم کیا جاسکے کہ راہ روکنے والے کون ہیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ مسلح جوان لوٹے اور لوئیس اور بوریل کو یہ اطلاع دی کہ راہ روکنے والا مسلمانوں کا ایک لشکر ہے جو شاہراہ کے کنارے اس سے ٹکرائے گا۔

یہ خبریں ملنے کے بعد لوئیس اور بوریل دونوں نے لشکر کو وہاں خیمہ زن ہونے کا حکم دیدیا تھا۔ یہ حکم ملتے ہی لوئیس اور بوریل کا متحدہ لشکر حرکت میں آیا اور آناً فاناً وہاں پڑاؤ کر لیا گیا۔ اس کے بعد جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے لوئیس اور بوریل دونوں نے اپنے لشکر میں طبل بجوا دیئے تھے۔

در اصل لوئیس اور بوریل دونوں عبدالکریم کے لشکر کو دیکھتے ہوئے بے چین اور بیتاب ہوگئے تھے اس لئے کہ عبدالکریم کے لشکر کی تعداد تیس ہزار کے لگ بھگ تھی جبکہ لوئیس اور بوریل کے ساتھ جو لشکر تھا وہ کسی بھی طور ساٹھ ستر ہزار سے کم نہ تھا لہذا ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور شارلیمان کا جرنیل بوریل چاہتے تھے کہ وقت ضائع کئے بغیر راہ روکنے والے اس دشمن کو صاف کرنے کے بعد اندلس کی اسلامی مملکت کی سرحدوں کا رخ کیا جائے۔

لوئیس اور بوریل نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ جو لشکر لوئیس کا تھا وہ اس نے اپنی کمانداری میں رکھا جو لشکر فرانس کے شہنشاہ شارلیمان کی طرف سے بوریل لے کر آیا تھا وہ اسی کی سرکردگی میں رہا تھا۔ جب لشکر کی صفیں درست ہونا شروع ہوئیں تو بوریل اور لوئیس نے دیکھا ان کے مقابلے میں عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم نے بھی اپنی صفیں درست کرنے میں دیر نہ لگائی ان دونوں نے لوئیس اور بوریل سے پہلے ہی اپنے لشکر کی صفیں درست کر لیں تھیں۔ پھر دشمن کی طرف سے حملے کی ابتدا ہوئی۔ یہ ابتدا خود لوئیس نے کی تھی۔ لوئیس کے سامنے عبدالکریم خود

رہا تھا جبکہ شارلیمان کے جرنیل بوریل کے سامنے اس نے اسماعیل بن قاسم کو رکھا تھا

اپنے لشکر کو آگے بڑھاتے ہوئے ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس عبدالکریم پر فاسد تمدن کے سیلاب۔ یاس و ناامیدی کی سرد ہواؤں۔ رات کے چھاتے اندھیروں میں خطرات کے منڈلاتے سایوں۔ ظلمت کے غاروں۔ اہانت اور ذلت کی جولان گاہوں میں ظلم و استبداد کی نہ ختم ہونے والی قوت کی طرح حملہ کر دیا تھا۔ لوئیس کے ساتھ ہی ساتھ بوریل بھی حرکت میں آیا۔ اور وہ بھی اسماعیل بن قاسم کے لشکر کے حصے پر دشت بے امان کی عفریت۔ سکون کے پیاسے کسی حد درجہ ظالم و خونخوار اور کالی رات کے مردہ سمندر میں بے جہت و بے مہار جذبوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

لوئیس اور بوریل دونوں کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تقریباً آدھی سے بھی کم ہے لہذا وہ بے ضرر جانوروں کی طرح اس لشکر کو آگے آگے ہانکتے ہوئے ان کا خوب قتل عام کریں گے اور پشت کی طرف نظر آنے والے کوہستان پیرانیز تک ان کی لاشیں بکھیرتے چلے جائیں گے۔ لیکن عبدالکریم نے ان کی ساری امیدوں اور خوشیوں کو راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دیا تھا۔

لوئیس کے حملے کو روکنے کے بعد عبدالکریم نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا اس لئے کہ اسنے اپنے لشکر میں لگاتار تکبیریں بلند کرنا شروع کر دی تھیں۔ اور یہ تکبیریں ہی تھیں جو مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے اندر یکجہتی۔ اتفاق اور تعاون کا ایک نہ ختم ہونے والا رشتہ اور رابطہ قائم کرتی تھیں۔ عبدالکریم کی تکبیروں کے جواب میں اس کے لشکری بھی ہولناک آوازوں میں تکبیریں بلند کرنے لگے تھے۔

اس کے بعد عبدالکریم نے اپنے لشکر کو دفاع سے نکالا۔ تکبیریں بلند کرتے ہوئے اس نے پیشقدمی کا حکم دیا۔ یہ حکم سنتے ہی اس کی کمانداری میں اس کے لشکری سمندر کے سیاہ گونگے لبوں پر دمکتی مسکراہٹ کی کرنوں۔ بے اتھاہ ساگر میں چمکتے بادبانوں۔ خوابوں کے بجروں کی طرح آگے بڑھے تھے۔ پھر عبدالکریم نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جارحیت اختیار کرتے ہوئے لوئیس اور اس کے لشکریوں پر شام کے بھاری گھونگھٹ میں گرم لفظوں کی بجتی نوبت۔ تاروں کی دنیا سے لاکھوں میل دور ہیولوں

کے عکسوں کے ایک طوفان ۔ زمینوں کے ملن کا سبب بنتے افق کی لہو رنگ قالین پر چھا جانے والے کف آلود طوفانوں اور ساحلوں کو لوریاں دیتے کھولتے سمندر کی طرح جوابی حملہ کر دیا تھا ۔ یہ حملہ ایسا ہولناک ایسا جان لیوا اور بے روک تھا کہ عبدالکریم اپنے اس پہلے ہی حملے میں لوئیس کی کئی صفوں کو روندتا ہوا بڑی تیزی سے لوئیس کے لشکر کے وسطی حصے کی طرف گھستا چلا گیا تھا ۔

عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے اسماعیل بن قاسم نے بھی آگ کے حصار کے اندر آندھیوں کے شناسا طوفانوں کے محرم کی طرح اپنے کام کی ابتدا کی ۔ اس نے بھی اپنے حصے کے لشکر کو پیشقدمی کرنے کا حکم دیا ۔ وہ بھی دشمن کے لشکر کے اس حصے پر جس کی کمانداری فرانس کے شہنشاہ شارلیمان کا جرنیل بوریل کر رہا تھا ہزاروں ساعتوں کی مقروض آوازوں ۔ اور آگ میں نہاتے خاک وخون کے دھاروں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا ۔

کوہستان پیرانیز کی طرف جاتی شاہراہ کے کنارے دونوں لشکروں کے اس طرح آپس میں ٹکرانے سے ایسا لگنے لگا تھا گویا آسمانوں کی گردش میں لہو رنگ گھل گیا ہو ۔ دھوان زدہ زمین کراہنے لگی ہو ۔ پربت آگ تھوکنے لگے ہوں ۔ اور کرب مسلسل مرگ کی اساس بن کر ہر شئے میں حلول کرنا شروع ہو گیا ہو ۔

لوئیس اور بوریل نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم کو اپنے لشکر کی صفوں کے اندر نہ گھسنے دیں ۔ لیکن لگتا تھا ان کی ہر تدبیر ہر کوشش ناکام ہوتی دکھائی دے رہی تھی ۔ انہیں اب بھی امید تھی کہ وہ پیرانیز کی طرف جانے والی شاہراہ کے کنارے راہ روکنے والے دشمن کو مار بھگائیں گے اس لئے کہ اب بھی ان کی تعداد دوگنے کے لگ بھگ تھی ۔ تاہم ابھی تک انہیں اس بات کی سمجھ نہ آئی تھی کہ جس لشکر نے ان کی راہ روکی ہے اس کا تعلق کن سرزمیوں سے ہے کیا یہ لوگ آزاد ہیں یا ان کا تعلق اندلس کے خلیفہ الحکم بن ہشام سے ہے ۔ آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد لوئیس اور بوریل نے ایک بار پوری طاقت اور قوت سے حملہ کیا ان کا خیال تھا کہ ایسے حملہ کرنے سے وہ دشمن کو مار بھگائیں گے ۔ لیکن انہیں مایوسی ہوئی تھی ۔ اسلئے کہ عبدالکریم نے وقت کی پکار میں نفس نفس میں

سجدوں کے ثبات ۔ انسانیت کی ڈھول میں دیوار فکر وہوش کی طرح لوئیس اور بوریل کے اس حملے کو روکا تھا ۔ پھر جواباً اسماعیل بن قاسم سے مشورہ کرتے ہوئے اس نے بھی ایسا ہی حملہ کیا تھا اور عبدالکریم کے اس حملے سے ایسا لگا تھا جیسے وہ خیالات کی پختگی میں تحیر کے نور اور خاروخس میں بے جہت شعلے کی طرح گھستا چلا گیا ہو ۔ اب عبدالکریم بن مغیث کی سرکردگی میں مساوات اور اخوت کے علمبردار مجاہد ۔ خدوخال کو امن اور آسودگی سے ہمکنار کرنے والے جنگجو ایک اہتمام کے ساتھ مرتعش قوت بن کر دشمن کی صفوں میں گھستے ہوئے انہیں متحیر و مبہوت کرتے چلے گئے تھے ۔

عبدالکریم کے ایسے حملوں سے لوئیس اور بوریل دونوں کی آنکھوں میں خطرات کے سائے منڈلانے لگے تھے ۔ اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ ایسے بے روک مجاہد کیسے خوابوں میں پلتے ہیں نیلگوں فلک کی آنکھوں میں آنکیں ڈلنے والے ایسے مجاہد نیلگوں فلک کی آماجگاہوں میں کہاں پلتے ہیں ۔ موت کو اپنی آنکھوں کے نصف النہار میں سجانے والے ایسے حملہ آور یادوں کے کن مرغزاروں سے اٹھتے ہوئے اپنے آپ کو آدم گیر بنا لیتے ہیں ۔

اب لوئیس اور بوریل کے لئے عبدالکریم کے حملوں کو روکنا انتہائی مشکل اور دشوار ہو رہا تھا ۔ صورتحال یہ تھی کہ عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم نے مکمل طور پر لوئیس اور بوریل کی اگلی صفوں کا صفایا کرتے ہوئے ان کے لشکر کے مرکزی حصے کو اپنا ہدف بنانا شروع کر دیا تھا ۔ لمحہ لمحہ لوئیس اور بوریل کے لشکر کی حالت ساحلوں کی اجڑی گھاٹیوں ۔ کوئی ہوئی غیر محفوظ بھیڑوں ۔ شب کی خاموش فضاؤں میں دل کی آرزوؤں کے اجڑے گلشن جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی ۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد فرانس کے بادشاہ لوئیس اور شمالی اور مشرقی فرانس کے شہنشاہ شارلیمان کے جرنیل بوریل کو بدترین شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ۔

عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم نے شاہراہ کے کنارے کنارے دور تک ان کا تعاقب کیا ۔ جب انہوں نے خیال کیا کہ وہ دونوں اب ان کے لیے خطرناک نہیں تب وہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑے لوئیس اور بوریل کے پڑاؤ کی ہر چیز پر انہوں نے قبضہ کیا ۔ ہر شئے کو انہوں نے اپنے خیموں میں مستقل کر دیا تھا ۔ چند روز احتیاط کے طور پر

عبدالکریم نے اپنے لشکر کے ساتھ وہیں پڑاؤ کیا پھر وہ جنگ میں ہاتھ آنے والی ہر شے کو سمیٹتا ہوا اپنے مسکن کی طرف روانہ ہو گیا تھا ۔ عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم جب فاتح کی حیثیت سے اپنے مسکن میں داخل ہوئے تو حمود بن مغیرہ نے چند دستوں کے ساتھ ان کا بہترین استقبال کیا اپنے گھوڑے سے اتر کر عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم دونوں حمود بن مغیرہ سے گلے ملے اس کے بعد حمود بن مغیرہ نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

امیر محترم ۔ میں آپ کو ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور شارلیمان کے جرنیل بوریل کے خلاف بہترین کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ ساتھ ہی امیر محترم ۔ آپ کی غیر موجودگی میں عمروس کی طرف سے چند قاصد آئے تھے انہوں نے ہمارے لئے بہترین اطلاعات فراہم کی ہیں ۔ اس پر عبدالکریم نے چونک کر حمود کی طرف دیکھا ۔

حمود میرے بھائی ۔ عمروس بن یوسف اور اس کے بیٹے یوسف بن عمروس نے کیسی خبریں ہمیں فراہم کی ہیں ۔ عبدالکریم کے لہجے میں ایک تجسس اور فکر مندی تھی

امیر محترم ۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ عمروس بن یوسف نے یہ پیغام بھجوایا ہے کہ اشتوراس کا بادشاہ الفانسو اور خلیج بسکے کا ڈکیت پیطرونس دونوں پیشقدمی کر رہے ہیں الفانسو دوئم برزش کے کوہستانی علاقوں سے گزرنے کے بعد دریائے دویرہ کے قریب پہنچ چکا ہے ۔ اسکا ارادہ ہے کہ جہاں برزش کا کوہستانی سلسلہ مشرق میں ختم ہوتا ہے اس کے پہلو بہ پہلو دریائے دویرہ بل کھاتا ہوا مغرب کی طرف مڑتا ہے وہاں وہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر کے پیطرونس کا انتظار کرے گا ۔ پیطرونس اس وقت الفانسو دوئم سے ایک دن کی منزل پیچھے ہے اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ اس وقت برزش کے کوہستانی سلسلوں میں پیشقدمی کر رہا ہے ۔ پیطرونس اور الفانسو دویرہ کے کنارے اکٹھے ہو کر لوئیس اور شارلیمان کے جرنیل بوریل کا انتظار کریں گے ۔ انہوں نے دریائے ابرہ کے کنارے پڑاؤ کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن میرے خیال میں اب انہوں نے اپنے لائحہ عمل کو تبدیل کر دیا ہے ۔ اور اس تبدیل کی اطلاع انہوں نے قاصدوں کے ذریعے لوئیس اور بوریل کی طرف بھی روانہ کر دی ہے ۔

حمود بن مغیرہ کے اس انکشاف پر عبدالکریم کے چہرے پر خوشگوار سے تاثرات نمودار ہوئے تھے پھر اس کی آواز سنائی دی ۔

مغیرہ میرے بھائی ! اس عمروس بن یوسف نے ہمارے لئے بہترین اطلاعات فراہم کی ہیں ۔ لوئیس اور بوریل کی کمر تو ہم نے توڑ دی ہے ۔ اب وہ کچھ عرصے تک ہمارے خلاف سر اٹھانے کی جرأت نہیں کریں گے ۔ حمود میں اپنے اس لشکر کے ساتھ صرف ایک رات یہاں قیام کروں گا تاکہ میرے لشکری اپنے اپنے گھروں میں سستا لیں اس کے بعد کل صبح ہی صبح میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے روانہ ہوں گا ۔ میں سب سے پہلا ہدف دریائے دویرہ کے کنارے الفانسو کو بناؤں گا ۔ الفانسو سے نپٹنے کے بعد میں واپس مڑوں گا اور کوہستان برزش کے اندر میں اس پیطرونس سے بھی دو ہاتھ کروں گا پہلے مجھے تم یہ بتاؤ کہ جو قاصد عمروس بن یوسف کی طرف سے پیغام لے کر آئے ہیں وہ کہاں ہیں ۔ تمہیں یقیناً میری آمد تک انہیں یہاں روکنا چاہئے تھا ۔

آپ بے فکر رہیں ان قاصدوں کو میں نے روکا ہوا ہے میرے خیال میں وہ الفانسو دوئم اور پیطرونس کے لشکروں تک آپ کی بہترین راہنمائی کر سکیں گے ۔ بڑی انکساری سے عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے حمود نے کہا تھا ۔

حمود میرے بھائی تم نے بہترین قدم اٹھایا ہے ۔ ان قاصدوں کو روکو ۔ کل میں انہیں اپنے ساتھ لے کر یہاں سے روانہ ہوں گا ۔ وہ یقیناً الفانسو دوئم اور پیطرونس کے لشکروں تک میری بہترین راہنمائی کر سکتے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح میں اور اسماعیل بن قاسم نے لوئیس اور بوریل کو بدترین شکست دی ہے اسی طرح ہم باری باری الفانسو دوئم اور خلیج بسکے کے ڈکیت کی بھی حالت اور حلیہ بگاڑ کر رکھ دیں گے ۔

عبدالکریم کے خاموش ہونے پر حمود بن مغیرہ سر جھکا کر کچھ سوچا ۔ پھر دھیمی سی آواز میں اس نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

امیر ! اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ایک بات کہوں ۔ دیکھیں میرا آپ کا برسوں سے ساتھ ہے آپ ہمیشہ میرے اور میرے باپ کے دکھ سکھ کے ساتھی اور مربی اور محسن رہے ہیں ۔ امیر محترم ۔ میں چاہتا ہوں آپ کا گھر آباد ہو ۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح دیگر سالار اور ہمارے لشکری ازدواجی زندگی بسر کر رہے ہیں اسی طرح آپ بھی اپنی

بیوی کے ساتھ پر سکون زندگی بسر کریں ۔ امیر محترم ۔ سمیر وہ لڑکی ہے جو اپنی پہلی ہی ملاقات سے جنون کی حد تک آپ کو پیار و محبت کرتی چلی آئی ہے ۔ میری خواہش ہے کہ آپ اس سے شادی کر لیں ۔ اس طرح آپ کی زندگی میں خوشیاں اور سکون بکھر جائیگا ۔

عبدالکریم نے کچھ سوچا ۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے غور سے حمود بن مغیرہ کی طرف دیکھا ۔

تمہارا کہنا درست ہے ۔ پر میں سمجھتا ہوں کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ میں سمیر کو اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں ۔ حمود میں کل یہاں سے الفانسو کی طرف روانہ ہوں گا ۔ وہاں سے مڑ کر میں پیطرونس سے نمٹوں گا ۔ ان ساری مہموں میں مجھے برق رفتاری سے سفر کرنا ہو گا ۔ اس مہم میں کوئی لشکری اپنی بیوی کو اپنے ساتھ نہ رکھ سکے گا اس لئے کہ الفانسو دوئم سے نپٹنے کے بعد ہمیں برزش کے کوہستانی سلسلے کے اندر پیطرونس سے ٹکرانا ہو گا اور میرا اندازہ ہے کہ پیطرونس ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد واپس خلیج بسکے میں اپنے مسکن کی طرف بھاگے گا ۔ سنتے ہیں کہ اسنے اپنے مسکن میں ایسی دولت جمع کر رکھی ہے کہ بڑے بڑے شہنشاہوں کے پاس نہیں ۔ میں اس دولت کو ضائع نہیں ہونے دوں گا ۔ میں اس پیطرونس کے پیچھے پیچھے خلیج بسکے کے اندر اس کے اس مسکن تک جاؤں گا جہاں اس نے دولت کے انبار لگائے ہیں ۔ اس جزیرے میں گھس کر میں پیطرونس کی اس ساری طاقت اور قوت کو کچلونگا اس دولت کو سمیٹ کر خلیفہ المسلمین الحکم بن ہشام کی خدمت میں پیش کردوں گا ۔ اس لئے کہ اب میں خلیفہ کے لشکروں کا سالار اعلیٰ ہوں اور جو کچھ بھی میں حاصل کروں اس میں خلیفہ کا حق اور حصہ بنتا ہے ۔ میرے بھائی حمود الفانسو دوئم اور پیطرونس کی مہم کو طے کرنے کے بعد خداوند نے چاہا تو میں سمیر سے شادی کر لوں گا پھر آنے والی مہموں میں میں سمیر کو اپنے ساتھ رکھوں گا ۔ یہ تمہارے ساتھ میرا وعدہ ہے ۔

عبدالکریم کا جواب سن کر حمود بن مغیرہ خوش ہو گیا تھا ۔ پھر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور مسکن میں آگے بڑھنے لگے تھے ۔

اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا عبدالکریم جب اپنی حویلی کے قریب آیا تو حویلی کے

اندر سے سمیر بھاگتی ہوئی نکلی ۔ قریب آئی ۔ پھر اس نے بڑے پیارے انداز میں عبدالکریم کے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے مسکراتی آواز ۔ گنگناتے لہجے میں کہنا شروع کیا ۔ امیر محترم ۔ ایکوی ٹین کے بادشاہ کے خلاف شاندار کامیابی پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں ۔ عبدالکریم اپنے گھوڑے سے اتر کھڑا ہوا ۔ پھر اس نے کمال محبت اور چاہت میں سمیر کو مخاطب کیا ۔

سمیر میں اور تم دونوں اب ایک ہی ذات کے دو حصے ہیں ۔ اب تمہیں ان موقعوں پر مبارکباد پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اسلئے کہ اب ہم دونوں اپنے آپ کو ایک دوسرے کے لئے وقف کر چکے ہیں ۔ تم میرے جسم کا ایک حصہ ۔ میری ذات ہی کا ایک پہلو ہو میری کامیابی تمہاری کامیابی ۔ میری خوشی تمہاری خوشی ہے ۔ لہذا مجھے تمہیں مبارکباد دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔

عبدالکریم کی اس گفتگو پر سمیر پھول کی طرح کھل اٹھی تھی ۔ پھر اس نے عبدالکریم کا ہاتھ تھام لیا اس کے بعد وہ عبدالکریم کو اپنے ساتھ حویلی کے اندر لے جا رہی تھی ۔ دوسرے روز عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ الفانسو دوئم سے نپٹنے کے لئے دریا دویرہ کا رخ کر رہا تھا ۔



اپنے مسکن سے نکلنے کے بعد عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ خوابوں کے پروں پر پرواز کرتی لامتناہی اور غیر مختتم ۔ طلسم کی جھنکار اور قوتوں کے مضمحل احساسات کے ربط کو مفلوج کر دینے والی ابدی پہنائیوں کی طرح پیشقدمی کرتا ہوا دریائے دویرہ کے اس مقام کی طرف بڑھا تھا جہاں اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم نے اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر لیا تھا ۔

یہ وہ جگہ تھی جہاں برزش کے کوہستانی سلسلے کے شرقی اختتام کے ساتھ ساتھ دریائے دویرہ بل کھاتا ہوا مشرق کی طرف مڑتا تھا پھر ہسپانیہ کی وسیع و عریض وادیوں کوہستانی سلسلوں میں سے ہوتا ہوا پورے پرتگال کی چوڑائی کو روندتا ہوا بحر محیط میں جا

گرتا تھا۔

الفانسو دوئم اور اس کے جاسوسوں کی ساری سرگرمیاں اندلس کی اسلامی مملکت کی سرحدوں کی طرف تھیں۔ اس لئے کہ وہ اسی سمت سے اپنے لئے خطرے اور حملے کی توقع رکھتے تھے۔ رانسی وال کے درون میں عبدالکریم کی سرکردگی میں جنم لینے والی قوت سے یہ لوگ ابھی تک بے خبر تھے۔ اسلئے انہیں کوہستان پیرانیز کی وادیوں اور کوہستانی سلسلوں سے اپنی ذات کے لئے کسی خطرے یا خدشے کی امید نہ تھی۔

دوسری جانب عبدالکریم نے اپنے لشکر کے ساتھ الفانسو دوئم پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا تھا اس لئے کہ الفانسو کے ساتھ جو لشکر تھا اس کی تعداد ہر صورت میں عبدالکریم کے لشکر سے زیادہ تھی رات جس وقت آدھی کے قریب گئی تب دریائے دویرہ کے کنارے برزش کے کوہستانی سلسلے کے پہلو میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ جلال آگیں۔ خشونت آمیز اور غم انگیز تباہی۔ رات بھر نفرت کے جال بنتی کہکشاں کی مالا کو دانہ دانہ شمار کرتا ہوا دائرہ در دائرہ بکھرتی موت و مرگ کی طرح الفانسو دوئم کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔ الفانسو اور اس کے لشکری اس شبخون کی توقع اور امید تک نہ رکھتے تھے۔ اس لئے کہ اپنے سارے جاسوس طلایہ گردستے اندلس کی مملکت کی سرحد پر پھیلا رکھے تھے پشت کی طرف سے وہ بالکل بے خبر اور مطمئن تھے اسی بے خبری اور ان کے اطمینان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عبدالکریم نے شبخون مارا اور اس طرح اس نے الفانسو دوئم کے لشکر کے ایک بڑے حصے کو لمحوں کے اندر خون میں نہلا کر رکھ دیا تھا۔

رات کی تاریکی میں الفانسو دوئم کے لشکر کا ناقابل تلافی نقصان ہوا تھا۔ تاہم بچے کچھے لشکر کو سنبھالتے ہوئے الفانسو دوئم نے عبدالکریم کا مقابلہ کرنا چاہا لیکن بے سود اس لئے کہ عبدالکریم ناچتے لفظوں کی سیاہ آندھی۔ ڈوبتے سورج کی رنگین شفق کی طرح اب الفانسو دوئم کے پورے لشکر پر چھا چکا تھا۔ لمحوں کے اندر اس نے الفانسو دوئم کے لشکر کے بڑے حصے کو اس نے کاٹتے ہوئے الفانسو اور اس کے لشکریوں کی حالت۔ بنجر زمین۔ بکھری پھٹی تصویروں۔ گرسنہ نگاہوں میں بکھرتے زہر جیسی بنا رکھ دی تھی۔ اپنی یہ حالت دیکھتے ہوئے الفانسو نے رات کی تاریکی میں شکست قبول کی اور

بھاگ کھڑا ہوا۔ عبدالکریم نے بھاگتے الفانسو اور اس کے لشکریوں کا اس طرح تعاقب کیا جس طرح پرندوں کی ڈھاریں دھان کی بالیوں کی طرف لپکتی ہیں۔ جس طرح سنجیلا کف آلود دریا اپنی راہ میں کھڑی کبتوں کی صورت چٹانوں کی پرواہ کئے بغیر ہر ایک کو روندتا چلا جاتا ہے۔ الفانسو دوئم کا تعاقب کرتے عبدالکریم نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ وہ ان راستوں پر نہ بھاگے جن راستوں پر پیطرونس پیشقدمی کرتا ادھر ہی آرہا تھا۔ بائیں سے حملہ آور ہوتے ہوئے الفانسو کے لشکریوں کو عبدالکریم نے ایک اور ہی شاہراہ پر بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس طرح الفانسو دوئم کا دور تک تعاقب کرنے کے بعد عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ آیا جہاں رات کی تاریکی میں اس نے الفانسو کے لشکر پر شبخون مارا تھا۔ الفانسو کے پڑاؤ کی ہر چیز کو اس نے سمیٹا پھر وہ پیطرونس سے نمٹنے کے لئے صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی پہلے برزش کے کوہستانی سلسلوں میں روپوش ہو گیا تھا۔

کوہستانی سلسلے کے اندر ہی اندر لاہوتی قوتوں کے بحر بیکراں اور بے انت دوریوں میں کرنوں کے جھرنوں کی طرح عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ عمروس بن یوسف کی طرف سے آنے والے قاصد اس کی رہنمائی کر رہے تھے یہاں تک کہ برزش کے کوہستانی سلسلوں میں ایک کھلی وادی کے اندر ان کا سامنا پیطرونس کے لشکر سے ہوا۔ پیطرونس اس وقت اپنے لشکر کے وسط میں تھا۔ اس کا لشکر بڑی تیزی سے دریائے دویرہ کے اس مقام کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں اس نے الفانسو دوئم سے ملنے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ جس وقت پیطرونس نے اپنے سامنے کھلی وادیوں میں ایک لشکر کو آتے دیکھا اس نے فوراً اپنے لشکر کو رک جانے کا حکم دیدیا تھا پھر عبدالکریم جب اپنے لشکر کے ساتھ نزدیک ہوا تب پیطرونس پر انکشاف ہوا کہ اس کی راہ روکنے والا لشکر اس کا حلیف نہیں بلکہ وہ اس کے حریف مسلمان ہیں۔ اس انکشاف کے ساتھ ہی پیطرونس نے اپنے لشکر کو انہی وادیوں میں خیمہ زن ہونے کا حکم دیدیا تھا۔ اس کے لشکر کا آدھا حصہ اپنی پشت پر خیمے نصب کرنے لگا تھا۔ جبکہ لشکر کا آدھا حصہ اچانک حملے کے لئے مستعد ہو گیا تھا۔ دوسری جانب عبدالکریم نے بھی یہی صورت اپنائی۔ وہ بھی پیطرونس کے لشکر کی طرح بڑی تیزی کے ساتھ خیمہ زن ہونے لگا تھا۔

خیمہ زن ہونے کے بعد پیطرونس نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں شاید خلیج لسکے کا وہ ڈکیت جس کے حوصلے انتہا درجہ کے بلند تھے جنگ کرنے میں تاخیر نہیں کرنا چاہتا تھا جس وقت پیطرونس اپنے لشکر کی صفیں درست کر رہا تھا اس کے لشکر میں شہنائیاں ۔ باجے ۔ دفیں اور جنگ کے طبل بجنے شروع ہو گئے تھے ۔ پھر پیطرونس کے لشکر میں تند حقارت کے سناٹوں میں ابھرتے جنگی نعرے بلند ہونے لگے تھے ۔ جیسے آداب سے بیگانہ وحشی چیتوں کی طرح چنگھاڑ اٹھے ہوں ۔ تھوڑی دیر تک پیطرونس اور اس کے ساتھی اسی طرح کے جنگی نعرے بلند کرتے رہے ۔ پھر پیطرونس نے اپنے لشکر کو منافق پرچھائیوں ۔ دوغلی ہواؤں خون پیتے دنوں اور ہڈیاں چبا جانے والی رات کی طرح آگے بڑھایا ۔ اس کے بعد وہ عبدالکریم کے لشکر پر کالک میں لپٹی ریت کی پیاس ۔ زمین کی عریانی پر لوٹتی مچلتی لہروں ۔ نفرت کے گیت گاتی ہواؤں کی یلغاروں ۔ صدیوں کے گہرے سناٹوں کی کالی سازشوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا ۔

پیطرونس کے نعروں کی طرح عبدالکریم نے اپنے جانے پہچانے انداز میں تکبیریں بلند کرنا شروع کیں تھیں اور اس کی تکبیروں کے جواب میں اسکے لشکری اس طرح تکبیریں بلند کر اٹھتے تھے جس طرح کرب کی خاموشیوں میں سات سمندروں کا بے ساحل شور اٹھ کھڑا ہوا ہو یا یہ کہ سمندر کے جلال پر ہیبتوں کا نزول یا فلک کی رفعتوں میں جوہر کی حلاوت لئے بے روک اور اٹل طوفان اٹھ کھڑے ہوئے ہوں ۔ تھوڑی دیر تک عبدالکریم کے لشکر میں اسی طرح تکبیریں بلند ہوتی رہیں پھر عبدالکریم نے وقت کے بیکراں سمندر میں غوطہ زن سنسان آرزوؤں ۔ ظلمت سے برسرپیکار تقدیر کے عذاب گردش دوراں کے تیوروں میں کرب کی تشنگی ۔ درد کے فاصلوں اور کدورت کے طوفانوں کے زور کی طرح پیطرونس کے لشکر پر جوابی حملہ کر دیا تھا ۔

برزش کے کوہستانی سلسلے میں عبدالکریم اور پیطرونس کے ٹکرانے سے جنگ کی دیویاں لہو کا غسل کرنے لگی تھیں ۔ سماعتیں ۔ بصارتیں ۔ بے افق ۔ بے نشان ہونے لگی تھیں ۔ موسموں کی گرد میں دھندلے دھندلے خونی رنگ محل اٹھے تھے ۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ عبدالکریم کا پلہ بھاری اور غالب ہوتا دکھائی دیا ۔ پھر آہستہ آہستہ

عبدالکریم اور اسکے لشکریوں نے پیطرونس اور اس کے ساتھیوں کی حالت زخم و درد کے حروف ، فکر زوال میں گم تنہائیوں کے شہر ۔ بدمست اندھی موت کی آہوں کے لہراتے بھنور جیسی کرنی شروع کر دی تھی ۔

کوہستان برزش کی ان وادیوں میں ہولناک تصادم ہوا ۔ پیطرونس جو اس سے پہلے خلیج لسکے کے ڈکیت کے نام سے مشہور تھا انتہائی کامیابی سے ڈکیتیاں کرتے کرتے شہنشاہوں سے بھی زیادہ دولت جمع کر چکا تھا اس کے حوصلے بہت بلند تھے پر برزش کے اس کوہستانی سلسلے میں عبدالکریم نے اس کی ساری امیدیں سارے ولولے اور سارے حوصلے پست اور ذلیل کرکے رکھ دیئے تھے ۔ عبدالکریم نے ان کوہستانی سلسلوں کے اندر پیطرونس کو بدترین شکست دی ۔ اس کے آدھے سے زیادہ لشکر کو عبدالکریم نے تہہ تیغ کر دیا ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے پیطرونس بچے کھچے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا لیکن اب بھاگنا بھی آسان نہ تھا اس لئے کہ عبدالکریم نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو پیطرونس کے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور باقی لشکر کو لے کر وہ اس طرح پیطرونس کے تعاقب میں لگ گیا تھا جس طرح خونخوار بھوکے بھیڑیئے گورخر کا شکار کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں ۔

خلیج لسکے کی طرف بھاگتے پیطرونس نے جب دیکھا کہ دشمن بڑی خونخواری اور بڑی تیزی سے اس کا تعاقب کر رہا ہے تو وہ فکر مند ہوا ۔ تاہم اس نے اپنا فرار جاری رکھا اور خلیج لسکے کے ساحل سے تھوڑی ہی دور اچانک پیطرونس مڑا اور بڑی خونخواری سے اس نے عبدالکریم پر حملہ کر دیا تھا ۔ دراصل یہ پیطرونس کی ایک چال تھی ۔ خلیج لسکے کے ساحل پر عبدالکریم کو روک کر وہ اپنے دفاع کو مضبوط بنانا چاہتا تھا ۔

وہ اس طرح کہ اس نے چند تیز رفتار گھڑ سوار خلیج لسکے میں اپنے اس جزیرے کی طرف روانہ کر دیئے تھے جسے اس نے اپنا مسکن بنا رکھا تھا تاکہ وہاں جو اس کے مسلح جوان موجود تھے انہیں تیار رہنے کی تنبیہ کر دی جائے ۔ گھڑ سواروں کو روانہ کرنے کے بعد پیطرونس نے مڑ کر اس بنا پر حملہ کر دیا تھا تاکہ وہ تھوڑی دیر تک عبدالکریم کو ساحل سے دور ہی روکے رکھے ۔ اور ان سواروں کو جزیرے میں جا کر اس کے باقی ماندہ لشکریوں کو تیار کرنے کا موقع مل سکے ۔

پیطرونس نے جس وقت مڑ کر حملہ کیا تھا تو وہ عبدالکریم کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا ۔ اس لیے کہ عبدالکریم نے بھی انتہائی خونخواری سے جوابی حملہ کیا تھا ۔ جس کی طاقت اور قوت کو پیطرونس برداشت نہ کر سکا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے ہوئے وہ ساحل کی طرف پسپا ہونے لگا تھا ۔ تاہم عبدالکریم کو روکنے سے جو وہ اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا اس میں وہ کامیاب ہو گیا تھا ۔ پیطرونس نے جب دیکھا کہ پیچھے ہٹتے ہوئے اب وہ خلیج

لسکے کے ساحل کے قریب آگیا ہے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایک دم مڑا اور پہلے کی طرح اس نے بھاگنا شروع کر دیا تھا ۔

خلیج لسکے کے ساحل پر پہنچنے کے بعد پیطرونس اور اس کے لشکریوں نے بے محابہ اپنے گھوڑوں کو خلیج کے پانی میں ڈالدیا تھا اسلیے کہ خلیج کا پانی اتھلا تھا ۔ اور وہ اپنے گھوڑوں کو مارتے بھگاتے جزیرے تک پہنچ سکتے تھے ۔ پیطرونس کا یہ بھی خیال تھا کہ شاید دشمن پیچھے پیچھے اپنے گھوڑوں کو خلیج لسکے میں نہ ڈالیں اس لئے کہ وہ خلیج لسکے کے اتھلے پن سے واقف اور آگاہ نہ ہونگے اسے امید تھی کہ تعاقب کرنے والے ساحل ہی رک جائیں گے اور اس کی جان چھوٹ جائے گی تاہم اسے یہ بھی سکون تھا کہ اگر تعاقب کرنے والے خلیج لسکے میں اتر گئے اسوقت تک جزیرے میں جو اس کا دوسرا لشکر ہے وہ فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے تیار ہو چکا ہو گا ۔

لیکن پیطرونس شاید نہ جانتا تھا کہ عبدالکریم خلیج لسکے کے ان رازوں سے پہلے ہی آگاہ تھا لہذا جس وقت پیطرونس کے لشکری خشکی کو چھوڑ کر خلیج لسکے کے پانی میں اپنے گھوڑے دوڑانے لگے تو عبدالکریم اور اس کے لشکریوں نے بھی اپنے گھوڑوں کو خلیج لسکے کے پانی میں ڈالدیا اور ایڑ لگاتے ہوئے خشکی کی طرح اس کے تعاقب میں لگ گئے تھے ۔

پیطرونس جس وقت اپنے اس جزیرے میں پہنچا تو وہ لشکر جو اس نے اپنے پیچھے اپنے اس مسکن کی حفاظت کے لئے چھوڑا تھا وہ تعاقب کرنے والے عبدالکریم پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار کھڑا تھا ۔ بڑی تیزی سے خلیج لسکے کے پانی کو سمیٹتے ہوئے پیطرونس خشکی پر پہونچا اور جو لشکر پہلے سے وہاں مستعد تھا اسے اپنے ساتھ ملانے کے بعد وہ عبدالکریم پر حملہ اور ہونے کے لئے تیار ہو گیا تھا ۔

جونہی عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ خلیج لسکے سے نکل کر ساحل پر آیا ۔ پیطرونس نے جہل کے طوفانوں ۔ تکفیر کے صحراؤں میں اڑتی ریت کے ہر جہت جھاڑو دیتے جھکڑوں اور ویرانی بازار حیات میں اچانک اٹھ کھڑے ہونے والے وحشتوں کے رقص کی طرح حملہ کر دیا تھا ۔

لیکن اب عبدالکریم دبنے والا نہ تھا ۔ وہ ایک بار برزش کے کوہستانی سلسلوں میں

پیطرونس کو بدترین شکست دے چکا تھا۔ لہذا وہ پیطرونس کے اس نئے حملے کے سامنے ہر قضا وقنا سے ماورا فکر کی درخشندگی۔ عزم کی پائیندگی۔ جمال شرق و غرب میں پھیلتے مہ و انجم کے نور کی طرح جم گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک اپنی حالت مستحکم کرنے کے بعد عبدالکریم نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا اور اسکے بعد وہ اجالے کے سرور میں انگنت شعلوں کے رقص۔ جہان حرف و صوت میں۔ خورشید بکف۔ انجم نگاہ۔ اور کاروان وقت میں کسی شعلہ جبیں جنگجو کی طرح اس طرح پیطرونس کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا جیسے برف باری ہونے سے پہلے بوجھل بادل خوب زمین کی طرف جھک جاتے ہیں۔

پیطرونس کا خیال تھا کہ وہ تازہ دم لشکریوں کے ساتھ اپنے جزیرے میں حملہ آور دشمن کو پسپا کرکے مار بھگانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن اس کی ہر امید ہر خواہش ناکام رہی۔ وہ زیادہ دیر تک عبدالکریم کا سامنا نہ کر سکا۔ عبدالکریم نے پیطرونس سمیت اس کے ہر لشکری کو تہہ تیغ کرتے ہوئے خلیج بسکے کے اس جزیرے پر قبضہ کر لیا تھا پھر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں قیام کیا۔ اور جس قدر دولت خلیج بسکے کے ڈکیت پیطرونس نے وہاں جمع کر رکھی تھی اس پر اس نے قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔

OOOO

جس وقت عبدالکریم خلیج بسکے کے اس جزیرے میں اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا خلیفہ الحکم بن ہشام اپنے شہر جیان میں اٹھنے والی بغاوت کو فرو کرنے میں بری طرح مصروف تھا۔ ان حالات میں فرانس کا بادشاہ حرکت میں آیا۔ اسے اس بات کا بڑا دکھ اور قلق تھا کہ ایک گمنام اور نامعلوم لشکر کے ہاتھوں اس کے جرنیل بوریل اور ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کو بدترین شکست ہوئی ہے۔ شارلیمان ہر صورت میں اپنی شکست کا بدلہ اور انتقام لینا چاہتا تھا۔ اور پھر جب اس شکست کے بعد فرانس کے شہنشاہ شارلیمان کو یہ خبریں بھی پہنچیں کہ ایک بار پھر الفانسو کو دریائے دویرہ کے کنارے بدترین شکست ہوئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کے ایک لشکر نے خلیج بسکے کے ڈکیت پیطرونس کو شکست دے کر بگا دیا ہے تب شارلیمان کے دل میں جلنے

والی انتقام کی آگ اور مسلمانوں سے اس کی نفرت اپنی انتہا کو پہونچ گئی تھی۔

مسلمانوں پر ضرب لگانے کے لئے اس نے بڑی تیزی سے اپنے قاصد روانہ کئے۔ پہلے اس نے ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کے ساتھ ایک معاہدہ کرکے ایک متحدہ لشکر تیار کیا ساتھ ہی اس نے الفانسو دوئم کو اپنی گزشتہ دو شکستوں کی خفت مٹانے اور اپنی عزت بحال کرنے کے لئے اتحاد اور تعاون کی دعوت دی جو الفانسو نے فوراً قبول کر لی۔ اس طرح فرانس کا شہنشاہ شارلیمان۔ ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور اشتوارس کے نصرانی بادشاہ الفانسو دوئم کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گیا۔ تینوں حکمرانوں نے مل کر ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا پھر وہ اس متحدہ لشکر کو لے کر تینوں بادشاہ مسلمان علاقوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔

عبدالکریم بن مغیث اس وقت خلیج بسکے کے جزیرے میں تھا۔ خلیفہ الحکم بن ہشام اپنی داخلی بغاوتوں کو فرو کرنے میں بری طرح مصروف تھا۔ اس صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ تینوں بادشاہ مسلمان سلطنت کے شمال مشرقی حصوں پر حملہ آور ہوئے اور کئی علاقوں اور چوکیوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا مسلمانوں کے جن علاقوں پر شارلیمان لوئیس اور الفانسو دوئم نے قبضہ کیا ان علاقوں کو انہوں نے ایک طرح سے اسٹیٹ یا ریاست فاصل قرار دیا۔ اور جس قدر مسلمانوں کے علاقے انہوں نے فتح کئے تھے ان کا حکمران شارلیمان نے اپنے جرنیل بوریل کو مقرر کیا۔ اور بوریل کے لئے جہاں شارلیمان نے ایک بہت بڑا اور طاقتور لشکر مہیا کیا وہاں بوریل کو یہ بھی احکامات دیئے گئے کہ وہ مقامی عیسائی آبادی سے جنگجو تیار کر کے بڑی تیزی سے اپنے لشکر میں اضافہ کرتا چلا جائے۔

پھر اسلامی سلطنت۔ فرانس۔ ایکوی ٹین اور اشتوراس کے درمیان یہ نئی نصرانی مملکت قائم کرنے کے بعد شارلیمان۔ لوئیس اور الفانسو دوئم اپنے اپنے مرکزی شہروں کی طرف چلے گئے تھے۔ شارلیمان خوش تھا کہ اس نے گزشتہ شکست کا انتقام لے لیا۔ الفانسو دوئم بھی مطمئن تھا اس لئے کہ اس سے پہلے عبدالکریم اسے دو بار شکست دے چکا تھا۔ اب اس نے مسلمان علاقوں میں یلغار کر کے پہلے جو اس کا نقصان ہوا تھا اسے کسی حد تک پورا کر لیا تھا۔

خلیفہ الحکم بن ہشام اپنے شہر جیان میں اٹھنے والی بغاوت اور سرکشی کو فرو کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ جیان میں جابر بن بعید نام کے جس شخص نے بغاوت کھڑی کی تھی اسے قتل کر کے اس بغاوت کو بالکل دبا دیا گیا تھا۔ اس بغاوت کے خاتمے کے بعد الحکم اپنے لشکر کو لے کر ماردہ کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں جابر نام کے ایک شخص نے الحکم بن ہشام کے خلاف بغاوت کھڑی کر رکھی تھی۔

اپنے لشکر کے ساتھ ماردہ شہر کی طرف جاتے ہوئے ایک روز جب الحکم بن ہشام نے ایک جگہ پڑاؤ کر رکھا تھا اور الحکم اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ الحکم کا حاجب ابن ولید کھنکھارتا ہوا خیمے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی الحکم چونکا۔ وہ اسے مخاطب کر کے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ ابن ولید خود ہی بول پڑا۔

خلیفتہ المسلمین۔ یہ بری خبر تو آپ تک پہلے ہی پہنچ چکی ہے کہ شارلیمان۔ لوئیس اور الفانسو دوئم نے مل کر ہماری سلطنت کے وسیع شمالی علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے اور وہاں شارلیمان نے اپنے جرنیل بوریل کو حاکم مقرر کرنے کے بعد وہاں ایک مستحکم حکومت قائم کر لی ہے لیکن اس وقت خلیفہ محترم میں آپ کے لئے ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔

جواب میں الحکم نے بڑے امید بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ ہماری بد قسمتی کہ ہم اندرونی سازشوں اور بغاوتوں میں اس قدر الجھے ہوئے

ہیں کہ آگے بڑھتے ہوئے ہم شارلیمان۔ لوئیس اور الفانسو دوئم کی راہ نہ روک سکے۔ بہر حال کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ جواب میں الحکم کا حاجب ابن ولید پھر بول پڑا۔

خلیفہ محترم۔ میں جو خبر آپ سے کہنا چاہتا ہوں وہ عبدالکریم بن مغیث سے متعلق ہے جسے آپ نے اپنے شمالی علاقوں کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ خلیفہ محترم۔ وہ شخص انتہائی کار آمد ثابت ہوا ہے۔ اس نے سب سے پہلے دریائے دوددون کے کنارے شارلیمان اور لوئیس کے لشکر کو بدترین شکست دی۔ وہ بوریل نام کا جرنیل جسے شارلیمان نے ہم سے چھینے جانے والے علاقوں کا حاکم مقرر کیا ہے وہ دم دبا کر عبدالکریم کے سامنے سے بھاگا تھا۔

لوئیس اور بوریل کو شکست دینے کے بعد خلیفتہ المسلمین یہ عبدالکریم دریائے دویرہ کی طرف آیا۔ جہاں الفانسو دوئم نے پڑاؤ کر رکھا تھا۔ ان سب لوگوں کا لائحہ عمل یہ تھا کہ لوئیس اور بوریل متحدہ لشکر کے ساتھ دریائے دویرہ کی طرف آئیں گے وہاں الفانسو دوئم اور خلیج بسکے کا ڈکیت پیطرونس بھی ان سے آن ملے گا اور یہ چاروں قوتیں متحد ہو کر اسلامی مملکت پر حملہ آور ہو کر ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔

لیکن خلیفتہ المسلمین لوئیس اور بوریل کو بدترین شکست دینے کے بعد عبدالکریم نے دریائے دویرہ کے کنارے الفانسو پر ایسا شبخون مارا کہ الفانسو کے لشکر کی اکثریت کو اس نے تہہ تیغ کر دیا اور الفانسو شکست اٹھا کر اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اس کے بعد یہ عبدالکریم آرام اور چین سے نہیں بیٹھا بلکہ یہ خلیج بسکے کے ڈکیت پیطرونس کی طرف روانہ ہوا جو اس وقت کوہ برزش کے کوہستانی سلسلوں میں دریائے دویرہ کی طرف پیشقدمی کر رہا تھا اسی کوہستانی سلسلے میں عبدالکریم نے پیطرونس کو جا لیا۔

کوہستانی سلسلے کے اندر عبدالکریم اور پیطرونس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں پیطرونس کو عبدالکریم نے بدترین شکست دی۔ پیطرونس خلیج بسکے کے اندر اپنے مسکن کی طرف بھاگا۔ عبدالکریم نے اس کا پوری قوت اور خونخواری سے اس کا پیچھا کیا اور خلیج بسکے کو عبور کر کے اس کے جزیرے میں داخل ہوا۔ جزیرے میں ایک بار پھر پیطرونس اور عبدالکریم کے درمیان جنگ ہوئی اس جنگ میں عبدالکریم نے

پیطرونس ہی نہیں اس کے سارے لشکریوں کا صفایا کر دیا ۔ اس وقت خلیج لسکے کے جزیرے پر عبدالکریم کا قبضہ ہے اسنے وہاں قیام کر رکھا ہے آپ جانتے ہیں خلیج لسکے کے ڈکیت پیطرونس نے وہاں بیشمار دولت جمع کر رکھی ہے جو ہمارے جاسوس یہ خبر لے کر آئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ عبدالکریم اس جزیرے سے ملنے والی ساری دولت آپ کے قدموں میں نچھاور کرنا چاہتا ہے ۔

کہتے ہیں الحکم رحمدل خداترس اور نماز گزار انسان تھا ۔ اسے علم و فن سے فطری لگاؤ تھا ۔ اسے عوام سے محبت بھی تھی ۔ اس کی بزم میں شعرا ادبا ۔ علما بھی ہوتے تھے اور وہ انکا مربی اور سرپرست بھی تھا ۔ اس کا باپ ہشام چونکہ بیک وقت مجاہد و متقی ۔ عالم ۔ ادیب ۔ مدبر اور فیاض تھا لہذا الحکم میں بھی تقویٰ ۔ علم دوستی ۔ فیاضی اور رحمدلی جیسی صفات حسنہ پائی جاتی تھیں ۔

ساری خوبیوں کے ساتھ ساتھ الحکم ایک نڈر اور شجاع مجاہد تھا ۔ اس نے بڑی بہادری سے اندرونی بغاوتوں کو فرو کیا ۔ اور عیسائیوں کے خطرناک عزائم کو فنا کیا ۔ اسنے سرحدوں پر شورش برپا کرنے اور مسلمانوں کے جان و مال سے کھیلنے والے عیسائی لشکریوں کو عبرتناک شکستیں بھی دیں ۔ اس نے اپنے باپ کی طرح نصرانیوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا اور مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو زندہ رکھنے پر خاص توجہ دی ۔ الحکم بن ہشام کو جب اس کے حاجب ابن ولید نے عبدالکریم کی ان کامیابیوں کی خبر دی تو الحکم کی آنکھوں سے خوشی اور شکر گزاری میں آنسو بہہ نکلے پھر وہ اپنی نشست سے اٹھا ۔ ننگے فرش پر وہ سجدہ ریز ہوا ۔ اس کا حاجب ابن ولید الحکم کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا تھا ۔ سجدے میں گرے ہی گرے بلند آواز میں الحکم نے کہنا شروع کیا ۔

اے خداوند لم یزل ۔ اے مالک کون و مکاں ۔ تو ہی خشک صحراؤں میں پھول کھلاتا ہے ۔ تو ہی سمندر کی تہوں میں رزق کے دریا بہاتا ہے ۔ اے خداوند یہ رس برساتے بادل ۔ یہ بے کل لہریں ۔ یہ نمود کی بے چین تحریکیں ۔ یہ ساگر کا منہ چومتا رات کا بھگا پن ۔ تیری مشیت کے تحت اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں ۔

اے خداوند کبیر ۔ اے جبار و جلیل ۔ تیری ہی ذات میرے بے کل نفس کا قرار ۔ میری بے چین یادوں کا چارہ گر ہے ۔ اے اللہ میرا اجالا میرا حوالہ تو ہے سحر سحر افق

افق میں ہر شئے تیری ہی مدحت میں مصروف ہے ۔ چمن چمن ۔ دمن دمن شجر شجر شاخ شاخ میں تیری تسبیح و ثنا جاری ہے ۔

اے خداوند مہربان ۔ ہسپانیہ کے اندر دشمن بھڑکتی آگ کی طرح ہمارے نفس نفس میں صدائے کرب بھرنا چاہتا ہے ۔ ہم پر نفرتوں کی خلیجیں وارد کرکے عناصر کے توازن کو بگاڑنا چاہتا ہے ۔ ہمارے آدرش ہماری معراج نظر ہماری سوچوں میں خوابوں میں سانسوں میں یادوں میں دھڑکنوں میں دعاؤں میں روح کی حلاوت ہونٹوں کے خوش رنگ تبسم میں یہ دشمن دین و جان وقت کے ظالم دھاروں جیسی غلامی بھرنا چاہتا ہے ۔ میرے اللہ تو لامکان و لازماں ہے ۔ تیری ذات بیکراں اور بے نشان ہے تیرے سوا سب کا مقدر زوال ۔ تیرا ادراک مشکل و محال ۔ تو ہرجہت میں بے جہت میں محیط ہے ۔ اسکے باوجود ہیں تم پر بے قیل و قال ایمان رکھتا ہوں ۔ اے رووف و رحیم اے سمیع و بصیر ۔ میں بندہ ناچیز تیرے سامنے دست دعا ہوں میرے اللہ تو اپنی ذات کے تقدس ہی کے طفیل میری ملت کی تابانی کو بڑھا ۔ میری قوم کے سفینے کو سنبھالا دے ہم پر فتحمندی اور اکرام کی بارش فرما ۔ میرے اللہ میری قوم کی ذات سے جو غبار ملال وابستہ ہے اسے دھو ڈال ۔ اے اللہ تیرے سوا مدد کے لئے ہم کسی کے در پر دستک نہیں دیتے ۔ تیرے سوا نہ کسی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں ۔ نہ کسی کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں ۔ میرے اللہ تو ہی دشمن کے مقابلے میں ہماری مدد فرما ۔

میرے اللہ جس طرح روح اور جسم میں رابطہ ہے ایسا ہی میرے اور میری قوم کے درمیان تعلق ہے ۔ میرے اللہ تو ہماری مدد فرما ۔ تو ہی ذلت و پستی کے کفن سے نجات دیتا ہے تو ہی اطاعت پیشہ غلاموں اور پابہ زنجیر قیدیوں کی رہائی کا سامان کرتا ہے ۔ میرے اللہ تو ہی زندگی کے اجالوں کو اندھیروں سے بچاتا ہے قوموں اور نسلوں کے کاروان در کاروان تو ہی اندھے غاروں سے نکالتا ہے ۔ میرے اللہ تو ہی بوجھ تلے دبی گردنوں اور رسیاں پڑی کلائیوں کی رہائی کا سامان کرتا ہے ۔ میرے اللہ تو ہی جلسہ گاہوں سنگھاسنوں قربان گاہوں ۔ رزمگاہوں ۔ شاہی محلوں اور عبادت گاہوں میں ہے ۔ موت کی تاریکیوں میں گم روحوں میں تو ترانوں کی صدائے بازگشت میں تو ۔ میرے اللہ تیری ہی ذات ہمارے لیے ازلی ابدی مجروح شیطان کے مقابلے میں بہترین پناہ گاہ

ہے ۔ میرے اللہ میں تیرا عاجز و مسکین بندہ تیرے سامنے دست دعا ہوں ۔ میرے اللہ ہمیں دشمن کی آتش عصیان سرنوشت فساد سے نجات دے ۔ میرے اللہ تیری ہی بارگاہ قدس میں عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنی اپنی قوم اپنی ملت کی بہتری اور فلاح کی التماس اور التجا کرتا ہوں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد خلیفہ الحکم بن ہشام سجدے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا حاجب ابن ولید ابھی تک خیمے کے اندر سر جھکائے کھڑا تھا اسکی آنکھیں پرنم تھیں اور اسکی آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسوؤں نے اس کے دامن کے ایک حصے کو تر کر دیا تھا ۔ الحکم اپنی جگہ سے اٹھا الحکم کی آنکھوں میں بھی اس لمحہ آنسو تھے پھر اس نے اپنے انگوچھے سے اپنی آنکھیں صاف کیں ۔ خلیفہ الحکم اپنے سامنے کھڑے اپنے حاجب ابن ولید کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ایک محافظ اندر آیا اور الحکم کو تعظیم دیتے ہوئے کہنے لگا ۔

خلیفتہ المسلمین سرحدی والی عمروس بن یوسف ابھی ابھی یہاں پہونچا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے ۔

الحکم نے کسی قدر برہمی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اسے باہر کیوں روکا ہے کیا میں نے پہلے کبھی کسی سے کہا ہے کہ وہ اجازت لے کر میرے پاس آئے پھر اسے کیوں روکا گیا ۔ محافظ کہنے لگا آقائے محترم چونکہ حاجب ابن ولید آپ کے خیمے میں تھے لہذا عمروس بن یوسف نے خود ہی مجھے اندر بھیجا ہے تاکہ میں آپ سے اجازت طلب کروں ۔ اسپر الحکم نے تحکمانہ سے انداز میں اپنے حاجب کو مخاطب کیا ۔

ابن ولید تم خود باہر جاؤ اور عمروس بن یوسف کو اندر بھیجو ۔ اس کے ساتھ ہی وہ محافظ اور حاجب ابن ولید باہر نکل گئے تھے ۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد عمروس بن یسف خیمے میں داخل ہوا ۔ اسے دیکھتے ہی الحکم اپنی جگہ سے اٹھا آگے بڑھ کر عمروس بن یوسف کو گلے لگایا پھر کہنے لگا ۔ عمروس میرے عزیز تم بڑے وقت پر آئے ہوا ۔ تمہارے آنے سے تھوڑی دیر پہلے حاجب مجھے عبدالکریم بن مغیث کی ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اشتوراس کے حکمران الفانسو دوئم ۔ شارلیمان کے جرنیل بوریل اور خلیج بسکے کے ڈیکیت پیطرونس کے خلاف اس کی بہترین کامیابیوں کی تفصیل بتا رہا تھا ۔

الحکم کی اس گفتگو سے عمروس بن یوسف کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی

امیر جہاں تک عبدالکریم بن مغیث کی فتوحات کا تعلق ہے تو میں کہونگا اس جیسا جنگجو اس جیسا بے لوث مجاہد ۔ کہیں نہیں ملے گا ۔ لیکن مجھے دکھ اور افسوس اس بات کا ہے کہ ہماری اندرونی بغاوتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور عبدالکریم کے خلیج بسکے کی طرف جانے کے بعد شارلیمان ۔ لوئیس اور الفانسو دوئم متحدہ لشکر تیار کرنے کے بعد حرکت میں آئے اور ہمارے سرحدی علاقوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا ہے ۔ امیر محترم ۔ یہ ایسا دکھ ہے جسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکونگا ۔

عمروس بن یوسف کی اس گفتگو کے جواب میں خلیفہ الحکم بن ہشام کی گردن تھوری دیر تک جھکی رہی ۔ اس کے چہرے پر اداسیوں اور ویرانیوں کے پس منظر میں انتقام اور غضبناکی سے بھرپور جذبے کھولن مار رہے تھے ۔ تھوڑی دیر تک خلیفہ اسی حالت میں کچھ سوچتا رہا پھر اس نے آہستہ آہستہ گردن سیدھی کی اور عمروس بن یوسف کی طرف دیکھا ۔

عمروس میرے عزیز میرے رفیق ۔ اس میں شک نہیں کہ ہماری مجبوریوں اور ہماری مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شارلیمان ۔ لوئیس اور الفانسو دوئم نے اپنے لئے کامیابیاں اور فوائد حاصل کئے ہیں لیکن یاد رکھو شارلیمان لوئیس اور الفانسو دوئم اور خلیج بسکے کے ڈیکیت نے ابھی تک ہماری زیست کا صرف ایک پہلو دیکھا ہے انہوں نے تجھے اپنی اندرونی بغاوتوں میں مصروف دیکھ کر یہ اندازہ لگایا ہے کہ میں ان کے خلاف سر نہیں اٹھا سکتا ۔ قسم خداوند قدوس کی ایسا ہرگز نہیں ہے ۔

عمروس میرے رفیق ! ان تخریب کے عناصر نے ابھی تک ہماری تعمیر اور صرف ہماری حدیث محبت نگاہ دیکھا ہے ۔ ہمارے جوہر انکساری پر نگاہ رکھی ہے انہوں نے سینوں میں چھپے جذبوں کے طوفان ۔ دل کی طغیانیوں کے ولولے اور ہوا نرم جھونکوں سے نکلتے شرر نہیں دیکھے ۔

سن عمروس ۔ گناہوں کے یہ کفیل کب تک حسن کے گہواروں میں پر جمال مناظر شباب کے چھلکتے ساغروں ۔ مستی کے میکدوں کی سرشاری سے کھیلتے رہیں گے ۔ لیکن

جب نور و ظلمات کی جنگ میں دہر کی ساری رسوم و قیود سے آزاد ہو کر چٹانوں سے ٹکراتے نیلے بحر کی طرح ان کے سامنے آئیں گے تو یہ دیکھیں گے ہم سورج کے ضمیر۔ اجالے کی نیت میں اپنی ترچھی تلواروں سے ان پر ایسی ضرب لگائیں گے جن کے لئے ان کے پاس کوئی تریاق ۔ کوئی مداوانہ ہو گا۔

عمروس! جس روز ہم اپنا یہ رخ دشمن کو دکھائیں گے اس روز یہ صحرا۔ ہوائیں یہ خلاؤں کی عظمتیں یہ انجم و ثریا کی آنکھ دیکھے گی کہ ہمارے دشمنوں کے لئے اس روز زمین دھواں زدہ ۔ شہر آگ میں بھڑکتے ۔ میکدے شرر بار بن کر رہ جائیں گے ۔ اس روز ہم ان کے خون کے پیاسے ۔ دشمنوں کو خوابوں کے دیار ۔ افسانوں کے نگر سے نکال کر افق کے خون آلود ایسے سینے پر لا کھڑا کریں گے جہاں ان کے لئے دہکتی آگ سے گالوں کی جگہ بے جہت اور بے مہار رسوائی ۔ اور مہیب چپ میں چھپے شکستوں کے داغ کے سوا کچھ نہ ہو گا۔

خلیفتہ المسلمین خدا کرے ایسا ہی ہو ۔ پر میں دیکھتا ہوں آپ ابھی تک اندرونی بغاوتوں میں بری طرح الجھے ہوئے ہیں ۔ جیان کی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد اب آپ ماردہ کی بغاوت ختم کرنے کے لئے جا رہے ہیں ۔ ان علاقوں پر جن پر شارلیمان ۔ لوئیس اور الفانسو دوئم نے قبضہ کرنے کے بعد وہاں شارلیمان نے اپنے جرنیل بوریل کو حاکم بنا دیا ہے کب اور کس وقت ہم قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ عمروس بن یوسف نے امید بھرے انداز میں خلیفہ الحکم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ جواب خلیفہ الحکم بن ہشام کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔

عمروس میرے رفیق ۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابھی تک میں اندرونی بغاوتوں میں بری طرح الجھا ہوا ہوں ۔ اور یہ بغاوتیں ابھی دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں ۔ اور انہیں فرو کرنے میں میرا کافی وقت لگ جائے گا ۔ لیکن میرے رفیق ۔ شارلیمان ۔ لوئیس اور الفانسو کے خلاف جو کام میں کرنا چاہتا ہوں وہ کام میں اس عبدالکریم بن مغیث سے لوں گا ۔ میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ پہلے میں نے عبدالکریم بن مغیث تو صرف اپنے شمالی علاقوں کا سالار آعلیٰ مقرر کیا ہوا تھا اور جنوبی علاقوں پر میں نے اپنے بیٹے عبدالرحمان کو سالار آعلیٰ رکھا ہوا تھا لیکن ا

میں اپنی سلطنت کا سالار آعلیٰ عبدالکریم بن مغیث کو بنانے کا عہد کر چکا ہوں ۔ جبکہ میرا بیٹا عبدالرحمان جو کہ ولی عہد بھی ہے وہ اس عبدالکریم بن مغیث کے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔

الحکم کی اس گفتگو سے عمروس کسی قدر مطمئن ہوا تھا ۔ پھر اس نے الحکم کو مخاطب کیا ۔

خلیفتہ المسلمین ۔ یہ عبدالکریم بھی عجیب و غریب نوجوان ہے ۔ میں نے ایسے بہت کم جوان دیکھے ہیں جو عبدالکریم جیسی جوان ہمتی اور شجاعت رکھتے ہوں ۔ خلیفہ الحکم عمروس کی بات کاٹتے ہوئے فوراً بول پڑا ۔

میں نے ابھی تک اس عبدالکریم بن مغیث کو دیکھا نہیں ۔ لیکن اس نے جو رانسی وال کے درون میں برنارڈو کو شکست دے کر اس کے مسکن پر قبضہ کیا ۔ ساتھ ہی ساتھ تمہارے ساتھ ملکر اس نے الفانسو دوئم کو بدترین شکست دی ۔ اس کے بعد اس نے ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور شارلیمان کے جرنیل بوریل کے متحدہ لشکر کو دریائے دودون کے کنارے ذلت آمیز پسپائی پر مجبور کیا ۔ بعد میں وہ پھر دریائے دویرہ کے کنارے الفانسو پر چڑھ دوڑا اور اسے ناقابل تلافی نقصان اٹھانے کے بعد اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کیا ۔ اور اس نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ کوہستان برزش کے اندر میں نے سنا ہے خلیج بسکے کے ڈکیت پیطرونس کو بھی بدترین شکست دی ۔ اس موقع پر الحکم کی بات کاٹتے ہوئے عمروس فوراً بول پڑا ۔

خلیفتہ المسلمین میں آپ کے لئے ایک نئی خبر بھی لے کر آیا ہوں ۔ یہ عبدالکریم یہیں تک نہیں رکا بلکہ کوہستان برزش میں پیطرونس کو شکست دینے کے بعد اس نے اس کا تعاقب کیا ۔ خلیج بسکے کے اتھلے پانی میں بھی یہ تعاقب جاری رہا ۔ یہاں تک کہ عبدالکریم پیطرونس کے اس جزیرے میں بھی جا داخل ہوا جسے خلیج بسکے میں اس نے اپنا مسکن بنا رکھا تھا ۔ جزیرے میں عبدالکریم اور پیطرونس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں عبدالکریم نے پیطرونس سمیت اس کے سارے لشکر کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے اس جزیرے پر قبضہ کر لیا ہے ۔ کہتے ہیں اس جزیرے میں اس قدر دولت جمع ہے جو فرانس کے شہنشاہ کے پاس بھی نہیں ہو گی ۔ اب وہ ساری دولت

سمیٹ کر سنا ہے عبدالکریم آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے ۔ اور ساری دولت آپ کی نذر کرنا چاہتا ہے ۔

عمروس کے اس انکشاف پر الحکم کے چہرے پر خوشیاں بکھر گئیں تھیں وہ بے حد متاثر اور مطمئن دکھائی دے رہا تھا ۔ تھوری دیر تک وہ خلاؤں میں گھورتا رہا ۔ پھر اس نے عمرود کو مخاطب کیا ۔

عمروس میرے عزیز میرے رفیق ۔ یہ عبدالکریم بن مغیث یقیناً ان جوانوں میں سے ایک ہے جو شیاطینی پھندون ۔ دست ظلمت اور ہولناکی اور بدکاری کے سامنے حق شناس ۔ افکار کے چوپان ۔ ندرت کے ضامن اور دوریوں کا مرکز اتصال ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ عبدالکریم یقیناً ان جوانوں میں سے ایک ہے جو نسلوں اور صدیوں کی آہ و بکا ۔ جہالت اور بے بسی کی دلدل اور موت کی تاریکیوں سے ریگزاروں کے سایہ دار نخیل ۔ دانش و آگہیٔ کے گہوارے اور زیست کی لارکاری کی طرح ابھر جانے کا فن جانتے ہیں ۔

یہ عبدالکریم ان بہادر ان وفا ۔ دلاوران قضا اور پاسبان وطن میں سے ایک ہے ۔ جو نرغہ باطل اور کفر کی یلغار کے سامنے مرگ کے سیل رواں ۔ موت کے دشت و دریا فنا کے کوہ و صحرا بن کر جم جاتے ہیں ۔ ایسے ہی جوان اپنے دشمنوں پر فضائے لاہوت کے قادر و جبروت عناصر ۔ آسمان کی رفعتوں اور عمرِ گزشتہ کی پکار کی طرح نزول کرتے ہیں اور اس کی حالت خرابت بستیوں ۔ بجھتی رتوں اور نقطہ بحران جیسی بنا کر رکھ دیتے ہیں ۔

سن عمروس ۔ گو ابھی تک میں نے اس عبدالکریم بن مغیث کو نہیں دیکھا ہوا ہے اس کے باوجود اس کے کارنامے اس کی وفاداریاں دیکھتے ہوئے میں اندلس میں تاریخ کی گھنگھور گھاٹاؤں میں صدیوں کے کال سے کڑی اس کی شجاعت سا گو ان کے جنگلوں کو کھنگالتے طوفانوں سے بھی زیادہ زور آور اس کی دلیری ۔ فضاؤں کی بلندیوں کے علاوہ نگر نگر قریہ قریہ حسین لمحوں کی وادیوں میں بے تاب روح اور لہروں کی مستی جیسی گونجتی اس کی جرأتمندی کو سلام کرتا ہوں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد خلیفہ الحکم تھوڑی دیر کے لئے رکا تھا ۔ اس کے بعد پھر اس

نے عمروس کی طرف دیکھا ۔

مجھے عبدالکریم کے متعلق صرف فکر مندی یہ ہے کہ وہ اکیلا ہے اس کے ماں باپ بھائی بہن مارے جا چکے ہیں ۔ اور وہ ایک اکائی کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں دشمن اس کے خلاف یلغار کرتے ہوئے وہ جنس مخالف کی محبتوں اور چاہتوں سے یکسر محروم ہے ۔ کاش اس کی بیوی ہوتی اس کے بچے ہوتے جن کے درمیان وہ اطمینان بخش زندگی بسر کرتا ۔ آہ وہ بچارا ایک پیاسے صحرائی مانند ہے ۔

خلیفہ الحکم کی اس گفتگو پر عمروس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ پھر وہ کہنے لگا ۔

امیر محترم جو کچھ آپ نے سوچا ہے ایسا نہیں ہے ۔ سمیر نام کی ایک لڑکی ہے جو والہانہ عبدالکریم سے محبت کرتی ہے دل کی گہرائیوں سے اسے چاہتی ہے ۔ عمروس کے اس انکشاف پر خلیفہ الحکم چونک سا پڑا پھر پوچھنے لگا ۔

ذرا مجھے تم اس سمیر سے متعلق تفصیل سے بتاؤ ۔ جواب میں عمروس نے پوری تفصیل کے ساتھ خلیفہ الحکم کو سمیر کے متعلق بتا دیا تھا ۔ اس کے بعد خلیفہ الحکم تھوری دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا ۔ پھر اس کی آواز خیمے میں بلند ہوئی ۔

عمروس ! تم بڑے اچھے وقت پر آئے ہو ۔ اب تم چند دن میرے ساتھ رہو گے ۔ اس دوران ہم ماردہ میں اٹھنے والی بغاوت کو فرو کرلیں گے ۔ اس کے بعد میں سرقسطہ کی طرف روانہ ہونگا تم بھی میرے ہمراہ ہو گئے ۔ عمروس ابھی میں تھوڑی دیر تک تمہارے لئے الگ خیمے کا بندوبست کرتا ہوں ۔ میں تمہیں قاصد مہیا کروں گا تم اپنی طرف سے عبدالکریم کے پاس پیغام بھجوانا کہ وہ سرقسطہ میں آکر مجھ سے ملے ۔ پھر اس کے ساتھ مل کر میں شارلیمان لوئیس سے متعلق مہم کا آغاز کروں گا ۔ ابھی میں سرقسطہ میں عبدالکریم بن مغیث کو دو ایسے تحائف سے نوازوں گا جنہیں پا کر وہ اپنی ساری زندگی سرشار اور مطمئن رہے گا ۔

خلیفہ الحکم کی اس گفتگو سے عمروس نے اتفاق کیا تھا پھر اسی روز عمروس نے خلیفہ کے مہیا کردہ قاصدوں کے ذریعے عبدالکریم کی طرف پیغام بھجوا دیا تھا کہ وہ خلیفہ کو سرقسطہ شہر میں آکر ملے ۔ اس کے بعد الحکم نے بھی وہاں سے کوچ کیا ۔ ماردہ کی

بغاوت کو اس نے فرو کیا ۔ مارده سے وہ قرطبہ گیا وہاں چند روز اس نے قیام کیا اس کے بعد وہ اپنے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق سرقسطہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا ۔

OOOO

عبدالکریم بن مغیث کو خلیج بسکے کے اس جزیرے میں جہاں بیشمار مال و دولت ہاتھ لگا تھا وہاں انگنت بار برداری کے جانور بھی اسے ملے تھے اس نے کئی ہفتے تک اس جزیرے میں قیام کئے رکھا اور اپنے لشکریوں کے ساتھ جزیرے میں پیٹرونس کی جمع شدہ دولت کو سمیٹتا رہا ۔ جزیرے سے ملنے والی ہر ضروری شے کو اس نے جزیرے کے ہی بار برداری کے جانوروں پر لادا اپنے لشکر کے ساتھ ان سارے باربرداری کے جانوروں کو لے کر اسنے خلیج بسکے کو عبور کیا اور ساحل پر آن رکا ۔

جس وقت سارا لشکر اور باربرداری کے جانور ساحل پر لگے تو ایک طرف سے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اسماعیل بن قاسم آیا اور عبدالکریم کو مخاطب کر کے کہنے لگا

امیر محترم ۔ دو قاصد خلیفہ الحکم اور عمروس بن یوسف کی طرف سے آئے ہیں اور وہ آپ کے نام کوئی پیغام رکھتے ہیں ۔ اس پر عبدالکریم کہنے لگا ۔

اگر ایسی بات ہے تو ان دونوں قاصدوں کو فوراً میرے پاس لے کر آؤ ۔ اسپر اسماعیل پیچھے ہٹا تھوڑی دیر بعد اس نے دونوں قاصدوں کو عبدالکریم کے سامنے پیش کر دیا تھا ۔ انہیں دیکھتے ہی عبدالکریم نے پوچھا ۔

کہو تم خلیفہ اندلس کی طرف سے میرے لئے کیا پیغام لے کر آئے ہو ۔ اس پر ایک قاصد بول پڑا ۔

امیر محترم ۔ آپ کے لئے خلیفہ کا پیغام یہ ہے کہ آپ سرقسطہ کا رخ کریں آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی پہلے خلیفہ اپنے لشکر اپنے بیٹے عبدالرحمان کے علاوہ عمروس بن یوسف اس کے بیٹے یوسف بن عمروس کے ہمراہ وہاں پہنچ چکا ہو گا ۔ شاید سرقسطہ میں خلیفہ مستقبل کے لائحہ عمل کے سلسلے میں آپ سے گفتگو کرے ۔

قاصدوں کا یہ پیغام سن کر عبدالکریم کے لبوں پر مسکراہٹ سی نمودار ہوئی تھی ۔

کچھ دیر وہ سوچتا رہا پھر اپنے پہلو میں کھڑے اسماعیل بن قاسم کی طرف دیکھا ۔

ابن قاسم میرے بھائی ۔ لشکر کو کوچ کا حکم دو ۔ ہم یہاں سے اپنے مسکن کے بجائے سرقسطہ کا رخ کریں گے ۔ وہاں خلیفتہ المسلمین ہم سب کے منتظر ہیں ۔ باربرداری کے سارے جانور بھی ہمارے ساتھ سرقسطہ جائیں گے ۔ عبدالکریم کا یہ حکم ملتے ہی لشکر خلیج بسکے کے ساحل سے سرقسطہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا ۔

ایک روز خلیفہ الحکم بن ہشام سرقسطہ شہر میں اپنی قیام گاہ میں عمروس بن یوسف اور اس کے بیٹے یوسف بن عمروس کے ساتھ بیٹھا ان کے ساتھ محو گفتگو تھا کہ الحکم کا حاجب، ابن ولید اندر آیا۔ تینوں کو اس نے سلام کیا اس کے بعد اس نے الحکم کو مخاطب کیا۔

خلیفۃ المسلمین میں ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی قاصد یہاں پہونچے ہیں انہوں نے اطلاع دی ہے کہ شمالی علاقوں کا سپہ سالار آعلیٰ عبدالکریم بن مغیث اپنے لشکر کے ساتھ اس وقت سرقسطہ شہر سے صرف دو فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق اس نے خلیج بسکے کے جزیرے سے سیدھا ادھر کا رخ کیا ہے اور اپنے لشکر کے ساتھ سرقسطہ شہر سے باہر خیمہ زن ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔

حاجب سے یہ خبر سن کر خلیفہ الحکم بے حد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ابن ولید تیرا بے حد شکریہ کہ تو نے مجھے یہ اطلاع دی۔ میں دن رات عبدالکریم بن مغیث کا ہی انتظار کرتا رہا ہوں۔ جب فرانس کے بادشاہ شارلیمان۔ ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم نے متحدہ ہو کر ہمارے کچھ شمالی علاقے ہم سے چھین لئے ہیں تب سے میں نے نیند پوری کرنی ترک کر دی ہے۔ میں نے اپنی خوراک بھی کم کر دی ہے جب تک میں ان تینوں قوتوں کو اپنے سامنے جھکا نہیں لیتا

اس وقت تک مجھے چین نصیب نہیں ہو گا۔ میرا دل کہتا ہے کہ میں ان تینوں قوتوں کو عبدالکریم بن مغیث کے ذریعے ایک نہ ایک روز نیچا دکھانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ پر یہ کام ہمیں آہستہ آہستہ کرنا ہو گا اس لئے کہ ہمارے چند شہروں میں ابھی تک بغاوت باقی ہے۔ میرا لائحہ عمل یہ ہو گا کہ میں عبدالکریم کو اس کے کام میں لگانے کے بعد واپس ان شہروں کا رخ کروں جہاں باغیوں نے سر اٹھا رکھا ہے اور بغاوتوں کو فرو کرنے کے بعد میں اپنی مملکت میں امن قائم کر دوں۔ امن قائم ہونے کے بعد پھر میں ان تینوں نصرانی قوتوں کو بتاؤں گا کہ ہمارے علاقوں پر کس طرح حملہ آور ہو کر ہمارے ہی رعایا کو غلام بنایا جاتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد خلیفہ الحکم نے کچھ دیر دم لیا پھر اپنے حاجب ابن ولید کو مخاطب کیا۔

ابن ولید! میرا۔ عمروس اور یوسف تینوں کے گھوڑے تیار کرو۔ میں خود اس عبدالکریم بن مغیث کا استقبال کروں گا۔ تاکہ اسے یہ احساس ہو کہ شارلیمان لوئیس اور الفانسو دوئم کے علاوہ خلیج بسکے کے ڈکیت پیطرونس کے خلاف جو اس نے شاندار کامیابیاں حاصل کی ہیں وہ ہم تک پہنچ چکی ہیں اور اس کی ان کامیابیوں کی وجہ سے اندلس کے سب افراد ہی نہیں بلکہ خود اندلس کا خلیفہ بھی اس کا ممنون اور شکر گزار ہے۔

الحکم کا یہ حکم سن کر حاجب ابن ولید باہر نکل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر لوٹا اور گھوڑے تیار کرنے کی اطلاع دی۔ خلیفہ الحکم۔ عمروس اور یوسف تینوں اٹھ کھڑے ہوئے جب وہ قیام گاہ سے باہر آئے تو خلیفہ الحکم نے دیکھا اس کے محافظ دستے کے سوار بھی تیار تھے۔ جو خلیفہ الحکم۔ عمروس اور یوسف کے گھوڑے لئے کھڑے تھے وہ آگے گھوڑے لے کر بڑھے تینوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے پھر محافظ دستے کے ساتھ سرقسطہ شہر سے باہر روانہ ہو گئے تھے۔

شہر سے چوتھائی فرلانگ باہر آنے کے بعد الحکم۔ عمروس اور یوسف رک گئے تھے انہوں نے دیکھا مغرب کی طرف سے دھول اڑتی دکھائی دے رہی تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ اب سرقسطہ شہر سے قریب تر ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر

بعد دھول کے وہ بادل چھٹے اس میں سے ایک لشکر نمودار ہوا۔ اس موقع پر یوسف بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بول پڑا۔

خلیفتہ المسلمین۔ جو گھڑ سوار اس لشکر کے بالکل آگے ہے یہی عبدالکریم بن مغیث ہے۔ خلیفتہ المسلمین قسم خداوند قدوس کی ایسا جانباز ایسا دلیر ایسا شجاع ایسا قوم اور ملت کا درد رکھنے والا نوجوان میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ رانسی وال کے دروں کا حاکم برنارڈو جو اپنے آپ کو بے حد طاقتور اور عمدہ قسم کا تیغ زن سمجھتا تھا وہ اس ابن مغیث کی چند ضربیں برداشت نہ کر سکا۔ خلیفتہ المسلمین عبدالکریم ایسا نوجوان ہے جس پر بد سے بدترین حالات میں بھی بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

یوسف کے ان الفاظ سے خلیفہ الحکم کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس کی اس مسکراہٹ میں باپ کی شفقت بھی تھی ایک حاکم کی دومندی اور رفیق کی رفاقت بھی شامل تھی۔ تھوڑی دیر کے توقف کے بعد یوسف پھر بول پڑا۔

خلیفتہ المسلمین۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھوں اور عبدالکریم کو اپنے ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ جانتے ہیں میں اسے بھائیوں کا درجہ دیتا ہوں۔ وہ عمر میں مجھ سے چھوٹا ہے لیکن میں اس کا ایک امیر کی حیثیت سے احترام کرتا ہوں۔ اور اسے امیر ہی کہہ کر مخاطب کرتا ہوں اور اس کا سلوک بھی میرے ساتھ بھائیوں جیسا ہے۔ الحکم نے مسکراتے ہوئے کہا ابن عمروس میں خوش ہوں گا اگر تم گھوڑے سوار ہو کر جاؤ اور ابن مغیث کو میرے پاس لے کر آؤ۔ اس پر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ایک ہی جست لگا کر یوسف بن عمروس اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر اسے ایڑ لگاتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا تھا۔

یوسف کو اپنی طرف آتے دیکھ کر عبدالکریم نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے لشکر کو رک جانے کا حکم دیا تھا اس کا ہاتھ فضا میں بلند ہونا تھا کہ پیچھے لشکری ایک دم رک گئے تھے اتنی دیر تک یوسف اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا تھا اسے اپنے قریب دیکھتے ہوئے عبدالکریم اپنے گھوڑے سے اتر پڑا پھر اس نے یوسف سے بغلگیر ہونے کے لئے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے بازو پھیلا دیئے تھے۔ عبدالکریم کی اس حرکت پر یوسف بن عمروس پھولا نہ سما رہا تھا۔ بڑے پرجوش انداز

میں اپنے گھوڑے سے اترا پھر بھاگتا ہوا وہ عبدالکریم سے بغلگیر ہو گیا تھا۔ عبدالکریم کے بعد یوسف بن عمروس اسماعیل بن قاسم سے بغلگیر ہو کر ملا پھر اس نے عبدالکریم سے کہنا شروع کیا۔

امیر محترم۔ وہ جو سامنے دو سوار کھڑے ہیں ان میں سے ایک کو تو آپ پہلے سے جانتے ہیں اور وہ میرے باپ عمروس بن یوسف ہیں۔ ان کے ساتھ جو کھڑے ہیں وہ خلیفہ الحکم بن ہشام ہیں۔ میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ خلیفہ اس وقت صرف آپ کے استقبال کے لئے اپنے گھوڑے کے پاس کھڑے آپ کے منتظر ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلئے۔ یوں جانیں میں آپ کو لینے آیا ہوں تاکہ آپ کو خلیفہ کے پاس لے چلوں۔

یوسف بن عمروس کی اس گفتگو سے عبدالکریم کی حالت عجیب سے ہو گئی تھی وہ خلاؤں میں گھورتے ہوئے کہنے لگا۔ یوسف بن عمروس تھوری دیر رکو۔ میں اپنی زندگی کے اس انقلاب اپنی غلامی سے عظمت کی جانب اس سفر کے لئے اپنے رب کا شکر ادا کر سکوں۔ اس کے ساتھ ہی عبدالکریم قبلہ رخ ہوا۔ زمین پر دو زانو بیٹھا ننگی زمین کے سینے پر وہ سجدہ ریز ہوا۔ کچھ دیر وہ دل ہی دل میں من ہی من میں کچھ کہتا رہا قریب کھڑے یوسف بن عمروس اور اسماعیل بن قاسم اس کی طرف دیکھتے رہے۔ اتنی دیر تک خلیفہ الحکم بن ہشام اور عمروس بن یوسف اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں سرپٹ دوڑاتے ہوئے یوسف کے قریب آکر اپنے گھوڑوں سے اترے اس کے پاس آن کھڑے ہوئے تھے۔ اس موقع پر خلیفہ الحکم آگے بڑھ کر سجدے میں گرے ہوئے عبدالکریم کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اٹھانا ہی چاہتا تھا کہ آگے بڑھتے بڑھتے خلیفہ الحکم کے قدم رک گئے اس لئے کہ اسے عبدالکریم کی آواز سنائی دی تھی وہ سجدے میں گرے ہی گرے آہوں سسکیوں ہچکیوں اور روتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

اے میرے اللہ میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں تیرا شکر ادا کر سکوں تو نے مجھے زمین کی پاتال سے نکال کر آسمانوں کی ثریا تک پہنچا دیا ہے۔ میرے اللہ کبھی وہ دن بھی تھا جب باطن کے سوز۔ کڑوی کسیلی چبھن اور بگولوں جیسی بے کل زندگی بسر کرتا تھا۔ کبھی وہ دن بھی تھے جب بنجر باتیں۔ کڑوے بول۔ میرا مقدر تھے۔ میرے اللہ میں تیرا شکر گزار ہوں تو نے مجھے غلامی کی کوکھ کے کچھے رنگوں۔ جھوٹے حروف سے

نجات دلا کر پریم کی رتوں ۔ گلابی برکھا کے موسموں سے ہمکنار کیا ۔ میں تیرا ممنوں ہوں کہ میری آہوں کی سرگوشیوں میرے آنسوؤں کے ریلے کو تو نے اجلے چہرے کے خوابوں اور جگنوؤں کے میلے میں تبدیل کر دیا ۔ میرے اللہ کبھی وہ دن بھی تھے کہ اندھے ستم کے صحرا مردہ روائیتوں کے پہاڑ ۔ ظالم عداوتوں کی وادیاں میری تاک میں رہتی تھیں ۔ اور آج یہ دن بھی ہے کہ مسلمانوں کا محترم خلیفہ میری کارگزاروں کی وجہ سے میرا منتظر ہے ۔ میرے اللہ یہ ایسا مقام ہے جو صرف تیری عنائیت تیری مہربانیوں سے ہی حاصل ہو سکتا ہے ۔ میرے اللہ میں تیرا عاجز مسکین بندہ کچھ بھی نہیں ۔ تو نے جو مجھے اس مقام تک پہنچایا ہے اس کے لئے میں ساری عمر بھی تیرا شکر ادا کرتا رہوں تب بھی میں شکر کا حق ادا نہیں کر سکتا ۔

یہاں تک کہنے کے بعد عبدالکریم دم لینے کے لئے رک گیا تھا ۔ اس دوران خلیفہ الحکم عمروس ۔ اسماعیل بن قاسم اور یوسف بن عمروس کی حالت عجیب تھی ۔ ان سب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور ان کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں ۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد انہیں سجدے میں گرے ہوئے عبدالکریم کی آواز پھر سنائی دی وہ کہہ رہا تھا ۔

اے میرے اللہ تو ہی خالی گود لئے ماؤں ۔ اجڑی مانگ لئے ہوئے دوشیزاؤں کے خشک ہونٹوں پر تبسم کی کرنیں سجاتا ہے ۔ میرے اللہ کھیتوں کھلیانوں میں پیار دھنک خوابوں میں کہساروں میدانوں میں صحراؤں دریاؤں میں بہاروں سبزہ زاروں میں فضاؤں ہواؤں میں رقص اخلاص کی زیبائی میں گویا ہر جگہ ہر مقام میں تیرا ہی نور تیری ہی مہربانیاں تیری ہی عطا جلوہ گر ہے ۔ میرے اللہ تو ہی بنجر بے جان زمینوں کو فصلوں کا نور عطا کرتا ہے ۔ تو ہی مقتل کی زمین کو گلنار عظمتوں کے پھول عطا کرتا ہے تو ہی اشجار کی خشک باہوں کو ساون رت کے گہنوں سے سجا دیتا ہے ۔ میرے اللہ میری زندگی بھی اشجار کی خشک باہوں جیسی تھی تو نے اپنی مہربانی اپنی عطا سے میری زندگی میں ہر سمت ساون رتیں ہی پھیلا کر رکھ دی ہیں ۔ میرے اللہ میں ساری عمر ایک ایک سانس کے ساتھ بھی تیرا شکر ادا کر نہیں سکتا ۔ تیری مہربانیوں تیری عطاؤں کا حق ادا نہیں کر سکتا ۔

عبدالکریم کے ان الفاظ نے خلیفہ الحکم بن ہشام کو ہلا کے رکھ دیا تھا تھوڑی دیر پہلے تک اسکی آنکھوں میں صرف آنسو بہہ رہے تھے اب اسکی ہچکیاں اور سسکیاں سنائی دے رہی تھیں جنہیں وہ بڑی مشکل سے اپنے حلق میں دبانے اور ضبط کرنیکی کوشش کر رہا تھا اسی دوران عبدالکریم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے جب اپنی پشت کی طرف دیکھا کہ خلیفہ الحکم کھڑا ہے ۔ اور اسکی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور وہ ہچکیاں اور سسکیاں روک رہا ہے تو وہ لپس کے رہ گیا تھا ۔ عین اس موقع پر خلیفہ الحکم کے بازو پھیلے پھر الحکم کی ڈوبتی ہوئی آواز سنائی دی ۔

عبدالکریم میری قوم کے نیک دل فرزند میری ملت کے بے مثل مجاہد آ میرے سینے سے لگ جا کہ آج کے بعد تو میرے لئے میرے بیٹے عبدالرحمان جیسا ہے عبدالکریم تھوڑا سا جھجکا پھر آگے بڑھا اور خلیفہ الحکم سے بغلگیر ہو گیا تھا خلیفہ الحکم نے اسکا سر اسکی پیشانی اسکے بازو چومے ۔ اسے علیحدہ کیا پھر خلیفہ الحکم کی آواز سنائی دی ۔

ابن مغیث میرے بیٹے تم نے جو فرانس کے بادشاہ شارلیمان ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کے خلاف کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں قسم خدائے واحد و لاشریک کی وہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں ابن مغیث خلیج بسکے کے ڈکیت پیطرونس کا مسکن ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا تھا اسلئے کہ وہ خلیج بسکے کے پانیوں میں محفوظ تھا لیکن تو نے وہاں بھی انقلاب برپا کر کے اپنی مجاہدانہ روایات کو خوب قائم رکھا ہے ۔ میرے بیٹے میں تیرے ان کارناموں پر تمہیں سلام کرتا ہوں ۔

الحکم کی اس گفتگو کا جواب عبدالکریم دینا ہی چاہتا تھا کہ پشت کی جانب سے ایک گھڑ سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا دکھائی دیا ۔ الحکم نے بھی مڑ کر دیکھا اس سوار کو دیکھتے ہوئے اسکے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی ۔ اس نے دوبارہ عبدالکریم کی طرف دیکھا ۔

عبدالکریم میرے بیٹے یہ جو گھڑ سوار آ رہا ہے یہ میرا بیٹا اور اندلس کا ولی عہد عبدالرحمان ہے جس وقت مجھے تمہاری آمد کی اطلاع دی گئی یہ گھڑ دوڑ کیلئے باہر گیا ہوا تھا عبدالرحمان غائبانہ طور پر تمہارا مداح اور تمہارا مشتاق ہے تمہارے کارنامے سنکر

یہ اکثر و بیشتر میرے پاس بیٹھ کر تمہاری تعریف کیا کرتا تھا اور تمہارے متعلق اس نے ایک قصیدہ بھی لکھا تھا جو اکثر یہ مجھے اور اپنے جاننے والوں کو سنایا کرتا تھا۔

یہاںتک کہتے کہتے الحکم خاموش ہو گیا اسلیئے کہ اسکا بیٹا عبدالرحمان اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا قریب آکر گھوڑے سے اترا پھر اپنے باپ کو اس نے مخاطب کیا۔

میرے باپ اگر میں غلطی پر نہیں تو جو شخصیت اس وقت میرے سامنے کھڑی ہے وہ امیر عبدالکریم بن مغیث ہیں الحکم نے مسکراتے ہوئے کہا عبدالرحمان میرے بیٹے تیرا اندازہ درست ہے اس پر عبدالرحمان نے مزید کچھ نہ کہا بڑی تیزی سے وہ عبدالکریم کی طرف لپکا اور بڑے پرجوش انداز میں عبدالکریم سے بغلگیر ہوا پھر کان میں سرگوشی کی

امیر عبدالکریم میں آپکو سرقسطہ شہر کے نواح میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ قسم خداوند قدوس کی عبدالرحمان کی نگاہوں میں آپ ملت کے بہترین پاسبان اور قوم کے بہترین جانثاروں میں سے ایک ہیں شارلیمان لوئیس۔ الفانسو دوئم اور خلیج بسکے کے ڈکیت کے خلاف آپ کی معرکہ آرائیوں کو میں سلام پیش کرتا ہوں۔

عبدالرحمان تو ولی عہد ہوتے ہوئے مجھے امیر کہہ کر مخاطب کر رہا ہے کیا یہ انداز گفتگو عجیب نہیں ہے۔ عبدالکریم نے عبدالرحمان کو علیحدہ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

جواب میں عبدالرحمان نے پھر بڑی انکساری اور عاجزی سے کہنا شروع کیا۔

امیر عبدالکریم اس میں کوئی شک نہیں کہ میں ولی عہد ہوں۔ لیکن آپ نے اپنی کارگزاریوں اور دشمن کے خلاف اپنی معرکہ آرائیوں سے اپنے آپ کو اس قابل کر لیا ہے کہ ایک ولی عہد بھی آپ کو امیر کہہ کر پکارے۔ میرے عزیز۔ میرے ہر دلعزیز بھائی میں آج سے آپ کو امیر ہی کہہ کر پکاروں گا اور آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ مجھے ولی عہد کہہ کر کبھی نہ پکاریئے گا۔ آپ صرف عبدالرحمان کہہ سکتے ہیں قسم خداوند قدوس کی آپ کے اس انداز مخاطب سے مجھے بے حد خوشی اور سکون ملے گا۔

عبدالرحمان کے خاموش ہونے پر خلیفہ الحکم پھر عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ عبدالکریم میرے بیٹے اب ہمیں سرقسطہ میں اپنی قیامگاہ میں چلنا چاہیئے۔ باقی گفتگو ہم وہاں جا کر کریں گے۔ میں نے تم سے بہت کچھ کہنا ہے۔ یہ عمروس میرے

پہلو میں کھڑا ہے میں نے اس سے وعدہ کیا تھا جس وقت عبدالکریم بن مغیث سرقسطہ شہر میں مجھ سے آکر ملے گا تو میں اسے دو ایسے تحائف پیش کرونگا جنہیں دیکھ کر وہ ساری زندگی اطمینان اور آسودگی محسوس کرتا رہیگا۔ میرے عزیز چل اب سرقسطہ شہر کی طرف چلتے ہیں اس پر جواب میں عبدالکریم فوراً بول پڑا۔

خلیفہ محترم۔ پہلی بات یہ کہ میں اپنے لشکر کو یہاں خیمہ زن ہونے کا حکم دے لوں۔ یہ میرے ساتھ میرا نائب اسماعیل بن قاسم ہے۔ یہ لشکر ہی میں دیکھ بھال اور نگہداشت کیلیئے رہے گا دوسری بات میں آپ سے یہ گذارش کروں کہ خلیج بسکے کے ڈکیت پیطرونس کے مسکن سے ہمیں بہت کچھ حاصل ہوا ہے۔ یہ جو آپ انگنت باربرداری کے جانور دیکھتے ہیں یہ جانور اور ان پر لدا ہوا سارا سامان میں نے خلیج بسکے کے اس جزیرے سے حاصل کیا تھا اور یہ سارا سامان میں آپکی نذر کرتا ہوں لیکن اس موقع پر میں آپ سے ایک گذارش بھی کرونگا۔

خلیفہ محترم جو لشکری میرے ساتھ ہیں انہوں نے بہترین انداز میں سرفروشانہ جذبات کا مظاہرہ کرتے ہوئے شارلیمان لوئیس الفانسو دوئم اور پیطرونس کا مقابلہ کیا اور ہر جگہ انہوں نے میری حمایت میں بہترین انداز اپنایا اور انہیں کے خلوص کی وجہ سے میں ان قوتوں کو شکست دینے میں کامیاب ہوا۔ یہ جو مال و متاع میں لیکر آیا ہوں میرے محترم میری آپ سے گذارش ہے کہ اس میں ان مجاہدوں کو بھی حصہ دار بنایئے اس طرح انکے حوصلے۔ ولولے بلند ہونے اور آنے والے دنوں میں یہ بہتر کارکردگی کا مظاہر کرینگے۔

خلیفہ الحکم نے اس بار براہ راست اسماعیل بن قاسم کو مخاطب کیا۔

ابن قاسم میرے بیٹے تم اپنے لشکر کو یہاں خیمہ زن ہونیکا حکم دے دو۔ باربرداری کے جتنے جانور ہیں ان سے سارا مال و متاع اتروا کر یہیں اپنے لشکر ہی میں خیموں ہی میں منتقل کر دو۔ باربرداری کے سارے جانور بھی یہیں رہنے دو۔ اور ہر چیز کی تم خود ہی حفاظت کرو۔ میں عبدالکریم کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں سارے موضوعات پر میں اسکے ساتھ تفصیل کے ساتھ گفتگو کرونگا اسکے بعد تمہیں فیصلے سے آگاہ کیا جائیگا اسکے بعد خلیفہ الحکم نے عبدالکریم سے کہا میرے بیٹے آؤ میرے ساتھ۔ اسکے ساتھ ہی خلیفہ الحکم

اپنے گھوڑے پر بیٹھا اسے دیکھتے ہوئے سب لوگ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے پھر وہ سرقسطہ شہر کی طرف جارہے تھے ۔

خلیفہ الحکم سب کو لیکر اپنی قیامگاہ کے اسی کمرے میں آن بیٹھا تھا جہاں پر اسے عبدالکریم کے آنے کی اطلاع دی گئی تھی ۔ الحکم نے اپنے دائیں پہلو میں عبدالکریم کو بیٹھنے کیلئے جگہ دی ۔ اسکے بائیں پہلو میں اسکا بیٹا عبدالرحمان بیٹھا تھا ۔ عمروس اور اسکا بیٹا یوسف بن عمروس سامنے نشستوں پر جم گئے تھے اسکے بعد خلیفہ الحکم نے اپنی گفتگو کو آغاز کیا ۔

عبدالکریم میرے بیٹے پہلی بات جسکی میں ابتدا کرنے لگا ہوں وہ یہ کہ سب سے پہلے میں نے تمہیں اپنے شمالی علاقوں کا سپہ سالار مقرر کیا تھا لیکن اب میں تمہیں اندلس کی ساری اسلامی مملکت کی فوجوں کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کرتا ہوں ۔ جبتک میں زندہ ہوں سب سے ارفع اور اعلیٰ مقام تمہارا ہوا کرے گا ۔

دوسری بات جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ عمروس کے ساتھ ماردہ کی بغاوت کو فرو کرنیکے بعد میں قرطبہ گیا تھا ۔ قرطبہ میں میں نے تمہارے لئے ایک حویلی خریدی ہے اب تم رانسی وال کے مسکن میں قیام نہیں کیا کرو گے ۔ تمہاری امن کی حالت میں مستقل رہائیش اب قرطبہ شہر ہی میں ہو گی ۔ اسکے علاوہ میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ ایک حویلی میں سرقسطہ میں بھی تمہارے لئے حاصل کی ہے جن دنوں امن نہیں ہو گا دشمن کے خلاف جنگیں برپا ہونگی اس وقت تمہاری اور تمہارے اہل خانہ کی رہائش اسی سرقسطہ کی حویلی میں ہوا کریگی اسلئے کہ یہ شہر دریائے ابرہ کے قریب سرحد پر واقع ہے جو شارلیمان لوئیس اور الفانسو نے ہمارے لئے قائم کر دی ہے مجھے امید ہے کہ عنقریب اس سرحد کو ہم توڑینگے اور جو علاقے انہوں نے ہم سے چھینے ہیں ان سے واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائینگے ۔

خلیفہ الحکم کے اس انکشاف پر عبدالکریم کی حالت عجیب سی تھی جب خلیفہ خاموش ہوا تب اسنے گفتگو کی ابتدا کی ۔

خلیفہ محترم ۔ جن نوازشات جن انعامات سے آپ نے مجھے نوازا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ خداوند کی مجھ پر بہترین مہربانیاں اور انعامات ہیں آپ جانتے ہیں میں نے اپنی

زندگی کی ابتدا ایک غلام سے کی تھی یہ خداوند قدوس کی انتہا درجے کی مہربانی اور رحمت ہے اس نے مجھے زمین کی پستی اور ذلت سے اٹھا کر اوج ثریا تک پہنچا دیا ہے میں ہمیشہ اسکا ممنون اور شکر گذار بندہ بن کر رہونگا ۔

خلیفہ محترم اب جبکہ آپ مجھے اندلس کی سلطنت کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کیا ہے میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپکی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرونگا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ شارلیمان لوئیس اور الفانسو دوئم نے ملکر ایک متحدہ لشکر تیار کیا اور بہت سے سرحدی مسلمان شہروں اور علاقوں پر انہوں نے قبضہ کر کے ایک فاصل ریاست قائم کر دی ہے ۔ اور اس ریاست کا حاکم شارلیمان نے اپنے جرنیل بوریل کو مقرر کیا ہے میں بوریل کو اچھی طرح جانتا ہوں اسلئے کہ وہ مجھ سے ٹکرا چکا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد اس بوریل کے سر پر رہونگا اور یہ جو ریاست فاصل قائم کی گئی ہے اسمیں اسکا جینا میں حرام کر دونگا ۔

عبدالکریم جب خاموش ہوا تو خلیفہ الحکم تھوڑی دیر تک اپنے بیٹے عبدالرحمان کے کان میں سرگوشی کرتا رہا ۔ اسکے بعد عبدالرحمان اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا گیا تھا ۔ پھر الحکم نے عبدالکریم کی طرف دیکھا ۔

میرے بیٹے سرقسطہ شہر آنے سے پہلے ایک جگہ میں نے عمروس سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم سرقسطہ شہر میں داخل ہو گئے تو میں تمہیں عجیب قسم کے دو تحفے پیش کرونگا پہلا تحفہ ایسا ہیرا اور جواہر پارہ ہے جو میرے خیال میں اس جیسا قیمتی ہیرا پورے اندلس میں نہیں ہوگا ۔ یہ پہلا تحفہ ہے جو میں تمہیں پیش کرتا ہوں اور دوسرا تحفہ ایک لڑکی ہے جو تمہارے حرم تمہاری زوجیت میں داخل کی جائیگی اور وہ ساری زندگی ایک رفیقہ ایک بیوی کی حیثیت سے تمہاری آسودگی کا سبب بنے گی دیکھ ایسی حسین لڑکی ایسی خوبصورت دوشیزہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی ۔ خلیفہ یہیں تک کہنے پایا تھا کہ عبدالکریم نے اسکی بات کاٹ دی ۔

خلیفہ محترم میں اپنے لئے ایک لڑکی کا انتخاب کر چکا ہوں ۔ اس پر الحکم جھٹ سے بول پڑا ۔

اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم سمیر کا ذکر کرو گے ۔ میں جانتا ہوں کہ تم اسے

پسند کرتے ہو وہ تمہیں پسند کرتی ہے تم دونوں ایک دوسرے کی رفاقت میں آنیکا عہد کر چکے ہو ۔ یاد رکھو ہم سمیر کو فراموش نہیں کرینگے ۔ میں جانتا ہوں وہ بھی ایک انتہا درجہ کی خوبصورت لڑکی ہے میں نے تمہاری آمد سے پہلے ہی شاہی بگھی اور چند محافظ دستے رانسی وال کے درہ کی طرف روانہ کر دیئے ہیں وہاں سے وہ بڑی عزت بڑے احترام کے ساتھ سمیر کو لینگے اور قرطبہ کی اس حویلی میں پہنچا دینگے جو تمہارے لئے حاصل کی گئی ہے ۔ جس لڑکی کا میں نے تمہارے لئے انتخاب کیا ہے اسی سے تمہاری شادی سمیر سے صلاح و مشورہ اور رضا مندی سے ہی کی جائیگی اس میں کوئی شک نہیں کہ سب سے پہلے سمیر ہی تمہاری حقدار ہے اسکے بعد وہ لڑکی جسکا میں نے انتخاب کیا ہے جب تم اس لڑکی کو دیکھو گے تو عبدالکریم خوش ہو جاؤ گے اس لڑکی کا میرے ساتھ یا میرے بیٹے عبدالرحمان کے ساتھ کیا رشتہ ہے یہ تمہیں میں بعد میں بتاؤنگا ابھی ہم تمہیں اس لڑکی کی جھلک بھی نہیں دکھائیں گے ہاں تمہیں اسکے ہاتھ اسکے بازو آئینے میں دکھائے جا سکتے ہیں اسکے ہاتھوں اور بازوؤں کو آئینے میں دیکھنے کے بعد ہی تم اندازہ لگا لو گے کہ وہ کس پائے کی حسین و خوبصورت لڑکی ہے ابھی میرا حاجب ابن ولید جو ایک اعلیٰ پایہ کا شاعر اور ادیب بھی ہے وہ اس کمرے میں آتا ہے میرا بیٹا عبدالرحمان اسکو بلانے گیا ہے تمہارے سامنے اس لڑکی کی خوبصورتی اور حسن کی اصلیت بیان کریگا ۔ اسلئے کہ میرے حاجب نے اس لڑکی کو دیکھ رکھا ہے ۔ وہ بہتر طور پر اس لڑکی کی خوبصورتی اور حسن کی ترجمانی کر سکے گا ۔

اس موقع پر عبدالکریم پھر کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن وہ خاموش ہی رہا اسلئے کہ عین اس موقع پر الحکم کا بیٹا عبدالرحمان اور اسکے ساتھ الحکم کا حاجب ابن ولید دونوں داخل ہوئے تھے حاجب ابن ولید الحکم سے چند قدم دور ہی کھڑا ہو گیا تھا ۔ جبکہ عبدالرحمان دوبارہ اپنی جگہ بیٹھ گیا اور ایک ڈبیہ اس نے اپنے باپ الحکم کو پیش کی ۔ الحکم نے وہ رنگین شیشے کی ڈبیہ کھولی ۔ ڈبیہ کا کھلنا تھا کہ اسکے اندر ایک ہیرا چکا چوند کرنے لگا تھا وہ ہیرا الحکم نے عبدالکریم کو پیش کیا ۔

یہ وہ پہلا تحفہ ہے جو میں نے تمہیں دینے کا وعدہ کیا تھا ۔ یہ انتہا درجہ کا قیمتی اور نایاب ہیرا ہے اور میری تم سے یہ خواہش ہے کہ یہ ہیرا تم شادی کے روز سمیر کو پیش

کرو ۔ اب اس ڈبیہ کو سنبھالو اسلئے کہ میرا حاجب اس وقت سامنے کھڑا ہے ۔ اب یہ اس لڑکی سے متعلق کچھ بیان کریگا جس کا انتخاب میں نے تمہارے لئے کیا ہے ۔

عبدالکریم نے ہیرے کی وہ ڈبیہ سنبھال لی اور سامنے کھڑے ابن ولید کی طرف دیکھنے لگا ۔

اس کمرے میں ایک بار پھر خلیفہ الحکم کی آواز گونجی ۔ اس نے اپنے حاجب ابن ولید کو مخاطب کیا تھا ۔ ابن ولید تم نے وہ لڑکی دیکھ رکھی ہے جسکا انتخاب میں نے اپنے بیٹے اپنے فرزند عبدالکریم کیلئے کیا ہے ۔ ذرا اپنے شاعرانہ الفاظ میں اس لڑکی کے حسن اسکی خوبصورت اور کشش کا بیان کرو تا کہ عبدالکریم جان سکے میں نے اسکے لئے کسی اعلیٰ و ارفع دوشیزہ کا انتخاب کیا ہے ۔

الحکم کے خاموش ہونے پر اسکے حاجب ابن ولید نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ عبدالکریم کی طرف دیکھا پھر قصر میں اسکی آواز گونجی ۔

امیر عبدالکریم جہاںتک میں اس لڑکی کی خوبصورت اسکے حسن اسکے جمال کا تجزیہ اور اندازہ کر سکا ہوں اسکے مطابق اسکا حسن ندی کے سیلاب رخساروں پر حیا کی پھیلی سرخی کے مانند ہے اسکی خوبصورتی عارضوں کی شفق رنگ دھنک اور دل میں بس جانے والی خوشبو جیسی ہے وہ لڑکی جس کا انتخاب آپکے لئے کیا گیا ہے وہ شعروں کے پیکر زریں لفظوں کی ہر رگ میں آواز کی ریشمی لہروں کی طرح اتر جانے والا حسن رکھتی ہے اسکی کلیوں جیسی نگاری پلکیں جب کسی کا رخ کرتی ہیں تو مخالف کی نگاہوں کو جھکنے پر مجبور کر دیتی ہیں اگر وہ لڑکی جسکا آپ کی زوجیت کیلئے انتخاب کیا گیا ہے معصوم حسیناؤں کے اندر کھڑی ہو تو ایسے ہی لگے جیسے بیکنار پھیلی کہکشاؤں کے اندر چمکتا حسین چاند اسکے سامنے آنے سے فضاؤں میں رنگ ہی رنگ بکھر جاتے ہیں اور اسکے ہونٹوں سے پھول پلکوں سے موتی گرتے ہیں ۔ الفاظ کی حوریں ۔ تخیل کی جل پریاں یادوں کے رنگوں سے نکھری سوچیں اور ڈھلی رات میں افق کے شفق پھولتے عارضوں کو اسکے حسن اسکے جمال پر نچھاور کیا جا سکتا ہے ۔

اتنا کہنے کے بعد حاجب ابن ولید رکا پھر اسکے بعد اس نے اپنا سلسلہ کلام شروع کیا

امیر عبدالکریم وہ لڑکی جو آپ کے لئے منتخب کی گئی ہے وہ ایسی ہے کہ انسانی سوچوں میں خیالوں میں روح میں خوابوں میں سانسوں میں یادوں میں دھڑکنوں اور دعاؤں میں دل کی حلاوت ہونٹوں کے خوش رنگ تبسم اور سانسوں کی گلاب جیسی مہک بن کر اتر جانے والی ہے وہ جب گفتگو کرتی ہے ہونٹ حرکت میں لاتی ہے تو یوں لگتا ہے جیسے دریچوں سے چھنتی کرنیں اترنے لگی ہیں اسلئے کہ اسکے ہونٹوں سے نکلا ہر لفظ روح میں اتر جاتا ہے اور جب اسکے ہونٹ خاموش رہتے ہیں تو آنکھوں کے ساغر چھلک کر اصل حیات مرکز جان طریق طلب اور شعور ذات میں ایک خوش کن انقلاب برپا کرتے چلے جاتے ہیں۔

یہاںتک کہنے کے بعد ابن ولید نے تھوڑی دیر تک دم لیا اسکے بعد اس نے پھر عبدالکریم کو مخاطب کیا تھا۔

امیر عبدالکریم میرے خیال میں جس لڑکی کو آپکے لئے منتخب کیا گیا ہے جو عنقریب آپکی زندگی کا ساتھ اور آپکی زوجیت میں آنے والی ہے اسکی تعارفی تعریف اتنی ہی کافی ہے یہاں سب لوگ جانتے ہیں میں تو ایک شاعر ہوں اگر کہیں گے تو جبتک آپ چاہیں گے اسکی تعریف کرتا چلا جاؤنگا اسلئے کہ وہ حسن ہی ایسا رکھتی ہے جو آپکو زیب دیتا ہے اور جو لفظوں کی عزت اور احترام بنکر ابھرنے والا ہے ابن ولید جب خاموش ہوا تو کسی کی طرف دیکھے بغیر ہلکی سی آواز میں عبدالکریم کہنے لگا۔

لگتا ہے یہ سارا معاملہ پہلے سے طے شدہ ہے حاجب ابن ولید نے جو الفاظ ادا کئے ہیں اسے ایک بہترین اور پہلے سے تیار شدہ قصیدہ کہا جا سکتا ہے اسکے بعد عبدالکریم نے خلیفہ الحکم کی طرف دیکھا شاید وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی وہ بول پڑا۔

عبدالکریم میرے بیٹے! اس میں کوئی شک نہیں کہ تو اب اپنی غلامی کے دور سے سمیر کو پسند کرتا رہا ہے۔ مجھے تیرے حالات سب تفصیل کے ساتھ پہنچ چکے ہیں۔ ایک بات اپنے ذہن میں رکھنا کسی بھی صورت کسی بھی حالت میں سمیر کی حق تلفی نہیں کی جائیگی۔ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ شاہی بگھی سمیر کو لانیکے لئے رانسی وال کے دروں کی طرف روانہ ہو چکی ہے۔ اور وہ شاہی بگھی اسے لیکر سیدھی قرطبہ کی اس حویلی کی طرف لے جائیگی جو میں نے تمہارے لئے حاصل کی ہے۔ وہ حویلی اسکے لئے محفوظ

قیام گاہ ہے۔ وہاں وہ تمہارا انتظار کریگی عبدالکریم میرے بیٹے سب سے پہلے ہم بوریل کے خلاف حرکت میں آنے والے ہیں جسے شارلیمان نے ہم سے حاصل کردہ علاقوں کا والی مقرر کیا ہے۔ اس مہم کو سر کرنیکے بعد میں سمیر کو قرطبہ سے یہاں سرقسطہ بلاؤنگا پہلے روز سمیر کو تمہارے زوجیت میں دیا جائیگا دوسرے روز وہ لڑکی تمہاری بیوی بنے گی جسکی ابھی ابھی ابن ولید نے تمہارے سامنے تعریف کی ہے۔ یہاں سے اٹھو میرے ساتھ آؤ۔ میرا بیٹا عبدالرحمان بھی میرے ساتھ ہوگا اب میں تمہیں ایک آئینہ خانے میں لیکر چلتا ہوں جہاں تم صرف اس لڑکی کے بازو اور اسکے ہاتھ دیکھ سکو گے یہ لڑکی میں تم پر واضح کروں کہ غائبانہ طور پر تمہیں پسند کرتی ہے۔ اور تم سے محبت کرتی ہے جب سے اندلس میں شارلیمان لوئیس اور الفانسو دوئم کے خلاف تمہاری کامیابیوں کی خبریں پہنچی ہیں تب سے ہی یوں جانو وہ لڑکی تمہیں دل کی گہرائیوں سے پسند کرتی ہے اور اس بات کی خواہش رکھتی ہے کہ اسے تمہاری زوجیت میں دیا جائے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ لڑکی زندگی بھر تمہارے لئے آسودگی اور اطمینان کا باعث بنے گی اور جب تم شادی کے بعد اسے دیکھو گے تو جو بھی اسوقت وسوسے سے شکوے تمہارے دل میں اٹھ رہے ہیں اسکے حسن اسکی خوبصورتی اسکے جمال کو دیکھتے ہوئے اور اسکے ساتھ اچھے سلوک کو نگاہ میں رکھتے ہوئے سارے ہی رفع اور دور ہو جائینگے۔

عبدالکریم میرے بیٹے میرے فرزند۔ وہ آئینہ خانہ جس میں میں تمہیں لیکر جا رہا ہوں یہ سرقسطہ کے ایک ماہر شیشہ گر نے تیار کیا ہے۔ اور یہ صرف اس مقصد کیلئے تیار کیا ہے کہ جس لڑکی کا میں نے تمہارے لئے انتخاب کیا ہے اسکے تم ہاتھ اور بازو دیکھ سکو۔ اسکا چہرہ اس وقت تک تم نہیں دیکھ سکتے جب تک وہ تمہاری بیوی نہیں بن جاتی۔ سنو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ لڑکی تمہارے اس معیار سے بھی کہیں بڑھ کر ہو گی جو تم نے اپنے دل اور دماغ میں طے کر رکھا ہے اٹھو میرے ساتھ آؤ میں تمہیں اس آئینہ خانے میں لے کر چلوں۔

اسکے ساتھ ہی عبدالکریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور چپ چاپ خلیفہ الحکم اور اسکے بیٹے عبدالرحمان کے ساتھ ہو لیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ایک آئینہ خانے کی کھڑکی کے سامنے نمودار ہوئے۔ اس

موقع پر عبدالرحمان نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

عبدالکریم ۔ میرے عزیز میرے بھائی ۔ اس کھڑکی میں سے اندر دیکھو ۔ یہ ایک آئینہ خانہ ہے ۔ جس ہستی کو تمہارے سامنے یہاں لانیکے لئے لایا گیا ہے اب وہ ہستی تمہیں صرف اپنے بازو ہاتھ بالوں اور جسم کے پشتی حصے کی جھلک دکھائے گی ۔

اتنا کہنے کے بعد عبدالرحمان خاموش ہو گیا پھر شیشے کے اس طلسم گھر میں عبدالکریم کو دو بازو دکھائی دیئے ۔ وہ پھوٹتی کونپل کی چکناہٹ اور نرمی لئے ہوئے تھے وہ دو بازو انتہا درجے کے گداز نرم اور گلابی تھے ان پر ہلکا ہلکا پسینہ یوں دکھائی دے رہا تھا جیسے گلاب کی پتیوں پر اوس جم کر رہ گئی ہو ۔ عبدالکریم کی نگاہ ان جان لیوا خوبصورت بازوؤں سے پھسلتی ہوئی ہاتھوں کی طرف گئی ۔ اس نے دیکھا کہ ہاتھ ایسے تھے گویا آبگینوں میں گلابی رنگ مشروب بھر دیا گیا ہو ۔ اور ہاتھوں کی انگلیاں جیسے خون چھلکتے ساغر ہوں ۔ پھر اس لڑکی کے بال اس شیشے کے طلسم میں عبدالکریم کو کچھ اس انداز میں دکھائی دیئے جیسے بے کنارہ جھیل کے اندر پھیلی دھند میں اچانک کالی گھنگھور لمبی گھٹائیں دکھائی دے رہی ہوں ۔ ان مناظر سے عبدالکریم بے حد متاثر دکھائی دے رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے اس لڑکی کے جسم کا پشتی حصہ اسکی طرف آیا لڑکی جو لباس پہنے ہوئے تھی اس وقت وہ سبز ریشمی باریک پردوں کی طرح لہرا رہا تھا ۔ اسکے اندر سے اس لڑکی کے جسم کا پشتی حصے اجلے ریشم اور سرخ حباب کی طرح دکھائی دیا تھا اسکے جسم کا پشتی حصہ کچھ ایسا لگتا تھا جیسے پھولوں کا کوئی بت بکھری ندی کی گلابی تموج

اپنی ایک جھلک دکھانیکے بعد وہ لڑکی جو شیشے کے طلسم کدہ میں شاید بند تھی ایکدم غائب ہو گئی تھی ۔ اس موقع پر عبدالکریم نے خلیفہ الحکم کی طرف دیکھا ۔

خلیفہ محترم جس لڑکی کے ہاتھ بازو اور جسم کے مختلف حصے اور بالوں کی جھلک مجھے دکھائی گئی ہے میرا اندازہ ہے کہ یہ لڑکی انتہا درجہ کی حسین پر کشش اور جمال میں لاثانی ہو گی ۔ اسکے باوجود خلیفہ محترم میں یہی گذارش کروں گا کہ میری زندگی کیلئے سمیرہ ہی کافی ہے ۔ جواب میں الحکم نے ہلکے سے تبسم میں کہنا شروع کیا ۔

عبدالکریم ۔ یوں جانو کہ یہ لڑکی جسکے ساتھ میرا ایک رشتہ ہے تمہیں میری طرف

سے ایک تحفے کے طور پر وصول ہو رہی ہے ۔ جب تم اسکی رفاقت میں آؤ گے تب تمہیں اس لڑکی کی قدر و قیمت معلوم ہو گی ۔ تم جان سکو گے تمہیں اسکی رفاقت کی آسودگی تمہیں اسکی زوجیت کے سکون کی کس قدر ضرورت تھی ۔ الحکم کے اس جواب پر عبدالکریم خاموش ہو گیا تھا پھر وہ پہلے والے کمرے میں اپنی نشستوں پر آ کر بیٹھ گئے تھے ۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر الحکم کی آواز سنائی دی ۔ اس نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

عبدالکریم جو دو تحائف میں نے تمہیں دینے کا وعدہ کیا تھا انکی بات ختم ہوئی ۔ اب ہم اپنے اصل موضع کی طرف آتے ہیں ۔ میں جانتا ہوں جو لشکر اس وقت تمہارے ساتھ آیا ہوا ہے اسکی تعداد پچیس سے تیس ہزار کے لگ بھگ ہے اسمیں سے دس ہزار جوان رانسی وال کے دروں میں چلے جائینگے ۔ وہاں وہ تمہارے دست راست حمود بن مغیرہ کی سرکردگی میں کام کرینگے ۔ اور وہ بوقت ضرورت دروں سے نکل کر دشمن پر ضرب لگائینگے ۔ اسماعیل بن قاسم تمہارا ساتھی تمہارے ساتھ کام کریگا ۔

سن عبدالکریم جو لشکر سرقسطہ شہر میں میرے ساتھ مقیم ہے اسکی تعداد اس وقت پینسٹھ ہزار کے لگ بھگ ہے ۔ اس میں سے میں ایک بڑا حصہ تمہارے حوالے کر دونگا اسطرح تمہارے پاس ملا جلا کر تقریباً پچاس ہزار کا لشکر ہو جائیگا ۔ اس لشکر کے ساتھ تم شارلیمان کے جرنیل بوریل کے خلاف حرکت میں آنا ۔ میں قرطبہ جا کر مزید لشکر تیار کرونگا پھر جن شہروں میں ابھی تک بغاوتیں برپا ہیں ان شہروں کا رخ کرونگا ۔ اور جلد از جلد ان بغاوتوں کو فرو کر کے تمہارے لئے تقویت کا سامان بننے کی کوشش کرونگا ۔ میں مزید یہ بھی کہوں کہ میرا بیٹا عبدالرحمان تمہارے ساتھ تمہارے نائب کی حیثیت سے کام کریگا ۔ اسطرح تمہارے نائبین کی تعداد دو ہو جائیگی ۔ ایک اسماعیل بن قاسم دوسرا میرا بیٹا عبدالرحمان جہاںتک عمروس کا تعلق ہے تو یہ پہلے کی ہی اس سرحدی شہر سرقسطہ کا حاکم رہیگا یہاں قیام کے دوران یہ مزید جوان بھرتی کر کے انہیں عسکری تربیت دے گا تاکہ بوقت ضرورت اس سے سرقسطہ شہر کا دفاع کیا جاسکے بلکہ ضرورت پڑنے پر تمہیں یہاں سے کمک بھی روانہ کی جاسکے ۔

عمروس کے بیٹے یوسف کو میں پہلے ہی دوسرے سرحدی شہر تطیلہ کا والی مقرر کر چکا ہوں ۔ یہ شہر بالکل سرحد پر واقع ہے اپنے باپ کی طرح یوسف بھی اس شہر میں قیام کر کے نئے لشکر تیار کریگا اور ان نئے لشکریوں کے ذریعے نہ صرف یہ کہ تطیلہ شہر کا دفاع کریگا بلکہ ضرورت پر تمہیں بھی کمک فراہم کرنے کے لئے تیار رہیگا ۔

عبدالکریم ! مجھے جو کچھ تم سے کہنا تھا کہہ چکا ۔ اب اس سلسلے میں تم کچھ کہنا چاہتے ہو تو کہو ۔ عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے خلیفہ الحکم نے پوچھا تھا ۔

جواب میں عبدالکریم تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا اسکے چہرے پر گہرے تفکرات تھے ۔ پھر اس نے اپنی گردن سیدھی کی اور وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کا جائیزہ لیا اسکے بعد اس نے خلیفہ الحکم کی طرف دیکھا ۔

میرے عظیم محسن ۔ میں اس موقع پر یہ کہنا پسند کرونگا کہ جو لشکر آپ مجھے اپنی طرف سے مہیا کر رہے ہیں اس لشکر میں بھی وہ مال غنیمت تقسیم کیا جانا چاہئے جو میں نے خلیج بسکے کے ڈکیت پیطرونس سے حاصل کیا ہے جب اس مال غنیمت میں سے اس لشکر کو بھی حصہ ملے گا تو انکے ولولے جوان انکے حوصلے بلند ہو جائینگے ۔ اور یہ پہلے کی نسبت زیادہ پرجوش انداز میں میرے ساتھ کام کرنے پر تیار اور مستعد رہینگے ۔

میری دوسری آپ سے گذارش یہ ہے کہ جو لشکر اس وقت میرے ساتھ ہے ان میں سے جو میرے ساتھ ہی کام کرینگے وہ مال غنیمت کے حقدار ہونگے جو رانسی وال کے دروں کی طرف واپس جائینگے انہیں بھی آپ مال غنیمت میں سے حصے دینگے بلکہ جو اس وقت رانسی وال کے دروں میں جوان حمود بن مغیرہ کی سرکردگی میں کام کر رہے ہیں انہیں بھی مال میں سے حصہ دار بنایئے اس لئے کہ جو مال و متاع میں لیکر آیا ہوں اسکا کچھ شمار ہی نہیں ہے ۔ عبدالکریم نے بڑی عاجزی سے خلیفہ الحکم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا ۔

الحکم کے چہرے پر مسکراہٹ اور دلپسند سے اثرات نمودار ہوئے تھے پھر اسکی آواز قصر کے اس کمرے میں سنائی دی ۔

عبدالکریم میں تمہارے ہر تجویز کو قبول کرتا ہوں ۔ جو جوان یہاں سے واپس رانسی وال کے دروں کی طرف جائینگے انہیں نہ صرف انکے حصے کا مال ملے گا بلکہ جو

جوان اسوقت حمود بن مغیرہ کی سرکردگی میں کام کر رہے ہیں انکا حصہ بھی ساتھ لے جائینگے ۔ بلکہ میں انہیں اسقدر زائد مال و متاع اور خوراک کے ذخیرے دونگا کہ وہ رانسی وال کے دروں میں حمود بن مغیرہ کی سرکردگی میں خوشحال زندگی بسر کرتے رہیں اور بوقت ضرورت ہمارے کہنے پر رانسی وال کے دروں سے نکل کر ہمارے دشمنوں پر ضرب لگانیکے قابل ہو سکیں ۔

رہا نئے لشکر کا مال غنیمت تقسیم کرنیکا تو جو نیا لشکر تمہیں مہیا کیا جا رہا ہے اس میں تمہاری تجویز کے مطابق جس قدر تم چاہو گے اسی قدر مال غنیمت تقسیم کر دیا جائیگا اور ہاں میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ تمہارے نائب حمود بن مغیرہ کو مطلع کر دیا جائیگا کہ عبدالکریم رانسی وال کے دروں میں نہیں رہیگا بلکہ اسکا مستقل قیام یا تو سرقسطہ یا قرطبہ شہر میں ہوا کریگا ۔ اب تم اٹھو تا کہ ان سارے انتظامات کو آخری شکل دی جائے جو لشکر تمہاری کمانداری میں دینا ہے اسے تمہارے حوالے کیا جائے تا کہ تم اسکو چند دن یہاں تربیت دینے کے بعد بوریل کیخلاف حرکت میں آسکو ۔

عبدالکریم میں نے عہد کر رکھا ہے ۔ کہ بوریل کے ساتھ جب تم مہم کر سر کرو گے تو اسکے بعد میں شاہانہ طریقے سے اسی سرقسطہ شہر میں تمہاری شادی کا اہتمام کرونگا اب اٹھو اپنے سارے لائحہ عمل کی تکمیل کریں ۔

سب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے پہلے اس جگہ گئے جہاں عبدالکریم کے لشکر نے قیام کر رکھا تھا کچھ لشکریوں کو وہاں عبدالکریم کے ساتھ ہی کام کرنیکے لئے روکا گیا ۔ انہیں مال غنیمت تقسیم کیا گیا جو لشکر واپس حمود بن مغیرہ کی طرف جانا تھا انہیں بھی مال غنیمت کے حصے سے نوازنے کے بعد حمود بن مغیرہ کے ساتھ کام کرنے والے جوانوں کا بھی حصے دیا گیا بلکہ انکے ہاتھ حمود بن مغیرہ کیلئے خوراک اور ہتھیاروں کے ذخائیر بھجوائے گئے ۔ جو ایک عرصے تک انکے کام آسکتے تھے ۔

اسکے بعد آنے والے دنوں میں عبدالکریم کی ماتحتی میں کام کرنے والے لشکر کو علیحدہ کیا گیا انہیں بھی الحکم نے بڑی فیاضی سے کام لیتے ہوئے مال غنیمت کو تقسیم کیا اور جو مال بچا وہ لیکر الحکم قرطبہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا ۔ جبکہ عمروس کا بیٹا یوسف سرحدی شہر تطیلہ کی طرف کوچ کر گیا تھا ۔ عبدالکریم الحکم کا بیٹا عبدالرحمان اور

اسماعیل بن قاسم سرقسطہ شہر ہی میں رک کر اپنے لشکر کو چند دن تک جنگی تربیت دیتے رہے پھر تینوں اس لشکر کو لیکر سرقسطہ سے نکلے انکا رخ اب شمال مشرق کی طرف تھا جہاں وہ شارلیمان کے جرنیل بوریل سے ٹکرانے کا عزم کئے ہوئے تھے ۔

فرانس کے شہنشاہ شارلیمان نے اندلس کی شمالی سرحدوں کے علاقے مسلمانوں سے چھین کر وہاں اپنے جرنیل بوریل کو حاکم مقرر کیا تھا ان علاقوں میں سب سے بڑا شہر اشونہ تھا ۔ اوریہی شارلیمان کے جرنیل بوریل کا مرکز تھا ۔ عبدالکریم اسمعاعیل بن قاسم اور عبدالرحمان نے اپنے لشکر کے ساتھ اسی اشونہ شہر کا رخ کیا تھا تا کہ بوریل سے دو ہاتھ کر کے اس سے وہ سارا علاقہ واپس لیا جائے جس پر ماضی میں شارلیمان ۔ لوئیس اور الفانسو دوئم نے ملکر قبضہ کر لیا تھا ۔

اشونہ کی طرف پیشقدمی کرتے ہوئے عبدالکریم نے اپنے لشکر کے ساتھ ابھی آدھے سے بھی کم فاصلہ طے کیا تھا کہ اسے انتہائی دلخراش اور دل فگار خبریں ملیں اور وہ یہ کہ ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس اپنے شہر سے نکلا اور مسلمان علاقوں میں اس نے آندھی یلغار کر دی تھی لہذا فی الوقت اس نے اشونہ کا ارادہ ترک کر دیا اور اس نے اپنا رخ بدلا اور ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس سے نپٹنے کا عزم کر لیا تھا ۔

ادھر ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس اپنی حدود سے نکل کر مسلمان علاقوں میں دکھ کے گراں بار طوفانوں ۔ خون کے کھولتے بھنور ۔ ہوس کی گہری تاریکیوں کی طرح داخل ہوا پھر اس صد سالہ نکرہ اژدھے کی طرح جو اپنا روپ بدلنے کا فن خوب جانتا ہے ۔ مسلمانوں کے سرحدی شہر جرندہ کی طرف بڑھا تھا ۔

جرندہ درمیانے درجہ کا ایک شہر تھا جہاں پر اسکی حفاظت کیلئے ایک چھوٹا سا لشکر

موجود تھا لیکن وہ لشکر اس قابل نہیں تھا کہ ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کے لشکر کا مقابلہ کر سکے ۔

ان حالات میں جبکہ اس کی راہ روکنے کیلئے کوئی بڑی قوت نہ تھی لوئیس بھڑکتی آگ کے غضب ، پستیوں کے بکھرتے غبار ۔ آتش صحرا اور بختی کے پھیلتے گلیم شب بنا کی طرح جرندہ شہر پر حملے آور ہوا ۔ وہ چونکہ جانتا تھا کہ جرندہ میں ایک چھوٹا سا لشکر ہے جو لمحوں کے اندر بے دفاع بے سر بے حصار و بے سناں کر کے رکھ دیگا لہذا وہ بے دھڑک شام کے وقت جرندہ شہر پر حملہ آور ہو گیا تھا ۔

ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کو اسکے جاسوسوں نے یہ بھی خبر دی تھی کہ دور و نزدیک مسلمانوں کا کوئی بھی بڑا لشکر نہیں ہے جو اسے جرندہ پر حملہ آور ہونے سے روکے لہذا بڑی دلجمعی سے ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس نے جرندہ شہر کا محاصرہ کیا ۔ جرندہ کے اندر جو چھوٹا سا لشکر تھا وہ زیادہ دیر تک لوئیس کا مقابلہ نہ کر سکا لہذا لوئیس ان پر غالب رہا اور جرندہ شہر پر اس نے قبضہ کر لیا ۔ شہر میں اس نے خوب لوٹ مار کی اور جو بھی مسلمان ہتھیار نکال کر اسکے سامنے آیا ان سب کا اس نے قتل عام کر کے رکھ دیا تھا ۔ اسکے بعد وہ شہر کی ہر چیز کو لوٹنے میں مصروف ہو گیا تھا ۔

لوئیس ابھی جرندہ شہر میں قیام کئے ہوئے تھا کہ اسکے جاسوسوں نے اسے خبر دی کہ اس سے نپٹنے کے لئے خلیفۃ الحکم کا جرنیل عبدالکریم بن مغیث بڑی تیزی کے ساتھ جرندہ کا رخ کر رہا ہے ۔ جرندہ کو فتح کرنیکے بعد لوئیس اور اسکے لشکریوں کے حوصلے اور ولولے بے حد بلند ہو چکے تھے لہذا یہ خبر سنکر اسکے کانوں میں جوں تک نہ رینگی تھی ۔ اسکے علاوہ اب اسے یہ بھی خبر ہو گئی تھی کہ ماضی میں اسے شکستیں ہوئی ہیں وہ اسی عبدالکریم بن مغیث نام کے جرنیل سے ہوتی رہی ہیں اس بناء پر بھی وہ جرندہ ہی میں مقیم رہا کہ جب عبدالکریم جرندہ شہر کے پاس آئیگا تو وہ شہر سے باہر نکل کر اسکا مقابلہ کریگا اور اسے زیر کر کے اس سے اپنی گزشتہ شکستوں کا انتقام لے گا ۔ اسی بناء پر عبدالکریم جب منزل پر منزل مارتے ہوئے جرندہ شہر کے قریب آیا تو اسکے پہنچنے سے پہلے ہی جرندہ شہر میں جس قدر مسلح مسلمان تھے لوئیس نے انہیں غیر مسلح کر کے شہر کے اندر ہی بند کر دیا تھا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ عبدالکریم کے لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی

پہلے شہر کے باہر نکل کر صف آرا ہو گیا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد دونوں لشکر جنگ کی ابتدا کرنیکے لئے جرندہ شہر سے باہر اپنی صفیں درست کرنے لگتے تھے جس وقت ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس اپنی صفیں درست کر رہا تھا اسکے لشکر میں بڑے پر جوش انداز میں جنگ کے طبل اور دفیں بج رہی تھیں دوسری جانب عبدالکریم نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنیکے بعد لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ۔ ایک حصہ جو اس نے درمیان میں رکھا اپنی ماتحتی میں لیا ۔ جبکہ دائیں بائیں کے لشکریوں پر اس نے اسماعیل بن قاسم اور عبدالرحمان کو کماندار مقرر کر دیا تھا ۔ جس وقت دشمن کے لشکر میں زور سے جنگ کے طبل پیٹے جا رہے تھے عبدالکریم اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے سجدے کے انداز میں اپنے گھوڑے کی زین کے ہنے پر جھک گیا پھر وہ بڑی عاجزی اور انکساری سے اپنے رب کو پکارتے ہوئے کہہ رہا تھا

اے رؤف و رحیم ! دشمن کے اس مقابلے میں ہماری مدد فرما تو نے ہی میرے اللہ نوح کو ساحل سے ہمکنار کیا موسیٰ کو بھی تو نے ہی یلغار کلیمی ۔ حرمت فرقانی عطا کی ۔ تو نے ہی داؤد کو نغموں کی زمزمہ سامانی عطا کی ۔ ابراہیم کی نگہبانی تو نے آگ میں ۔ یوسف کی نگہبانی تو نے اندھے کنوئیں میں ۔ اور عیسیٰ کی نگہبانی میرے اللہ تو نے دار کے پاس کی ۔ اے اللہ تو نے ہی غار حرا کو جلال اقرا بخشا ۔ کعبے کو حرمت کی تنویریں بھی تو نے ہی عطا کیں ۔ اے سمیع و بصیر بادلوں کے کھلے بادبان ۔ یہ کھلے نیلگوں آسمان یہ خاک و افلاک سب تیرے ہی زیر نگیں ہیں ۔ تیری عظمت کوہساروں میں ۔ تیری سطوت چاندی رچے آبشاروں میں ۔ یہ شمس و قمر کی ضوریزی ۔ نیلے سمندر کا جلال دشت و گلشن کو حسن و جمال سب تیری ذات کے باعث ہے ۔ میرے اللہ تو ہواؤں میں ۔ فضاؤں میں ۔ خلاؤں میں ۔ کہکشاؤں میں تو ہی جسے چاہے پستوں سے اٹھا کر کمال عطا کر دیتا ہے ۔

میرے اللہ تو لامکان و لازوال ہے ۔ تیرے سوا سب کا مقدر زوال تیری الوہیت تیری ربوبیت ۔ ہر شئے کا سر چشمہ فیض ہے ۔ ہر جہت میں تو بے جہت ہے ۔ نفس نفس کی صدا میں تیری ہی ذات و صفات کی تجلیات ہیں ۔ میرے اللہ کون و مکان کی

تنہائیوں میں تو اور تیری ذات ورائے گمان وقیاس ہیں ۔ میرے اللہ میں تیرا عاجز بندہ بے قلیل و قال تجھ پر ایمان رکھتا ہوں ۔ دشمن کے اتنے بڑے اور جرار لشکر کے سامنے میرے اللہ میں ایک قلب درویش ۔ نگاہ فقیر اور تیری نصرت کا طالب ۔ تیری بارگاہ میں فریاد کناں ہوں ۔ تجھ سے گذارش کرتا ہوں کہ اس دشمن بدنہاد کے مقابلے میں میرے اللہ مجھے نصرت و فتحمندی عطا فرما ۔

• دعا مانگے کے بعد عبدالکریم بالکل پرسکون اور ہشاش بشاش ہو گیا تھا ۔ لگتا تھا اس نے اپنے رب سے دعا مانگنے کے بعد اسکے ساتھ نصرت اور فتحمندی کا معاہدہ کر لیا ہو ۔ اس نے دیکھا دشمن کے لشکر میں ابھی تک طبل بج رہے تھے ۔ اور لوئیس اپنے لشکر کو ترتیب دینے میں مصروف تھا ۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عبدالکریم اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا باری باری اپنے دائیں بائیں عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کی طرف گیا ۔ ان سے رازدارانہ انداز میں گفتگو کی اس رازدارانہ انداز میں گفتگو کی اس کے بعد جب اس نے دیکھا کہ لوئیس اپنے لشکر کی صفیں درست کر چکا ہے تو وہ فوراً اپنے لشکر کے وسط میں سامنے آن کھڑا ہوا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد لوئیس نے حملے کی ابتدا کی تھی ۔ لوئیس حملہ آور ہونے کے لیے خون اگلتے آسیبوں ۔ آگ کے سمندر میں لہو کے دھاروں ۔ وحشی صداؤں کی بازگشت میں جسم جلاتے شعلوں اور بانتد کی کاشت کر کے طوفان کاٹنے والے وحشیوں کی طرح آگے بڑھا تھا ۔ پھر لوئیس نے اپنی پوری طاقت اپنی پوری قوت کے ساتھ خشک صحرا میں دھوئیں کی طرح گزرتے بادلوں ، وقت کے ظالم دھارے میں کرب کے تیز الاؤ ۔ تحریف باطل اور ظلمت گزیدہ کفر کی طرح حملہ کر دیا تھا ۔ لوئیس کے لشکر کی تعداد عبدالکریم کے لشکر سے زیادہ تھی ۔ اس لئے وہ امید رکھتا تھا کہ جرندہ شہر سے باہر وہ اپنی گزشتہ شکستوں کا انتقام عبدالکریم سے لینے میں کامیاب ہو جائے گا ۔ وہ اس لئے بھی پر امید تھا کہ جرندہ شہر کو فتح کرنے کے بعد اس کے اور اس کے لشکریوں کے حوصلے کافی بلند تھے اور وہ اپنے لئے بہتری اور فتحمندی کی توقع رکھتے تھے ۔

لیکن انکی امیدوں کے برخلاف آسانی کے ساتھ عبدالکریم نے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کے ساتھ لوئیس کے حملے کو روک دیا ۔ تھوڑی دیر تک جم کر جنگ ہوتی رہی اسکے بعد لوئیس کی توقعات کے عین مطابق عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ گھٹاؤں میں رقص کرتی برق ۔ صدیوں کے ویران دامن میں تاروں کے ہجوم تاریک وسوسوں میں بیکراں گراوز ۔ تیرگی کے صحرا میں برکھا کے امرت رس کی طرح بڑی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا تھا عبدالکریم کی اس پسپائی سے لوئیس نے یہ ہی اندازہ لگایا کہ اسکے زور دار حملے کو عبدالکریم برداشت نہیں کر سکا وہ پیچھے ہٹنے لگا ہے لہذا اس نے اپنے حملوں میں مزید تیزی پیدا کی اور اپنے لشکریوں کو للکارا ۔ کہ جان کی بازی لگاتے ہوئے پسپا ہونے والے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیں ۔

لیکن دوسری جانب یہ سب کچھ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت ہو رہا تھا ۔ لگتا تھا عبدالکریم نے یہ جو پسپائی اختیار کی تھی اسکے متعلق اس نے پہلے ہی اسماعیل بن قاسم اور عبدالرحمان سے صلاح مشورہ کر رکھا تھا کہ جس وقت عبدالکریم پیچھے ہٹنے لگا تھا اسکے دائیں بائیں پہلوؤں پر اسماعیل اور عبدالرحمان بھی ہٹنا شروع ہو گئے تھے پھر یہ پسپائی اپنا رنگ لائی ۔

اسلئے کہ تھوڑا سا پیچھے ہٹنے کے بعد عبدالکریم نے تکبیریں بلند کرنا شروع کر دی تھیں ان تکبیروں کے جواب میں پہلے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم نے تکبیریں بلند کیں پھر پورا لشکر انہی کے انداز میں تکبیریں بلند کر رہا تھا ۔ میدان جنگ میں ان تکبیروں کے بلند ہونے سے لگتا تھا جیسے نگر نگر روشنی نفس نفس نغمگی پھیل گئی ہو چاروں طرف وظیفہ شب ترانہ سحر کی طرح ان تکبیروں کی گونج چھا رہی تھی ۔ بالکل ابراہیم کے خوابوں کے صداقت و انوار فشانی ۔ داؤ کے نغموں کی حلاوت اور آہنگ و روانی کی طرح ۔

تھوڑی دیر تک تکبیریں بلند کرنے اور دشمن کے سینے دہلانے کے بعد عبدالکریم خود اور اپنے لشکریوں کو لیکر ریاضتوں کے مدعی عبارتوں کے منتہی ۔ غور و فکر کی جستجو امیر بزم بحر و بر اور جمال حق ۔ جمال سچ کی طرح پیشقدمی ۔ کی اسکے بعد اس نے لوئیس کے لشکر پر تکفیر کے صحراؤں میں ایمانی عزم کی پائندگی ۔ جہل کے طوفانوں میں آدمیت کے وقار جہاں حرفت وصوت میں گرمئ نفسِ حیات ۔ کاروان وقت میں خاک لالہ رنگ او سینۂ آفاق پر تکبیر ملائے اعلیٰ کی طرح حملہ کر دیا تھا ۔

عبدالکریم اور اسکے لشکری موت کو گلے لگانے کیلئے جہاد حق نگاہ اور دفاع لا اللہ کے متمنیوں کی طرح بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے وہ ان مجاہدوں کی طرح ناممکن کو ممکن بنانا شروع ہو گئے تھے جو دوائے ہر جنوں ۔ متاع صد سکون ۔ اور قرار روح و جسم بنکر ستارہ ساز عرفان و وجدان کا عملی نمونہ پیش کر جاتے ہیں ۔

جرندہ شہر کے باہر ہولناک جنگ ہوتی رہی ۔ عبدالکریم ۔ اسماعیل بن قاسم اور عبدالرحمان چونکہ شروع میں ایک طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق پسپا ہوئے تھے لہٰذا انکی پسپائی نے لوئیس کے سالاروں اور لشکریوں کے حوصلے وقتی طور پر بلند کئے تھے لیکن ایک دم پلٹتے ہوئے اور تکبیریں بلند کرتے ہوئے جب عبدالکریم اسکے سالاروں اور لشکریوں نے لوئیس کے لشکر میں زہر فشانی شروع کی تب لوئیس کے سارے پرانے ولولے جوش اور جذبے بڑی تیزی سے خاک ہونا شروع ہو گئے تھے ۔

لوئیس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ اسکے وہ لشکری جو تھوڑی دیر پہلے بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہو رہے تھے اور جس وقت مسلمان پسپا ہو رہے تھے تو وہ انکے قتل عام کیلئے بے چین اور بیتاب نظر آتے تھے وہی لشکری اب اگلی صفوں سے پچھلی صفوں میں گھستے ہوئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانیکی کوشش کر رہے تھے ۔ لوئیس اس وقت اپنے لشکر کے وسط میں تھا ۔ کسی بھی صورت عبدالکریم بن مغیث کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ وہی عبدالکریم ہے جو اس سے پہلے اسے ہی کئی بار شکست نہیں دے چکا اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کی بھی کئی بار دانت توڑنے کے علاوہ خلیج بسکے کے ڈکیت پیطرونس کی بھی ہڈیاں چبا چکا تھا ۔ لہٰذا وہ اپنے لشکر کے وسط ہی میں رہتے ہوئے لشکریوں کو پرجوش انداز میں خطاب کرتے ہوئے انکا حوصلہ بڑھانے کے ساتھ ساتھ انہیں پچھلی صفوں سے اگلی صفوں کی طرف جانیکی ترغیب دے رہا تھا ۔

کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا ۔ ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس برابر مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنیکے لئے اپنے لشکریوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیتا رہا ۔ لیکن اسکے لشکری تھے کہ چند قدم آگے بڑھتے پھر پیچھے ہٹنا شروع ہو جاتے تھے ۔ سامنے کی طرف سے موت انہیں صاف دکھائی دے رہی تھی ۔ عبدالکریم کے ساتھ ساتھ اسکے دائیں بائیں پہلو سے بھی عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم اسی کے سے انداز اپناتے ہوئے

لوئیس کے لشکر پر موت اور مرگ بنکر نازل ہونا شروع ہو گئے تھے ۔ عبدالکریم کی طرح وہ بھی لوئیس کی جن صفوں کا رخ کرتے انہیں اڑاتے ہوئے پسپا کرتے چلے جا رہے تھے ۔ جرندہ شہر سے باہر لوئیس ایک بار پھر عبدالکریم کے سامنے اپنے نئے خطرات اندیشے شکست اور ہزیمت کے اندازے لگا رہا تھا ۔

جس وقت لوئیس کے لشکر میں افراتفری برپا تھی عبدالکریم کے للکارنے پر اسکے لشکریوں نے زور دار حملہ کیا جسے نہ برداشت کرتے ہوئے لوئیس اور اسکے لشکری تھوڑا سا پسپا ہوئے تھے ۔ لیکن جلد ہی لوئیس نے چلا چلا کر اپنے لشکریوں کی ڈھارس بندھائی ۔ اور انکو جم کر لڑنے پر مجبور کر دیا تھا ۔ پیچھے ہٹتے ہٹتے لوئیس کے لشکر کے قدم ایک بار پھر جم گئے تھے ۔ لوئیس کو حوصلہ ہوا تھا کہ شاید وہ عبدالکریم کی راہ روکنے کی ہمت اور جرأت رکھتا ہے لیکن عبدالکریم نے ایک بار پھر تکبیریں بلند کرتے اور لشکریوں کو للکارتے ہوئے زندگی اور موت کا کھیل کھیلنے کا حکم دیا ۔ یہ حکم ملنا تھا کہ عبدالکریم کے لشکری اپنی خم دار خون آلود تلواریں سونتے ہوئے اس طرح لوئیس اور اس کے لشکریوں پر برس پڑے تھے جسطرح شدید سردی میں ژالہ باری ہر چیز کی توڑ پھوڑ کرتی اسے ڈھانپ کر رکھ دیتی ہے اب عبدالکریم اور اسکے ساتھیوں کا یہ حملہ یقیناً لوئیس اور اسکے ساتھیوں کیلئے ناقابل برداشت تھا اس حملے سے لوئیس کے لشکر کی اگلی کئی صفیں تہس نہس ہو گئیں تھیں ۔ اور اب پچھلی صفیں عبدالکریم کا ہدف بننا شروع ہو گئیں تھیں ۔

عبدالکریم کے ان جان لیوا حملوں کے سامنے لوئیس زیادہ دیر تک اپنے لشکریوں کو روک نہ سکا اسلئے کہ اب لمحہ بہ لمحہ ساعت بہ ساعت اسکے لشکر کی اگلی صفیں ختم ہوتی جا رہی تھیں ۔ ساون بھادوں کے سیاہ اڈتے بادلوں کی طرح عبدالکریم اپنے لشکریوں کے ساتھ ان پر چڑھتا چلا آ رہا تھا جبکہ لوئیس کے لشکر کی پچھلی صفیں اگلی صفوں کی جگہ لینے کیلئے جی چرا رہی تھیں ۔ جسکے نتیجے میں لوئیس کے لشکر میں اب آہستہ آہستہ پسپائی کے آثار نمودار ہو رہے تھے اور اسکے لشکری شکست کی صورت میں بھاگنے کیلئے مناسب جگہوں کے متلاشی ہو گئے تھے ۔

جنگ جب تھوڑی دیر تک مزید جاری رہی تو عبدالکریم عبدالرحمان اور اسماعیل

بن قاسم نے زور دار حملے کرتے ہوئے لوئیس کے لشکر کو پوری طرح الٹ پلٹ کے رکھ دیا تھا ۔ اسکی صفیں مکمل طور پر درہم برہم ہو کر رہ گئی تھیں ۔ اسکی انتظامی تنظیم بھی ختم ہو گئی تھی ۔ ہر طرف افراتفری کا عالم برپا تھا ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے لوئیس دہشت زدہ ہوا ۔ پھر وہ شکست کا سامنا کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا عبدالکریم نے لوئیس کا دور تک تعاقب کر کے اسکے لشکر کی تعداد مزید کم کی پھر وہ اس جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی ۔ عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم اسکے پہلو بہ پہلو تھے ۔ تھوڑی دیر تک عبدالکریم میدان جنگ کا جائزہ لیتا رہا اسکے چہرے پر پرسکون سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ اپنے گھوڑے سے اترا میدان جنگ کی خون آلود دھول سے اٹی ہوئی زمین کی ننگی چھاتی پر وہ سجدہ ریز ہوا ۔ اور اپنے خداوند کو مخاطب کرتے ہوئے وہ انتہائی عاجزی اور انکساری میں کہہ رہا تھا ۔

میرے اللہ میری ذات سے قرض ہی قرض وابستہ تھے میں تیرا شکر گذار ہوں تو نے مجھے ان سے نجات دی ۔ میرے اللہ چمن چمن میں دمن دمن میں سحر سحر میں افق افق میں سحاب و گوہر کو بہ کو چہار سو تیری ہی ثناء ہوتی ہے ۔ میں بھی میرے اللہ ضرورت کے ہر موقع پر تجھے ہی مدد کیلئے پکارتا ہوں ۔ میرے اللہ میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں تجھ سے ہی نصرت و حمایت کی توقع رکھتا ہوں ۔ میرے اللہ ایمن ایمن میں طور طور پر تیری ہی تجلیات کا عکس ہے تو ہی لوح و قلم کی بنیاد تو ہی تردید بتان الحاد ہے ۔ میرے اللہ میں تیرا شکر گذار ہوں کہ تو نے مجھے غلامی سے نجات دلا کر سحر پیکر تجلی آفریں آدم کا شرف عطا کیا ۔ گریز و اجتناب بعد و فاصلوں میں جکڑے ہوئے غلامی کے سہمے سہمے خوفزدہ بچپن میں بھی میں تجھے ہی پکارتا تھا ۔ تیری ہی طرف دست دعا بلند کرتا تھا ۔ تجھ سے ہی آزادی کی بھیک مانگتا تھا ۔ اب جوان ہونیکے بعد میرے اللہ دشمنوں کے خلاف تجھ سے ہی میں اعانت کی درخواست کرتا ہوں ۔ تیرا ہی نام لیکر تجھ سے ہی مدد مانگتے ہوئے میرے اللہ میں جان ہتھیلی پر لئے سینہ سپر ہوتا ہوں ۔ بے خوف و خطر دشمن سے برسرپیکار ہوتا ہوں ۔ میرے اللہ جسطرح تو نے ابتک مجھے کفر کی آندھیوں میں کامیاب رکھا میرے مالک آنے والے دنوں میں بھی تو مجھے دشمنوں کے اندیشوں کے عفریت ۔ اور انکی نحوست میں ڈوبی خواہشوں میں بھی فتحمند رکھنا ۔

یہاںتک کہنے کے بعد عبدالکریم اٹھ کھڑا ہوا تھا اس نے مڑ کر دیکھا اسکے پیچھے کھڑے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم دونوں کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں اور انکی نگاہیں نمناک تھیں اس موقع پر عبدالکریم نے ان دونوں کو مخاطب کیا ۔

میرے دونوں بھائیوں میرے دونوں عزیزوں ۔ آؤ ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کے پڑاو کی ہر چیز پر قبضہ کریں ۔ اسکے بعد اپنے ہدف کا رخ کریں ۔ عبدالکریم کے کہنے پر عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم دونوں حرکت میں آئے پھر وہ تینوں ملکر اپنے لشکریوں کے ذریعے لوئیس کے لشکر کے پڑاؤ کا سارا سامان ایک جگہ جمع کرانے لگے تھے ۔

جس وقت وہ تینوں اس کام میں مصروف تھے جنوب مشرق کی سمت سے چار گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے انکے قریب آئے جس وقت نزدیک آکر اپنے گھوڑوں سے وہ اترے عبدالکریم نے انہیں پہچان لیا یہ وہ مخبر تھے جو خلیفہ الحکم نے اسکے اطراف پر نگاہ رکھنے کیلئے مقرر کئے تھے ۔ جب وہ چاروں قریب آئے تو ان میں سے ایک نے عبدالکریم کو مخاطب کر کے بولا ۔

امیر محترم ۔ ہم آپکے لئے ایک انتہائی اہم خبر لے کر آئے ہیں ۔ اور ہم آپ سے یہ بھی گذارش کرنے آئے ہیں کہ آپ شارلیمان کے جرنیل بوریل کا رخ کیجئے ۔ ورنہ وہ مسلمان علاقوں میں گھس کر مزید تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلے گا ۔ عبدالکریم فوراً بول پڑا ۔

کھل کر کہو ۔ کیا کہنا چاہتے ہو ۔ اسکے بعد میں اپنا فیصلہ دونگا ۔ وہ مخبر پھر بول پڑا ۔

امیر محترم سرقسطہ شہر سے روانہ ہونیکے بعد آپ نے بوریل کے مرکزی شہر اشونہ کا رخ کیا تھا ۔ لیکن اسکے بعد اچانک آپ نے اپنا لائحہ عمل تبدیل کیا اور آپ جرندہ شہر میں لوئیس کی سرکوبی کے لئے چلے آئے ۔

امیر محترم آپکی غیر موجودگی میں یہ بوریل ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا ۔ اشونہ شہر سے وہ نکلا ۔ مسلمانوں کے سرحدی علاقوں پر وہ حملہ آور ہوا ۔ دور دور تک اس نے یلغار کی ۔ کئی کئی شہروں قصبوں اور گاؤں بستیوں کو لوٹا ۔ ابھی تک وہ لوٹ مار کے سارے سامان کے ساتھ سرحدوں ہی پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے

ہوئے ہے ۔ امیر محترم بوریل کی اس لشکر کشی کی اطلاع خلیفہ الحکم کو دینے کے بجائے ہم آپکی طرف آئے ہیں اسلئے کہ آپ ہی سرقسطہ شہر سے بوریل کی سر کوبی کیلئے نکلے تھے

مخبر کے اس انکشاف پر عبدالکریم تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے مخبر کو مخاطب کیا ۔

کیا تم مجھے بتا سکتے ہو جس لشکر کے ساتھ بوریل نے مسلمان علاقوں میں تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا ہے دور تک یلغار کی ہے اسکی تعداد کتنی ہے ۔ اس پر وہ مخبر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا امیر محترم جہاں تک میں اندازہ لگا سکا ہوں اسکے مطابق بوریل کے لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار سے کسی بھی طور کم نہیں ہو گی ۔

کیا تم چاروں اس جگہ تک میرے رہنمائی کر سکتے ہو جہاں بوریل نے مسلمان علاقوں میں یلغار کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے ۔ میں اس بوریل کو یہ سبق دینا چاہتا ہوں کہ اب مسلمان سرحدوں کے اندر یلغار کرنا بہت دور کی بات بلکہ ہم تم سے وہ علاقے بھی چھیننے والے ہیں جن پر ماضی میں تم نے قبضہ کر کے ایک نئی ریاست کی بنیاد رکھ دی ہے ۔

امیر محترم ۔ یقیناً ہم چاروں بوریل کے لشکر تک آپکی رہنمائی کر سکتے ہیں ۔ اور اگر آپ اچانک اس پر حملہ آور ہوں تو میرے خیال میں آپ اپنے اس لشکر کے ساتھ جو تعداد میں بوریل سے کم ہے بوریل کو بدترین شکست دے سکتے ہیں اسلئے کہ جرندہ شہر سے باہر لوئیس کو شکست دینے کے بعد آپکے لشکریوں کے حوصلے بلند ہیں ۔ امیر محترم ایسا لگتا ہے یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کیا گیا ہے ۔ جس وقت آپ بوریل کی سر کوبی کرنے کیلئے سرقسطہ سے اشونہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اس لوئیس نے جرندہ پر حملہ کر دیا لہذا آپ بوریل کو ترک کر کے لوئیس کی طرف آئے اور آپکی غیر موجودگی میں میں اشونہ سے نکل کر بوریل نے مسلمان علاقوں پر یلغار کر دی ۔ ممکن ہے اس بوریل اور لوئیس کے درمیان باقاعدہ رابطہ ہو جونہی آپ اسکی طرف آئے آپکی غیر موجودگی میں بوریل ہمارے علاقوں میں داخل ہو گیا ہے بہر حال خداوند قدوس کا شکر ہے کہ آپ نے جرندہ شہر سے باہر لوئیس کے لشکر کو بدترین شکست دی

عبدالکریم تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا ۔ اسکے بعد اس نے اسماعیل بن قاسم اور عبدالرحمان کی طرف دیکھا ۔

میرے دونوں ساتھیو ۔ یہ جو ہم نے لوئیس کے پڑاؤ کا سارا سامان جمع کیا ہے اس میں جرندہ شہر کے لوگوں سے چھینا ہوا بھی سامان ہے اس میں وہ اسباب بھی ہے جو لوئیس اپنے مرکزی شہر سے لیکر آیا تھا ۔ یہ سار سامان جرندہ شہر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا جائیگا تا کہ انکی حوصلہ افزائی ہو اور انکے نقصانات کا ازالہ ہو سکے ساتھ ہی میں انہیں یہ بھی یقین دلاؤنگا کہ اب لوئیس جیسا کوئی برا آدمی ان پر حملہ آور ہونے نہیں پائیگا ۔ اسطرح انہیں تحفظ کا احساس ہو گا ساتھ ہی میں چاہتا ہوں ان میں سے چند ایسے جوانوں کا دستہ تیار کیا جائے جو جنگی فنون کے ماہر ہوں انہیں میں یہ کہنا چاہتا ہو کہ بچے کھچے جرندہ شہر کے مسلمانوں کو جو ابتک نہتے رہے ہیں انہیں جنگی تربیت دیتے رہیں تا کہ بوقت ضرورت وہ شہر کے اندر محصور رہ کر زیادہ نہیں تو چند روز ہی دشمن کی یلغار کو روک سکیں ۔

سنو میرے بھائیو ۔ اس کام سے فارغ ہونیکے بعد لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گا ۔ ایک حصہ تم دونوں کے پاس رہیگا دوسرا حصہ میری کمانداری میں ہو گا یہ جو مخبر بوریل کی تباہ کاریوں کی اطلاعات لیکر آئے ہیں دو تمہارے ساتھ رہیں گے دو میرے ساتھ رہینگے ۔ تم مجھ سے پہلے بوریل کی طرف کوچ کرو گے احتیاط یہ رکھنا کہ کوچ کرتے وقت چند دستے اپنے اطراف میں نزدیک و دور تک پھیلانا اور انکو ہدایت کرنا کہ جو بھی انہیں بوریل کے جاسوس نظر آئیں وہ انکی گردنیں کاٹتے چلے جائیں ۔ اسطرح بوریل تک زیادہ سے زیادہ تم لوگوں کے کوچ کی خبر ہو سکے گی میری پیشقدمی کی اطلاع اس تک نہ پہنچ سکے گی ۔

تمہارے کوچ کرنے سے تھوڑی دیر بعد ذرا فاصلہ رکھ کر تمہارے پیچھے پیچھے میں بھی بوریل کی طرف کوچ کرونگا ۔ پہلے میں اپنے اور تمہارے درمیان فاصلہ زیادہ رکھونگا لیکن جس وقت منزل قریب آ جائیگی میں فاصلہ کم سے کم کرتا چلا جاؤنگا ۔ تم لوگ ایسا کرنا جس جگہ بوریل نے پڑاؤ کر رکھا ہے اسکے سامنے پڑاؤ کرنا اور جنگ کی ابتدا کرنا میں بھی باقی دو مخبروں کے ساتھ بوریل کے نزدیک پہنچتے ہوئے کسی مناسب جگہ

کھات میں بیٹھ جاؤنگا اور جب بوریل تمہارے ساتھ جنگ کی ابتداء کریگا تو میں پشت کی جانب سے نکل کر اس پر زور دار ضرب لگاؤنگا کہ بوریل اپنی ساری جنگی چوکڑیاں بھول جائیگا۔

میرے عزیزو! ایسا کرنا انتہا درجہ ضروری ہو گیا ہے اگر ہم نے بوریل کی راہ نہ روکی تو یاد رکھنا وہ ہمارے علاقوں میں گھس کر مزید تباہی اور بربادی کا باعث بنے گا ہماری خوش قسمتی کہ بوریل نے ہماری سرحدوں پر قیام کیا ہوا ہے اور اسکے پاس وہ سارا سامان بھی ہے جو اس نے مسلمانوں کے علاقوں میں لوٹ مار کر کے حاصل کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ بوریل کے وہاں سے چلے جانے سے پہلے ہی پہلے ہم اسے جا گھیریں اور اسے شکست دیکر نہ صرف وہ سارا سامان اس سے چھینیں جو اس نے مسلمان علاقوں سے حاصل کیا ہے بلکہ خوراک اور ہتھیاروں کی صورت میں جو اشیاء وہ اپنے شہر اشونہ سے لیکر چلا تھا اس پر بھی قبضہ کیا جائے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عبدالکریم لمحہ بھر کیلئے رکا پھر باری باری اس نے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کی کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

میرے دونوں ساتھیو۔ میرے ذہن میں جو تجویز تھی وہ میں نے تم سے کہہ دی ہے اس سلسلے میں اگر تم کوئی تبدیلی چاہتے ہو تو کہو۔ اور اگر اس سے بہتر تجویز تم دونوں میں سے کسی کے پاس ہو تو وہ بھی بیان کرو تا کہ اس پر عمل کیا جاسکے۔

عبدالکریم کے اس استفسار پر تھوڑی دیر کیلئے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم نے آپس میں صلاح و مشورہ کیا اسکے بعد اپنی اور ابن قاسم کی ترجمانی کرتے ہوئے عبدالرحمان بن الحکم بول پڑا۔

امیر محترم جو تجویز آپ نے پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں اگر اس پر عمل کیا جائے تو ہم بوریل کو بدترین سبق سکھا سکتے ہیں۔ میں نے اور ابن قاسم نے آپس میں صلاح و مشورہ کرنیکے بعد جو فیصلہ کیا وہ یہ ہے کہ آپکی تجویز ہمارے لئے آخری ہے اس میں ہم کسی قسم کی تبدیلی نہیں چاہتے۔ بلکہ اس پر فی الفور عمل ہونا چاہیئے تا کہ بوریل اپنا پڑاؤ اٹھا کر شہر اشونہ کی طرف نہ چلا جائے۔

عبدالرحمان کا یہ جواب سنکر عبدالکریم خوش ہو گیا تھا جو کچھ انہیں لوئیس سے ملا

تھا وہ سارا انہوں نے جرندہ شہر کے لوگوں میں تقسیم کیا جسکی بنا پر نہ صرف وہاں کے لوگ خوش ہو گئے بلکہ انکے حوصلے بھی بلند ہوئے۔ عبدالکریم نے چند جوانوں کے دستے مقرر کئے تا کہ وہ مقامی جوانوں کو عسکری تربیت دیں اسکے بعد پہلے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم نے جرندہ شہر کے نواح سے کوچ کیا اور اسکے تھوڑی ہی دیر بعد ذرا فاصلہ رکھتے ہوئے عبدالکریم بھی وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

وہاں سے کوچ کرنیکے کے بعد ایک روز عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم اپنے لشکر کے ساتھ بوریل کے لشکر کے سامنے آن خیمہ زن ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہوئے بوریل بے حد خوش ہوا تھا اسلئے کہ جو لشکر اس کے سامنے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم لیکر آئے تھے اس سے اسکے لشکر کی تعداد دوگنا سے بھی کہیں زیادہ تھی۔ لہذا عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کی طرف سے وہ بالکل بے فکر رہا۔ اس دن اس نے انہیں آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔ دوسرے روز اس نے صبح ہی صبح جنگ کرنے کے لئے طبل بجوا دیئے تھے۔

بوریل کے لشکر میں تھوڑی دیر تک جنگ کے ابتدا کرنے کے لئے پور طرح طبل بجتے رہے۔ سامنے عبدالرحمان اور ابن قاسم دونوں بلند آوازوں میں تکبیریں بلند کر رہے تھے جن کے جواب میں ان کے لشکری بھی اللہ اکبر کی صدائیں اس طرح بلند کر رہے تھے جیسے آسمان پھاڑ دینے کا عزم کئے ہوئے ہوں۔

جہاں بوریل جنگ کے طبل۔ دفیں اور دیگر سامان رقص و سرور کے ساتھ اپنے لشکریوں میں جوش اور ولولہ پیدا کئے ہوئے تھا وہاں مسلمانوں کے لشکر میں ان کی تکبیریں ان کے جوش میں ایک ہلچل۔ ان کے بدن میں نہ تھمنے والا ایک طوفان اٹھا رہی تھیں۔

طبل بجاتے ہوئے بڑے قہر بھرے انداز میں بوریل نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا اس کی طرف دیکھتے ہوئے عبدالرحمان اور ابن قاسم نے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد بے چین یادوں کے چارہ۔ جھیل کی سطح پر پھیلی گہری کہر میں رقص کرتے دھندے دھندلے نقوش اور اتھاہ گہرائیوں میں نمود کے لئے بے کل تحریکوں کی طرح اپنے لشکر کو آگے بڑھایا۔

جونہی دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب آئے بوریل عبدالرحمان اور ابن قاسم کے لشکر پر دشت کی کوڑے لگاتی طوفانی ریت ۔ جھاڑو دیتی برفانی آندھیوں ۔ دل دکھاتی کھٹکتی پھانس ۔ آخر شب کے سناٹے میں بکھرتی تہہ جام کی تلخی ۔ بے کل نفس کا قرار لوٹتے بے معنی فرسودہ الفاظ کے جھکڑوں کی طرح حملہ کر دیا تھا ۔

عبدالرحمان اور ابن قاسم نے اپنے آپ کو دفاع تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ جس وقت بوریل نے ان پر حملہ کیا تو انہوں نے بھی اندھیرے سنسان سینے پر آہوں کی دبی سنسنی کے اندر اٹھتے شور ۔ اور طلوع خاور حجاز کی سربلندی اور سرفرازی کی طرح جوابی حملہ کر دیا تھا ۔ میدان جنگ لوہے سے لوہا ٹکرانے سے گونج اٹھا تھا ۔ گھوڑے بری طرح ہنہنانے لگے تھے ۔ زخمی ہونے والوں کی چیخیں آسمان تک پہنچنے لگی تھیں ۔ بے زین گھوڑے ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے ۔ کئی کئی سوار گھوڑوں سمیت گرتے ہوئے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو رہے تھے ۔

عبدالرحمان اور ابن قاسم پر بوریل نے شروع ہی میں غلبہ حاصل کر لیا تھا اور وہ انہیں کسی حد تک پیچھے دھکیلنے میں کامیاب بھی ہوا تھا اس لئے کہ اس کی کمانداری میں ہی جو لشکر تھا وہ عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کے لشکر سے کہیں زیادہ تھا ۔ لہرا شروع ہی میں پورا دباؤ ڈالتے ہوئے بوریل نے عبدالرحمان اور ابن قاسم کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا ۔ اس صورتحال میں عبدالرحمان اور ابن قاسم آہستہ آہستہ ہٹنا شروع ہوئے تھے ایسا کر کے وہ اپنے نقصان کو کم سے کم کرنا چاہتے تھے ۔ وقت بھی گزارنا چاہتے تھے تاکہ بوریل کی پشت کی جانب سے عبدالکریم حملہ آور ہو تو وہ بھی بپھرتے ہوئے طوفانوں کی طرح سامنے کی طرف سے بوریل اور اس کے لشکریوں پر ٹوٹ پڑیں ۔

عبدالرحمان اور ابن قاسم پسپا ہونے اور پیچھے ہٹنے کی حالت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی اس لئے کہ جلد ہی بوریل کے لشکر کی پشت کی جانب سے ایسے زور شور سے اللہ اکبر کی تکبریں بلند ہوئی تھیں گویا تیرگی میں روشنی کی طرح رقص کرتی رعدو زلزلے کی صدائیں اٹھ کھڑی ہوں ۔ یا کمزور ویران گوشوں کی تلاش میں آندھیاں نکل اٹھی ہوئی ہوں ۔ یا حرا کی بیقرار خاموشی میں رگ میں بجلیاں دوڑا دینے والی اور انت کی بھید

کھول دینے والی آوزوں نے نزول کرنا شروع کر دیا ہو ۔ لگاتار تکبریں بلند کرتے ہوئے پشت کی جانب سے عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ جسم و جان کی حدیں پھلانگتے روحوں کی پاتال کو کھنگالتے جنگجوؤں ، اگلی صدی کے روسن منظر لکھتے مجاہدوں ۔ تاریکی کے تنگ کنوؤں سے گونجتی روشنیوں سے بھنور کھڑے کرتے سرفروشوں اور زندان کے سناٹوں میں استبداد کے دیوتا کی طرح نزول کر جانے والے تیغ زنوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا ۔ بوریل اس حملے کی کوئی توقع نہیں رکھتا تھا ۔ عبدالکریم اور اس کے لشکریوں کی تکبیروں نے ہی بوریل اور اس کے لشکریوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور قبل اس کے کہ بوریل اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اپنا دفاع کرتا عبدالکریم نے حملہ آور ہو کر اس کے لشکر کے اندر ایک افراتفری کا عالم بپا کر دیا تھا ۔

اور پھر یہ کہ عبدالکریم کے حملوں میں تابش لوح و قلم کی حدت ۔ دیار ریگ و سنگ کی بیباکی ۔ لشکر آفاق گیر سی گہرائی کاروان انقلاب جیسی آفاقیت اور سرفروش و سربلند و فراز جذبوں اور عذاب رتوں جیسا کرب بھرا ہوا تھا ۔ عبدالکریم نے آتے ہی بوریل کے لشکر کے پشتی حصے پر خیمہ ابرو باراں ۔ بجلی کے سائبان کی طرح چھا گیا تھا ۔ اور پھر بری طرح بوریل کے لشکریوں کو کاٹتے ہوئے اس نے بڑی تیزی سے ان کی حالت اکیلے پن کی کتھا ۔ فریب ذات کی ویرانی ۔ ریت کی الواح پر لکھی بکھرتی تحریروں اور وقت کی بھٹکتی نوحہ گر ساعتوں جیسی بنانا شروع کر دی تھی ۔

بوریل نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ سامنے کی طرف سے عبدالرحمان اور ابن قاسم کا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ وہ پشت کی جانب سے عبدالکریم کے حملوں کی بھی روک تھام کر سکے لیکن ایسا کرنا اب اس کے بس کی بات نہ رہی تھی اس لئے کہ اپنے پشتی لشکر کو وہ اپنی مرضی کے مطابق تنظیم نہ دے پایا تھا کہ عبدالکریم بڑی تیزی سے اس پر چھاتا ہوا لمحہ بہ لمحہ اس کے لشکریوں کی تعداد کم کرتا چلا جا رہا تھا ۔

نتیجتاً بوریل کو بدترین شکست ہوئی وہ اپنے لشکر کو بائیں پہلو سے نکالتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا ۔ عبدالکریم نے فی الفور بھاگتے ہوئے بوریل کا تعاقب نہیں کیا بلکہ سب سے پہلے اس نے بوریل کے پڑاؤ کے علاوہ اس کے سارے سامان پر قبضہ کیا جو بوریل نے مسلمان علاقوں کے اندر یلغار کرتے ہوئے جمع کیا تھا ۔

بوریل تو بھاگ کر اپنے مرکزی شہر آشونہ میں جا کر محصور ہو گیا تھا اس دوران عبدالکریم کو جو کچھ بوریل کے پڑاؤ سے حاصل ہوا تھا وہ سب کچھ اس نے سمیٹا اور جن علاقوں میں بوریل نے اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ مار کر دی تھی ان علاقوں میں اس نے وہ سارا سامان بھی بانٹا جو لوٹا گیا تھا بلکہ اس سامان کو بھی تقسیم کر دیا گیا تھا جو بوریل اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اور اپنے پڑاؤ میں چھوڑ بھاگا تھا۔

سرحدی مسلمانوں میں وہ سارا سامان جو بوریل نے لوٹا تھا تقسیم کرنے میں عبدالکریم اور اس کے ساتھیوں کو کئی ہفتے لگ گئے تھے۔ اس سارے کام سے فارغ ہونے کے بعد عبدالکریم نے عبدالرحمان اور اسمعایل بن قاسم کے ساتھ پہلے ایک لائحہ عمل طے کیا اس کے بعد اس نے آشونہ کا رخ کیا۔ آشونہ چونکہ ماضی قریب میں مسلمانوں کا شہر رہا تھا اور شارلیمان نے زبردستی وہاں قبضہ کر کے بوریل کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا تھا لہٰذا عبدالکریم اسے واپس لینا اپنا حق خیال کرتا تھا۔ دراصل عبدالکریم کے سامنے اب یہ ہدف تھا کہ وہ سارے علاقے اور شہر جنہیں شارلیمان۔ لوئیس اور الفانسو دوئم نے قبضہ کرنے کے بعد بوریل کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا تھا وہ سارے علاقے واپس لے کر بوریل کو وہاں سے چلتا کیا جائے۔ اسی ہدف کو سامنے رکھتے ہوئے عبدالکریم نے اپنے لشکر کے ساتھ پیشقدمی کی اور آشونہ شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا۔

اس دوران فرانس کا شہنشاہ شارلیمان کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ اکیوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کو مسلمانوں کے ہاتھ شکست ہوئی ہے اور یہ کہ اس کے جرنیل بوریل کو بھی مسلمانوں کی سرحدوں پر شکست دینے کے بعد مسلمانوں کے لشکر نے بوریل کے مرکزی شہر آشونہ کا محاصرہ کر رکھا ہے ان حالات میں شارلیمان فوراً حرکت میں آیا۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ ساتھ ہی اس نے بڑے تیز رفتار قاصد اکیوی ٹین

کے بادشاہ لوئیس اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کی طرف روانہ کیئے اور انہیں بھی مشورہ دیا کہ وہ جرار لشکر تیار کریں تاکہ مسلمانوں کی شمال اور مغرب کی طرف کی پیشقدمی کو یکسر روک دیا جائے ۔ یہ پیغام ملنے کے بعد ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم نے بھی بہت بڑے لشکر تیار کیئے ۔ یہ تینوں بادشاہ متحدہ ہوئے اور اس متحدہ لشکر کے ساتھ یہ تینوں بادشاہ اندلس میں اسلامی مملکتوں کی سرحدوں کی طرف بڑھے تھے ۔

یہاں فرانس کے شہنشاہ شارلیمان نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ اندلس کی سرحدوں پر حملہ آور ہونے کے لیئے اپنا کوئی لائحہ عمل طے کرنے کے کی خاطر جنگی مجلس کا اجلاس طلب کر لیا تھا ۔ اس اجلاس میں جہاں شارلیمان اور اس کے سرکردہ جرنیل اور سالار شامل ہوئے وہاں لوئیس اور اس کے بہترین جرنیلوں کے علاوہ الفانسو اور اس کے سرکردہ جرنیل بھی شامل ہوئے تھے جبکہ سارے حکمران اور سالار شارلیمان کے خیمے میں داخل ہوئے تب شارلمیان نے ان سب کو مخاطب کیا ۔

میرے عزیزو! اس وقت جو ہمارے پاس طاقت اور قوت ہے وہ ایسی مستحکم ہے کہ اندلس کا مسلمان خلیفہ الحکم کسی بھی صورت اس عسکری قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا دشمن پر ضرب لگانے کے لیئے جو طریقہ کار میں نے طے کیا ہے وہ میں تم لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ اس میں اگر تم میں سے کوئی تبدیلی کرنا چاہیئے تو بلا جھجک کہے تاکہ ہم سب کی متفقہ رائے لے کر اندلس کی اسلامی مملکت پر ضرب لگا سکیں ۔

میرے رفیقو ۔ جیسا کہ تمہیں خبر ہو گی کہ مسلمانوں کے ایک جرنیل عبدالکریم بن مغیث نے ہمارے جرنیل بوریل کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اس کے سامنے بوریل آشونہ شہر میں محصور ہے ۔ یہ بھی خبر ہم لوگوں تک پہنچ چکی ہے کہ اس محاصرے سے پہلے یہ عبدالکریم بوریل کو کھلے میدانوں میں سکست دینے کے بعد اس کے سارے سزو سامان پر قبضہ کر چکا ہے ۔ اگر عبدالکریم کو زیادہ عرصے تک آشونہ شہر کا محاصرہ جاری رکھنے کی اجازت دیدی گئی تو مجھے خطرہ ہے کہ اب تک مسلمانوں سے جو علاقے چھین کر وہاں ہم نے بوریل کو حکمران بنایا ہے وہ علاقے یکے بادیگرے یہ عبدالکریم ہم سے چھین لے گا اسکے بعد ہمارے سامنے اندلس میں داخل ہونے کے لیئے سب سے بڑی

رکاوٹ کھڑی کرے گا ۔

اس دشواری کو دور کرنے کے لیئے جو میں نے لائحہ عمل طے کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے ۔ ایکوی ٹین کا محترم حکمران لوئیس اپنے لشکر کے ساتھ بوریل کی مدد کرنے کے لیئے آشونہ کا رخ کرے گا ۔ مجھے امید ہے کہ جب لوئیس آشونہ کا محاصرہ کرنے والے عبدالکریم کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گا تو شہر سے بوریل بھی نکل کر دشمن پر ٹوٹ پڑے گا ۔ اس طرح دو طرفہ حملے سے مجھے امید ہے کہ عبدالکریم کو بدترین شکست ہو گی اور آئندہ وہ ہم سے ٹکرانے کی جرأت اور کوشش نہیں کرے گا ۔

جہاں تک میرا اور اشتوراس اس کے محترم حکمران الفانسو دوئم کا تعلق ہے تو ہم کوشش کریں گے کہ کم سے کم وقت ضائع کرتے ہوئے بار سلونہ پر قابض ہو جائیں اس لیئے کہ اتنی دیر تک محترم لوئیس اور میرا جرنیل بوریل عبدالکریم کو اپنے ساتھ مصروف کار رکھیں گے اور عبدالکریم ہماری طرف متوجہ نہ ہو سکے گا ۔ دوسری کسی سمت سے بار سلونہ والوں کو کمک نہیں پہنچ سکے گی اس لیئے کہ اندلس کا خلیفہ الحکم اس وقت اپنی اندرونی بغاوتوں اور شورشوں کو سرکرنے میں بری طرح مصروف ہے ۔ اور وہ ہمارے سامنے بار سلونہ کی خاطر خواہ حفاظت کا سامان نہیں کر سکے گا ۔ اس طرح جب محترم لوئیس اور بوریل عبدالکریم کے ساتھ برسرپیکار ہوں گے تو ہم بار سلونہ پر قبضہ کر لیں گے ۔ اس طرح بنبلونہ سے لے کر بار سلونہ تک جس قدر مسلمانوں کے علاقے ہیں وہاں ہم ایک نئی نصرانی سلطنت کا قیام عمل میں لائیں گے اس نئی سلطنت کو مستحکم کرنے کے بعد ہم اندلس کی مسلمان خلافت کے اندرونی حصوں میں یلغار کرتے ہوئے اس کے خاتمے کا در کھولیں گے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد فرانس کے شہنشاہ شارلیمان لمحہ بھر کے لیئے رکا ۔ باری باری اس نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے حکمرانوں اور جرنیلوں کی طرف دیکھا اس کے بعد استفہامیہ سے انداز میں وہ پھر بول پڑا ۔

میرے عزیزو! جو لائحہ عمل میں نے تم سب کے سامنے پیش کیا ہے یہ میرا اپنا ہے تاہم یہ آخری نہیں ہے اس کے اندر تم لوگوں کے تجویز کے مطابق تبدیلی کی جا سکتی ہے ۔ لہذا تم میں سے کسی کے ذہن میں بھی اس سے بہتر کوئی لائحہ عمل ہو تو پیش

کرے تاکہ اس پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنے ہدف کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں ۔

شارلیمان کے اس استفسار پر ایکوی ٹین کے شہنشاہ لوئیس اور الفانسو دوئم کے علاوہ دیگر سارے جرنیل اور سالار بھی تھوڑی دیر تک باہم صلاح و مشورہ کرتے رہے ۔ اس کے بعد شاید سب کی نمائندگی کرتے ہوئے ایکوی ٹین کا حکمران لوئیس بول پڑا تھا اور اس نے شارلیمان کو مخاطب کیا تھا۔

شارلیمان ۔ میرے محترم ۔ مسلمانوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے جو لائحہ عمل آپ نے پیش کیا ہے میں اور میرے رفیق سب اس سے دلی طور پر متفق ہیں ۔ اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں چاہتے ۔ ہماری یہ بھی صلاح ہے کہ اس لائحہ عمل پر فی الفور وقت ضائع کیئے بغیر عمل شروع کر دینا چاہیئے ۔ تاکہ مسلمانوں کو ہمارے اس لائحہ عمل کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے وقت نہ مل سکے اور ہم اپنی ان متوقع کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکیں ۔

شارلمیان نے لوئیس کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر اس مجلس کا خاتمہ کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر بعد ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس نے تو اپنے لشکر کے ساتھ بوریل کی مدد کرنے کے لئے آشونہ کی طرف پیش قدمی کی تھی جبکہ شارلمیان اور اشتوراس کا بادشاہ الفانسو دوئم اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ برق رفتاری بارسلونہ شہر کی طرف بڑھے تھے ۔

بوریل کی طرف پیشقدمی کرتے رہے راستے میں ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس نے روسی لون کے مقام پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تھا وہ شاید عبدالکریم پر حملہ آور ہونے کے لئے روسی لون کے مقام پر پڑاؤ کر کے اپنے لشکریوں کو سستانے اور چند دن آرام کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ تھکاوٹ دور کر کے تازہ دم ہو کر عبدالکریم اور اس کے لشکریوں پر ضرب لگا سکیں ۔

ادھر عبدالکریم اور اس کے مخبر بھی خاموش ار ساکت نہ بیٹھے ہوئے تھے ۔ عبدالکریم جس نے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کے ساتھ بڑی سختی کے ساتھ آشونہ کا محاصرہ کر رکھا تھا ایک روز اپنے خیمے سے باہر عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کے ساتھ کھڑا تھا کہ دو مخبر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے اور

عبدالکریم کے قریب آ کر وہ گھوڑوں سے اترے سلام کہا پھر ان میں سے ایک نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

امیر محترم ہم ایک بہت بڑی خبر لے کر آئے ہیں اور وہ یہ کہ نصرانیوں نے ایک بہت بڑا اور متحدہ لشکر تیار کیا ہے ۔ جس کی مدد سے وہ مسلمانوں کے علاقوں پر ضرب لگانا چاہتے ہیں ۔ امیر محترم یہ متحدہ لشکر فرناس کے شہنشاہ شارلیمان ایکوی ٹین کے حکمران لوئیس اور اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کی قوت پر مشتمل ہے خود شارلیمان اور الفانسو اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ بارسلونہ کی طرف کوچ کر گئے ہیں وہ بارسلونہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں ۔ جبکہ ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ روسی لون کے مقام پر سستا رہا ہے ۔ اس کا ارادہ یہ ہے کہ وہ مناسب موقع جان کر آپ پر شبخون مارے گا ۔ اور جس وقت وہ آپ پر شبخون مارے گا اس کی اطلاع وہ آپ کے سامنے محصور بوریل کو بھی کر دے گا ۔ بوریل بھی اسی وقت شہر سے نکل کر آپ پر ٹوٹ پڑے گا اور ان کا لائحہ عمل یہ ہے کہ دو طرفہ آپ پر حملہ آور ہوتے ہوئے آپ کو بے پناہ نقصان پہنچایا جائے اور ادھر آپ کی اس مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شارلیمان اور الفانسو دوئم بارسلونہ پر قابض ہونے کا لائحہ عمل طے کر چکے ہیں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ طلایہ گر جب خاموش ہوا تو عبدالکریم نے غور سے اس کی طرف دیکھا ۔

کیا تم روسی لون کے اس مقام تک میری رہنمائی کر سکتے ہو جہاں ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر رکھا ہے اس پر وہ مخبر پہلے سے بھی زیادہ مودب ہو گیا ۔

امیر محترم ۔ یقیناً میں روسی لون کے مقام تک اپنے ساتھی کے ساتھ آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں ۔ اسی مخبر کا یہ جواب سن کر عبدالکریم کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ تھوڑی دیر تک اپنے پہلو میں کھڑے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کی طرف وہ بڑے غور سے دیکھتا رہا ۔ پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کیا ۔

ہمیں کسی بھی صورت ایکوی ٹین کے بادساہ لوئیس اور اپنے سامنے محصور بوریل کو ایک متحدہ قوت نہیں بننے دینا چاہیئے ۔ ورنہ یہ ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو

سکتے ہیں ۔ اس لئے کہ اگر دونوں نے آپس میں رابطہ قائم کر لیا تو یہ ہم پر دو طرفہ حملہ کر کے ہماری ساری کارگزاری کو ناکام بھی بنا سکتے ہیں ۔ لہٰذا ان مخبروں سے خبر پا کر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آنے والی آج کی رات کے کسی بھی وقت ہم آشونہ شہر کا محاصرہ ختم کر کے رات کی تاریکی میں روسی لون کا رخ کریں گے ۔ ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس نے جہاں قیام کر رکھا ہے رات کے پچھلے پہر میں میں چاہتا ہوں کہ روسی لون کے مقام پر لوئیس کے لشکر پر ایسا شبخون ماریں کہ وہ بوریل کی مدد کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے واپس چلا جائے یا شارلیمان کی طرف بھاگ جائے اس کے بعد ہم بوریل کو اپنے سامنے مطیع اور فرمانبردار بنانے میں زیادہ دیر نہیں لگائیں گے ۔

میرے بھائیو! ساتھ ہی کچھ تیز رفتار قاصد خلیفہ خلیفہ الحکم کی طرف روانہ کر دو ۔ اور انہیں اطلاع کرو کہ فرانس کا شہنشاہ شارلیمان اور اشتوراس کا بادشاہ الفانسو دوئم دونوں بارسلونہ پر قبضہ کرنے کے لئے پیشقدمی شروع کر چکے ہیں ۔ لہٰذا خلیفہ اندرونی شورشوں کو ترک کر کے دونوں کے مقابلے پر آئے اور بارسلونہ کا دفاع کرے ۔

عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم دونوں نے عبدالکریم کی اس تجویز سے اتفاق کیا اسی وقت دو قاصد خلیفہ الحکم کی طرف روانہ کر دیئے گئے اور اسے پیغام دیا گیا کہ وہ شارلیمان اور الفانسو دوئم کے مقابلے میں بارسلونہ کی حفاظت کرے جبکہ آنے والی رات کے دوسرے حصے میں عبدالکریم عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم تینوں اپنے لشکر کو لے کر آنے والے دونوں جاسوسوں کی راہنمائی میں روسی لون کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔ آشونہ شہر کا محاصرہ کرتے ہوئے جس جگہ انہوں نے پڑاو کر رکھا تھا رات کی تاریکی میں وہاں انہوں نے آگ کے بڑے بڑے الاؤ روشنن کر دیئے تھے تا کہ آشونہ میں محصور بوریل اور اس کے لشکریوں کو یہی خیال رہے کہ عبدالکریم نے آشونہ شہر کا محاصرہ جاری رکھا ہوا ہے ۔

OOOO

رات تیرہ و تار فضاؤں میں دھواں دھار گھٹاؤں کی طرح بھاگتی جا رہی تھی ۔

چاروں طرف کسی کاہن کی مناجات ۔ کسی راہب کے نیاز ۔ کسی معتکف کے استغراق جیسی خاموشی چھائی ہوئی تھی مسجدوں کے موذن ۔ کلسیاؤں کے ساز ۔ معبد و ہیکل کے مغنی روپوش تھے ۔ ہر شئے ساکت و مہر بہ لب تھی ۔ کوئی تکلم تھا نہ کوئی تبسم نہ تقاضہ نہ طلب ۔ کبھی کوئی اپنے آشیانے سے بھٹکا ہوا پرندہ فضاؤں کا سینہ چیرتے ہوئے گزرتا تب ایسا لگتا گویا کوئی حیران کلی ۔ کوئی سراسیمہ حصار ۔ کوئی اونگتا دریچہ اور کوئی ساکت لمحہ تھوڑی دیر کے لئے بیدار ہوا ہو ۔ پھر گہری نیند سے بغلگیر ہو کر رہ گیا ہو ۔

ایسے میں جبکہ دشت و کوہ کے سائے مبہوت تھے ۔ صحرا کو سکوت کہکشاؤں کی خاموشی قبر کی چپ جیسی صورت اختیار کئے ہوئے تھی ۔ افلاخ کا تفکر چاروں طرف پھیلا ہوا تھا ۔ اور دم بخود ارض و سما میں اندھیرے میں چھپی ہر شئے کی عریانی کو سیاہ رات تھپک تھپک کر پیاموں میں سلاموں جیسا سکون مہیا کئے ہوئے تھی ۔ عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ برق رفتاری سے فاصلوں کو سمیٹتا ہوا روسی لون میں اس جگہ جا پہنچا جہاں ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا ۔

قریب جا کر عبدالکریم نے اپنے لشکر کو روکا تھا عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کو اپنے پاس بلایا رازدارنہ انداز تھوڑی دیر تک اس نے انکے ساتھ گفتگو کی ۔ پھر اس گفتگو کے بعد عبدالرحمان اپنے حصے کے لشکر کو لیکر دائیں جانب اور اسماعیل بن قاسم بائیں جانب ہٹ گیا تھا جبکہ عبدالکریم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وہیں کھڑا رہا تھا ۔ جہاں اس نے اپنے لشکر کو رکنے کا حکم دیا تھا ۔

اسکے بعد بڑی راز داری کے ساتھ عبدالکریم نے اپنے لشکر کو صدیوں کے جلال میں جھوک کر اٹھتے اور ابراصبحوں کی نیت میں اجالوں کے ضمیر کی طرح آگے بڑھا ۔ اور پھر رات کی تاریکی میں وہ ایکوی ٹین کے حکمران لوئیس کے لشکر پر آسمان پر کمندیں ڈالتے ہواؤں کے طمانچوں ۔ موت کی تاریکی میں چٹانیں توڑنے طوفانوں ۔ اور نمناک گھٹاؤں کے اندر حادثوں ۔ آندھیوں اور برق کے زمزموں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا ۔ عبدالکریم کے ساتھ ہی ساتھ عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم بھی دائیں بائیں طرف سے رات کے کاندھے پر گرجتے ابر ۔ کڑکتی برق اور آندھیوں کی بے اماں فتنہ گری میں رقص برق و شرر کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑے تھے ۔

ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئی کے لشکر پر یہ شبخون ایسا ہولناک ایسا زور دار تھا گویا اسیر من زادوں کے ضمیروں کی تجارت میں نئی جولان گاہوں کے حدی خوان گھس آئے ہوں ۔ لات و حبل کے دربانوں میں خانہ بدوشوں کے بھٹکتے کاروانوں کا کوئی خضر در آیا ہو ۔ فرعونوں کی سطوت میں ملائکہ کی جبینوں کا سجود ۔ نمرودوں کے جلال میں ستاروں کی مناجات لئے مجاہد اور جاہلیت کی کالی راتوں کے طول میں صاحب قرآن جنگجو نزول کر گئے ہوں ۔

عبدالکریم عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کے اس طرح حملہ آور ہونے سے ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کے لشکر میں چاروں طرف ایک کہرام اٹھ کھڑا ہوا تھا ۔ یہ ایک ہولناک اور ہلا دینے والا شبخون تھا جو ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کے لشکر پر مارا گیا تھا ۔

لوئیس کے لشکر کا قتل عام جاری رہا یہاںتک کہ لوئیس جو اپنے لشکر کے وسط میں آرام کر رہا تھا اٹھ کھڑا ہوا ۔ باقی لشکر کو اس نے سنبھالا ۔ اسکی تنظیم اسکی ترتیب اس نے درست کی اس نے عبدالکریم پر ظلمت دشت و دمن میں سینوں کی جلن ۔ جبینوں کی شکن اور تعصب کی میزان میں کھولتے بے موج سمندر اور پیاسے صحرا کی طرح جوابی حملہ کر دیا تھا ۔

رات کی تاریکی میں دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے روسی لون کے مقام پر ایک کہرام ایک خونی انقلاب برپا ہو گیا تھا ۔ لوئیس نے اپنے طرف سے پوری کوشش کی کو مار بھگائے لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا اسلئے کہ عبدالکریم تو اب اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھتے سورج کی لو میں بیدار ہوتے زندگی کے سفیر ۔ سر کوہسار گذرتے شفق رنگ بادلوں اور سکوت ماہ و انجم میں ناکردہ ملاقاتوں کی یادوں کی طرح چھاتا چلا جا رہا تھا ۔ جنگ جب کچھ دیر مزید جاری رہی تو عبدالکریم کے سامنے اب لوئی کے لشکریوں کی حالت بڑی تیزی کے ساتھ موت کی کراہ ۔ چتا کے دھوئیں اور مرگ کے کنوئیں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی ۔

صبح کا سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے رسی لون کے مقام پر یہ ہولناک جنگ ہوئی ۔ اس جنگ میں آخر کار عبدالکریم نے ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کو

بدترین شکست دی ۔ اور وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لیکر بھاگ کھڑا ہوا ۔ عبدالکریم نے کچھ دور تک بھاگتے لوئیس کا تعاقب کیا پھر اس نے یہ تعاقب ترک کر دیا ۔ اسلئے کہ عین اس موقع پر اسکے مخبروں نے اطلاع دی تھی کہ آشونہ شہر سے نکل کر شارلیمان کا جرنیل بوریل عبدالکریم کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہونیکے لئے بڑی تیزی سے پیشقدمی کر رہا ہے ۔ یہ خبر سننے کے بعد عبدالکریم نے بھاگتے لوئیس کا تعاقب ترک کر دیا اور بڑی تیزی سے پلٹا تاکہ بوریل پر حملہ آور ہو کر اسے بھی مار بھگائے ۔ دراصل عبدالکریم بوریل اور لوئیس کو کسی بھی صورت آپس میں ملنے نہ دینا چاہتا تھا اسلئے کہ وہ دونوں اکٹھے ہو کر یقیناً اسکے لئے خطرے کا باعث بن سکتے تھے لہذا عبدالکریم نے لوئیس کو شکست دینے اور مار بھگانے کے بعد بوریل سے نپٹنے کا تہیہ کر لیا تھا ۔

ادھر بوریل بھی بڑی تیزی سے پیشقدمی کرتا ہوا روسی لون کے اس مقام پر پہنچ گیا جہاں تھوڑی دیر پہلے عبدالکریم اور لوئی کے درمیان جنگ ہوئی تھی ۔ بوریل چاہتا تھا کہ عبدالکریم کی آمد سے پہلے ہی پہلے وہ اس پڑاؤ پر قبضہ کر لے جو لوئی چھوڑ بھگا تھا لیکن بوریل ایسا نہ کر سکا اسلئے کہ پڑاؤ پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی عبدالکریم وہاں پہنچ گیا تھا اسے دیکھتے ہی بوریل نے اپنے لشکر کے ساتھ اس پر صدیوں کی خاموشی میں ظلمتوں کے سیل رات کو تھپڑ مارتی برفانی ہواؤں اور اجڑے کھنڈر جیسی پناہ گاہوں میں کراہتی بنجر پیاس کی طرح حملہ کر دیا تھا ۔

دراصل بوریل چاہتا تھا کہ عبدالکریم اور اسکے لشکریوں کی تھکاوٹ سے فائدہ اٹھائے وہ جانتا تھا کہ عبدالکریم کے لشکری لوئی کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے تھکاوٹ محسوس کر رہے ہونگے لہذا وہ اگر اپنے تازہ دم لشکر کے ساتھ عبدالکریم پر حملہ آور ہو تو وہ ممکن ہے اپنے لئے بہتر نتائج حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے ۔

عبدالکریم نے بڑی جرائتمندی اور دلیری سے کام لیتے ہوئے بوریل کے حملے کو روکا تھا ۔ اسکے بعد اپنے لشکر کی تنظیم شروع کی اس نے جوادث کے رقص ۔ برق کی تب و تاب ۔ اور غم کی طغیانی کی طرح ایک تبدیلی پیدا کی تھی پھر اس نے دفاع کی چادر اتار پھینکی ۔ اسکے بعد عبدالکریم نے نوک خون سے لکھی جانے والی تاریخ میں رقص کرتی زمان و مکاں کی تقدیر ۔ وقت کے سازوں پر مرگ کا کھیل کھیلتے طوفانوں کے محرم

اور زمین کو روندتے دروں کا پامال کرتے بے جہت غموں کے لاکھوں طوفانوں کی طرح بوریل پر جوابی حملہ کر دیا تھا ۔

عبدالکریم کے ایسا کرنیکے ساتھ ہی ساتھ دائیں بائیں پہلوؤں سے آگے بڑھتے ہوئے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم بھی آوازوں میں ڈھلتے سناٹوں ۔ رات کی چادر پر پھیلتے صبح کے ہجوم ۔ وقت کی سلاخوں کو پگھلاتی بھڑکتی آگ اور لہو کو انگارہ کرتے موت کے قہقہوں کی طرح بوریل کے لشکر پر نزول کرنے لگے تھے ۔

بوریل یہ توقع لگائے بیٹھا تھا کہ عبدالکریم کا لشکر چونکہ تھکا ہوا ہے لہٰذا وہ اپنے تازہ دم لشکر کے ساتھ اپنے لئے فوائد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیگا لیکن جس وقت عبدالکریم نے اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ بوریل پر جوابی حملہ کیا تو بوریل کو ایسے لگا جیسے عبدالکریم اور اسکے لشکریوں نے بساط کی طرح اسکے پاؤں تلے سے زمین کو سمیٹنا شروع کر دیا ہو ۔

جوابی حملہ کرنیکے تھوڑی دیر بعد عبدالکریم ۔ اسماعیل بن قاسم اور عبدالرحمان نے بوریل کی اگلی صفوں کو پوری طرح ادھیڑ کر رکھ دیا تھا ۔ اور اسکے بعد وہ بڑے پرجوش انداز میں بوریل کی پچھلی صفوں کا رخ کرنے لگے تھے ۔ بوریل بھی جان گیا تھا کہ جنگ اگر اسی طرح جاری رہی اور کوئی اسکی مدد کو نہ پہنچا تو عبدالکریم اسکے سارے لشکر کو تہہ تیغ کر کے رکھ دیگا ۔ لہٰذا اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے بوریل واپس آشونہ شہر کی طرف بھاگا تاکہ پہلے کی طرح وہ آشونہ شہر میں محصور ہو جائے ۔ عبدالکریم بوریل کے تعاقب میں لگ گیا تھا دور تک اس نے بوریل کا تعاقب کیا یہاں تک کہ اسکے جاسوسوں نے خبر دی کہ اب اسکی پشت کی طرف سے ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس بڑی برق رفتاری سے حملہ آور ہونے کیلئے چلا آ رہا ہے ۔

یہ صورتحال عبدالکریم کیلئے یقیناً پریشان کن تھی وہ ایک بار پھر اپنے لشکر کے ساتھ مڑا اور پھر لوئی پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسے بدترین شکست دی اسطرح روسی لون کے مقام پر عبدالکریم اور دشمنوں کے درمیان چوہے بلی کا کھیل شروع ہو گیا تھا

عبدالکریم جب لوئی کی طرف بڑھتا تو پشت کی طرف سے بوریل اسکے تعاقب میں

نکلتا جب بوریل کو شکست دینے کے بعد عبدالکریم اسکے تعاقب میں نکلتا تو لوئی اسکے پیچھے پیشقدمی کرنے لگ جاتا ۔ اسطرح ان دونوں نے ملکر عبدالکریم کو اپنے ساتھ بری طرح مصروف کر لیا تھا ۔

دراصل لوئی اور بوریل دونوں جانتے تھے کہ کسی بھی صورت عبدالکریم کے سامنے جم کر وہ لڑ نہیں سکتے نہ اسے شکست دے سکتے ہیں ۔ دراصل وہ زیادہ سے زیادہ عبدالکریم کو اپنے ساتھ مصروف کر کے شارلیمان اور الفانسو کو موقع فراہم کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ مسلمانوں کے علاقوں کو فتح کر کے اپنے لئے فوائد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں ۔

دو تین لگاتار لوئی اور بوریل کو شکست دینے کے بعد عبدالکریم نے اپنے لشکر کے ساتھ روسی لون کے مقام پر پڑاؤ کر لیا تھا ۔ دوسری جانب بوریل تو اپنے شہر آشونہ میں ہی محصور رہا جبکہ عبدالکریم سے لگ بھگ پندرہ میل شمال میں لوئی اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر گیا تھا ۔

فرانس کے شہنشاہ شارلیمان اور اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم نے بڑی سختی کے ساتھ مسلمانوں کے شہر اور بندرگاہ بارسلونہ کا محاصرہ کر لیا تھا ۔ بارسلونہ کے والی نے بڑی جراتمندی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بارسلونہ میں محصور رہ کر شارلیمان اور الفانسو دوئم کا مقابلہ کیا ۔ ساتھ ہی اس نے تیز رفتار قاصد خلیفہ الحکم کی طرف روانہ کئے اور شارلیمان اور الفانسو دوئم کے خلاف اس نے مدد کی درخواست کی ۔

خلیفہ الحکم اس وقت اندرونی شازشوں اور بغاوتوں کو فرو کرنے میں بری طرح مصروف تھا ۔ لہذا اس نے اس مدد کے جواب میں تیز رفتار قاصد عبدالکریم اور یوسف بن عمروس کی طرف روانہ کئے ۔ اور دونوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ بارسلونہ شہر والوں کی مدد کیلئے پہنچیں اور ہر صورت شارلیمان اور الفانسو دوئم کا مار بھگائیں ۔

عبدالکریم چونکہ بوریل اور لوئی کے ساتھ جنگوں میں بری طرح مصروف تھا لہذا وہ بروقت بارسلونہ والوں کی مدد کو نہ پہنچ سکا ۔ جہاںتک یوسف بن عمروس کا تعلق ہے تو وہ تطیلہ شہر کا حاکم تھا خلیفہ کا حکم ملتے ہی وہ ایک لشکر لیکر بارسلونہ کی طرف روانہ ہوا اسکا خیال تھا کہ اسکے وہاں پہنچنے تک عبدالکریم بھی وہاں پہنچ چکا ہو گا لہذا عبدالکریم کے ساتھ ملکر وہ شارلیمان اور الفانسو دوئم کا مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیگا ۔

ادھر بارسلونہ کا والی محصور رہتے ہوئے تنگ آ چکا تھا ۔ شہر میں جو خوراک کے

ذخائر تھے وہ ختم ہو چکے تھے ۔ اور حفاظتی لشکر کے ولولے اور جراتمندی جواب دیتی جا رہی تھی جب کمک پہنچنے میں تاخیر ہوئی تو وہ خود شہر سے باہر نکلا اور چاہتا تھا کہ شارلیمان اور الفانسو دوئم کو کان و کان خبر نہ ہو وہ بذات خود بارسلونہ سے قرطبہ پہنچے اور خلیفہ الحکم سے درخواست کرے کہ وہ بغاوت اور سرکشی کا پس پشت ڈال کر سب سے پہلے شارلیمان اور الفانسو دوئم کے سامنے بارسلونہ شہر کا دفاع کرے ۔

لیکن بد قسمتی سے جونہی بارسلونہ کا والی شہر سے باہر نکلا ۔ شارلیمان کو اسکے مخبروں نے اطلاع کر دی لہذا بارسلونہ کے والی کو گرفتار کر لیا گیا ۔ اسکی گرفتاری کے بعد شہر والوں کو پیغام بھجوایا گیا کہ انکا والی گرفتار ہو گیا ہے لہذا وہ شہر شارلیمان اور الفانسو دوئم کے حوالے کر دیں ۔ شہر والے یہ پیغام سنکر مجبور ہو گئے اور یوں انہوں نے شہر شارلیمان کے حوالے کر دیا تھا ۔ شرط یہ قرار پائی کہ سب مسلمان بارسلونہ سے ہجرت کر کے جہاں چاہیں چلے جائیں ۔

جس وقت یہ حالات رونما ہوئے تھے اسی وقت یوسف بن عمروس اپنے لشکر کے ساتھ بارسلونہ والوں کی مدد کیلئے تطیلہ سے پہنچ گیا تھا ۔ لیکن اس وقت تک شارلیمان نے بارسلونہ شہر پر قبضہ کر لیا تھا ۔ آخر شارلیمان اور الفانسو دوئم دونوں اپنے لشکروں کے ساتھ نکلے اور یوسف بن عمروس پر حملہ آور ہوئے ۔ یوسف بن عمروس اکیلا تھا ان دو شہنشاہوں کے مقابلے میں یوسف بن عمروس کو شکست ہوئی لہذا وہ اپنے شہر تطیلہ کی طرف بھاگا اور وہاں ان دونوں کے مقابلے میں محصور ہو گیا ۔

شارلیمان اور الفانسو دوئم نے تطیلہ شہر کا بھی محاصرہ کر لیا چند روز تک یہ محاصرہ جاری رہا یہاںتک کہ نوبت یوں آئی کہ یوسف بن عمروس کے پاس خوراک اور ہتھیاروں کے ذخائر بالکل ختم ہو گئے ۔ اسطرح جب شہر کا دفاع کمزور ہو گیا تو شارلیمان اور الفانسو نے تطیلہ شہر پر بھی قبضہ کر لیا ۔ یوسف بن عمروس کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے قید کر دیا گیا اور اسکی رہائی کیلئے خلیفہ الحکم سے شارلیمان نے کافی بڑی رقم طلب کر لی تھی ۔

خلیفہ الحکم کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شارلیمان اور الفانسو نے مسلمان علاقوں میں تباہی مچا دی تھی ساتھ ہی انہوں نے دو بڑے شہروں پر بھی قبضہ کر لیا تھا

عبدالکریم چونکہ ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئی اور شارلیمان کے جرنیل بوریل کے ساتھ الجھا ہوا تھا لہذا وہ شارلیمان اور الفانسو کے سامنے دفاع کا کوئی بند باندھ نہ سکا ادھر خلیفہ الحکم بن ہشام اپنی اندرونی بغاوتوں اور شورشوں کو فرو کرنے میں ایسا مصروف تھا کہ وہ شارلیمان اور الفانسو کی طرف نہ خود توجہ دے سکا نہ اپنے شہر جو ہاتھ سے نکل گئے تھے انکی بروقت کوئی مدد نہ کر سکا۔

مسلمانوں کے دو بڑے شہروں بارسلونہ اور تطیلہ پر قبضہ کرنے کے ساتھ ساتھ وسیع علاقوں کو اپنے تسلط میں کرنے کے بعد شارلیمان نے اپنے لشکر کا ایک بڑا حصہ ان مفتوحہ علاقوں میں ہی رہنے دیا تاکہ وہ لشکر بوریل کے تحت کام کرے ایسا کر کے شارلیمان مسلمان علاقوں میں اپنے جرنیل بوریل کی طاقت اور قوت میں اضافہ کرنا چاہتا تھا جبکہ خود شارلیمان اپنے محافظ دستوں کے ساتھ واپس فرانس کی طرف چلا گیا تھا جاتے جاتے اس نے الفانسو اور لوئی کے علاوہ اپنے جرنیل بوریل کو بھی یہ تلقین کی تھی کہ وہ مسلمانوں سے حاصل کردہ علاقوں پر اپنا تسلط اور قبضہ مستحکم رکھیں شارلیمان کے واپس فرانس جانیکے بعد ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئی بھی حرکت میں آیا اور وہ عبدالکریم کے پاس سے ہٹ کر بارسلونہ شہر کے قریب اس جگہ جا کر خیمہ زن ہوا تھا جہاں پہلے سے الفانسو پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔

اب صورتحال یہ تھی کہ الفانسو اور لوئی دونوں بادشاہ بارسلونہ شہر کے باہر متحد ہو کر پڑاؤ کر گئے تھے جبکہ بوریل ابھی تک اپنے مرکزی شہر آشونہ میں ہی تھا۔ شارلیمان نے جو مزید لشکر اسکے لئے روانہ کیا تھا وہ آشونہ میں اس سے آن ملا تھا۔ اس نئے لشکر کی نقل و حرکت کی اطلاع مسلمان جاسوسوں کو نہ ہو سکی تھی۔ لہذا یہ کسی خطرے کا سامنا کئے بغیر بوریل سے مل گیا تھا۔ اسکے علاوہ چونکہ شارلیمان نے مسلمانوں کے شہر تطیلہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا لہذا تطیلہ میں بھی ایک خاصہ بڑا لشکر رکھا گیا تھا۔ تاکہ شہر کی حفاظت کی جائے اسکے علاوہ ایک بہت بڑا فرانسیسی لشکر صخرہ قیس میں مقیم تھا یہیں پر یوسف بن عمروس کو قید میں ڈالا گیا تھا۔

عبدالکریم نے ابھی تک اپنے لشکر کے ساتھ روسی لون کے مقام پر ہی پڑاؤ کر رکھا تھا۔ ایک روز اسماعیل بن قاسم اپنی خیمہ گاہ میں لشکریوں کیلئے تیار ہونے والے

کھانے کی نگرانی کر رہا تھا کہ وہ چونک سا پڑا۔ اس نے دیکھا کچھ نو وارد سوار پڑاؤ میں داخل ہوئے تھے۔ وہ سوار جب قریب آئے تو اسماعیل بن قاسم مزید چونک سا پڑا۔ اسلئے کہ آنے والے سواروں میں سب سے آگے آگے خلیفہ الحکم بن ہشام کا حاجب ابن ولید تھا۔ اسکے پیچھے چند محافظ تھے محافظوں کے پیچھے سمیر تھی اور سمیر کے پیچھے مزید کچھ محافظ درمیانہ روی سے اپنے گھوڑوں کو ہانکتے چلے آرہے تھے۔ وہ سب اس جگہ آن رکے جہاں اسماعیل بن قاسم لشکریوں کیلئے پکائے جانے والے کھانے کی نگرانی کر رہا تھا۔

قریب آکر خلیفہ کا حاجب ابن ولید اپنے گھوڑے سے اترا اسماعیل نے آگے بڑھ کر بڑے پر جوش انداز میں اس سے مصافحہ کیا اور معانقہ کیا اتنی دیر تک سمیر بھی اپنے گھوڑے سے اتر کر قریب آ گئی تھی۔ پھر ابن قاسم نے اسے مخاطب کیا۔

سمیر میری بہن تم کیسی ہو۔ خیریت تو ہے۔ سمیر کے جواب دینے سے پہلے ہی حاجب ابن ولید بول پڑا۔ ابن قاسم میں اپنی بہن سمیر اور ان محافظوں کے ساتھ کیوں آیا ہوں یہ بات میں امیر عبدالکریم کے سامنے کہنا پسند کرونگا۔ کیا تم بتا سکتے ہو اس وقت امیر کہاں ہیں۔ جواب میں اسماعیل بن قاسم کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

ابن ولید۔ امیر عبدالکریم اور ولی عہد عبدالرحمان دونوں اس وقت اس خیمہ گاہ کی دائیں جانب تربیت گاہ میں کھڑے ہیں۔ اسلئے کہ جب سے ہم نے یہاں پڑاؤ کر رکھا ہے امیر نے اپنے لشکریوں کی مزید تربیت کا اہتمام کیا ہوا ہے۔ وہ ہر روز پڑاؤ کے قریب ہی بنائی جانے والی تربیت گاہ میں جاتے ہیں اور اپنے لشکریوں کی عسکری تربیت کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ اس وقت بھی وہ عبدالرحمان کے ساتھ تربیت گاہ میں مصروف ہیں۔ بس وہ تھوڑی دیر تک لوٹ کر آنے ہی والے ہیں۔ اگر تم کہو تو میں انہیں پیغام بھجواؤں۔ میرے خیال میں جب وہ سمیر کا سنیں گے تو اپنے وقت سے پہلے ہی آجائینگے۔ اس پر سمیر فوراً کہہ اٹھی۔

نہیں۔ انہیں پیغام بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ جس کام میں وہ لگے ہوئے ہیں اس کام کا وقت جب ختم ہو پھر آکر مجھے وہ اپنے خیمے میں ملیں۔ کیا ہم اتنی دیر تک انکے خیمے میں جا کر انکا انتظار نہیں کر سکتے۔ اس پر اسماعیل بن قاسم

فوراً بول اٹھا ۔

سمیر میری بہن ۔ میں تمہیں اور ابن ولید کو امیر کے خیمے کی طرف لیکر چلتا ہوں ۔ ساتھ ہی اسماعیل نے اپنے قریب کھڑے چند سپاہیوں کو ابن ولید اور سمیر کے ساتھ آنے والے محافظوں کے گھوڑوں کے چارے اور محافظوں کے طعام اور آرام کا انتظام کرنیکے لئے کہا ۔ پھر اس نے براہ راست ان محافظوں کا مخاطب کیا ۔

میرے ساتھیو! میرے بھائیو! میرے چند لشکری تمہیں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں یہ تمہارے گھوڑوں کی خوراک کے علاوہ تمہارے طعام و قیام کا بہترین بندو بست کریں گے ۔ اسکے ساتھ ہی اسماعیل بن قاسم ابن ولید اور سمیر کو اپنے ساتھ عبدالکریم کے خیمے کی طرف لے جا رہا تھا ۔ ابن ولید اور سمیر اپنے گھوڑوں کو بھی اپنے ساتھ لے جا رہے تھے ۔

عبدالکریم کے خیمے کے پاس جانے کے بعد وہ تینوں رک گئے خیمے کے پاس جو محافظ کھڑے تھے وہ بھاگتے ہوئے آئے ۔ اسماعیل کا اشارہ پا کر انہوں نے ابن ولید اور سمیر کے گھوڑے لے لئے اور انہیں عبدالکریم کے خیمے کے قریب ہی جو چھپر نما اصطبل بنا ہوا تھا اس میں ان گھوڑوں کو باندھ کر انکے آگے چارہ ڈالدیا تھا ۔ جبکہ کچھ محافظ ان دونوں گھوڑوں کے ساتھ بندھے ہوئے سامان کو اتار کر خیمے میں لے گئے تھے ۔ ساتھ ہی اسماعیل ابن ولید اور سمیر کو لیکر عبدالکریم کے خیمے میں داخل ہوا اور خیمے کے وسط میں لگی ہوئی نشستوں پر تینوں بیٹھ کر باہم گفتگو کرنے لگے تھے ۔

اچانک اسماعیل بن قاسم نے گفتگو کا رخ موڑا اور استفہامیہ سے انداز میں اس نے خلیفہ کے حاجب ابن ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

ابن ولید ۔ میرے محترم اگر تم برا نہ مانو تو میں ایک الجھن کے بارے میں تم سے تفصیل جاننا پسند کرونگا ۔ میرے محترم تو جانتا ہے خلیفہ الحکم ایک ایسی لڑکی سے امیر عبدالکریم کی شادی کرنا چاہتے ہیں جسے عبدالکریم نے ابتک دیکھا نہیں صرف اسکے بازو اسکے بالوں اور اسکی پشت کی ایک جھلک ایک آئینہ خانے میں دور سے امیر عبدالکریم کو دکھائی گئی تھی ۔ امیر عبدالکریم شاید اسی لڑکی سے شادی پر آمادہ نہیں ہے اسلئے کہ امیر تو صرف سمیر کو پسند کرتے ہیں اور اسے ہی اپنی زندگی کا ساتھی بنانیکے خواہاں ہیں ۔

میرے عزیز میں تم سے اس لڑکی کے متعلق جاننا چاہونگا جسکی شادی خلیفہ نے امیر عبدالکریم کے ساتھ کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے کہتے ہیں وہ لڑکی بے حد حسین اور پر کشش ہے کیا تو نے کبھی اس لڑکی کو دیکھا ہے اگر دیکھا ہے تو اس سے متعلق کچھ تفصیل تو بتاؤ ۔

اسماعیل بن قاسم کے اس سوال پر تھوڑی دیر کیلئے ابن ولید نے اپنے سامنے بیٹھی سمیر کی طرف دیکھا تھا اسکے بعد اس نے اسماعیل کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا ۔

اسماعیل میرے عزیز میں اس لڑکی کو اچھی طرح جانتا ہوں اور اسے کئی بار دیکھ رکھا ہے ۔ اس لڑکی کا خلیفہ الحکم سے کیا رشتہ کیا تعلق ہے یہ ساری باتیں ابھی تک راز میں رکھی جا رہی ہیں اور کسی کو بھی حکم نہیں کہ وہ اس راز کے پردہ اٹھائے لہذا میں بھی پابند ہوں کہ اس لڑکی سے متعلق کسی سے کچھ بھی نہ کہوں ۔ بہر حال اس لڑکی سے امیر عبدالکریم کی شادی ہو کر رہیگی اسلئے کہ یہ خلیفہ الحکم بن ہشام کی سب سے بڑی خواہش ہے ۔ جہاںتک اس لڑکی کی ذات کا تعلق ہے تو اس سے متعلق میں تمہیں تھوڑی بہت روشنی ڈال سکتا ہوں لیکن ابھی میں تمہیں اس لڑکی کا نام نہیں بتاؤنگا ۔

ابن قاسم جہاںتک اس لڑکی کا تعلق ہے جسے امیر عبدالکریم کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے تو یوں جانو وہ لڑکی اپنی ذات میں گنگناتی کہکشاں ۔ گاتے مہتاب ۔ سرراہ بکھرتی شفق اور لب بام سحر جیسی ہے ۔ اسکے سلگتے لب و رخسار ۔ گلابی خوشبو کی مانند ہیں ۔ اسکا تپتا بدن دہکتی آگ ہے ۔ اسکا شباب بھیگے بادلوں ہرے کھیتوں کی مانند ہے ۔ اور اسکے سرو لب ۔ زلف کا سایہ اسکے رخساروں کا غازہ اگر کوئی دیکھ لیے تو وہ کسی مطرب وے خوار کی طرح رقص دمادم میں مبتلا ہو جائے ۔ ابن قاسم ۔ جب وہ لڑکی گفتگو کرتی ہے تو لگتا ہے جیسے جلاجل ۔ دف وچنگ ۔ آواز ساز کا سلسلہ شروع ہو گیا ہو ۔ اور اسکی گفتگو میں پیالوں کی کھنک ۔ سبو کی آواز جیسا لہجہ ہوتا ہے ۔ ابن قاسم جو کوئی اس گل اندام اور سمن پوش لڑکی کو دیکھ لے تو یوں جانو کہ اسکے قلب کا تطہیر ہو کر رہ جائے وہ لڑکی جسے خلیفہ الحکم نے عبدالکریم کے حرم میں داخل کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے گلوں کے رنگ شگوفوں کی لالہ سامانی جیسی حسین اور شبنم سے دھلی شمیم اور نغموں کی

غنائیت جیسی پر از جمال ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابن ولید تھوڑی دیر کیلئے رکا غور سے ابن قاسم کی طرف دیکھا اسکے بعد وہ دوبارہ بول پڑا ۔

ابن قاسم ! میں خلیفہ کا حاجب ہوں اور حاجب کی حثیت سے میں ہر طرح کے الفاظ استعمال کرنے کا رنگ ڈھنگ جانتا ہوں ۔ اور جو تفصیل میں نے تم سے اس لڑکی کی کہی ہے یہ کافی ہے یا اور کچھ بھی اسکے متعلق تم سے بیان کروں ۔

حاجب ابن ولید کی اس گفتگو سے اسماعیل بن قاسم کے لبوں پر انوکھی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ساتھ ہی اسکی آواز بھی سنائی دی ۔

ان ولید تو نے اس لڑکی کے حسن اسکی خوبصورتی کی تعریف کیا کی بلکہ میں جانونگا کہ انتہائی عمدہ وار پیچیدہ الفاظ میں ایک طرح سے تو نے اسکا قصیدہ ہی کہہ دیا ہے ۔

ابن ولید ابن قاسم کی بات کاٹتے ہوئے پھر بول پڑا ۔

ابن قاسم ابھی تو میں نے اس لڑکی کے حسن کی پوری تعریف نہیں کی ۔ اسکے حسن کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے یوں جانو وہ ایک ایسی لڑکی ہے جسکے حسن کی کوئی مثال جسکی خوبصورتی کا کوئی جواب نہیں ۔ یا میں ان الفاظ کو یوں بھی ادا کر سکتا ہوں کہ اس جیسی خوش اندام ۔ اس جیسی گل رخ اس جیسی پر جمال لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی ۔ پہلے میری بہن سمیر بھی اسکے حسن اکسی خوبصورتی کی قائل نہ تھی لیکن جب سے اس نے اس لڑکی کو دیکھا ہے تو یہ بھی اسکے حسن کی معترف ہے اور اب اس نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ وہ لڑکی واقعی اپنے حسن اپنے شباب اور اپنی خوبصورتی کی بنا پر اس لائق ہے کہ اسے عبدالکریم بن مغیث جیسے جرنیل کے حرم میں داخل کیا جائے ۔

اسماعیل بن قاسم تھوڑی دیر تک خاموش رہا ۔ اسکے لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہی پھر اس نے سمیر کی طرف دیکھا ۔

سمیر میری بہن ۔ ہم تو یہ خیال کر رہے تھے کہ تم بلا شرکت میرے امیر عبدالکریم کی زندگی کی ساتھی بنو گی ۔ کیا تم بھی اس حق میں ہو کہ وہ لڑکی جسکا انتخاب خلیفہ الحکم نے کر رکھا ہے اسے امیر عبدالکریم کی زندگی کا ساتھ بنایا جائے ۔

اس موقع پر سمیر کے چہرے پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر خیمے میں اسکی آوز سنائی دی ۔

اسماعیل میرے بھائی ، حاجب ابن ولید نے جو اس لڑکی کی تعریف کی ہے اسمیں میں سمجھتی ہوں حقیقت پسندی سے کام لیا گیا ہے ۔ یقیناً وہ لڑکی اس قابل ہے کہ اسے امیر عبدالکریم کی زندگی کا ساتھی بنایا جائے ۔ میں اس لڑکی کو دیکھ ضرور چکی ہوں لیکن ابھی تک مجھ پر بھی یہ انکشاف نہیں کیا گیا کہ اسکا نام کیا ہے اور خلیفہ الحکم سے اسکا کیا رشتہ ہے ۔ لیکن اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد جو میں انداز لگا سکی ہوں وہ یہی ہے کہ اسے ضرور امیر کی زندگی کا ساتھی بننا چاہیے ۔ قاسم میرے بھائی وہ لڑکی کوئی عام سی لڑکی نہیں ہے یوں جانو کہ وہ لڑکی اپنے حسن اپنے جمال میں گل و لالہ کی عصمت اور جمال جلوہ دہر ہے ۔ اسکو دیکھنے کے بعد ایسا لگتا ہے جیسے جام یا قوت میں نغموں کے گہر ۔ وجدان کے نیلم بھر دیئے گئے ہوں ۔ یا گلوں کی گداز رنگت میں شگرفی لبوں کی لو اور برگ گلاب میں موتیئے کی نرم خوشبو حلول کر گئی ہو ۔ وہ لڑکی وصال وعدوں گلاب رتوں جیسی پر کشش اور حسین ہے وہ لڑکی فطرت کا ایک تحفہ ہے اور میں بھی فیصلہ کر چکی ہوں کہ یہ تحفہ امیر عبدالکریم ہی کے حصے میں آنا چاہیئے ۔

اسماعیل بن قاسم سمیر کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ خاموش ہو گیا اسلیئے کہ عین اسی لمحہ خیمے میں عبدالکریم اور عبدالرحمان ایک ساتھ داخل ہوئے تھے ۔ وہ دونوں اپنے خیمے میں خلیفہ کے حاجب ابن ولید اور سمیر کو دیکھتے ہوئے دنگ رہ گئے تھے ۔ ان دونوں کو دیکھتے ہی اسماعیل بن قاسم ابن ولید اور سمیر تینوں اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔ عبدالکریم نے سب کو بیٹھنے کیلیئے کہا ۔ عبدالرحمان ابن ولید کے پہلو میں جا بیٹھا تھا جبکہ عبدالکریم سمیر کے پاس ہو بیٹھا تھا ۔ سمیر کی طرف دیکھتے ہوئے عبدالکریم نے پوچھا ۔

سمیر تم خیریت سے تو آئی ہو ۔ اس پر سمیر نے رعنائی اور شعریئت بکھیرتی ہوئی اپنی آواز میں کہنا شروع کیا ۔

امیر مجھے خلیفہ کے حکم پر محافظوں کی کڑی نگرانی میں رانسی وال کے درے سے قرطبہ لے جایا گیا تھا ۔ آپ فکر مند نہ ہو میں نے کچھ عرصہ قرطبہ میں بڑے خوشگوار

ماحول میں گذارا ۔ میں اس حویلی میں خدام کے ساتھ رہی جو خلیفہ نے آپ کے لئے مختص کر رکھی ہے ۔ اب خلیفہ ہی کے حکم پر مجھے آپکی طرف بھیجا گیا ہے کیوں بھیجا گیا ہے یہ ساری تفصیل خلیفہ کے حاجب آپ سے بیان کرینگے ۔ ہمارے ساتھ ہمارے محافظ بھی ہیں جن کے طعام اور قیام کا انتظام میرے بھائی اسماعیل نے پہلے ہی کر دیا ہے ۔ عبدالکریم نے اس بار حاجب ابن ولید کی طرف دیکھا ۔

ابن ولید کیا تم سمیر کو اپنے ساتھ یہاں لیکر آنیکی وجہ بیان کرو گے ۔ ابن ولید نے بڑے تجسس بھرے انداز میں ایک بار ولی عہد عبدالرحمان کی طرف دیکھا ۔ عبدالرحمان کے چہرے پر بھی پر اسرار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ پھر اسکے بعد ابن ولید نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

امیر عبدالکریم آپ جانتے ہیں کہ خلیفہ الحکم آپکے لئے اندلس کی ایک خوبصورت ترین لڑکی کا انتخاب کر چکے ہیں اور وہ ہر صورت میں اس لڑکی کو آپکے حرم میں داخل کرنا چاہتے ہیں ۔ اس لڑکی کا خلیفہ سے کیا تعلق کیا رشتہ ہے اسکا انکشاف تو اس وقت ہو گا جب وہ لڑکی آپکے حرم میں آئیگی ۔ فی الحال خلیفہ کے حکم پر میں سمیر کو لیکر آپکے پاس آیا ہوں تا کہ میں خود آپ اور سمیر کا نکاح پڑھاؤں یہ خلیفہ ہی کا حکم ہے اور انکا مزید یہ حکم ہے کہ نکاح کے فوراً بعد سمیر واپس قرطبہ روانہ ہو جائیگی ۔ آپ کے پاس شب باشی نہیں کریگی ۔ خلیفہ ایسا اسلئے چاہتے ہیں کہ انکے اپنے خیال کے مطابق آپ پر سب سے پہلا حق سمیر ہی کا بنتا ہے اسکے بعد اس لڑکی کا جس کا انتخاب آپکے لئے انہوں نے کیا ہے ۔ خلیفہ چاہتے ہیں کہ پہلے سمیر آپ کے نکاح میں آئے اسکے بعد وہ لڑکی جسکی ادھوری سی جھلک آپ آئینہ خانے میں دیکھ چکے ہیں ۔ میرے خیال میں عنقریب خلیفہ آپکو قرطبہ بلائینگے اور بڑے شاندار انداز میں وہ آپ کی شادی کا اہتمام کرینگے انکا خیال ہے کہ نکاح پہلے آپ سے سمیر کا ہو ۔ اسکے بعد دوسری لڑکی کا ۔ پھر دونوں ایک ساتھ ہی آپکی عملی زوجیت میں آئیں ۔ لہذا میرے لئے یہی حکم ہے کہ میں سمیر اور آپکا نکاح پڑھاؤں اور پھر شام تک سمیر کو لیکر واپس قرطبہ کی طرف روانہ ہو جاؤں ۔ امیر عبدالکریم میرے پاس آپکے نام خلیفہ الحکم کا ایک خط بھی ہے ۔ آپ اسے بھی پڑھ لیں اسکے ساتھ ہی اس نے اپنے لباس کے اندر سے تہہ کیا ہوا ایک خط نکال کر ابن ولید

نے عبدالکریم کو تھما دیا تھا ۔

عبدالکریم نے خلیفہ کا خط پڑھا ۔ اسکے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ خط اس نے واپس ابن ولید کو تھماتے ہوئے کہا ۔ ابن ولید جو کچھ تجھے کہا گیا ہے تو ویسا ہی کر میں خلیفہ کے حکم کے سامنے اپنے سر کو خم کرتا ہوں ۔

حاجب ابن ولید عبدالکریم کا یہ جواب سنکر خوش ہو گیا تھا ۔ پھر اسی خیمے میں عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کی موجودگی میں ابن ولید نے عبدالکریم اور سمیر کا نکاح پڑھا دیا تھا ۔ شام تک سب اکھٹے بیٹھ کر وہاں گفتگو کرتے رہے ۔ اسکے بعد عبدالرحمان ۔ ابن ولید اور اسماعیل بن قاسم باہر نکل گئے تھے تا کہ ابن ولید سمیر اور انکے محافظوں کی رخصتی کی تیاری کر سکیں ۔ ساتھ ہی وہ ایسا کر کے شاید عبدالکریم اور سمیر کو تنہائی میں گفتگو کرنے کا موقع بھی فراہم کرنا چاہتے تھے ۔

ان تینوں کے جانے کے بعد خیمے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی ۔ پھر عبدالکریم نے سمیر کو مخاطب کیا ۔

سمیر کیا تم بھی اس حق میں ہو کہ میں اس لڑکی کو اپنی زندگی کا ساتھ بناؤ جسے میں نے دیکھا تک نہیں اور جس کا انتخاب خلیفہ نے میرے لئے کیا ہے ۔ سمیر تم واحد لڑکی ہو جسے میں نے پسند کیا ہے اور جسے میں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا تہیہ کئے ہوئے ہوں ۔ کبھی کبھی جب میں سوچتا ہوں تو اکثر اوقات میرے ذہن میں باغیانہ سے خیالات جنم لینے لگتے ہیں ۔ اور میں یہ ارادہ کر لیتا ہوں کہ جب بھی خلیفہ مجھے بلائیں تو انہیں صاف صاف بتا دوں کہ سمیر کے علاوہ میں کسی بھی لڑکی کو اپنی زندگی کا ہم سفر بنانیکے لئے تیار نہیں ہوں ۔

سمیر نے فوراً عبدالکریم کی بات کاٹتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

امیر ایسا ہرگز نہ کیجئے گا ۔ ایسا کر کے آپ یقیناً خلیفہ کی دل شکنی کا باعث بنیں گے خلیفہ آپ کے بے حد مداح ہیں اور آپکے لئے وہ ایک باپ جیسے شفیق اور نرم رو ہیں ۔ میں اس لڑکی کو دیکھ چکی ہوں ۔ آپ بھی اس لڑکی کو دیکھ کر یقیناً فخر محسوس کرینگے کہ وہ لڑکی آپکی زندگی کی ساتھی ہے ۔ میں آپکو یہی مشورہ دونگی کہ آپ مجھے اور اس لڑکی کو ایک ساتھ اپنی زوجیت میں قبول کریں ۔ انکار نہ کیجئے گا ۔ اسطرح ایک طرف تو خلیفہ

کی حکم عدولی ہو گی جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ انکی دل شکنی بھی ہو گی ۔

عبدالکریم تھوڑی دیر تک گہری نگاہوں سے سمیر کی طرف دیکھتا رہا ۔ پھر کہنے لگا ۔

سمیر تم بھی عجیب سی لڑکی ہو خود اپنے ہاتھوں سے کسی اور لڑکی کو اپنے گھر کا حصہ دار بنا رہی ہو سمیر مسکراتے ہوئے کہنے لگی بس آپ اس موضوع پر مزید گفتگو نہیں کرینگے جو فیصلہ ہو چکا ہے اسے آپ آخری سمجھیں یہ صرف خلیفہ ہی کا حکم نہیں بلکہ یوں جانیں اس میں میری بھی رضامندی ہے میں آپکو یقین دلاتی ہوں کہ جب آپ اس لڑکی کو دیکھیں گے تو آپکے سارے گلے شکوے جاتے رہینگے ۔ اور ہاں میں آپکے لئے نئے لباس بھی لیکر آئی ہوں ۔ اب اس موضوع کو بند کریں میں آپکو وہ لباس دکھاتی ہوں ۔ اس کیساتھ ہی سمیر اٹھ کر اس طرف گئی جہاں اسکا سامان رکھا گیا تھا اور وہ اسکے اندر سے عبدالکریم کے لئے لائے جانے والے لباس نکال نکال کر دکھانے لگی تھی ۔

خیمے میں دونوں باہم گفتگو میں مصروف تھے کہ خیمے کے باہر سے عبدالرحمن کی آواز سنائی دی ۔

امیر عبدالکریم ہم سمیر کے کوچ کی تیاریاں مکمل کر چکے ہیں ۔

اس آواز سے عبدالکریم اور سمیر کو یوں لگا جیسے انکے سہانے خواب چور چور ہو کر رہ گئے ہوں ۔ دونوں اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے پھر عجیب سے انداز میں سمیر کی طرف دیکھتے ہوئے عبدالکریم نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے تھے سمیر چونکہ اب عبدالکریم کی بیوی تھی لہذا بلا جھجک آگے بڑھی اور پوری قوت اور طاقت سے عبدالکریم کے ساتھ لپٹتے ہوئے وہ اسکے بازو میں سما گئی تھی پھر اسکے شانے پر سر رکھتے ہوئے وہ غمزدہ سی آواز میں کہہ رہی تھی ۔

امیر عبدالکریم اب جبکہ میں آپکی بیوی ہوں تو آپکے بغیر قرطبہ میں میری حالت دکھوں کی کسک ۔ شوریدہ سری اور الم نصیبی سے مختلف نہ ہو گی ۔ ان کڑوی کسیلی رتوں میں بڑی بے چینی سے آپکی آمد کا انتظار کرونگی ۔ امیر اس جہاں میں صرف آپ ہی کی ذات میرے لئے حرف آشنائی اور لطف دلربائی ہے میں انگنت لمحوں کی بھیگی آنکھوں میں یادوں کی امربیل ۔ تمناؤں کے سراب سجائے بڑی بے چینی سے آپکا انتظار کرونگی ۔ امیر آپکے بغیر میری حالت میرے کیفیت میرے زندگی ایسی ہی ہو گی جیسے خوابناک

کیفیتوں میں لرزاں فکر کی خوشبو اور رعنائی جیسے قفس میں بند طیور اور دھیمے دھیمے سلگتی چاندنی ۔ میں آپ سے گذارش کرونگی کہ رزمگاہوں کی اس زندگی میں جب کبھی بھی آپکو موقع ملے تو آپ قرطبہ مجھ سے ملنے کیلئے ضرور آئیں ۔

عبدالکریم نے بڑے پیارے انداز میں سمیر کو علیحدہ کیا ۔ بڑی محبت سے اسکا گال تھپتھپایا اس موقع پر اس نے دیکھا سمیر کی آنکھوں میں گہرے آنسو امڈ آئے تھے پھر چاہت بھری آواز میں اسے تسلی دیتے ہوئے عبدالکریم کہنے لگا ۔ سمیر میں بہت جلد قرطبہ میں آ کر تم سے ملونگا ۔ میں چاہتا ہوں جو قومی فریضہ میرے ذمے لگایا گیا ہے اسے احسن طریقے سے پورا کروں اسکے بعد تمہارے ساتھ میں خوشگوار زندگی کی ابتدا کروں ۔ اب جبکہ تم میرے بیوی ہو میں تمہیں اپنے خیمے میں بھی رکھ سکتا ہوں ۔ لیکن میں دو وجہ سے ایسا نہیں کر رہا ۔ ایک یہ کہ تمہیں خلیفہ نے واپس لانے کا حکم دیا ہے میں حکم عدولی نہیں کر سکتا ۔ دوسرے یہ کہ ابھی میری زندگی خطرناک کشمکش میں سے ہو کر گذرے گی مجھے حملہ آور بیرونی قوتوں سے ٹکرانا ہو گا میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ ان تکلیف دہ حالات سے نہ گذرو ۔ بہر حال میں بہت جلد قرطبہ میں آ کر تم سے ملونگا اب آؤ باہر چلیں سب لوگ بڑی بے چینی سے ہمارا انتظار کر رہے ہونگے ۔ سمیر نے عبدالکریم کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی خیمے سے باہر آئے تھے ۔

خیمے سے باہر وہ محافظ بھی تیار کھڑے تھے جو ابن ولید اور سمیر کے ساتھ آئے تھے سمیر کے گھوڑے کی باگ اسماعیل بن قاسم پکڑے کھڑا تھا ۔ جب وہ سب کے قریب آئے تو ابن ولید نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

امیر عبدالکریم خلیفہ کی آگاہی کیلئے کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ اب یہاں سے کوچ کرنیکے بعد آپکا ہدف کیا ہو گا جواب میں عبدالکریم فوراً کہہ اٹھا ۔

ابن ولید میرے طرف سے خلیفہ سے جا کر کہنا کہ فرانس کا شہنشاہ شارلیمان تو واپس جا چکا ہے ۔ لوئی اور الفانسو دونوں اس وقت بارسلونہ کے باہر پڑاؤ کیے ہوئے ہیں ۔ یوسف بن عمروس کو شارلیمان نے اسکا شہر تطیلہ فتح کرنیکے بعد صخرہ قیس میں قید کر رکھا ہے ۔ میرا لائحہ عمل یہ ہو گا کہ یہاں سے کوچ کرنیکے بعد سب سے پہلے میں صخرہ قیس کا رخ کرونگا وہاں جس قدر فرانسیسی لشکر ہے اسے تہہ تیغ کرونگا اور یوسف

بن عمروس کو صخرہ قیس کے قلعے سے نجات دلاؤنگا۔ اسکے بعد میں تطیلہ کا رخ کرونگا جہاں یوسف بن عمروس حکمران تھا۔یہاں بھی فرانسیسیوں کا ایک خاصہ بڑا لشکر ہے مجھے امید ہے کہ میں اسے بھی آسانی سے فتح کر لونگا۔ اس دوران اگر لوئی اور الفانسو دوئم نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو میں ان دونوں کے سامنے آنے سے بھی پس و پیش نہیں کرونگا۔اور اگر یہ دونوں میرے سامنے نہ آئے تو میں بھی اُن دونوں سے پہلو تہی کرتے ہوئے آشونہ کا رخ کرونگا اسلئے کہ میرے سامنے سب سے پہلا کام شارلیمان کے جرنیل بوریل کو اپنی سرزمینوں سے نکالنا ہے۔ایسا کرنے میں میں اگر کامیاب ہو گیا تو لوئی اور الفانسو دوئم کی انشاءاللہ میرے ساتھ کوئی اہمیت نہ ہو گی۔

ابن ولید عبدالکریم کے اس جواب سے مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔عبدالکریم نے آگے بڑھ کر سیمر کو سہارا دیکر اس کے گھوڑے بٹھایا۔ پھر اس کے بعد ابن ولید اور سیمر اپنے محافظوں کے ساتھ وہاں سے رخصت ہو گئے تھے ان کے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد جب شام رات میں ڈھل گئی تب عبدالکریم نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔اب اس کا رخ صخرہ قیس کی طرف تھا۔

OOOO

رات اپنے انجام کو پہونچ گئی تھی۔ مہتاب کے سائے زہرہ کا سرور تمام ہوا تھا۔ جلتے ماہ و سال میں سلگتا آنچل دہکتا روپ لئے صبح نمودار ہوئی تھی۔ سورج طلوع ہوتے ہی ہر شئے یوں بیدار ہو گئی تھی جیسے بربط کی نبض پر کسی نواگر کا ہاتھ پڑتے ہی چاروں طرف خواب و خمار اور رم و رقص کا ایک تسلسل اٹھ کھڑا ہوا ہو۔

ایسے میں چھوٹا سا ایک لشکر جس کی کمانداری ولی عہد عبدالرحمان کر رہا تھا۔ صخرہ قیس جہاں یوسف بن عمروس کو قید رکھا گیا تھا اس شہر میں فرانسیسیوں کا ایک کافی بڑا لشکر تھا۔فرانسیسی کماندار کو جب خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا ایک لشکر اس نیت سے صخرہ قیس پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا ہے کہ وہ یوسف بن عمروس کی رہائی کا سامان کرے تو اس لشکر کی کم تعداد کو دیکھتے ہوئے فرانسیسیوں نے صخرہ

قیس سے باہر نکل کر مسلمانوں کے اس لشکر سے ٹکرانے کا عزم کیا۔ لہذا ولی عہد عبدالرحمان جب صخرہ قیس کے نزدیک پہنچا تو فرانسیسی اس کا سامنا کرنے کے لئے شہر سے باہر اپنی صفیں درست کر چکے تھے۔

دوسری جانب عبدالرحمن بن الحکم کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ فرانسیسی شہر سے باہر نکل کر اس کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔لہذا وہ فرانسیسیوں کے حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے محتاط تھا۔ جونہی اپنے لشکر کے ساتھ وہ فرانسیسیوں کے قریب گیا۔ فرانسیسی کماندار اپنے لشکر کو حرکت میں لایا۔ پھر وہ بھوکے سمندر۔ لہو میں ڈوبی موت کی کراہوں۔ سرابوں کے فاصلوں میں جوش مارتی درد کی دھند اور وحشی ہواؤں اور دکھ کی عفریت کی طرح عبدالرحمان کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

فرانسیسیوں کو اب تک یقین تھا کہ وہ زیادہ دیر نہیں لگائیں گے اور حملہ آور مسلمانوں کو مار بھگائیں گے۔ عین اس وقت جبکہ ولی عہد عبدالرحمان اور فرانسیسی ایک دوسرے سے اس طرح ٹکرا رہے تھے جس طرح فراق و قربت۔ طوق و گلو۔ کلک و حروف۔ ضمیر و قلم۔ جہد و تمرد اور عناد و رفاقت ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوتے ہیں۔ بس عین اسی لمحہ صخرہ قیس میں ایک انقلاب رونما ہوا اس لئے کہ دائیں جانب سے عبدالکریم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھی بحر کی وسعتوں میں تلاطم و اضطراب اور جوش مارتے ہوئے طوفانوں کی طرح نمودار ہوا۔ پھر اس نے فرانسیسیوں کے پہلو پر بیکراں گرداب کی یورش۔ پگھلتے شفاف تخیلات میں موجوں کے خروش اور تقدیر کی آنکھوں میں زہر کے نیزے کی طرح گھس جانے والے مجاہدوں کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

لگتا تھا صخرہ قیس کے قریب آنے سے پہلے ہی پہلے امیر عبدالکریم نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا۔ ایک ولی عہد عبدالرحمان کی کمانداری میں اور تیسرا اسماعیل بن قاسم کی سرکردگی میں رکھا گیا تھا اس لئے کہ عبدالکریم کے حملہ آور ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد بائیں جانب سے اسماعیل بن قاسم بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا۔ پھر وہ بھی فرانسیسیوں کے دوسرے پہلو پر گردش دوراں کے خونی تیور۔ زور طوفان کی کدورت اور تقدیر کے عذاب درد کے فاصلوں اور زخموں کے الفاظ کھڑے کر دینے والی آگ کی جوالہ کی طرح

حملہ آور ہو گیا تھا ۔

فرانسیسی پہلے ہی بڑی مشکل سے سامنے سے حملہ آور ہونے والے ولی عہد عبدالرحمان سے نبرد آزما ہو رہے تھے اب جو دائیں جانب سے عبدالکریم نے ان کے اندر گھس کر خون کا کھیل کھیلنا شروع کیا بائیں جانب سے اسماعیل بن قاسم نے تقدیر کی خونی چادر کی طرح ان پر چھانا شروع کر دیا تھا تو لمحوں کے اندر صخرہ قیس کے باہر فرانسیسیوں کی حالت صنم خانوں کی اجاڑ شام ۔ معبد وہیکل کے غموں ۔ کلیسا کے ملال اجڑے آتشکدوں ۔ ویران میکدوں کی طرح ہونا شروع ہو گئی تھی ۔ فرانسیسی لشکر نے بہت کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح پہلو سے نکل کر واپس صخرہ قیس میں داخل ہو جائیں لیکن اب ممکن نہ تھا سامنے کی طرف سے عبدالرحمان نے انہیں مکمل طور پر مفلوج کر دیا تھا جبکہ پہلو اور پشت کی جانب سے امیر عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم نے بری طرح انہیں کاٹتے ہوئے ان کے فرار کی ہر راہ کو مسدود کر کے رکھ دیا تھا ۔ اس طرح صخرہ قیس میں کچھ دیر تک یہ خونی کھیل کھیلا جاتا رہا یہاں تک کہ امیر عبدالکریم ۔ عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم نے سارے فرانسیسی لشکر کا صفایا کر کے رکھ دیا تھا ۔

یہ ایک بدترین شکست تھی جو فرانسیسیوں کی صخرہ قیس میں ہوئی تھی ۔ پھر امیر عبدالکریم کے حکم پر فرانسیسیوں کی لاشوں کو اٹھا کر گڑھوں میں ڈالنے کے بعد ان پر مٹی ڈالدی گئی تھی ۔ عبدالکریم اس کام سے فارغ ہوا ہی تھا کہ شہر کے دروازے سے چند سوار نمودار ہوئے جب وہ قریب آئے تو عبدالکریم نے دیکھا ان سواروں میں سب سے آگے آگے اسکا پرانا دوست یوسف بن عمروس تھا ۔ قریب آکر یوسف بن عمروس اپنے گھوڑے سے اترا بھاگ کر باری باری وہ عبدالکریم عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم سے بغلگیر ہوا پھر اس نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

امیر عبدالکریم آپکو یہ تو خبر ہو گی کہ شارلیمان نے مجھے صخرہ قیس کے زندان خانے میں ڈالدیا تھا ۔ تھوڑی دیر پہلے جب آپ نے صخرہ قیس کے باہر فرانسیسیوں کو شکست دی تو قید خانے میں بھی اس شکست کی خبر پھیل گئی لہذا ۔ زندان کے محافظوں نے میرے ساتھ یہ عہد نامہ کیا کہ اگر میں انکی جان بخشی کروا دوں تو مجھے زندہ سلامت

امیر عبدالکریم کے پاس لے جائینگے ۔ میں نے انہیں یہ عہد دیا جسکے جواب میں یہ مجھے بخیریت آپکے پاس لے آئے ہیں ۔ اور یہ جو سوار میرے ساتھ ہیں یہی زندان کے محافظ ہیں ۔ امیر عبدالکریم اب صخرہ قیس میں کوئی فرانسیسی لشکری نہیں ہے ۔ سب کا آپ نے شہر سے باہر صفایا کر دیا ہے ۔ اور جو لشکری شہر کی حفاظت کیلئے فرانسیسی کماندار چھوڑ کر آیا تھا وہ شہر کے دوسرے دروازے سے اپنی جانیں بچانیکی خاطر بھاگ گئے ہیں

یوسف بن عمروس جب خاموش ہوا تو عبدالکریم تھوڑی دیر تک خاموش رہا اسکے بعد اس نے ان فرانسیسی سواروں کو مخاطب کیا جو زندان کے محافظ تھے ۔

تم نے چونکہ اپنے وعدے کے مطابق یوسف بن عمروس کو بخیریت میرے پاس پہنچایا ہے لہذا یوسف بن عمروس کے دیئے ہوئے وعدے کے مطابق تم سے کوئی جواب طلبی نہ کی جائیگی ۔ جاؤ تم آزاد ہو جہاں چاہو جا سکتے ہو ۔ عبدالکریم کا یہ فیصلہ سنکر وہ فرانسیسی خوش ہو گئے تھے پھر وہ مڑے اور اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے ۔ ایک فاتح کی حیثیت سے امیر عبدالکریم ۔ عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم اپنے لشکر کے ساتھ صخرہ قیس میں داخل ہوئے اور شہر کے نظم و نسق میں لگ گئے تھے ۔ صرف چند روز انہوں نے صخرہ قیس میں قیام کیا پھر اپنے لشکر کو لیکر وہ تطیلہ شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔ یوسف بن عمروس بھی انکے ہمراہ تھا ۔

الفانسو اور لوئیس تک یہی خبر پہنچی تھی کہ عبدالکریم نے اپنے ساتھ سالاروں کے ساتھ صحزہ قیس پر قبضہ کرنیکے بعد وہاں زندان میں بند یوسف بن عمرس کو رہا کرا لیا ہے ۔ یہ خبر سنتے ہی لوئیس اور الفانسو نے اپنی جنگی تیاریوں کی تکمیل کی اور پھر صرف دو دن بعد وہ بارسلونہ سے صحزہ قیس کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔ اتنی دیر تک عبدالکریم صحزہ قیس میں اپنے انتظامات مستحکم کرنیکے بعد بڑی تیزی سے نکلا اور انتہائی برق رفتاری سے تطیلہ شہر کی طرف بڑھا تھا ۔

تطیلہ شہر میں بھی اس وقت ایک بڑا فرانسیسی لشکر تھا ۔ اس لشکر کو بھی خبر پہنچ چکی تھی کہ صحزہ قیس پر عبدالکریم نے قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ بڑی برق رفتاری سے ہم پر حملہ آور ہونیکے لئے پیشقدمی کر رہا ہے ۔

تطیلہ میں جو فرانسیسی لشکر تھا اس نے شہر سے باہر نکل کر عبدالکریم کا مقابلہ کرنیکی نہ ٹھانی ۔ اسلئے کہ وہ اس سے پہلے صحزہ قیس میں فرانسیسی لشکر کی تباہی کا انجام دیکھ چکے تھے لہذا انہوں نے تطیلہ میں محصور رہ کر عبدالکریم کا مقابلہ کرنیکا ارادہ کیا ۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے تیز رفتار قاصد مدد کیلئے لوئی اور الفانسو کی طرف بھی روانہ کر دیئے تھے ۔

عبدالکریم بھی جانتا تھا کہ اگر اس نے تطیلہ کو فتح کرنے میں تاخیر سے کام لیا تو اتنی دیر تک لوئی اور الفانسو دونوں اپنے لشکر کے ساتھ تطیلہ پہنچ جائینگے اور اسکے لئے

مشکلات کھڑی کر دیں گے ۔ لہذا تطیلہ پہنچتے ہی اس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ۔ ایک حصہ اپنے پاس دوسر عبدالرحمان اور تیسر اسماعیل بن قاسم کی سر کردگی میں دیا گیا تھا ۔ تطیلہ میں جو فرانسیسی لشکر تھا وہ سارے کا سارا شہر کی فصیل پر متعین ہو گیا تھا تاکہ عبدالکریم جب حملہ آور ہو تو اس پر تیز تیر اندازی کر کے اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا جائے ۔

دوسری جانب عبدالکریم نے بھی بڑی دانشمندی سے کام لیا سب سے پہلے اس نے ایک چھکڑا تیار کیا جسکے اندر تطیلہ کے نواح سے ایک بہت بڑا درخت کاٹ کر اسکا تنا نصب کیا گیا تھا تاکہ اس تنے سے شہر کی فصیل کے دروازے پر ضربیں لگا کر اسے توڑا جا سکے ۔ اس کام کی تکمیل کے بعد عبدالکریم نے اسماعیل بن قاسم کو تطیلہ شہر کے جنوبی دروازے سے اتنے فاصلے پر متعین کیا جہاں سے فصیل کے اوپر سے چلنے والا تیر اس تک نہ پہنچ سکے ۔ خود عبدالکریم اور عبدالرحمان اپنے حصے کے لشکروں کے ساتھ دائیں بائیں ہو بیٹھے تھے ان تینوں نے مل کر جنگ کا لائحہ عمل تیار کیا ۔ اور اسی لائحہ عمل کے مطابق سب سے پہلے جنگ کی ابتدا اسماعیل بن قاسم نے کی تھی ۔

اسماعیل بن قاسم نے اپنے لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کیا اگلی صفوں نے اپنے سامنے اپنی ڈھالیں رکھ لی تھیں تاکہ اگر فصیل کے اوپر سے ان پر تیز اندازی کی جائے تو وہ ڈھالیں انہیں محفوظ رکھیں ۔ پھر تھوڑا سا آگے جانیکے بعد انہوں نے اس تیزی سے دشمن پر تیز اندازی کی کہ جنوبی دروازے کے اوپر اور دائیں بائیں فصیل کے اوپر جو فرانسیسی تھے وہ جب تیروں سے چھلنی ہونے لگے تو باقی مادہ فرانسیسیوں نے یا تو اپنے آپکو برجوں کے اندر محفوظ کر لیا یا وہ فیصل کے مناسب حصوں پر لیٹ کر اپنی جانیں بچانے لگے تھے ۔

اس موقع سے عبدالکریم اور عبدالرحمان نے فوراً فائدہ اٹھایا وہ دونوں بڑی تیزی سے اپنے لشکر کو آگے لائے اور جنوبی دروازے کے دائیں بائیں جانب انہوں نے ایک طرح سے اپنے حصے کے لشکریوں کو گھات میں بٹھا دیا تھا ۔ جبکہ اسماعیل بن قاسم اسی طرح تیز اندازی کر رہا تھا کہ فصیل کے اوپر سے فرانسیسی عبدالرحمان اور امیر عبدالکریم کے لشکریوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں ۔

اس صورتحال میں عبدالکریم نے اپنے کام کے آخری حصے کی ابتدا کی ایک مضبوط چھکڑے میں جو اس نے بھاری بھرکم اور مضبوط درخت کا تنا نصب کیا تھا اس چھکڑے کو حرکت میں لایا گیا بہت سے جوان اس چھکڑے کو دھکیلتے ہوئے آگے لائے اور پھر چھکڑے میں بندھے تنے سے انہوں نے فصیل کے دروازے پر ضربیں لگانا شروع کر دیں تھیں ۔ فصیل کے دوسرے حصوں میں فرانسیسیوں نے جب دیکھا کہ مسلمان دروازہ توڑ کر شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے ہیں تو شہر کا دفاع کرنیکے لئے فرانسیسیوں کے لشکر کا اکثر حصہ فصیل سے نیچے اتر گیا تاکہ جب مسلمان دروازہ توڑ کر شہر میں داخل ہوں تو وہ شہر سے باہر نکل کر ان پر حملہ آور ہو جائیں اور انہیں شہر میں داخل ہونے نہ دیں ۔ تاہم فصیل کے جس حصے کو اسماعیل نے اپنا ہدف بنایا ہوا تھا اسکے آس پاس فرانسیسی اسی طرح برجوں اور گھات میں بیٹھے ہوئے تھے تاکہ اگر اس سمت سے مسلمان فصیل پر چڑھنے کی کوشش کریں تو انہیں روکا جاسکے ۔

فرانسیسی عبدالکریم کے طریقہ کار کو سمجھ نہیں پائے تھے وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ جونہی دروازہ توڑ کر مسلمان اندر آنیکی کوشش کرینگے وہ ان سے پہلے ہی شہر سے باہر نکلتے ہوئے حملہ کر دینگے ۔ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہوئے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دینگے ۔ اپنے ان ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے فرانسیوں نے اپنے لشکر کو شہر کے جنوبی دروزے کے قریب بالکل مستعد کر دیا تھا ۔ تاکہ وہ شہر کے دروازے سے اچانک نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں ۔

پھر فرانسیسی کماندار کو نہ جانے کیا سوجھی اس نے جب دیکھا کہ اگر دروازے پر چند ضربیں اور پڑیں تو دروازہ ٹوٹ کر گر پڑیگا لہذا مسلمانوں کی توقع کے خلاف اس نے خود ہی بڑی تیزی سے دروازہ کھولا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ بند توڑ دینے والے خونی طوفان کی طرح نکلا اور دروازے کے عین سامنے تیر اندازی کرنے والے اسماعیل بن قاسم کے لشکر کی طرف اپنی پوری قسادت قلبی ۔ شقاوت ذہنی کی طرح بڑھا ۔ وہ ابھی چاہتا ہی تھا کہ آگے بڑھ کر اسماعیل بن قاسم کے لشکر پر رسوا کن دکھ کی مار اور موت کے ہول و ابتلا کی طرح حملہ آور ہو کہ آگے بڑھتے بڑھتے اچانک فرانسیسیوں کے قدم رک گئے تھے انہوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچ لی تھیں اسلئے کہ فصیل کے

دروازے کے دائیں بائیں جانب جو عبدالکریم اور عبدالرحمان اپنے اپنے حصے کے لشکروں کے ساتھ کھڑے تھے دونوں پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے تحت سامرانہ عزائم اور جذبہ جہاد کے تحت حرکت میں آئے ۔ وحدت ملی ۔ مدح و ثنائے ربانی ۔ دینی روح اور انقلابی شعور سے بھرپور انہوں نے ایک ساتھ نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے یہ نعرے سنتے ہی اسماعیل بن قاسم کی طرف بڑھتا ہوا فرانسیسی لشکر دہشت زدہ ہو کر رک گیا تھا اور ابھی وہ رونما ہونے والے اس انقلاب کا جائزہ ہی لے رہا تھا کہ عبدالکریم اور عبدالرحمان دونوں اپنے حصے کے لشکروں کو حرکت میں لائے پھر وہ غضب کی خونخواری بھیانک عداوت بیابانوں ویرانوں کو روندتے سیلاب اور باطن تک کو ہلا دینے والے قہر شدید کی طرح پشت کی جانب سے فرانسیسیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے ۔

فرانسیسی لشکر نے شاید یہی جانا تھا کہ اگر وہ سامنے دکھائی دینے والے مسلمانوں کے لشکر کو زیر کر لیں تو وہ فاتح ثابت ہونگے ۔ دائیں بائیں کے لشکروں کو شاید انہوں نے نہ دیکھا تھا لہذا پشت کی جانب سے عبدالکریم اور عبدالرحمان دونوں نے حملہ آور ہو کر اپنے پہلے ہی حملے میں فرانسیسیوں پر اعصابی ضعف اور صرع کے دورے طاری کر کے رکھ دیئے تھے ۔ ان دونوں کے تطبیہ شہر کے باہریوں حملہ آور ہونے سے فرانسیسی آگے بڑھتے ہوئے رک گئے تھے اسکا فائدہ یہ ہوا کہ سامنے کی سمت سے اسماعیل بن قاسم نے تیر اندازی ترک کر دی اور اس نے بھی اپنی سمت سے فرانسیسیوں پر حملہ کر دیا تھا ۔ اب پشت اور سامنے کی طرف سے حملہ ہو جانے کی وجہ سے فرانسیسیوں کیلئے شہر سے باہر موت کی سایہ داری ۔ نیستی کی خاک ۔ قہرمانی کے سراب ثبات و پسپائی ۔ زندگی و موت اور ہست و نیست ۔ مرگ کا رقص اور موت کا کھیل کھیلنے لگے تھے ۔ بڑے بڑے وحشی سورما آگ اور خون کے آشوب میں ڈوبنے لگے تھے ۔ بڑے بڑے جری اور نڈر جنگجو مرگ کا راگ الاپتے ہوئے اپنے اپنے دشمن کی قوم کے سہاگ کو اپنے سامنے سرنگوں کرنیکی کوششوں میں لگ گئے تھے ۔

اس دو طرفہ حملے سے فرانسیسی عجیب گو مگوں کی حالت میں مبتلا ہو کر رہ گئے تھے ۔ نہ وہ سامنے کی طرف سے بھاگ کر فرار اختیار کر سکتے تھے نہ پیچھے مڑ کر شہر میں داخل ہو

سکتے تھے اسلئے کہ پشت کی جانب سے عبدالکریم اور عبدالرحمان نے مکمل طور پر انکی راہیں مسدود کر دی تھیں اور اب وہ اپنے لشکریوں کو پھیلاتے ہوئے انکے پہلوؤں پر بھی چھانے لگے تھے جبکہ سامنے کا حصہ اسماعیل بن قاسم نے پوری طرح روک رکھا تھا اور اس نے بھی عبدالکریم اور عبدالرحمان کی طرح فراسیسیوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

تطلیہ شہر کے اندر اور اسکی فصیل کے اوپر جو بچا کھچا فرانسیسی لشکر تھا اسنے اس ارادے سے شہر پناہ کا دروازہ بند نہ کیا کہ ہو سکتا ہے انکے لشکر کو شکست ہو اور انکا کماندار اپنے بچے کھچے لشکر کو لیکر مڑے اور شہر میں داخل ہونیکی کوشش کرے لیکن انکے یہ سارے ارادے سراب ثابت ہوئے اسلئے کہ عبدالکریم عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم نے شہر سے باہر نکل کر حملہ آور ہونے والے فرانسیسیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا پھر وہ شہر میں داخل ہوئے شہر میں جس قدر فرانسیسی تھے انہوں نے امان طلب کی بڑی فراخدلی سے کام لیتے ہوئے عبدالکریم نے انہیں معاف کرتے ہوئے انہیں وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا فرانسیسی شہر چھوڑ کر نکل گئے اور عبدالکریم تطلیہ شہر کے نظم و نسق میں لگ گیا تھا اور یوسف بن عمروس کو اس نے پھر وہاں کا والی مقرر کر دیا تھا۔

OOOO

لوئی اور الفانسو جب صخرہ قیس کے نزدیک پہنچے تو ان دونوں کے جاسوسوں نے انہیں خبر دی کہ عبدالکریم صخرہ قیس میں چند یوم تک قیام کرنکے بعد تطلیہ شہر کی طرف چلا گیا ہے۔ اس خبر نے لوئی اور الفانسو دونوں کو پریشان اور حیرت زدہ کر دیا تھا۔ لہذا انہوں نے اپنا رخ موڑا صخرہ قیس کی طرف جانے کے بجائے انہوں نے تطلیہ شہر کا رخ کیا۔ شاید وہ تطلیہ کو عبدالکریم کے ہاتھوں سے بچانے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ تطلیہ میں وارد ہوتے ہی عبدالکریم نے اسے فتح کر کے قبضہ کر لیا ہے۔

بڑی تیزی سے پیشقدمی کرتے ہوئے لوئی اور الفانسو دوئم دونوں ابھی تطلیہ اور صخرہ قیس کے درمیانی حصے میں تھے کہ سامنے کی طرف سے بہت سے گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آتے دکھائی دیئے۔ اور سامنے والے سواروں کے پیچھے دھول کے بادل اڑ رہے تھے جسکا مطلب یہ تھا کہ انکے پیچھے مزید سوار چلے آرہے ہیں یہ صورتحال دیکھتے ہوئے الفانسو اور لوئی دونوں پریشان ہو گئے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے لشکر کو روک دیا اور اپنی صفیں فوراً درست کر لی تھیں۔ انہیں یہ شک ہوا تھا کہ تطلیہ پر قبضہ کرنیکے بجائے شاید عبدالکریم مڑا ہے اور ان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔

وہ سوار جب قریب آکر اپنے گھوڑوں سے اترے تب الفانسو اور لوئی کو کسی قدر تسلی ہوئی اسلئے کہ وہ سب فرانسیسی تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں تطلیہ شہر میں عبدالکریم نے عام معافی دیدی تھی اور وہ تطلیہ سے نکل کر الفانسو اور لوئی کے لشکر میں شامل ہونے کیلئے آئے تھے انکی آمد پر الفانسو اور لوئی مزید پریشان ہوئے تھے۔ جب وہ قریب آئے تو لوئی نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

تم کس لشکر کا حصہ ہو اور اس وقت کہاں سے آرہے ہو تمہارے چہرے بتاتے ہیں کہ تم بدحواسی اور فرار کا شکار ہو۔ اس پر ان سواروں میں سے ایک نے جو شاید انکا سرکردہ لگتا تھا لوئی کو جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

آقا آپکا کہنا درست ہے۔ ہم لوگ اس لشکر کا حصہ تھے جو تطلیہ شہر میں متعین تھا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کا جرنیل عبدالکریم بن مغیث اس شہر پر حملہ آور ہوا شہر کے کماندار نے آپکی طرف مدد کیلئے قاصد روانہ کئے تھے میرے خیال میں وہ قاصد بارسلونہ شہر کی طرف گئے ہونگے جبکہ آپ صخرہ قیس کی طرف سے آرہے ہیں۔ اسی بناء پر شاید وہ قاصد آپکو مدد کا پیغام نہ دے سکے۔ میرے آقا ہم آپ تک یہ انتہائی بری خبر پہنچانا چاہتے ہیں کہ تطلیہ پہنچتے ہی مسلمانوں کو جرنیل عبدالکریم بن مغیث کچھ ایسے انداز میں تطلیہ پر حملہ آور ہوا کہ تطلیہ کو اس نے لمحوں کے اندر فتح کر لیا۔ تطلیہ شہر میں جس قدر فرانسیسی لشکر تھا اس سب کو اس نے تہہ تیغ کر دیا۔ ہم وہ لوگ تھے جو جنگ میں حصہ لینے کے بجائے شہر کی حفاظت پر مامور کئے گئے تھے۔ جب مسلمانوں کا جرنیل

شہر میں داخل ہوا تو ہم نے اس سے امان طلب کی جسکے جواب میں اس نے ہمیں معاف کر دیا اور تطیلہ سے چلے جانے کا حکم دیا ۔ بس ہم لوگ ابھی تطیلہ شہر سے نکل کر ہی آپکی طرف آ رہے ہیں ۔

اس خبر نے لوئی اور الفانسو دوئم دونوں کو ہی ہلا کر رکھ دیا تھا ۔ دونوں نے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا ۔ پھر آپس میں صلاح و مشورہ کیا ۔ پھر دونوں نے اپنے لشکر کو وہاں پڑاؤ کرنیکا حکم دیدیا تھا ۔ اور جو لشکری تطیلہ سے بھاگ کر آئے تھے ان سب کو انہوں نے اپنے متحدہ لشکر میں شامل کر لیا تھا ۔ جس وقت دونوں لشکر پڑاؤ کر رہے تھے الفانسو اور لوئی دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر کر ایک بڑی سی چٹان کے اوپر بیٹھ گئے ۔ شاید وہ رونما ہونے والے حالات کے متعلق باہم مشورہ کرنا چاہتے تھے ۔ چٹان پر بیٹھنے کے بعد دونوں تھوڑی دیر تک خاموش رہے اسکے بعد الفانسو نے لوئی کا مخاطب کیا ۔

لوئیس ۔ میرے دوست مسلمانوں کا یہ جرنیل جسکا نام عبدالکریم بن مغیث ہے ہمارے لئے انتہائی مہلک ثابت ہو رہا ہے ۔ اگر اسے اسی طرح اپنی کاروائیاں جاری رکھیں تو یاد رکھنا یہ صرف وہ علاقے ہی واپس لینے میں کامیاب نہ ہو جائیگا جو شارلیمان کے ساتھ ملکر ہم نے حاصل کئے ہیں بلکہ الٹا یہ ہم لوگوں کی سرحدوں کو پار کر کے ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہو گا اور ہماری سرزمینوں میں تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلے گا ۔ میں سمجھتا ہوں ہمیں ہر صورت میں اسی عبدالکریم کے حملوں کی روک تھام کرنی چاہیئے ۔

الفانسو میرے بھائی ۔ تمہارا کہنا درست ہے ۔ یہ عبدالکریم بلا کا ذہین اور نڈر جرنیل ہے ۔ ہر مشکل لمحات میں اس نے مسلمانوں کے حوصلوں کو بلند رکھا اور اپنے لئے کامیابیوں اور کامرانیوں کے دروازے کھولے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ خود شارلیمان بھی اسکے سامنے آتے ہوئے ہچکچاتا ہے ۔ شارلیمان بوریل کو اپنے جرنیلوں میں سب سے زیادہ دلیر اور جرأتمند سمجھتا ہے جبکہ بوریل کئی بار اس عبدالکریم کے ہاتھوں بدترین شکست اٹھا چکا ہے ۔ الفانسو میرے دوست میرے بھائی لگتا ہے ہمیں اس عبدالکریم پر قابو پانے کیلئے اسکے ساتھ جنگوں کا ایک طویل سلسلہ شروع کرنا ہو گا ۔ میرے ذہن

میں ایک ترکیب آئی ہے کہ ہمیں آج ہی اپنے اپنے مرکزی شہروں کی طرف تیز رفتار قاصد روانہ کر دینے چاہیئے اور حکم دینا چاہیئے کہ مزید لشکر تیار رکھے جائیں تا کہ اگر عبدالکریم کے ساتھ جنگ طول پکڑے تو ہمیں مناسب کمک مل سکے میرے خیال میں ہم اگر ایسا کریں تو جلد یا بدیر عبدالکریم کو کسی نہ کسی وقت ہم اپنے سامنے جھکانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں ۔

جواب میں الفانسو تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا تھا پھر اس نے بڑی سنجیدگی سے لوئیس کی طرف دیکھا ۔

لوئیس میرے بھائی تمہاری تجویز بہترین اور عمدہ ہے آج ہی ہم اپنے مرکزی شہروں کی طرف قاصد روانہ کرینگے اور کہلا بھیجیں گے کہ دونوں سلطنتوں کے مرکزی شہروں میں بڑی تیزی سے مزید لشکر تیار کئے جائیں ۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کچھ قاصد شارلیمان کی طرف بھی روانہ کرنے چاہیں اور اسے یہ ترغیب دینی چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اندلس کی سرزمین پر فیصلہ کن جنگ کرینکے لئے لشکر تیار رکھے تا کہ تینوں قوتیں یکجا ہو کر مسلمانوں پر وارد ہوں اوچوتھی قوت بوریل کی صورت میں بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیگی ۔ اسطرح ہم عبدالکریم کو اپنے سامنے زیر اور سرنگوں ہونے پر مجبور کر دینگے ۔

الفانسو کی اس تجویز پر لوئی کے لبوں پر مسکراہٹ نمودا ہوئی تھی اور اس نے توصیفی انداز میں الفانسو کی طرف دیکھا ۔

تم درست کہتے ہو ۔ اپنے مرکزی شہروں کی طرف قاصد بھجوانے کے ساتھ ہمیں شارلیمان اور بوریل کی طرف بھی قاصد بھجوا دینے چاہیئے ۔ اور انہیں ترغیب دینی چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ان ہی کی سرزمینوں میں فیصلہ کن جنگ کرینکے لئے اپنی تیاریوں کو آخری مراحل میں پہنچا دیں ۔

لوئیس میرے بھائی تیرا کہنا درست ہے ۔ پر میرے ذہن میں ایک اور بات بھی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ بوریل اور شارلیمان کو اپنے ساتھ ملانے سے پہلے ہم ایک بار اس عبدالکریم سے ضرور ٹکرائیں ۔ اگر ہم دونوں ملکر کھلے میدانوں میں اس عبدالکریم کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تو پھر اسکے خلاف کامیابی حاصل کرنیکا سارا سہرا

تیرے اور میرے سر ہو گا اور اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوئے اور اسکے مقابلے میں ہمیں ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تو پھر میرے ذہن میں ایک دوسری ترکیب بھی ہے ۔ وہ یہ کہ ہم عبدالکریم اور مسلمانون کے خلیفۃ الحکم کیلئے مختلف محاذ کھول دینگے ۔

اس پر لوئیس فوراً بیچ میں بول پڑا ۔ دیکھ الفانسو جو کچھ کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو میں تمہاری ترکیب کو سمجھا نہیں جواب میں الفانسو پھر بول پڑا ۔

اگر ہم دونوں اس عبدالکریم پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے پھر تو ٹھیک ۔ ہماری اس فتمندی سے نہ تو صرف ہماری مملکتوں میں ہماری عزت اور احترام میں اضافہ ہو گا بلکہ پوری نصرانی دنیا میں شہرت اور ناموری میں ہم شارلیمان سے بھی فوقیت حاصل کر لینگے ۔ اور اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو پھر ہم دو محاذ کھولینگے ایک طرطوشہ شہر کی طرف اور دوسرا وادی الحجارہ کی طرف ۔

لوئیس ! یہ دونوں علاقے ایک دوسرے سے خاصے دور ہیں ۔ اگر ہمیں عبدالکریم کے مقابلے میں ناکامی ہوتی ہے تو ہم اس انداز میں پیچھے ہٹیں گے جیسے ہم اپنے اپنے علاقوں کی طرف واپس جا رہے ہیں ۔ اور آئندہ مسلمانوں سے جنگ کرنیکا کوئی ارادہ نہیں رکھتے ۔ لیکن اندر ہی اندر ہم اپنے پہلے سے طے شدہ فیصلے پر عمل پیرا ہونگے ۔ لوئی میرے بھائی مسلمانوں کے علاقوں سے نکلنے کے بعد ایک دم تم دائیں جانب مڑنا اور مسلمانوں کے شہر طرطوشہ کو اپنا ہدف بنانا ۔ طرطوشہ بحرہ متوسط کے کنارے اس جگہ واقع ہے جہاں دریائے ابرہ سمندر میں گرتا ہے ۔ طرطوشہ میں اس وقت مسلمانوں کا کوئی بڑا لشکر نہیں لہذا تم آسانی اس شہر پر قابض ہو کر مسلمانوں کے دیگر علاقوں کو چھین سکتے ہو ۔ جہاتک میرا تعلق ہے تو میں اپنے مرکزی شہر کی طرف جانیکے بجائے مسلمانوں کی سب سے سرسبز اور آباد سرزمین وادی الحجارہ کا رخ کرونگا ۔ وادی الحجارہ اور الشارات سے متصل دریائے دویرہ کے جنوب میں واقع ہے ان وادیوں میں داخل ہو کر مسلمانوں کے خلاف خون کی ہولی کھیلو نگا ۔ اور پھ ایسا کر نے سے قبل ہم شارلیمان کے جرنیل بوریل کی طرف بھی پیغام بھجوا دینگے کہ ہم طرطوشہ اور وادی الحجارہ میں دو مختلف محاذ مسلمانوں کے لئے کھولنا چاہتے ہیں ۔ لہذا وہ تیسرے محاذ کی ابتدا کر دے او اپنے مرکزی شہر آشونہ سے نکل کر وہ دریائے ابرہ کو پار کر کے جبال مشرق کی

مسلمانوں کی آبادیوں پر حملہ آور ہو جائے ۔

سن لوئیس ! جب اسطرح متحد ہو کر مسلمانوں کیلئے تین بڑے محاذ کھل جائینگے تو مجھے یہ بتاؤ کہ مسلمانوں کا یہ اکیلا جرنیل عبدالکریم کس کس محاذ پر ہم سب سے جنگ کریگا ۔ سنو اگر وہ وادی الحجارہ میں میرا سامنا کرتا ہے تو اس وقت تک تم اور بوریل دور دور تک مسلمانوں کے علاقوں میں تباہی مچا چکے ہو گے ۔ اور اسے میرے سامنے سے ہٹ کر تمہارا رخ کرنا پڑیگا ۔ اور اگر وہ تم دونوں میں سے کسی ایک کا رخ کرتا ہے تو اس وقت تک میں وادی الحجارہ کو عبور کرتا ہوا مسلمانوں کے مرکزی قرطبہ کا رخ کر رہا ہونگا ۔ میرے خیال میں اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہم اندلس میں مسلمانوں کی سلطنت کی بنیادیں ہلا کر رکھ سکتے ہیں ۔

الفانسو جب خاموش ہوا تو لوئیس نے توصیفی انداز میں اسکی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا ۔

میرے بھائی تیرا کہنا درست ہے جو لائحہ عمل تم نے پیش کیا ہے اگر ہم اس پر عمل کریں تو یقیناً ہم مسلمانوں کے خلاف بہترین کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں ہم ایک بار عبدالکریم سے ٹکرانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے ہماری خوش نصیبی عبدالکریم کے خلاف پہلے ہی مرحلے میں ہمیں کامیابیاں عطا کر دے ۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ہماری خوش قسمتی اور مسلمانوں کی بد بختی کے دروازے کھل جائینگے اگر ہم کامیاب نہ ہوئے تو پھر تمہاری اس تجویز پر عمل کرینگے جو تم نے پیش کی ہے میرے خیال میں اب آؤ اپنے لشکریوں کے پڑاؤ کا جائزہ لیں اسکے ساتھ ہی دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور خیمہ گاہ میں داخل ہو گئے تھے ۔

○○○○

رات آدھی کے قریب جا چکی تھی ۔ ہر طرف ہر سمت بیتے لمحوں کی یادوں اور معبد کے بجھے دیپ جیسی خاموشی اور سکوت طاری تھا ۔ کالی رات کے طول میں ہواؤں کے تمانچے زمین پر بکھرے لمحوں کو اوراق کو پراگندہ کرنے میں مصروف تھے ۔ نیلگوں

آسمان کی وسعتوں میں جھلملاتے ستارے چپ تھے ۔ ابلتے چشموں کو چاندنی میں نہلاتا مہتاب خاموش تھا ۔ کاسنی بادلوں کے کارواں اپنے نیچے سرمئی سائے پھیلائے سرمدی لطافتوں کے ساتھ ایک دوسرے کا منہ چومتے بے جہت منزلوں کو رواں تھے ۔

صخرہ قیس اور تطیلہ شہر کے درمیان الفانسو اور لوئی کے لشکر میں بالکل خاموشی طاری تھی ۔ لشکر کا ایک بڑا حصہ گہری نیند وہاں سویا ہوا تھا تاہم کچھ دستے لشکر کے اطراف میں پہرہ دیتے ہوئے چوکس اور بیدار تھے ۔ اچانک الفانسو اور لوئی کے لشکر میں شفق کی بے خواب وادیوں میں گیدڑوں کے چیخنے اور بے کراں سوچوں کے لمحوں کی طرح بھیڑیوں کے رونے کا سا شور اٹھ کھڑا ہوا ایسا محسوس ہونے لگا تھا گویا وحشتوں کے رقص میں دیو مالائی طلسم اور گونجتے غاروں کے آبشاروں میں سلگتے دھاروں کی موجیں گھس آئی ہوں ۔ لوئیس اور الفانسو دونوں کے لشکروں میں ایک شور قیامت برپا ہو گیا تھا ۔ لشکری ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا انقلاب کیا تبدیلی رونما ہوئی ہے ہر طرف ایک بھگدڑ ایک افراتفری کا عالم برپا تھا ۔ پھر اس بد نظمی میں بڑی تیزی کے ساتھ کچھ آوازیں ابھرتی ہوئی صاف سنائی دینے لگی تھیں ۔ الفانسو اور لوئیس کے لشکری بلند آوازوں میں چلاتے ہوئے اپنے ساتھی اور کمانداروں کو شاید اطلاع کر رہے تھے وہ بری طرح چلا رہے تھے ۔

مسلمانوں کے سالار عبدالکریم نے شبخون مار دیا ہے ۔ اب ہر طرف یہی شور برپا تھا کہ مسلمانوں کے سالار عبدالکریم نے شبخون مار دیا ہے ۔ الفانسو اور لوئی کے لشکریوں کی ان آوازوں نے ان کے پورے لشکر میں ایک خوف وہراس برپا کر کے رکھ دیا تھا ۔ الفانسو اور لوئی جلدی جلدی سنبھلے اپنے ان لشکریوں کی تنظیم انہوں نے درست کی جو ابھی تک ان آوازوں کے زیر اثر نہیں آئے تھے ۔ اور پھر انہوں نے اس شبخون کو ناکام بنانے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک شبخون مارنے والے الفانسو اور لوئی کے لشکر کے کافی حصے پر چھاتے چلے گئے تھے ۔

شبخون میں حصہ لینے والے آتش مزاج بہادر عربوں کا اعلیٰ ترین معیار پیش کر رہے تھے ۔ جبکہ تیز اور سرگرم بربر عذاب شدید کی طرح اپنے سامنے آنے والے دشمن کے ہر قلب وجگر کی تہوں میں اترتے چلے جا رہے تھے ۔ اس شبخوں کے باعث الفانسو اور لوئی دونوں کے

لشکری مظطربانہ حرکتوں اندھی سرگرمیوں ۔ خستگی اور بیچارگی کا شکار ہو کر رہ گئے تھے اور ہر طرف شور قیامت اور ایک واویلہ سا اٹھ کھڑا ہوا تھا ۔

الفانسو اور لوئی نے جلدی جلدی لشکر کے ایک حصے کو منظم کر کے شبخون مارنے والوں کی راہ روکنا چاہی لیکن اب تو شبخوں مارنے والے اپنے کام کے نصف حصے کی بھی تکمیل کر چکے تھے ۔ پھر یہ شبخون تین اطراف سے مارا گیا تھا ایک طرف سے خود عبدالکریم زلزلوں کی دھمک بجلیوں کی کڑک ۔ قلزم کے بکھرتے زور اور موت کے آنچل کی طرح بڑھتے شور ۔ پھیلتے خوف کی طرح اپنے سامنے آنے والے لوئی اور الفانسو کے ہر لشکری کو خون میں نہلاتا چلا جا رہا تھا ۔ دوسری طرف سے ولی عہد عبدالرحمان پرجوش بہتے لاوے اور صحرا کی تپتی ریت کی طرح اندھیرے کا جگر چیرتے ہوئے دشمن کی سپاہ کا قلع قمع کرتا چلا جا رہا تھا ۔ تیسری سمت سے اسماعیل بن قاسم موت کے گرداب اور خاک وخاکستر کر دینے والے جبر کے دیوتا کی طرح دشمن کے ہر جتن کو ناکام بناتا چلا جا رہا تھا ۔

الفانسو اور لوئی دونوں نے مل کر شبخون کو ناکام بنانے کی بھرپور کوشش کی لیکن ان دونوں کو بری طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ۔ عبدالکریم کے اس شبخون سے لگتا تھا جیسے الفانسو اور لوئی کے لشکر میں اس شبخون کی وجہ سے خالد کی تلوار ۔ طارق کے عزم ۔ قاسم کی الوافری ۔ عبیدہ کی جانفشانی ۔ صلاح الدین کی جرأتمندی ۔ رکن الدین کی شجاعت ۔ موسیٰ بن نصیر کی دلیری ۔ باربروسہ کی بیباکی ۔ ترغوت کی تازہ دمی ۔ ابن تاشفین کی استقامت نے شجاعت کی سرخیوں سے سجے تغیرات کے نئے راز کھولنے کا عمل شروع کر دیا ہو ۔

الفانسو اور لوئی نے بار بار کوشش کی کہ عبدالکریم اور اس کے دونوں سالاروں کو کسی نہ کسی طرح اپنے لشکر سے نکال کر باہر کریں لیکن ہر بار انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اس لئے کہ عبدالکریم ۔ عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم بڑی تیزی سے پہلو کی سمت سے دشمن کی سپاہ کو بساط کی طرح لپیٹتے ہوئے ان کے قلب کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے الفانسو اور لوئی پریشان ہو گئے پھر جب انہوں نے دیکھا کہ شبخون مارنے والے کسی بھی طرح ان کے قابو میں نہیں آتے تو انہوں نے اپنے لشکر کو شکست تسلیم کرتے ہوئے فرار ہونے کا حکم دیدیا تھا بس فرار کا یہ حکم ملنا تھا کہ الفانسو اور لوئی اپنے بچے کھچے لشکر کو لیکر رات کی تاریکی میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے ۔ اپنے لشکر اور پڑاؤ کی ہر

شئے وہ جوں کی توں وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ۔ رات کی تاریکی میں عبدالکریم کے ہاتھوں الفانسو اور لوئی کی یہ بدترین شکست تھی ۔ عبدالکریم نے کچھ دور تک بھاگتے الفانسو اور لوئی کا تعاقب کیا جس وقت سورج طلوع ہونے کے قریب تھا وہ لوٹا اور بھاگنے والے دونوں بادشاہوں کے پڑاؤ کی ہر شئے کو سمیٹنے لگا تھا ۔

OOOO

خلیفہ الحکم بن ہشام ۔ نے لگاتار جدوجہد کرتے ہوئے ایک طرح سے اس نے ساری اندرونی بغاوتوں اور شورشوں پر قابو پالیا تھا اس اندرونی افراتفری سے نجات ملنے کے بعد پہلی بار خلیفہ الحکم اس قابل ہوا تھا کہ وہ بیرونی حملہ آور قوتوں کی طرف ذاتی توجہ مرکوز کر سکے ۔ ایک روز الحکم اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھا باہم گفتگو میں مصروف تھا کہ قصر کے اس کمرے میں سمیر داخل ہوئی ۔ چند قدم آگے بڑھنے کے بعد اس نے الحکم کو تعظیم پیش کی پھر اس نے بڑی عاجزی اور انکساری میں پوچھا ۔ خلیفہ محترم ۔ کیا آپ نے مجھے طلب کیا ۔ اس پر الحکم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر اسنے انتہائی شفقت آمیز آواز میں جواب دیتے ہوئے سمیر کو مخاطب کیا ۔

سمیر ۔ میری بیٹی میں نے ہی تمہیں بلایا ہے ۔ میں نے اپنے حاجب ابن ولید کو بھیجا تھا کہ وہ تمہیں فی الفور بلا کر لائے ۔ آؤ میرے اہل خانہ میں بیٹھو ۔ میری بچی میری بیٹی ۔ تمہیں یہاں میں نے اپنے بیوی بچوں کے کہنے پر بلایا ہے انہوں نے تمہارے لئے کپڑوں کے علاوہ کچھ دیگر ضروریات کی چیزوں کا اہتمام کر رکھا ہے ۔ اور یہ چیزیں تمہارے حوالے کرنا چاہتی ہیں ۔ ان کا ارادہ تھا کہ خود چل کر تمہاری حویلی میں جائیں لیکن میں نے خود انہیں کہا کہ نہیں ایسا مناسب نہیں ۔ میں سمیر کو یہیں بلاتا ہوں تاکہ اپنی بیٹی سے میں خود بھی ملونگا اور میری موجودگی میں جو کچھ تم اسے دینا چاہتی ہو اسے دو تاکہ مجھے بھی خبر ہو کہ تم میری بیٹی کو کیا کچھ دے رہے ہو ۔

الحکم کا جواب سن کر سمیر بے حد خوش ہوئی پھر وہ اس کی بیوی اور دیگر اہل خانہ میں شامل خواتین اور اس کی لڑکیوں میں جاکر بیٹھ گئی تھی اور وہ سب اسے وہ چیزیں دکھا رہی

تھیں جو انہوں نے خصوصیت کے ساتھ عبدالکریم کی بیوی کی حیثیت سے سمیر کے لئے تیار کیں تھیں جبکہ خلیفہ الحکم بھی وہ ساری چیزیں جو سمیر کے حوالے کی جارہی تھیں بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا ۔

کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ خلیفہ کے حاجب ابن ولید نے اس دروازے پر دستک دی اور اندر آنے کی اجازت طلب کی اس دستک پر اس کمرے میں قصر کی جس قدر عورتیں اور لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں وہ قصر کے دائیں طرف جو باریک پردہ تھا وہ اسکے پیچھے جاکر بیٹھ گئیں تھیں سمیر کو بھی وہ اپنے ساتھ لے گئیں تھیں جب ایسا ہو چکا تب خلیفہ الحکم نے اپنے حاجب ابن ولید کو اندر آنے کی اجازت دی ۔

اس پر ابن ولید اندر آیا خلیفہ کے سامنے آکر اس نے تعظیم پیش کی پھر کہنے لگا آقائے محترم ۔ میں ایک انتہائی اچھی خبر لیکر آیا ہوں ۔ امیر عبدالکریم کی طرف سے قاصد آیا ہے ۔ وہ آپکے نام پیغام بھی رکھتا ہے اور کچھ چیزیں بھی آپکے حوالے کرنا چاہتا ہے اسکے علاوہ آپ سے اور بہت کچھ بھی کہنا چاہتا ہے میں نے اسے تفصیل جاننے کی کوشش نہیں کی اس لئے میں وقت ضائع کئے بغیر فی الفور اسے آپکی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا ۔

ابن ولید کی اس گفتگو پر خلیفہ الحکم بڑا خوش دکھائی دے رہا تھا پھر وہ کہنے لگا ابن ولید میرے بیٹے عبدالکریم کی طرف سے آنے والے قاصد کو فی الفور میرے سامنے پیش کرو ۔ اسے کے ساتھ ہی ابن ولید باہر نکلا تھوڑی دیر بعد وہ قاصد اندر داخل ہوا جو عبدالکریم کی طرف سے آیا تھا ۔ الحکم نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس قاصد سے مصافحہ کیا پھر اسے اپنے قریب بیٹھنے کو جگہ دی ۔ اور اسکے بعد انتہائی شفقت میں پوچھا کہو تم عبدالکریم کی طرف سے میرے لیے کیا پیغام لیکر آئے ہو ۔

قاصد نے ہلکے سے کھنکھارتے ہوئے اپنا گلا صاف کیا پھر وہ کہنے لگا ۔

خلیفہ محترم ۔ میں آپکے لئے انتہائی اہم اور اچھی خبریں لیکر آیا ہوں آپ جانتے ہیں بار سلونہ اور تطیلہ شہروں پر قبضہ کرنیکے بعد شارلیمان واپس فرانس چلا گیا تھا اور ان علاقوں کی نگرانی اور دیکھ بھال پر وہ اپنے جرنیل بوریل کے علاوہ لوئیس اور الفانسو دوئم کو بھی مقرر کر گیا تھا ۔ اسکے جانے کے بعد عبدالکریم حرکت میں آیا پہلے اس نے بوریل کو بدترین شکست دی بوریل شکست کھا کر بھگا اور آشونہ شہر میں محصور ہو گیا عبدالکریم نے اسکا

محاصرہ کر لیا اتنی دیر تک لوئیس بوریل کی مدد کیلئے آیا یہ محاصرہ ترک کرتے ہوئے عبدالکریم لوئیس کی طرف گیا اور کھلے میدانوں میں لوئیس کو بھی بدترین شکست دی کچھ عرصے تک بوریل اور لوئیس چوہے بلی کا کھیل عبدالکریم کے ساتھ کھیلتے رہے جب عبدالکریم بوریل کی طرف جاتا تو پیچھے سے لوئیس حملہ آور ہوتا جب وہ لوئیس کی طرف جاتا تو پیچھے سے اسکے تعاقب میں بوریل نکل کھڑا ہوا۔ تاہم اس مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شارلیمان نے بارسلونہ اور تطلیہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ کرنے کے بعد شارلیمان واپس چلا گیا تب سب سے پہلے بوریل آشونہ میں اسیر ہو گیا اور لوئیس بارسلونہ شہر سے باہر اپنے لشکر کے ساتھ الفانسو سے جا ملا۔

آقائے محترم! ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امیر عبدالکریم نے اپنی بہترین کارگذاری کا مظاہرہ کیا۔ آپ جانتے ہیں یوسف بن عمروس کو شارلیمان نے صخرہ قیس میں اسیر کر دیا تھا اور اسکی رہائی کیلئے خاصی بڑی رقم مانگی تھی عبدالکریم نے اپنے لشکر کے ساتھ پہلے صخرہ قیس کا رخ کیا۔ وہاں جس قدر فرانسیسی لشکر تھا اسکو اس نے موت کے گھاٹ اتارا اور یوسف بن عمروس کو وہاں سے رہائی دلائی اس نے صرف چند روز صخرہ قیس میں قیام کیا اسکے بعد وہ تطلیہ شہر کی طرف بڑھا۔

اتنی دیر تک لوئیس اور الفانسو کو بھی عبدالکریم کی اس کارگذاری کا علم ہو چکا تھا لہذا وہ دونوں اپنے متحدہ لشکر کو لیکر بڑی تیزی سے صخرہ قیس کی طرف بڑھے اتنی دیر تک عبدالکریم بھی آندھی اور طوفان کی طرح تطلیہ شہر پر وارد ہوا وہاں بھی جس قدر فرانسیسی لشکر تھا اسے بھی اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور تطلیہ شہر پر اس نے قبضہ کر لیا ہے۔

ان دونوں شہروں پر قبضہ کرنیکے بعد فرانسیسیوں کے ہاتھوں عبدالکریم کو بے شمار مال غنیمت ملا۔ صخرہ قیس کے قریب پہنچ کر جب الفانسو اور لوئیس کو خبر ہوئی کہ عبدالکریم تطلیہ جا چکا ہے تو انہوں نے تطلیہ کا رخ کیا لیکن ابھی انہوں نے آدھا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ انکے جاسوسوں نے خبر دی کہ تطلیہ پر بھی عبدالکریم قابض ہو چکا ہے لہذا ان دونوں نے آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنے کیلئے وہیں پڑاؤ کر لیا تھا۔

پر آقائے محترم۔ الفانسو اور لوئیس کو یہ پڑاؤ بہت مہنگا پڑا۔ ایک رات عبدالکریم نے اچانک الفانسو اور لوئیس پر ایسا زبردست شبخون مارا کہ دونوں کے لشکروں کو

عبدالکریم نے ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ انگنت فرانسیسیوں کا اس نے قتل عام کیا اس شبخون کے نتیجے میں الفانسو اور لوئیس کو بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے دور تک عبدالکریم نے انکا تعاقب کیا۔ الفانسو اور لوئیس اپنے اپنے پڑاؤ کی ہر چیز چھوڑ بھاگے تھے لہذا اس پڑاؤ سے عبدالکریم کو اس قدر سامان ملا ہے کہ جسکا شمار تک نہیں کیا جا سکتا۔

امیر عبدالکریم نے اپنے لشکر کو سستانے اور آرام کرنیکا موقع دینے کیلئے ابھی تک وہیں پڑاؤ کر رکھا ہے جو مال غنیمت انکے ہاتھ لگا اس میں سے ایک حصہ انہوں نے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا ہے کچھ اموال اور کھانے کی اشیاء انہوں نے رانسی وال کے دروں میں حمود بن مغیرہ کی طرف بھجوائی ہیں اور باقی جس قدر مال غنیمت ہے وہ چند مسلح دستے لیکر قرطبہ میں داخل ہونے والے ہیں خلیفہ محترم میں ان دستوں کے ساتھ ہی سفر کرتا رہا ہوں بس آپ تک یہ خبر پہنچانے کیلئے میں ان سے آگے نکل آیا ہوں۔ میرے خیال میں مال غنیمت لیکر آنے والے وہ دستے قرطبہ شہر میں داخل ہو رہے ہونگے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد رکا پھر اپنی کمر سے بندھی ہوئی ایک بڑی تھیلی اس نے کھولی اس میں سے اس نے سونے کے کافی وزنی بارہ کنگن نکالے اور ان کنگنوں میں انتہائی قیمتی اور نایاب موتی جڑے ہوئے تھے ان بارہ کنگنوں کو آگے بڑھاتے ہوئے اس قاصد نے خلیفہ الحکم کی گود میں رکھا پھر کہنے لگا۔

خلیفہ محترم! یہ کنگن الفانسو اور لوئیس کے پڑاؤ سے ملے ہیں۔ شاید یہ کنگن ان دونوں بادشاہوں کی بیگمات یا لڑکیوں کے ہیں اسلیئے کہ جس وقت شبخون مارا گیا تھا لوئیس اور الفانسو کے لشکر میں جس قدر عورتیں اور لڑکیاں تھیں وہ بدکی ہوئی گھوڑیوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتی پھرتی تھیں۔ بارہ کنگن ان دونوں شاہی خاندان کی لڑکیوں ہی کے ہیں جو وہ چھوڑ بھاگی ہیں۔ عبدالکریم نے یہ بارہ کنگن دیکر مجھے آپ کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ میں یہ بارہ کنگن آپکی خدمت میں پیش کروں۔

خلیفہ الحکم تھوڑی دیر تک وہ سارے کنگن الٹ پلٹ کر کے دیکھتا رہا پھر تحسین آمیز سے انداز میں قاصد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ کنگن واقعی نایاب و بے مثال اور انتہائی قیمتی ہیں اسکے ساتھ ہی آواز دیکر خلیفہ الحکم نے اپنے حاجب کو اندر بلایا اس پکار کے جواب میں حاجب ابن ولید بھاگتا ہوا آیا۔ الحکم نے اشارے سے اسے قریب بلایا اور اسکے

کان میں کچھ سر گوشی کی ۔ جس پر ابن ولید باہر چلا گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ آیا اسکے ہاتھ میں چھوٹی سی نقدی کی تھیلی تھی جو ابن ولید نے اس قاصد کو تھماتے ہوئے کہا یہ آقا کی طرف سے تمہارا انعام ہے ۔ قاصد ہچکچایا ۔ لیکن جب الحکم نے اثبات میں مسکراتے ہوئے سر ہلایا تو اس نے اس تھیلی کو قبول کر لیا تھا ۔

اسکے بعد الحکم نے اپنے حاجب ابن ولید کو مخاطب کیا ۔

ابن ولید اس قاصد کے ساتھ اب وہ دستے بھی شہر میں داخل ہو رہے ہیں جو عبدالکریم کی طرف سے مال غنیمت لیکر آئے ہیں ۔ یہ سارا مال غنیمت قصر کے سامنے کھلے میدانوں میں سجا دو ۔ پہلے میں اس سارے سامان کا جائزہ لوں گا پھر اسکے متعلق کوئی فیصلہ کرونگا ۔ اب تم اس قاصد کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اسکے طعام و قیام کا عمدہ بندوبست کرو ۔ اسکے ساتھ ہی قاصد بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور الحکم کو تعظیم دیتا ہوا وہ ابن ولید کے ساتھ وہاں سے نکل گیا تھا ۔

حاجب اور قاصد کے جانیکے بعد الحکم نے قصر کی ان ساری عورتوں کو اپنے سامنے بلایا اور الحکم کی پکار پر سمیر اور دیگر ساری عورتیں اس جگہ آکر بیٹھ گئیں تھیں جہاں وہ قاصد کی آمد سے پہلے بیٹھی ہوئی تھیں اسکے بعد الحکم نے سمیر کی طرف دیکھتے ہوے کہنا شروع کیا ۔

سمیر ۔ میری بیٹی دیکھ یہ جو قاصد ابھی میرے پاس آیا ہے یہ عبدالکریم کی طرف سے وارد ہوا ہے اس پر سمیر الحکم کی بات کاٹتے ہوئے فوراً کہہ اٹھی ۔

خلیفہ محترم ! جو گفتگو آپ اور قاصد کے درمیان ہوئی وہ ساری میں سن چکی ہوں ۔ عبدالکریم جو اب میرے شوہر ہیں مجھے انکی ذات پر فخر ہے ۔ انہوں نے جو بوریل کے علاوہ الفانسو لوئیس کو شکست دیتے ہوئے صخرہ قیس اور تطیلہ شہروں پر قبضہ کیا ہے تو جانئے میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں مجھے امید ہے کہ آنے والے دور میں وہ اور بھی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرینگے ۔

الحکم کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ پھر وہ دوبارہ کہہ اٹھا ۔

سمیر ۔ میری بیٹی میری بچی وہ قاصد مجھے بارہ ایسے کنگن دے گیا ہے جو انتہائی قیمتی ہیں اور سونے کے ان کنگنوں میں بڑے اعلیٰ اور انتہائی نایاب ہیرے جڑے ہوئے ہیں ۔ ان کنگنوں کی ساخت بتاتی ہے کہ انکا تعلق الفانسو یا لوئیس کے شاہی خاندان کی خواتین یا

شہزادیوں سے ہے عبدالکریم نے جب شبخون مارا تو بھاگتے ہوئے وہ لوگ یہ کنگن اپنے ساتھ لے جانا بھول گئے دیکھ بیٹی یہ کنگن سنبھالو ۔ یہ تمہارا حق بنتا ہے اسلئے کہ تم عبدالکریم کی بیوی ہو ۔

الحکم نے جب کنگن سمیر کی طرف بڑھائے تو سمیر نے بارہ کے بارہ کنگن لے لئے ۔ تھوڑی دیر تک وہ انہیں الٹ پلٹ کر دیکھتی رہی خوش ہوتی رہی پھر دو کنگن اسنے اپنے پاس رکھے اور دس اسنے خلیفہ الحکم کی گود میں لوٹانے کے بعد پھر کہنا شروع کیا ۔

خلیفہ محترم ۔ ان بارہ کنگنوں میں سے میں اپنے آپ کو صرف دو کنگن کی حقدار خیال کرتی ہوں باقی دس کنگن آپ اپنے اہل خانہ میں اپنی مرضی سے تقسیم کریں اسلئے کہ جب آپ اور آپ کے اہل خانہ مجھے اپنی بیٹی ہی کی طرح خیال کرتے ہیں تو ان بارہ کنگنوں پر جس طرح میرا حق بنتا ہے اسی طرح آپ کے اہل خانہ کا بھی حق بنتا ہے ۔ خلیفہ محترم بس میں ان دو ہی کنگنوں کی حقدار ہوں ۔ اسکے ساتھ ہی سمیر نے وہ دونوں کنگن سنبھال لئے تھے ۔ سمیر کے اس فیصلے پر جہاں قصر کی خواتین خوش تھیں وہاں الحکم بھی بے پناہ مسرت کا اظہار کر رہا تھا ۔ پھر وہ دس کنگن بھی قصر کی لڑکیوں میں تقسیم کئے گئے ۔ اسکے بعد الحکم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا ۔

میری بیٹی ۔ تم یہیں قصر میں ہی ٹھہرو ۔ شام کا کھانا کھا کر اپنی حویلی میں جانا ۔ عبدالکریم کی طرف سے مال غنیمت شہر میں داخل ہو رہا ہے میں اسکا جائزہ لیتا ہوں ۔ اسکے بعد لوٹتا ہوں اسکے ساتھ الحکم قصر سے باہر نکل گیا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد الحکم کی موجودگی میں عبدالکریم کی طرف سے آنے والا سارا مال غنیمت قصر کے سامنے سجا دیا گیا تھا ۔ تھوڑی دیر تک الحکم اس سارے مال غنیمت کا جائزہ لیتا رہا ۔ پھر اس نے مختلف حصے کئے ۔ خوراک کے حصے شہر کے ضرورتمندوں میں تقسیم کرنے کے لئے الگ کر دیئے گئے ۔ اسی طرح دوسرا سامان بھی لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے علیحدہ کیا گیا اور باقی الحکم کے حکم پر بیت المال کی طرف بھجوا دیا گیا تھا ۔

الفانسو اور لوئیس اپنے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق حرکت میں آئے ۔ عبدالکریم کے ہاتھوں صخرہ قیس اور تطیلہ شہروں کے درمیان بدترین شکست کھانے کے بعد بظاہر وہ اپنے اپنے علاقوں کی طرف واپس چلے گئے تھے لیکن مسلمان سرحدوں کو پار کرنے کے بعد دونوں نے اپنا رخ بدلا ۔ لوئیس لمبا چکر کاٹتے ہوئے دریائے ابرہ کے ساتھ ساتھ بحیرہ متوسط کے کنارے مسلمانوں کے شہر طرطوشہ میں کی طرف بڑھا تھا ۔ یہ ایک لمبی مسافت تھی جو لوئیس نے اختیار کی تھی ۔ طرطوشہ میں مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا لشکر تھا جس کی وجہ سے لوئیس کے حوصلے بلند تھے کہ وہ بہت جلد طرطوشہ میں مسلمانوں کے محافظ لشکر کا خاتمہ کرکے طرطوشہ پر قبضہ کرے گا ۔ ساتھ ہی ساتھ لوئیس نے اپنے مرکزی شہر سے اپنے لئے کمک بھی طلب کر لی تھی ۔

اودھر الفانسو پہلے اپنے علاقوں میں داخل ہوا اپنے لشکر میں اضافہ کرکے اسنے اپنی قوت مزید مستحکم اور مضبوط کی پھر دریائے دویرہ کو عبور کرنے کے بعد وہ آندھی اور طوفان کی طرح مسلمانوں کی وادی الحجارہ میں داخل ہوا ۔ جبل البشارات سے متصل ان وسیع و عریض وادیوں میں مسلمانوں کا کوئی لشکر نہ تھا ۔ اور یہ وادیاں بڑی گنجان آباد اور زرخیز تھیں ۔ الفانسو جو بری طرح انتقام پر اترا ہوا تھا وادی الحجارہ کے ایک طرف سے شروع ہوا اور اس نے مسلمانوں کا قتل عام کرنا شروع کیا ۔ اس قتل عام میں بوڑھے بچے عورت اور کمزور اور توانا کی کوئی تمیز نہ کی گئی ۔ الفانسو نے الحجارہ کی وادیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے

درندے کی صورت اختیار کر لی تھی ۔ جس کے منہ کو خون لگ گیا ہو ۔ اسنے الحجارہ کی وادیوں میں دور دور تک آگ اور خون کا کھیل کھیلنا شروع کیا ۔ اس قتل عام کے علاوہ الفانسو نے انگنت عورتوں کو اپنا اسیر بنالیا ۔ ان اسیروں میں عباس نام کا ایک شاعر بھی تھا جو کسی نہ کسی طرح اسیری سے بھاگ نکلا ۔ اور اس ظلم اور جبر کی فریاد کرنے کے لئے وہ قرطبہ کی طرف بھاگا تھا ۔ ایک روز خلیفہ الحکم بن ہشام اپنے قصر میں اپنے سارے اراکین سلطنت کے ساتھ بیٹھا اپنی سلطنت میں بغاوتوں کے فرد ہو جانے اور سرکشی کے ختم ہو جانے پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس کا حاجب ابن ولید اندر آیا خلیفہ کو اسنے تعظیم دی پھر وہ بے چارہ اکھڑی اکھڑی سی آواز میں کہنے لگا ۔

خلیفہ محترم ۔ وادی الحجارہ کی طرف سے ایک شاعر آیا ہے جو اپنا نام عباس بتاتا ہے ۔ وادی الحجارہ پر اشتوراس کے نصرانی بادشاہ الفانسو نے حملہ کر دیا ہے وہ اسی حملے کی تفصیل آپ سے کہنا چاہتا ہے وہ آپ سے ملنے کا متمنی ہے ۔

الحجارہ کی وادیوں پر الفانسو کے حملہ آور ہونے کی خبر سن کر الحکم پریشان اور دلگیر سا ہو گیا تھا ۔ تاہم اسنے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے حاجب کو اسنے مخاطب کیا ۔

سن ابن ولید! اگر الفانسو ہماری الحجارہ کی وادیوں پر حملہ آور ہوا ہے اور عباس نام کا وہ شاعر اس سے متعلق ہمیں مطلع کرنا چاہتا ہے تو اسے باہر کیوں روکا گیا ۔ جاؤ وقت ضائع کیے بغیر اس کو اندر لاؤ ۔ اس پر ابن ولید مڑا اور باہر نکل گیا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد ابن ولید ایک ایسے شخص کو اندر لایا جو ڈھلی ہوئی عمر کا تھا ۔ اسکا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا ۔ چہرہ اور اسکی داڑھی گرد سے اٹے ہوئے تھی ۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے سب فکر مند ہو گئے تھے ۔ الحکم کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے عباس نام کے اس شاعر نے پہلے الحکم کو تعظیم دی پھر اس بیچارے کی گردن جھک گئی ۔ اسکے بعد قصر میں اسکی آواز سنائی دی ۔

خلیفہ محترم ۔ میں بنیادی طور پر ایک شاعر ہوں ۔ پر کسی کو اپنا مالک بجز خدا کے نہیں مانتا ۔ جن افکار و آلام جبر و ستم کا میں ذکر کرنے لگا ہوں گو وہ بعید از شمار ہیں لیکن ان کا ذکر نہ کرنا ایک گھناؤنا جرم اور گناہ ہے ۔ مسلمانوں کے امیر! اشتوراس کا عیسائی بادشاہ ہماری الحجارہ کی وادیوں پر حملہ آور ہوا ۔ کوئی اسکی راہ روکنے والا نہ تھا ۔ کوئی اس کا سامنا کرنے والا کوئی اسیر جوابی حملہ کرنے والا نہ تھا ۔ اس کی حالت اس بے نتھے بیل جیسی تھی

جیسے کھیتوں کو برباد کرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا ہو ۔

اے ہمارے امیر ۔ اس الفانسو کے سامنے مسلمان کیا بوڑھے کیا جوان چکی کے پاٹوں میں اناج کی طرح پستے رہے ۔ ستارہ سحر سی کنواری بیٹیاں جن کے پاؤں نرم غالیچوں پر پڑتے تھے قتل ہوتی رہیں خون میں نہاتی رہیں ۔ المدد پکارتی رہیں ۔ دشمن تیز دھار تلواروں سے انہیں کاٹتے رہے اور ملت کی شوکت سے معمور قلب و جگر الفانسو کی خونخواری اور درندگی کا شکار ہوتے رہے ۔

اے امیر الفانسو اور اسکے سپاہیوں کے لچکدار نیزے چمکتی تلواریں انسانیت کے سر سبزی و ثمر ریزی کو خون آلود کرتی رہیں ۔ چراغ ہدایت کو شعلہ شیطانی پر غالب کیا جاتا رہا الفانسو کے لٹیرے اور قزاق اپنی قومی عصبیت میں بدترین طریقے سے ہماری مذہبی یگانگت پر ضرب لگاتے رہے ۔

امیر آج تک اندلس میں ہمارے خلیفہ بہادر عربوں کا اعلیٰ ترین معیار رہے ہیں حاکم صرف حاکم ہی نہیں صلاح کار بھی ہوتا ہے ۔ حکمران صرف حکومت کرنیکے لئے مقرر نہیں کیا جاتا بلکہ وہ اپنی رعایا کی بہبود خیر سلامتی عزت و ناموس کا پاسبان بھی ہوتا ہے ۔

اس خانہ ہستی ۔ اس کارخانہ رنگ و بو میں یہ نقش طرازیاں یہ رنگ آمیزیاں ۔ ارتقائی سفر جیسی عارضی ہیں ۔ جو داستان میں کہہ رہا ہوں یہ کوئی قصص و حکایت ۔ داستان طرازی نہیں بلکہ الفانسو کے دجل و فریب اور جنسی عصیان پر مشتمل ایک حقیقت ہے ۔

الفانسو الجارہ کی وادیوں میں نقش باطل کی طرح داخل ہوا ۔ مہکتے شگوفوں کی تازہ نمی جیسی بیٹیاں اسکے سامنے بے آبرو اور ذلیل ہوتی رہیں ۔ پاکیزہ روحوں کے مسکن جیسے بوڑھے گردنیں کٹواتے رہے ۔ تقدیس کے پاسبان نوجوان اسکی راہ روکتے ہوئے خون میں نہاتے رہے ۔ داستان ہائے زریں جیسے معصوم بچے لہو لہو ہو کر رہ گئے ۔ ان سارے مناظر کے سامنے کوئی انکی دادرسی کوئی انکا انتقام لینے والا نہ تھا ان پر زمین لہو روتی رہی ۔ آسمان آنسو بہاتا رہا ۔ ہر قدم ان کیلئے شور قیامت تھا ۔

خلیفہ محترم! الفانسو کی طرف سے ابتلا کی ان ساعتوں میں میری قوم کے مسلح جوان میری ملت کے محافظ میرے غیور [illegible] وفا میرے وطن کے فرزند جلیل اپنی بیٹیوں اپنی ماؤں کی حفاظت کیلئے اپنے سینوں [illegible] تمیں جلا [illegible] کامل کے ساتھ بازوے

شمشیر زن ہو کر الفانسو اور اسکے لشکریوں کے سامنے آئے اور کٹ مرتے تھے ۔ ہائے حیف یہ سارے مناظر میں بد بخت نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ۔ کوئی ان فرزندوں کی ثابت قدمی انکے آہنی عزم کی داد دینے والا نہ تھا ۔ اور وہ بیچارے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرتے ہوئے کٹتے رہے اور موت لہو کے آنچل میں اپنا منہ چھپائے ان پر غالب آتی رہی ۔

یہاں تک کہتے کہتے عباس شاعر رک گیا تھا ۔ اسکی آنکھوں سے بری طرح آنسو بہنے لگے تھے ۔ پھر وہ ہچکیاں اور سسکیاں لیتے ہوئے رونے لگا تھا دوسری طرف خلیفہ الحکم کی حالت اس سے بھی بدتر تھی ۔ اسکی آنکھیں عباس پر جمی ہوئی تھیں ان سے بہتے آنسو اسکے دامن کو تر کر رہے تھے وہ بالکل جامد اور پتھر لگتا تھا اسکے چہرے پر لگتا تھا آندھیوں اور طوفانوں کے حادثات اٹھ رہے ہوں ۔

تھوڑی دیر تک عباس بے چارہ سسکیاں لیکر روتا رہا پھر اس نے انے آپکو سنبھالا اور اسکے بعد ایوان میں اسکی آواز پھر بلند ہوئی ۔

دختران وادی الجارہ غیروں کے ہاتھوں ظلمتوں کے بھنور میں ڈوبتی رہیں ۔ سیمیں پیکر بیٹیاں شام کے بے انت اندھیروں میں کھوتی رہیں تہذیب کے شاہکار بوڑھے تاریکیوں کے تیز جھکڑوں میں ڈوب گئے فطرت کے جمال جیسے رنگین سہاگ کالی راتوں کے دروازوں پر دستک دیتے ہوئے مرتے کٹتے رہے ۔

اے الحکم دشمن کے ہاتھوں بے آبرو اور موت کا شکار ہونیوالی عورتیں بار بار پکارتے ہوئے کہتی تھیں ۔

اس نور کی ضو کے حامل کہاں کھو گئے جو غار حرا میں اترا تھا ۔ نمرود کی آگ شداد کے جبر اور فرعون کی کبر و نخوت جیسے دشمنوں کو اپنے پاؤں تلے روند دینے والے مجاہد کہاں کھو گئے ایسی داستانیں کھڑیں کرنے والے مجاہد کہاں چلے گئے وہ سرفروش کہاں چلے گئے جنکی معرکہ آرائیوں کے حاشئے قارسیہ قادیہ اور یرموک کے معرکوں سے مشابہ تھے ۔ وہ بار بار پوچھتی تھیں کہ اللہ واکبر کی گونجی آوازوں میں زمین کے ذرے ذرے کو کہکشاؤں کی دھول دریاؤں کے قطرے قطرے کو لہو کے بکھرتے سمندر جیسی عظمت عطا کرنے والے مجاہد زنزلوں کی دھمک بجلیوں کی کڑک قلزموں کے بکھرتے زور کو اپنے سامنے روک دینے والے جانثار شیطانیت کے اندھیروں بدی کی ایوانوں کو گرا دینے والے صاحب ایمان کہاں

کھو گئے۔

پر سن الحکم انکی اس پکار کا کوئی جواب دینے والا نہ تھا مسلمان عورتیں آندھیوں کے دوش پر بھیگے درختوں زخمی پرندوں کی طرح مرتی کٹتی رہیں گلاعارض خون کے جنگل میں شرماہٹوں کے نقاب لہو کے جھرنوں میں ہونٹوں کی سرخ کپکپاہٹیں فاصلوں کی لپٹی خاموشیوں میں ڈوبتے رہیں الفانسو اور اسکے لشکریوں کے ظلم کا سامنا کرنے والے مسلمان بے چارے درختوں کی طرح باہیں پھیلائے کسی طارق کے منتظر تھے۔ کسی نے انکی پکار پر لبیک نہ کہا اور وہ موت کی گہرائیوں میں ڈبو دینے والے خوابوں میں کھو گئے الحکم دشمن کا شکار ہونے والی عورتیں جہاں ننگے سر ننگے پاؤں پھٹے لباس کے ساتھ الفانسو کے سپاہیوں کے آگے بھاگتے ہوئے مدد کیلئے اپنے رب کو پکارتی تھیں وہاں الحکم وہ تمہیں بھی مدد کیلئے آواز دیتی تھیں۔

یہاں تک کہتے کہتے شاعر عباس کو خاموش ہو جانا پڑا اسلئے کہ الحکم اچانک بھڑک اٹھنے والے آتش فشاں کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے شاعر عباس کو مخاطب کیا۔

اے میری قوم کے نیک فرزند۔ سن خداوند قدوس کے علاوہ میری مائیں میری بہنیں مجھے مدد کیلئے پکارتی ہیں تو میں انکی پکار پر لبیک کہتا ہوں میں الفانسو کو بتاؤں گا کہ ہم کسی قوت کو جب اپنا دشمن سمجھ کر اسکے سامنے آتے ہیں تو اسکا کیا حشر اور انجام کرتے ہیں

یہاں تک کہتے کہتے الحکم کو رک جانا پڑا اسلئے کہ شاعر عباس آگے بڑھا اپنے لباس کے اندر سے ایک کاغذ اس نے نکالا اور وہ کاغذ اس نے الحکم کی طرف تھماتے ہوئے کہا۔ الحکم یہ ایک اسیر عورت کا تمہارے نام پیغام ہے۔ اس پڑھو اور اسکا جواب دو۔

الحکم نے وہ کاغذ لے کیا اس میں لرزتی کانپتی تحریر میں لکھا تھا۔

"مسلمانوں کے خلیفہ۔ تم اپنی ملت کے پاسبان ہو۔ وادی الحجارہ کے دروازوں پر دستک دینے والی کالی رات کے ظلم اور بھیڑیوں کے ہاتھوں سے بہتے خون سلسلے میں قیامت کے روز اپنے رب کو کیا جواب دو گے"

یہ تحریر پڑھکر الحکم سر سے لیکر پاؤں تک لرز کانپ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس پر

رعشہ طاری رہا پھر وہ جذبات کی رو میں چلاتی آواز میں کہہ اٹھا۔ شاعر عباس گواہ رہنا میں حملہ آوروں کو وہ سبق سکھاؤنگا کہ قیامت کے روز خود اپنے رب کے سامنے سرخرو ہو کر حاضر ہونگا

وہ خط پڑھنے کے بعد الحکم کی آنکھیں پھٹے آنچلوں کے پرچموں جیسی ہو کر رہ گئی تھیں گھٹیلے شانے کانپنے لگے تھے اور اسکا چہرہ یوں ہو گیا تھا جیسے اس پر ہزاروں طوفان ابل پڑے ہوں۔ پھر گرجتی برستی آواز میں الحکم کہہ اٹھا۔

شاعر عباس دشمن نے صرف اپنے جبر کی آہنی تنظیم آغاز شورش کے سامنے ہماری لب بستہ خاموشی اور بے زبان تیرگی جیسی چپ دیکھی ہے اس نے شاید آج تک ہم لوگوں کا اضطراب۔ عوام کا پیچ و تاب اور موج در موج اٹھتے ہمارے سرفرشوں کے قافلے نہیں دیکھے شاعر عباس اس الفانسو نے میری بستیوں کو بے رونق گلستانوں کو خاک بسر۔ وادیوں کو ویران کیا ہے۔ قسم خداوند قدوس کی میں اسکی تعمیر کے گلدانوں میں خار ہی خار کھلیانوں میں قحط کے ڈھیر نشیمنوں میں بجلیاں۔ بڑھتے ہوئے اسکے ہر نقش عزیز کو مٹاتا چلا جاؤنگا شاعر عباس میرے لشکر میں شامل ہونا۔ اور گواہ رہنا اور دیکھنا کہ میں کیسے صف بہ صف دشمن کو موت کی وادیوں کی طرف دھکیلتا ہوں کیسے میں انہیں پابہ جولاں کر کے بیکراں مرگ کے لمحوں کا اسیر کرتا ہوں

قصر کے اس کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہ گی۔ ہر کوئی جستجو اور چپ میں مبتلا تھا۔ لگتا تھا شاعر عباس کے الفاظ سے ہر ایک کے سر کے اوپر سے ایک خونی طوفان گذر گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اسکے بعد ایوان کے اس کمرے میں سکوت کا جگر چیرتی ہوئی الحکم کی آواز پھر گونج گئی اس نے اپنے حاجب کو مخاطب کیا تھا

ابن ولید میں ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کیساتھ قرطبہ سے کوچ کرونگا تم ایک نائب کی حیثیت سے میرے ساتھ ہو گے ابھی اور اسی وقت باہر جاؤ اور لشکر کو کوچ کا حکم دو ابن ولید میں الفانسو کے علاوہ دیگر دشمنوں پر بھی ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ہماری ایک وادی میں قیامت کا کھیل کھیل سکتے ہیں تو ہم انکی سلطنت کے ذرے ذرے پر لہو رنگ طوفان کھڑا کر سکتے ہیں ابن ولید میں دشمن پر ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کا خلیفہ اور اسکا حاجب اپنی رعایا کے خون کا کیسا بھیانک انتقام لیتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد الحکم

جب خاموش ہوا تب سب نے دیکھا کہ حاجب ابن ولید کی چھاتی تن گئی تھی اسکی مٹھیاں انتہائی غصے اور غضبناکی میں بھینچ گئی تھیں چہرہ جلادوں جیسا سخت ہو گیا تھا آنکھیں آگ برسا اٹھیں تھیں پھر اس نے الحکم کو مخاطب کیا۔

آقائے محترم۔اس الفانسو نے ہمارے علاقوں میں بربادی اور موت کا کھیل کھیل کر خود اپنی مرگ کو آواز دی ہے۔دنیا دیکھے گی کہ ہم کسی طرح اسکے خلاف حرکت میں آتے ہوئے مقدمہ جنود فتح وظفر تحریر کرتے ہیں۔مورخ کی آنکھ ہمارے اس فصیل کا بھی نظارہ کریگی کہ کس طرح ہم دشمن کے ساتھ معرکہ آرائی میں گوہر شب تاب کی طرح خالص و کھرے نکلتے ہیں۔خلیفہ محترم قسم اس خدا کی جو ہر شئے کا پیدا کرنے والا ہے اس الفانسو نے ہمارے خلاف ایسی کاروائی کر کے حماقت کا ثبوت دیا ہے وہ انتظار کرے اس وقت کا جب ہم اسکے قلب و ذہن میں خنجر کی طرح مستول ہونگے اور ہماری یہ بیباکی اور حق گوئی تاریخ کے سنہری حروف میں ہمیشہ لئے ایک یادگار بنکر رہیگی۔

الحکم نے فخریہ سے انداز میں ابن ولید کی طرف دیکھا پھر اسکی کھولتی ہوئی آواز سنائی دی۔ابن ولید میں تیار ہوتا ہوں تم بھی جاؤ اور لشکر کو کوچ کا حکم دو اسکے بعد الحکم مڑا اور ایوان کے پشتی دروازے سے باہر نکل گیا تھا حاجب ابن ولید بھی مڑا اور باہر نکل گیا اسکی حالت ایسی تھی جیسے وہ ظاہراً اپنے ضبط کا بھرم رکھے ہوئے ہو اور اندر ہی اندر اچانک پھٹ پڑنے والے آتش فشاں کی طرح کھول رہا ہو۔حاجب ابن ولید کے پیچھے سارے اراکین سلطنت بھی باری باری اس کمرے سے باہر نکل گئے تھے تھوڑی دیر بعد الحکم اور ابن ولید دونوں اپنے لشکر کے ساتھ قرطبہ شہر سے وادی الحجارہ کی طرف کوچ کر چکے تھے۔

○○○○

صخرہ قیس اور تطیلہ شہروں کے درمیان ایک روز عبدالکریم عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کے ساتھ گھڑ دوڑ کے بعد اپنے خیمے کے سامنے آن کر رکا ہی تھا کہ دو سوار اپنے گھوڑوں کو بڑی تیزی سے دوڑاتے ہوئے عبدالکریم کے خیمے کے سامنے آکر [illegible] تھے کہ انہیں دیکھتے ہی عبدالکریم فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا عبدالکریم [illegible]

چکا تھا وہ اسکے اپنے طلایہ گر تھے عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم بھی اپنے گھوڑوں سے اتر چکے تھے۔

قبل اسکے کہ وہ طلایہ گر نزدیک آکر کچھ بولتے عبدالکریم کو مخاطب کرتے عبدالکریم نے انہیں مخاطب کرنے میں پہل کر دی۔

میرے عزیزو۔کیا تم ہمارے لئے کوئی اہم خبر لیکر آئے ہو اس پر ان طلایہ گروں میں سے ایک بول پڑا۔

امیر عبدالکریم آپکا اندازہ درست ہے ہم آپکے لئے انتہائی اہم نہیں بلکہ کسی قدر بری خبریں لیکر آئے ہیں اس طلایہ گر کے ان الفاظ پر صرف عبدالکریم ہی نہیں عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم بھی متفکر ہو گئے تھے اسکے بعد وہ طلایہ گر پھر بول پڑا۔

امیر عبدالکریم۔لوئیس اور الفانسو دونوں آپکے ہاتھوں شبخون میں بدترین شکست اٹھانے کے بعد اپنے اپنے علاقوں کی طرف نہیں گئے بلکہ یہاں سے روانہ ہونے کے بعد انہوں نے قاصد کے ذریعے شارلیمان کے جرنیل بوریل کی طرف ایک قاصد آشونہ شہر کی طرف بھجوایا اور اس سے ساز باز کی۔

امیر پھر ایسا ہوا کہ اپنے علاقوں میں داخل ہونیکے بعد الفانسو نے اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کیا اور اسکے بعد وہ اسلامی مملکت میں داخل ہوا اور دریائے دویرہ کا عبور کرنے کے بعد اس نے ہماری الحجارہ کی وادیوں میں تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا اور دور دور تک اس نے قتل وغارتگری کی۔بستیوں اور آبادیوں کو آگ لگائی انگنت جوانوں کو موت کے گھاٹ اتارا بوڑھے بچے سب اسکے ظلم کا نشانہ بنے۔اسکے علاوہ بے شمار مسلمان عورتوں کو اس نے اپنا اسیر بنالیا ہے۔

امیر محترم۔الفانسو کے اس ظلم کی داستان خلیفہ الحکم کے پاس عباس نامی ایک شاعر کے ذریعے پہنچی اس شاعر نے دل ہلا دینے والے انداز میں الحکم کو یہ خبر دی جسکے جواب میں خلیفہ محترم اپنے حاجب ابن ولید کے ساتھ لشکر لیکر قرطبہ سے وادی الحجارہ کی طرف کوچ کر چکے ہیں۔اور وہ الفانسو کو بدترین سبق سکھانے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

جہاں تک لوئیس کا تعلق ہے تو اس نے بھی یہاں سے روانگی کے بعد خوب شمال کی طرف سفر کیا پھر اس نے اپنا رخ مشرق کی طرف بدلا اور بڑی تیزی سے ایک لمبا چکر کاٹتے

ہوئے وہ بحیرہ متوسط کی طرف گیا اور دریائے ابرہ کے ڈیلٹے پر ہمارے شہر طرطوشہ کا اس نے ان دنوں محاصرہ کر رکھا ہے طرطوشہ میں جو مسلمانوں کا حفاظتی لشکر ہے وہ ابھی تک جم کر لوئیس کا مقابلہ کر رہا ہے وہ لوئیس کو شہر کی فصیل کے نزدیک نہیں آنے دے رہے اگر بروقت طرطوشہ والوں کی مدد کی جائے تو لوئیس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑیگا۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ طلایہ گر تھوڑی دیر کیلئے رکا اسکے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہتا چلا گیا تھا۔

امیر عبدالکریم الفانسو اور لوئیس کے ساتھ ساتھ شارلیمان کا جرنیل بوریل بھی حرکت میں آیا وہ اپنے مرکزی شہر آشونہ سے نکلا دریائے ابرہ کو اس نے پار کیا اور دور دور تک اس نے مسلمان علاقوں میں موت کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے اس وقت دریائے ابرہ کے جنوب میں دور دور تک اس نے تباہی کا کھیل شروع کر رکھا ہے اور اگر بروقت اسکی راہ نہ روکی گئ تو یہ بویل الفانسو کی طرح ہمارے لئے مہلک اور نقصان دہ ثابت ہوگا۔

وہ طلایہ گر پھر رکا اور اس بار اس نے کسی قدر افسردگی میں کہنا شروع کیا امیر محترم بس یہی وہ خبریں تھیں جو ہم آپ تک پہنچانا چاہتے تھے اس طلایہ گر کے خاموش ہو جانیکے بعد عبدالکریم تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے دونوں ساتھیو۔ لگتا ہے ایک بار پھر ہمارے لئے ابتلا اور مصیبت کی گھڑیاں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ جہاں تک الفانسو کا تعلق ہے تو میرا خیال ہے کہ آقا الحکم اس سے خوب نپٹیں گے۔ اب ہم تینوں کو ملکر بوریل اور لوئیس کی راہ روکنی ہوگی عبدالرحمان میرے بھائی آج رات جب خوب اندھیرا پھیل جائے تو تم اپنے لشکر کے ساتھ طرطوشہ کی طرف کوچ کر جاؤ۔ میں بھی شام ہوتے ہی یہاں سے جنوب کی طرف کوچ کرونگا میرا ہدف میرا نشانہ بوریل ہوگا اسماعیل بن قاسم میرے ہمراہ ہوگا۔ عبدالرحمان میرا لائحہ عمل یہ ہے کہ بوریل چونکہ اس وقت اپنے مرکزی شہر آشونہ کے باہر ہے لہذا اسکے تعاقب میں جانے سے پہلے میں آشونہ شہر کو اپنا ہدف بناؤنگا میں اسماعیل کے ساتھ ملکر آشونہ پر حملہ آور ہونگا وہاں جو فرانسیسی ہیں انکا خاتمہ کرونگا اسماعیل کو اسکے حصے کے لشکر کے ساتھ میں آشونہ ہی میں متعین کرونگا خود میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ میں بوریل کے

پیچھے چڑھ دوڑونگا۔

دریائے ابرہ کو پار کرنے کے بعد میں بوریل سے ٹکراؤنگا اور مجھے امید ہے کہ میں اسے بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤں گا ظاہر ہے میرے ہاتھوں زک اور شکست اٹھانیکے بعد بوریل اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگے گا لیکن اس وقت تک ہمارا آشونہ پر قبضہ ہو چکا ہوگا جب وہ آشونہ کے قریب آئیگا تو اسماعیل بن قاسم شہر کے سارے دروازے بند رکھے گا جبکہ فصیل کے اوپر سے بوریل پر جان لیوا تیر اندازی بھی کریگا جس سے بوریل یہ سمجھ جائیگا کہ اسکی غیر موجودگی میں آشونہ پر قبضہ ہو گیا ہے جب اسے یہ خبر ملے گی تو وہ سیدھا کوہستان پیرانیز کا رخ کریگا تاکہ میرے تعاقب سے بچنے کیلئے وہ اس کی حدود میں داخل ہو جائے لیکن میں تو فرانس تک اسکا پیچھا چھوڑنے والا نہیں جس وقت وہ رانسی وال کے دروں سے گذریگا تو میں موت کو اسکے ہمکنار بنا کر رکھ دونگا۔

عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم میرے بھائی۔ میں یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے اپنے قاصد کو رانسی وال کے دروں میں حمود بن مغیرہ کی طرف روانہ کر رہا ہوں اور اسے یہ پیغام دے رہا ہوں کہ وہ رانسی وال کے دروں میں چوکس اور مستعد رہ کر گھات لگائے اور جب بوریل میرے تعاقب کے بعد ان دروں میں سے گذرے تو وہ دائیں بائیں سے بوریل کے لشکر پر ایسے جان لیوا حملے کرے کے بوریل کو میری اور اسکی ضربوں سے بچ کر فرار ہونا نصیب نہ ہو سکے۔

عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم میرے دونوں بھائیوں یہ کھیل اب یہیں ختم اور تمام نہ ہوگا۔ جس وقت فصیل کے اوپر سے اسماعیل کے حملہ آور ہونیکی وجہ سے بوریل میرے آگے آگے بھاگتے ہوئے آشونہ شہر میں داخل نہ ہوگا وہ اپنی جان بچانیکے لئے کوہستان پیرانیز کی طرف بھاگے گا اور میں اسکے تعاقب میں لگا ہونگا تو اسماعیل بن قاسم بھی ایک نیا قدم اٹھائیگا یہ آشونہ شہر کا دفاع وہاں کے مقامی مسلح جوانوں کے حوالے کریگا خود اپنے لشکر کے ساتھ یہ آشونہ شہر سے نکلے گا اور طرطوشہ کا رخ کریگا۔ عبدالرحمان میرے بھائی تم لوئیس کی طرف بڑھتے ہوئے اپنی رفتار کو معتدل رکھنا تاکہ طرطوشہ شہر سے باہر جس وقت تم لوئیس سے ٹکراؤ تو تمہارے پیچھے پیچھے اسماعیل بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ جائے۔ اسماعیل کا کام یہ ہوگا کہ جس وقت تمہارا اور لوئیس کا ٹکراؤ اپنے عروج پر آئیگا تو

اسماعیل اپنے لشکر کے ساتھ گھات سے نکلے گا اور لوئیس کے لشکر پر اسکی پشت کی جانب سے ٹوٹ پڑیگا اسطرح مجھے امید ہے کہ تم دونوں ملکر طرطوشہ شہر کے باہر ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور جب تم ایسا کر سکو تمہارے ہاتھوں کو لوئیس کو شکست ہو اور وہ بھاگ کھڑا ہو تو یاد رکھنا پوری طاقت اور قوت سے اسکا تعاقب کرنا جب تعاقب کروگے تو وہ بھی اپنی جان بچانے کیلئے کوہستان پیرانیز کی طرف بھاگے گا اور اسکا رخ بھی رانسی وال کے دروں ہی کی طرف ہوگا۔

میں بھی بوریل کا خاتمہ کرنیکے بعد رانسی وال کے دروں سے گذرتے ہوئے پیرانیز کو عبور کرونگا اور فرانس میں داخل ہونیکے بعد شارلیمان اور ایکوی ٹین کے علاقوں میں تباہی اور بربادی کا نہ ختم ہونے والا کھیل کھیلونگا۔ اس تیل میں حمود بن مغیرہ بھی میرے ساتھ ہوگا لوئیس کا تعاقب کرتے ہوئے تم دونوں بھی فرانس میں مجھ سے آملنا پھر ہم اپنی بھرپور قوت سے فرانسیسی علاقوں کو وہی نقصان پہنچائیں گے جو الفانسو لوئیس اور بوریل کے ہاتھوں ہمارے علاقوں کو پہنچا ہے۔

یہاںتک کہہ کر عبدالکریم رک گیا تھوڑی دیر تک اس نے باری باری اپنے سامنے عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کی طرف دیکھا اسکے بعد وہ دوبارہ بول پڑا۔

میرے دونوں بھائیوں یہی میرا لائحہ عمل ہے اور یہی میری تجویز ہے اس سلسلے میں تم دونوں کو میری اس تجویز میری اس رائے سے کوئی اختلاف ہو تو کہو تاکہ ہم تینوں ملکر درمیان کا کوئی ایسا راستہ نکال لیں جس میں ہماری کامیابی یقینی ہو اس پر عبدلرحمان اور اسماعیل بن قاسم نے تھوڑی دیر تک آپس میں صلاح و مشورہ کیا۔ اسکے بعد عبدالرحمان اپنی اور اسماعیل بن قاسم کی ترجمانی کرتے ہوئے بول پڑا۔

امیر عبدالکریم۔ آپکی تجویز اور رائے آخری اور فیصلہ کن ہے اسلیئے کہ اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے ہم بہترین کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں اس سلسلے میں مجھے اور اسماعیل دونوں کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس پر ہم مزید کوئی رائے زنی کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ یوں جانو جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ آخری اور حتمی ہے عبدالرحمان کا یہ جواب سنکر کر عبدالکریم کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر وہ دوبارہ بول پڑا۔

میرے دونوں عزیزو۔ تمہارے جواب نے میرا دل خوش کر دیا ہے میں مطمئن ہوں

کہ ہم تینوں کے درمیان ایک دوسرے کو سمجھنے کا بہترین جذبہ ہے میرے بھائیو یہ جو دو طلایہ گر ہمارے سامنے کھڑے ہیں ان میں سے ایک تمہارے ساتھ رہیگا دوسرا میرے ساتھ آؤ اب اپنے اپنے لشکر کی کوچ کی تیاریاں کریں عبدالرحمان اور اسماعیل نے عبدلکریم کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ کوچ کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔

سورج غروب ہونیکے بعد جب فضاؤں میں تاریکی پھیل گئی تب عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم آشونہ شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے جبکہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ عبدالرحمان دریائے ابرہ کے ڈیلٹا پر طرطوشہ شہر کا رخ کر رہا تھا۔

اپنے لشکر کیساتھ بڑی تیزی اور برق رفتاری سے سفر کرتے ہوئے خلیفہ الحکم وادی الحجارہ میں داخل ہوا اسکی آمد سے پہلے ہی پہلے تباہی بربادی اور درندگی کا کھیل کھیلنے کے بعد الفانسو اپنے لشکر کے ساتھ سرحد پر جاکر خیمہ زن ہو چکا تھا الحکم نے وادی الحجارہ کا ایک چکر لگایا اس نے دیکھا بستیاں دھواں دھواں راکھ راکھ ہو چکی تھیں۔ ہر طرف قتل و غارتگری کے نشانات تھے کھیتیاں کھلیان تک جلا دیئے گئے تھے یہ سارے مناظر الحکم نے دل پر پتھر رکھ کر دیکھے اسکے بعد اس نے سرحد کے اس حصے کا رخ کیا جہاں الفانسو اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیئے ہوا تھا الحکم نے عین الفانسو کے سامنے جاکر اپنے لشکر کو پڑاؤ کو حکم دیا تھا۔

الفانسو کے حوصلے وادی الحجارہ کو تباہ و برباد کرنیکے بعد بہت بلند ہو چکے تھے اسکے لشکریوں کو بھی اس یلغار میں چونکہ بہت کچھ ہاتھ لگا تھا لہذا وہ اب الحکم سے بھی دو دو ہاتھ کرنیکا ارادہ کیئے ہوئے تھے۔

ادھر الحکم نے پڑاؤ کرنیکے بعد اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں شاید وہ الفانسو کے ساتھ ٹکرانے میں تاخیر نہیں کرنا چاہتا تھا الحکم نے اپنے حصے کے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا دوسرا اپنے حاجب ابن ولید کی سرکردگی میں دیدیا تھا۔ الحکم کی طرف دیکھتے ہوئے الفانسو نے بھی اپنے لشکر کو دو ہی حصوں میں تقسیم کیا تھا وہ بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگا تھا ساتھ ہی ساتھ اسکے لشکر میں زوردار آواز میں جنگ کے طبل بھی بجنے لگے تھے۔

الحکم اور حاجب ابن ولید اپنے اپنے حصے کے لشکر کے آگے اپنے گھوڑوں پر سوار تھے جس وقت الفانسو اپنے لشکر کی صفیں درست کر رہا تھا اسکے لشکر میں جنگ کے طبل بج

رہے تھے ۔ الحکم کا سر سجدے کے انداز میں اپنے گھوڑے کی زین کے ہنے پر جھک گیا تھا ۔ وہ انتہائی انکساری اور عاجزی میں اپنے رب کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا ۔

اے خداوند میرے خدا تو ہی ردائے شب کو چمکتے ستاروں سے سجاتا ہے فراق رتوں کی الم ہواؤں کو تو ہی کلک و حرف ۔ ضمیر و قلم کی رفاقت کا نشہ عطا کرتا ہے ۔ میرے اللہ تو ہی زنگ آلود گراں قفل کو کشادگی کی لذت سے ہمکنار کرتا ہے ۔ میرے اللہ تو ہی گرداب کی یورش میں صدف صدف کو گوہر تو ہی بحر کی وسعتوں میں گم قطرے قطرے کو طوفان آشنا کر دیتا ہے ۔

میرے اللہ میں ایک بیکراں مسافر ہوں تیرا عاجز مسکین بندہ ہوں میرے اللہ یہ تیرے نام کے دشمن فتنہ انگیزی کے معدن کی طرح تمرد ۔ طلب جاہ اور آتش مزاجی لئے اپنی شدید قومی عداوتوں ۔ کینے اور ذلت کے ساتھ مجھ پر وارد ہونا چاہتے ہیں میرے اللہ انکے مقابلے میں میری مدد فرما ۔

اے اس جہاں کے پیدا کرنے والے تو خالق خیر و نور ہے تو چاہے تو بیابانوں اور صحراؤں کو سیراب و تالاب کرے تو چاہے تو گونگے کو زبان دے ۔ اندھے کو بصارت عطا کر دے ۔ خطاکاروں کا یہ گروہ بد معاملوں کا یہ کاروان میرے درپئے ہے ۔ اسکے مقابلے میں میری نصرت فرما ۔ اے خداوند میرے رب تیرا نام بزرگ و برتر ہے وقت کی یہ شوریدہ سری کرب آفرین ان صداؤں میں میرے اللہ مجھے پر اپنی رحمت کی نگاہ ڈال ۔

یہاں تک کہنے کے بعد الحکم بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا تھا اسکے چہرے پر دور دور تک سکون ہی سکون تھا جیسے اس نے گھوڑے کی زین پر سجدے کے انداز میں جھکے ہی جھکے اپنے رب کے ساتھ کوئی کامیاب معاملہ کیا ہو ۔ اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور الفانسو کے لشکر کی طرف دیکھتے ہوئے الحکم نے قہرمانہ انداز میں کہنا شروع کیا تھا ۔

الفانسو ! وقت آنے دے ۔ پھر دیکھ میں کیسے تیری قوت کو ٹھیکرے کی مانند خشک کرتا ہوں تیرے لئے میں اس رزمگاہ میں موت کی وہ خاک اڑاؤنگا کہ تیری زبان تالو سے چپک کر رہ جائیگی ۔ الفانسو تجھے میں قہر کے سیلاب کے سامنے آگ کا ایندھن بنا کر رکھونگا ۔

الحکم خاموش ہو گیا تھا اسلئے کہ الفانسو نے ظلم گاہوں کے خونی دھوئیں اور سیاہ پوش فضاؤں کی طرح اپنے لشکر کو حملہ آور ہونیکے لئے آگے بڑھایا تھا پھر اس نے الحکم اور

ابن ولید پر درد کے لمحوں کے آبشاروں فرقتوں کی سیاہ تاریکی ۔ اور دکھ کے پاتال سے اچانک نمودار ہونے والے غموں کی یلغار کی طرح حملہ کر دیا تھا ۔

ادھر الحکم نے پہلے الفانسو کے اس حملے کو روکا ۔ اسکے بعد اسنے اور ابن ولید نے اس انداز میں تکبیریں بلند کیں جیسے خوابناک کیفیتوں میں سنسناتے تازیانوں کی کان پھاڑ دینے والی صدائیں اٹھ کھڑی ہوئی ہوں ۔ اس کے بعد اپنے لشکر کو آگے بڑھاتے ہوئے الحکم اور ابن ولید نے ایک ساتھ حملہ کیا تھا ۔ الفانسو کے لشکر پر دونوں وقت کی سرنگوں وادیوں میں لمحوں کے اڑتے غبار ۔ تجسس کے سمندر میں آندھیوں کے سندیسوں ۔ اندھے سرابوں کے لاانتہا سلسلوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے ۔

الحکم اور ابن ولید دونوں کے ان حملوں میں دست کوزہ گر کی سی مشاقی ۔ حرف و سخن کے بازیگر جیسی پختگی ۔ امیدوں کی سہانی صبحوں جیسی تازگی تھی ۔ اپنے پہلے ہی حملے میں الحکم ۔ اور ابن ولید نے الفانسو کے لشکر کی اگلی صفوں کو خود شکن اصنام کی طرح کاٹ کر رکھ دیا تھا ۔ پھر پچھلی صفوں کی حالت بھی انہوں نے لہو لہو زیست پا بہ جولاں ۔ بخت سیاہ اور موت کی وادیوں کے بے سحر آفاق جیسی بنانا شروع کر دی تھی ۔

جوابی حملہ کرنے کے بعد الحکم اور ابن ولید اس طرح پرجوش انداز میں آگے بڑھنا شروع ہوئے تھے کہ الفانسو نے بار بار کوشش کی کہ الحکم اور ابن ولید کی اپنے لشکر کے اندر اس پیشقدمی کو روک کر انہیں پسپا ہونے پر مجبور کرے لیکن الفانسو عاجز اور دنگ رہ گیا ۔ الحکم اسے وہ خونی طوفان دکھائی دے رہا تھا جو اپنی راہ میں آنے والی ہر شے کو خس و خاساک کی طرح اڑا کر رکھ دیتا ہے ۔ اپنے لشکریوں کو الحکم اور ابن ولید کے سامنے الفانسو نے بار بار جمانے کی کوشش کی لیکن اس کی ہر کوشش رائیگاں گئی ۔ اس کا ہر جتن نامراد ہوا ۔ انجام کار الحکم کے ہاتھوں الفانسو کو بدترین شکست ہوئی ۔ الفانسو میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا جبکہ الحکم اپنی پوری تیزی اور تندہی سے اس کا تعاقب کر رہا تھا ۔ الفانسو کی سلطنت کے اندر دور دور تک الحکم نے اس کا تعاقب کیا جو کچھ الفانسو نے مسلمان آبادیوں سے لوٹا تھا وہ سب کچھ اپنے پڑاؤ میں چھوڑ بھاگا تھا ۔ الفانسو کو شکست دینے کے بعد الحکم اس کے علاقے میں دور دور تک پھیل گیا اور تباہی و بربادی کا جو کھیل الفانسو نے وادی الحجارہ میں کھیلا تھا اس سے بھی بدتر کھیل الحکم نے اس کی سلطنت میں کھیلا تھا ۔ اور جس قدر علاقہ الفانسو نے تباہ و

برباد کیا تھااس سے دس گنا علاقے کو الحکم نے راکھ میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ جس قدر مسلمان عورتوں کو الفانسو نے اسیر بناتے ہوئے اپنی سلطنت کے محفوظ علاقوں کی طرف منتقل کر دیا تھااس سے کئی گنا زیادہ عورتیں الحکم نے اسیر کی تھیں پر اپنے لشکریوں کو اسنے حکم دیا تھا کہ خبردار اس کے لشکر میں نہ کوئی عورت اور لڑکی بے آبرو ہو اور نہ ہی کسی کی جان کسی کی عزت کو اسکے لشکر میں غیر محفوظ ہو اسکے بعد الحکم اپنے لشکر کے ساتھ الفانسو ہی کی حدود میں خیمہ زن ہو گیا تھا۔

الحکم سے شکست اٹھاتے ہوئے الفانسو بڑا بد دل ہوا تھا۔ اسے اس شکست کی امید تک نہ تھی۔ وادی الحجارہ میں بربادی کا کھیل کھیلتے ہوئے اس کے لشکریوں کے حوصلے بھی بلند تھے پھر بھی الحکم نے اسے ذلت آمیز شکست دی تھی۔ الفانسو اس لحاظ سے بھی مایوس تھا کہ اسکے اطراف میں کوئی ایسی قوت بھی نہ تھی جس سے وہ الحکم کے خلاف مدد طلب کرتا۔ شارلیمان بہت دور تھا اور اس کی آمد تک الحکم اس کی ساری سلطنت کو تباہ و برباد کر کے رکھ سکتا تھا۔ ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس مسلمانوں کے طرطوشہ شہر کی طرف گیا ہوا تھا جبکہ بوریل دریائے ابرہ کو پار کر کے مسلمانوں کے علاقوں میں یلغار میں مصروف تھا۔ ان حالات میں الفانسو نے الحکم سے صلح کر لینا ہی مناسب سمجھا۔ لہذا اسنے چند پادری صلح کی گفتگو کرنے کے لئے الحکم کی طرف روانہ کئے تھے۔

OOOO

الحکم ایک روز اپنے خیمے میں اپنے حاجب ابن ولید کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ صلح کے لئے آنے والے پادریوں کو اس کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ الحکم اور ابن ولید دونوں نے اپنے جگہ سے اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا اور بڑی عزت و احترام کے ساتھ ان پادریوں کو اپنے سامنے بیٹھایا۔ پھر اسنے آنے کی وجہ پوچھی۔ اس پر ایک پادری بول اٹھا۔

خلیفتہ المسلمیں۔ الفانسو آپ کے مقابلے میں اپنی شکست کو تسلیم کرتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ اسنے آپ کے ساتھ جنگ کر کے حماقت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ اپنی ساری کاروائیوں پر نادم ہے اور آپ سے معافی کا خواستگار ہے۔

اس پادری کے ان الفاظ پر الحکم کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر الحکم نے اس پادری کو مخاطب کیا۔

کیا تم الفانسو کی طرف سے صلح کی شرائط اپنے ساتھ لے کر آئے ہو۔ یا اسنے تمہیں صلح کی شرائط طے کرنے کا مجاز بنا کر ہماری طرف روانہ کیا ہے۔ اس پر وہ پادری پھر بول اٹھا

خلیفہ محترم۔ الفانسو شکست خوردہ ہے ہر صورت میں وہ آپ سے صلح کا خواہشمند ہے اور آپ سے یہ بھی التجا کرتا ہے کہ آپ مزید اس کی سلطنت میں تباہی اور بربادی کا کھیل نہ کھیلیں۔ جو شرائط آپ مسلط کریں گے وہ انہیں ماننے کے لئے تیار ہو جائیگا۔ اسکی ہم آپ کو ضمانت دیتے ہیں۔

پادریوں کی اس گفتگو کے جواب میں الحکم نے تھوڑی دیر گردن جھکا کر کچھ سوچا۔ پھر اسنے اپنے حاجب سے رازدارانہ مشورہ بھی کیا۔ اسکے بعد اسنے ان پادریوں کو پھر مخاطب کیا

سنو الفانسو کے پادریو! ہماری وادی الحجارہ میں جو لوٹ مار کا سلسلہ اس الفانسو نے شروع کیا تھا اور جو مال اسنے وہاں سے جمع کیا وہ ہمیں اسکے پڑاؤ سے مل گیا ہے۔ ایسی ہی یلغار ایسی ہی لوٹ مار ہم نے الفانسو کی حکومت کے علاقوں میں بھی کی ہے جو مال اسنے ہمارے علاقے سے جمع کیا تھا اس سے کئی گنا زیادہ ہم نے اسکے علاقوں سے حاصل کیا ہے وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔ صلح کی دوسری شرط یہ ہے کہ جو عورتیں الفانسو نے ہماری اسیر کی ہیں وہ واپس کر دے۔ اور الفانسو کے علاقے سے جو عورتیں ہم نے اسیر بنائی ہیں ہم انہیں واپس کر دیں گے۔ اسکے علاوہ ہم الفانسو پر صلح کی کوئی اور شرط عائد نہیں کرنا چاہتے۔ اگر تم اس پر رضامند ہو تو جاؤ الفانسو کو ان شرائط پر عملدرآمد کے لئے کہو۔

الحکم کا جواب سنکر وہ پادری خوش ہو گئے تھے۔ پھر وہ الحکم کے پڑاؤ سے نکل کر واپس الفانسو کی طرف چلے گئے تھے۔

الفانسو ان شرائط پر رضامند ہو گیا۔ جس قدر مسلمان عورتیں اسنے اسیر کی تھیں وہ ساری اسنے واپس کر دیں۔ الحکم نے عیسائی عورتوں کو رہا کر دیا۔ اور جس قدر مال و متاع اسے الفانسو کے علاقوں سے ملا تھا وہ اسنے وادی الحجارہ پر خرچ کرتے ہوئے اسے پھر آباد اور

شاداب کر کے رکھ دیا تھا۔ اپنے لشکر کے ساتھ احتیاط کے طور پر الحکم نے وادی الحجارہ ہی میں پڑاؤ کر لیا تھا۔

دوسری جانب عبدالکریم اور اسماعیل دونوں تطلیہ اور صخرہ قیس کے درمیانی حصے سے کوچ کرنے کے بعد بڑی برق رفتاری کے ساتھ آشونہ شہر کا رخ کر رہے تھے۔ جس وقت دونوں آشونہ شہر سے لگ بھگ دس میل کے فاصلے پر تھے اس وقت ایک کوہستانی سلسلے سے گزرتے ہوئے عبدالکریم نے اپنے لشکر کو رک جانے کا حکم دیدیا تھا۔ جب لشکر اسکے پیچھے رک گیا۔ تب اسنے اپنے پہلو میں گھوڑے پر سوار اسماعیل بن قاسم کو مخاطب کیا۔

اسماعیل میرے بھائی جو کچھ میں کہنے والا ہوں وہ غور سے سننا اور بھرپور عمل کرنا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو یاد رکھنا ہم وقت ضائع کیے بغیر آشونہ شہر پر قابض ہو سکیں گے اس کے بعد ان سرزمینوں سے بوریل کو بھگانا میرے لئے انتہائی آسان اور سہل ہو کر رہ جائے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عبدالکریم لمحہ بھر کے لئے رکا۔ کچھ سوچا اسکے بعد وہ کہتا چلا گیا تھا۔

اسماعیل بن قاسم میرے بھائی جس جگہ میں نے اپنے لشکر کو روکا ہے یہاں سے میں اور تم علیحدہ ہو جائیں گے۔ تم اپنے لشکر کے ساتھ آشونہ شہر کی طرف بڑھنا اور کوشش کرنا کہ جس وقت سورج غروب ہو رہا ہو تم آشونہ شہر کی فصیل کے قریب پڑاؤ کرنا اور فصیل سے اس قدر دور رہنا کہ فصیل کے اوپر سے چلائے جانا والا تیر تمہارے پڑاؤ تک نہ پہونچ سکے اپنے پڑاؤ کو درست کرنے کے بعد تم شہر پناہ کے مشرقی دروازے پر ہلہ بولنا۔ بار بار حملے کرنا اپنی اگلی صفوں کے سامنے ڈھالیں رکھتے ہوئے فصیل کے اوپر تیر اندازی کرنا کبھی دمدموں کی اوٹ میں تیر برسانا۔ اس طرح تم ایک طرح سے دشمن کو اپنے ساتھ شہر پناہ کے مشرقی حصے میں مصروف کار رکھنا اور یہ کشمکش یہ جدوجہد اس وقت تک جاری رکھنا جب تک تمہیں میری طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملتی۔

اب میں تمہیں اپنے کردار کے متعلق بتاتا ہوں کہ میرا کام اس سلسلے میں کیا ہوگا۔ اس کوہستانی سلسلے میں تم سے علیحدہ ہونے کے بعد میں ایک لمبا چکر کاٹونگا تاکہ آشونہ شہر کے گردونواح میں کسی کو خبر نہ ہو کہ مسلمانوں کا کوئی لشکر آشونہ کے لئے گھات بھی لگائے ہوئے ہے۔ میں بڑی رازداری سے کام لیتے ہوئے شہر کے غربی حصے کے پاس اس

وقت نمودار ہونگا جس وقت رات پوری طرح گہری ہو چکی ہو گی فضاؤں میں تاریکیاں پھیل چکی ہوں گی اور تم نے دشمن کو پوری طرح اپنے ساتھ مصروف جنگ کر رکھا ہوگا۔

میں شہر پناہ کی غربی سمت سے فصیل کے اوپر چڑھنے کی کوشش کروں گا اور مجھے امید ہے کہ میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ بس ایک دفعہ میں اگر اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پر چڑھ گیا تو پھر خداوند نے چاہا تو آشونہ کے اندر جس قدر فرانسیسی ہیں میں انہیں بچ کر بھاگنے نہ دوں گا۔ اس کے بعد میں کوشش کروں گا کہ شہر کا مشرقی دروازہ کھولوں جونہی دروازہ کھلے تم اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہونا اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں مل کر صبح تک شہر کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عبدالکریم رکا۔ کچھ سوچا پھر اسنے اسماعیل کی طرف دیکھتے ہوئے پھر پوچھا۔

اسماعیل میرے بھائی جو کچھ میں نے کیا ہے اس سلسلے میں تمہیں کوئی اعتراض ہو تو کہو۔ جواب میں ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اسماعیل کہہ اٹھا۔

امیر محترم۔ میں آپ کے سارے لائحہ عمل کو سمجھ چکا ہوں۔ آپ بالکل مطمئن اور بے فکر رہیں جس طرح آپ نے کہا ہے میں ایسا ہی کروں گا۔ اور رات کی تاریکی میں دشمن کو پوری طرح اپنے ساتھ جنگ میں مصروف رکھوں گا۔

اسماعیل بن قاسم کے جواب سے عبدالکریم مطمئن ہو گیا تھا پھر دونوں نے اپنے اپنے حصے کے لشکروں کو علیحدہ کیا۔ اسماعیل اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جس شاہراہ پر وہ سفر کر رہے تھے اسی پر آشونہ شہر کی طرف بڑھنے لگا جبکہ عبدالکریم اس کوہستانی سلسلے میں دائیں جانب پرپیچ راستوں میں اپنے لشکر کے ساتھ غائب ہو گیا تھا۔

جس وقت سورج غروب ہو رہا تھا اسماعیل بن قاسم آشونہ شہر کے مشرقی جانب اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا۔ آشونہ شہر میں جو محافظ فرانسیسی لشکر تھا وہ شہر پناہ کے اوپر چوکس ہو گیا تھا۔ اور اس لشکر کا زیادہ حصہ شہر کی فصیل کی مشرقی جانب امڈ آیا تھا۔ آشونہ شہر میں جو فرانسیسی لشکر تھا وہ سمجھ چکا تھا کہ ان پر حملہ آور ہونے کے لئے مسلمانوں کا کوئی لشکر آشونہ کی طرف آیا ہے۔ لیکن وہ مطمئن تھے کہ آنے والے اس لشکر کی تعداد کچھ بڑی نہ تھی اور وہ اسکے مقابلے میں بہتر انداز میں شہر کی حفاظت کر سکیں گے۔ ان کے دیکھتے ہی

دیکھتے اسماعیل نے مشرقی جانب اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا۔ پھر کچھ جوانوں نے ڈھالیں اپنے سامنے کرلیں اوران کی آڑ میں دوسرے جوان شہر کی فصیل کے قریب دمدمے بنانے لگے تھے شہر کے اوپر سے فرانسیسیوں نے کئی بار تیراندازی کی لیکن ڈھالوں کی اوٹ میں رہنے کی وجہ سے اسماعیل بن قاسم کے لشکریوں کو کوئی نقصان نہ پہونچا۔اس طرح اسماعیل نے سورج غروب ہوتے ہوتے فصیل کے قریب جگہ جگہ مٹی کے بڑے بڑے دمدمے بنالئے تھے

دمدموں کی تکمیل کے بعد شام بھی گہری رات میں ڈھل گئی تھی ۔ اسکے بعد اسماعیل بن قاسم نے شہر کی فصیل پر حملے کر دیئے تھے ۔ کبھی وہ دمدموں کی اوٹ میں رہتے ہوئے شہر کی فصیل پر تیراندازی کرتا ۔ کبھی ڈھالوں کے پیچھے رہتے ہوئے آگے بڑھ کر تیراندازی ہوتی ۔ اور کبھی ڈھالوں ہی کی اوٹ میں رہتے ہوئے وہ رسیوں کی سیڑھیاں پھینکتے ہوئے فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرتا ۔ یہ سارے حربے دشمن کو اپنے ساتھ مصروف جنگ رکھنے کے لئے تھے ۔وہ شہر کی فصیل پرچڑھنا نہیں چاہتا تھا۔اسماعیل کی ان حرکتوں پرشہر کی فصیل کے اوپر جس قدر لشکر تھا وہ مشرقی جانب مختلف برجوں میں سمٹ گیا تھا۔ تاکہ اگر اسماعیل بن قاسم اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرے تو اس کی اس کوشش کو ناکام بنادیا جائے۔

OOOO

رات گہری ہوتی ہوئی کیف و مستی کے وفور جاوداں کی طرح بھاگتی جارہی تھی ۔ آفاق گیر تاریکیوں کے سامنے ہر شئے نحیف و بے ثبات ہو کر رہ گئی تھی ۔آسمان پر عروس فطرت کے حسن وشادابی کی طرح ستارے میٹھے مدبھرے تبسم کے ساتھ شعاع امید بن کر چمک رہے تھے ۔ایسے میں جب کہ چاروں طرف پھیلی تاریکیوں کے اندر اسماعیل بن قاسم فرانسیسیوں کے ساتھ الجھا ہوا تھا۔ سیاہ سیلاب کے بے روک ریلے ۔ ظلمت شب کا گریبان چاک کرتا ۔ روحوں کی آشفتگی کے سیل بلاخیز اور محشر برپا کر دینے والے جوش و تلاطم میں زیست کی اجنبی راہوں کا ایک اور انقلاب رونما ہو رہا تھا۔ وہ عبدالکریم بن مغیث تھا جو دشت بے آب و گیا میں سمیٔ جگر دوز اور اجڑے سنسان دیار میں بیکران تیز اور کف آلود

سیلاب کی طرح رات کی تاریکی میں آشونہ شہر کی طرف امڈتا چلا آرہا تھا۔

آشونہ شہر سے ذرا فاصلے پر درختوں کے گھنے جھنڈ کے اندر عبدالکریم نے اپنے لشکر کو روک دیا تھا گھوڑوں کو اس کے حکم کے مطابق درختوں سے باندھ دیا گیا پھر سارا لشکر زمین پر لیٹ گیا تھا اور رینگتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ وہ اپنے ہتھیاروں کے علاوہ رسیوں کی سیڑھیاں اٹھائے آشونہ کی شہرپناہ کی دیوار سے قریب تر ہوتے چلے جارہے تھے۔

فصیل کے قریب آکر عبدالکریم کے پیچھے پیچھے اس کے لشکری رک گئے۔انہوں نے دیکھا شہرپناہ کے اس غربی حصے میں کوئی اکادکا محافظ ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔اور کچھ برجوں کے اندر آگ جلائے بیٹھے ہوئے تھے۔صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد عبدالکریم نے ایک دم اپنے ساتھیوں کو شہرپناہ کی فصیل پر رسوں کی سیڑھیاں پھینکنے کا حکم دیا۔ساتھیوں کو یہ بھی تاکید کی کہ شہر کی فصیل کے اوپر سے کوئی لشکری للکارلے تو فوراً اسے تیر مار کر خاموش کر دیا جائے۔

عبدالکریم کی طرف سے یہ ہدایات ملتے ہی فوراً اس کے لشکری حرکت میں آئے۔ آناً فاناً رسیوں کی سیڑھیاں انہوں نے فصیل پر پھینکیں اور چڑھنا شروع کر دیا۔چڑھنے والوں میں سب سے آگے آگے خود عبدالکریم تھا۔ رسیوں کی سیڑھیاں فصیل پر پڑتے ہی کچھ محافظوں نے شور مچایا لیکن عبدالکریم کے وہ لشکری جو ابھی فصیل کے نیچے ہی تھے انہوں نے تیز تیراندازی کر کے انہیں خاموش کر دیا تھا۔تاہم برجوں کے اندر ان پہرے داروں کے شور کرنے کی وجہ سے دوسرے پہریدار چوکس ہوگئے تھے۔اتنی دیر تک عبدالکریم اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ فصیل پر چڑھ گیا تھا پھر اس کے ساتھی سیلاب کے ریلے کی طرح فصیل پرچڑھتے چلے گئے تھے۔

عبدالکریم کے اس طرح فصیل کے اوپر چڑھنے سے چاروں طرف ایک شور برپا ہو گیا تھا۔ برجوں میں بیٹھ کر پہرہ دیتے فرانسیسی اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی تیزی سے اس سمت بھاگنے لگے تھے جس سمت عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پرچڑھا تھا۔لمحوں کے اندر جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر پھیلتی ہوئی شہرپناہ کے مشرقی دروازے پر متعین اس لشکر تک جا پہونچی جو اسماعیل بن قاسم کی راہ روکے ہوئے تھا۔یہ خبر ملتے ہی ان کے اندر ایک ہلچل اور افراتفری برپا ہو گئی تھی ۔ان کے کمانداروں نے اپنے لشکر کا ایک تھوڑا سا حصہ

صرف اسماعیل بن قاسم کو روکنے کے لئے رکھا باقی سارا لشکر انہوں نے عبدالکریم سے ٹکرانے کے لئے فصیل کے مغربی حصے کی طرف منتقل کرنا شروع کر دیا تھا۔ عین اسی موقع پر عبدالکریم کے طلایہ گروں نے اسماعیل بن قاسم کو جا کر اطلاع کر دی تھی کہ امیر عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ شہر پناہ کے غربی حصے پر چڑھ چکا ہے۔

فرانسیسیوں نے اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ فصیل پر مغرب کی طرف حرکت کرتے ہوئے ظلم کے بھٹکتے نقوش۔ موت کے جھکڑوں کی یورش۔ تڑپ کر پھوٹتے بے شمار لاووں۔ اور ناگ کی طرح خوف بھرے پھن پھیلائے عبدالکریم اور اس کے لشکریوں پر حملہ کر دیا تھا۔ وہ اسے ہر صورت میں فصیل سے نیچے اتار کر اپنی حالت کو پہلے جیسا مستحکم اور مضبوط بنانا چاہتے تھے۔ لیکن اب کافی دیر ہو چکی تھی۔ فصیل پر اپنے لشکر کے ساتھ چڑھنے کے بعد عبدالکریم پتھروں کی رگوں میں کھولتی آگ جیسا استحکام۔ آندھیوں کے خروش میں موج طوفان کے جوش جیسا پر اعتماد اور زندگی کے دلکش روپ میں کھولتے لہو کے نقطۂ عروج جیسا قبضہ فصیل کے اوپر کر چکا تھا۔ اب اسے اتارنا اتنا آسان نہیں تھا۔
جب فرانسیسی ان پر حملہ آور ہوئے تو اسنے بھی دم بہ دم یم بہ یم کراں تا کراں پھیلتے بھنور اعصاب میں سنسنی دوڑاتے گرم کھولتے لاوے اور صدیوں کی مسافتوں کو لپیٹتی لمحوں کی برہم آگ کی طرح ان پر حملہ کر دیا تھا عبدالکریم کے یہ حملے ایسے خوفناک تھے کہ اس نے نہ صرف یہ فرانسیسیوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا تھا بلکہ آہستہ آہستہ اس نے فرانسیسیوں کو پیچھے ہٹنے پر بھی مجبور کر دیا تھا۔ اب رسیوں کی سیڑھیوں کے ذریعے اس کا سارا لشکر فصیل کے اوپر تھا۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے پوری قوت کے ساتھ فرانسیسیوں پر حملے شروع کر دیئے تھے۔

دوسری جانب جب اسماعیل بن قاسم کو خبر ہوئی کہ اس کے امیر عبدالکریم نے فرانسیسیوں پر آشونہ شہر کی فصیل کے اوپر چڑھ کر زندگی اور موت کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے تو اس نے بھی ڈھالوں کی آڑ میں اپنے لشکر کو آگے بڑھایا۔ لشکر کے ایک حصے کو اسنے فصیل کے ایک حصے پر تیر اندازی کرنے کا حکم دیا۔ جس کی وجہ سے وہاں جو فرانسیسی تھے وہ برجوں کے اندر چھپ گئے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسماعیل بن قاسم کے ساتھیوں نے بھی رسیوں کی سیڑھیاں فصیل پر پھینک دیں اور بڑی تیزی سے فصیل کے اوپر چڑھنے

لگے تھے۔ بہت جلد اسماعیل بن قاسم نے بھی اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ فصیل پر چڑھنے کے بعد برجوں میں گھات لگائے فرانسیسیوں پر حملے شروع کر دیئے تھے۔ اب اس کے باقی لشکری بھی فصیل پر چڑھتے ہوئے لمحہ بہ لمحہ اپنی قوت میں اضافہ کرتے چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ اسماعیل بن قاسم کا سارا لشکر فصیل کے اوپر چڑھ گیا۔ اب مغربی حصے سے عبدالکریم اور مشرقی حصے سے اسماعیل بن قاسم فرانسیسیوں پر جان لیوا ضربیں لگانے لگے تھے۔

اس دو طرفہ حملہ سے آشونہ شہر کی فصیل کے اوپر موت ہر شے کے جسم جسم کو کریدنے لگی تھی۔ زندگی کے سراب روح آب حیات پر تشنگی جگر برسنے لگے تھے۔ چاروں طرف ابتلا اور آزمائش کے مراحل رقص کرنے لگے تھے۔ تھوڑی ہی دیر کی جنگ کے بعد مغرب کی طرف سے عبدالکریم اور مشرق کی طرف سے اسماعیل بن قاسم نے انگنت فرانسیسیوں کو اپنے سامنے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ فرانسیسیوں نے جب اپنی یہ حالت دیکھی تو باقی فرانسیسی ان کے سامنے سے ہٹتے ہوئے سیڑھیاں اتر کر شہر کے اندر چلے گئے تھے۔

عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم بھی ان کے پیچھے پیچھے فصیل سے اتر کر شہر کے اندر ان کا قتل عام کرنے لگے تھے۔ اب صورتحال یہ تھی کہ فرانسیسی ایک طرف عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم سے اپنی جانیں بچاتے پھرتے تھے دوسری طرف انہیں یہ بھی خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ آشونہ شہر کے مسلمان ان کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے ان سے انتقام لینے کی خاطر ان کا قتل عام شروع کر دیں گے۔ یوں آشونہ شہر کے کوچے کوچے میں فرانسیسیوں کے لئے وحشتیں ذرے ذرے پر خوف وہراس طاری ہو گیا تھا۔ بچے کھچے فرانسیسی اب آشونہ شہر میں اپنے آپ کو روح پر تن کے گراں بوجھ۔ قبر پر طاری چپ اداسیوں جیسا محسوس کر رہے تھے۔

شہر میں ادھر سے ادھر بھاگتے ہوئے فرانسیسی ایک دفعہ پھر مجتمع ہوئے اور اکٹھے ہو کر انہوں نے بپھری موجوں۔ ناچتی قہرمانیوں اور خاموش آتش سیال میں تھر تھراتے طوفانوں کی طرح عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم پر حملہ کر دیا تھا۔ لیکن ان کے اس حملے کا کوئی اثر عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم پر نہ ہوا اس لئے کہ وہ تو پہلے ہی فرانسیسیوں کے

لیے دہکتے انگاروں اور شعلوں میں تپ کر جوان ہوتے لمحوں کی صورت حملہ آور ہو رہے تھے پھر زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ رات کی تاریکی میں آشونہ کے گلی کوچوں میں فرانسیسیوں کا قتل عام کرتے ہوئے عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم نے ان کی حالت ڈوبتی نبضوں۔ تلخی غم حیات۔ ویران دل کی بستی اور پل پل ڈھلتی غم کی رات جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم اپنے لشکریوں کے ساتھ رات بھر شہر میں فرانسیسیوں کو تلاش کر کے قتل کرتے رہے یہاں تک کہ صبح تک آشونہ شہر کو انہوں نے مکمل طور پر فرانسیسیوں سے پاک کر دیا۔ عبدالکریم نے اپنے لشکر کو آشونہ شہر کے قلعے کے قریب جمع کیا اس دوران شہریوں کا ایک ہجوم تھا جو عبدالکریم کے پاس آ کر نہ صرف اسے اور اس کے لشکریوں کو خوش آمدید کہہ رہا تھا بلکہ اسکا شکریہ بھی ادا کر رہا تھا کہ انہوں نے بروقت حملہ آور ہو کر فرانسیسیوں کی غلامی سے انہیں نجات دلائی۔

دوسرا پورا دن عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم نے اپنے لشکریوں کو آشونہ شہر کے قلعے میں آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جس وقت سورج غروب ہونے کے قریب تھا عبدالکریم اسماعیل بن قاسم کے پاس آیا اور بڑے رازدارانہ اور شفقت آمیز لہجے میں اسے مخاطب کیا۔ ابن قاسم۔ میرے بھائی۔ دیکھ آشونہ پر ہم قبضہ کر چکے ہیں۔ قبل اس کے کہ عبدالکریم کچھ کہتا اسماعیل اس کی بات کاٹتے ہوئے بول پڑا۔

امیر محترم۔ جو لائحہ عمل آپ نے طے کیا تھا میں اس میں ذرا سی تبدیلی پیش کرنا پسند کروں گا اور وہ یہ کہ رات کی تاریکی میں جو ہم نے آشونہ شہر میں فرانسیسیوں کا قتل عام کیا ہے تو میرے خیال میں اس کی اطلاع دریائے ابرہ کے پار بوریل کو ہو چکی ہو گی لہذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ مڑیگا اور آشونہ پر حملہ آور ہو گا۔ اس موقع پر میں آپکو مشورہ دوں گا کہ آپ یہیں میرے ساتھ آشونہ شہر ہی میں رہیں اور ہم دونوں مل کر بوریل کا مقابلہ کریں گے میں چاہتا ہوں آپ تنہا بوریل کے مقابلے پر نہ جائیں اس کے لشکر کی تعداد یقیناً آپ کے اس لشکر سے کہیں زیادہ ہو گی جو آپ کے تحت اس وقت کام کر رہا ہے۔

اسماعیل کی اس تجویز پر عبدالکریم کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل گئی پھر وہ کہنے لگا۔

اسماعیل بن قاسم تیرا کہنا اپنی جگہ درست ہے لیکن یاد رکھ بوریل کو ابھی تک خبر نہیں کہ ہم نے اس کے مرکزی شہر آشونہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ میرے بھائی جس وقت میں

مغرب کی سمت سے فصیل کی طرف آیا تھا تو شہر سے دور ہی جہاں میں نے اپنے گھوڑے باندھے تھے وہیں پر میں نے اپنے لشکر کے چند دستوں کو علیحدہ کرتے ہوئے اس شاہراہ پر پھیلا دیا تھا جو آشونہ سے نکل کر دریائے ابرہ کی طرف جاتی ہے اور انہیں حکم دیا تھا کہ اگر کوئی بھی فرانسیسی یا اور شخص بھاگ کر دریائے ابرہ کی طرف رخ کرے اور شہر کی حالت کی اطلاع بوریل کو کرنا چاہے تو اسے قتل کر دیں لہذا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آشونہ پر ہمارا قبضہ ہونے کی اطلاع ابھی تک بوریل کو نہیں پہونچی۔

سن اسماعیل میرے بھائی۔ میں ابھی تھوڑی دیر تک جب سورج غروب ہو جائے گا تو اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے نکلوں گا میرے لشکری اپنے گھوڑوں کو شہر کے باہر سے اندر لا کر ان کے دانے چارے کا انتظام کر چکے ہیں جہاں میرے سپاہی سستا چکے ہیں وہاں اب ہمارے گھوڑے بھی تازہ دم ہو چکے ہیں۔ میں رات کی تاریکی میں برق رفتاری سے سفر کرتے ہوئے دریائے ابرہ کو پار کروں گا۔ وہ طلایہ گر جو دریائے ابرہ کے اس پار کے علاقے کو اچھی طرح جانتے ہیں انہیں یہ بھی خبر ہے کہ بوریل اس وقت کہاں ہے وہ میری رہنمائی کریں گے۔ اسماعیل میرے بھائی مجھے امید ہے کہ میں شارلیمان کے جرنیل بوریل پر ایسا شبخون ماروں گا کہ اس کے لشکر کے ایک بڑے حصے کو کاٹ کر رکھ دوں گا اور اسے مجبور کروں گا کہ وہ میرے آگے آگے رات کی تاریکی میں آشونہ شہر کی طرف بھاگے۔

اسماعیل میرے بھائی۔ میں کوشش کروں گا کہ یہ شبخون رات کے پچھلے حصے میں ماروں تاکہ جب میرے آگے آگے بھاگتا ہوا بوریل آشونہ شہر کے قریب آئے تو اس وقت تک سورج طلوع ہو چکا ہو اور دن کی روشنی میں جب فصیل کے اوپر سے تم اس پر حملہ آور ہو تو اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو جائیں۔ اور پھر وہ شہر میں داخل ہونے کے بجائے شمال میں کوہستان پیرانیز کا رخ کرے تم دیکھنا میں کیسے اسے رانسی وال کے دروں کی طرف لے جاتا ہوں۔ اور موت کے لمحے اس پر طاری کرتا ہوں۔ آؤ اب دونوں مل کر لشکریوں کے کھانے کا انتظام کریں۔ اس کے بعد میں یہاں سے کوچ کروں گا۔

اسماعیل نے عبدالکریم کی اس تجویز سے اتفاق کیا دونوں نے پہلے لشکر کے کھانے کا انتظام کیا۔ اس کے بعد عبدالکریم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ آشونہ سے کوچ کر گیا تھا جبکہ اسماعیل بن قاسم شہر کی فصیل کے اوپر اپنے لشکریوں کو متعین کرنے میں لگ گیا تھا

زندگی کی لزتوں سے محروم رات ابتدائے وقت سحر کی طرف بھاگتے ہوئے ہر شے کو اپنے تھرکتے بازوؤں میں لرزاں شوق کی طرح لئے سردی گھواروں کے سے نغمے سناتی آدھی سے زائد گزر چکی تھی ۔ دریائے ابرہ کے پانچ میل جنوب میں شارلیمان کے جرنیل بوریل کا لشکر کافی رات گئے تک اپنے لشکر میں شامل عورتوں اور لڑکیوں کے آوارہ تبسم اعضاء کے ترنم ۔ شباب و شعر سے بھرپور جنس مخالف کی طغیانیوں ۔ نکہت لالہ وگل سے لبریز جوانیوں سے لطف اندوز ہوتا ہوا نیند کی گہری بستیوں میں کھو چکا تھا ۔ لشکر کا ایک حصہ اپنے سونے والے ساتھیوں کی حفاظت کے لئے جنوبی اور غربی حصے میں جاگ رہا تھا اس لئے کہ وہ مشرق اور شمال کی طرف سے اب اپنے لئے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے ۔ ایسے میں رات کی گہری تاریکی کے اندر بھوکی کالی نفرت کرودھ کی جوالا کی طرح ایک انقلاب سا نمودار ہوا تھا ۔ لشکر کی حفاظت کے لئے مغرب اور جنوب میں جاگنے والوں پر کسی نے اچانک اور تیز تیراندازی کی تھی جس کی بناء پر جاگنے والے میں سے کافی ڈھیر ہو کر رہ گئے تھے اور ان کے اندر ایک چیخ پکار اٹھ کھڑی ہوئی تھی ۔ تیراندازی سے مرنے والوں کے ساتھیوں نے دیکھا کہ اندھیرے میں ہیولوں کی طرح کچھ گھڑسوار تھے جنہوں نے تیز تیراندازی کی تھی ۔ اور ابھی وہ تیراندازی کر رہے تھے جس کی وجہ سے ان کے مزید لشکری اپنی جانوں سے ہاتھ دھو رہے تھے ۔ جاگنے والوں کے شور کرنے پر سویا ہوا لشکر بھی اٹھ گیا تھا اور وہ جو ہیولوں کی صورت میں اندھیرے کے اندر تیر چلانے والے سوار دکھائی دیئے

تھے وہ دیکھتے ہی دیکھتے پیچھے ہٹ گئے تھے ۔

پہرہ دینے والے جو تیراندازی سے بچ گئے تھے وہ اپنے جاگنے والے لشکریوں کو اونچی آوازوں میں شور کرتے ہوئے بتا رہے تھے کہ کسی نے جنوب اور مغربی سمت سے ان پر تیراندازی کی ہے وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے انگنت گھڑسوار دیکھے ہیں جنہوں نے تاریکی میں کھڑے ہو کر تیراندازی کی ہے اب وہ گھڑسوار پیچھے ہٹ گئے ہیں ۔ خود بوریل بھی جاگ اٹھا تھا اور اسنے لشکر کو بڑی جلدی سے تیار ہونے اور جنوب اور مغرب کی طرف بھاگ جانے والوں کے تعاقب کرنے کا حکم دیا تھا ۔ پر عین اسی وقت ایک اور خونی انقلاب اٹھ کھڑا ہوا ۔ جس نے بوریل کی ساری کوششوں اس کے سارے جتن اس کے سارے احکامات پر پانی پھیر دیا تھا ۔

شمال کی طرف سے اندھیروں میں کرنوں کے نور کی طرح عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا تھا ۔ پھر اسنے بوریل کے لشکر پر جو اس وقت افراتفری کا شکار تھا ۔ زندگی کو زندگی بھر در بدر کر دینے والے کرب کے طویل سلسلوں ۔ حصار ضبط و نظم میں بے کلی ۔ ویرانی ۔ وحشت و کرب طاری کر دینے والے عناصر اور اعصاب مثل ۔ اوسان خطا کر دینے والے تشنگی کے گہرے فریب کی طرح حملہ کر دیا تھا ۔

عبدالکریم کے اس اچانک شبخون نے ایک ہلچل سی برپا کر کے رکھ دی تھی ۔ بوریل کے لشکری پہلے ہی افراتفری کے عالم میں اپنے جنوب اور مغرب کی طرف متوجہ تھے اب جو شمال کی طرف سے اچانک رات کی تاریکی میں پوری قوت اور زور کے ساتھ عبدالکریم نے شبخون مارا تو بوریل کے ہر لشکری اور اسکے لشکر میں شامل عورتوں کے جسم وجان کی ساری شادابیاں درد کی لو میں تبدیل ہو کر رہ گئیں تھیں ۔ پھر عبدالکریم کے شبخون مارنے کے بعد بدن زخم زخم ۔ جگر تت تت ہونے لگے تھے ۔ چاروں طرف سانسوں کی جلن ۔ کرب ساعتوں کا دکھ اور خلش بخش لمحوں کا نہ ختم ہونے والا ایک طویل سلسلہ پھیلتا چلا گیا تھا ۔

بوریل نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ عبدالکریم اور اس کے حملے کو روکے لیکن عبدالکریم تو اب اپنے لشکریوں کے ساتھ شریانوں میں اترتے نشتر کی طرح اس کے لشکر کے اندر گھستا چلا جا رہا تھا ۔ دل زخم زخم ۔ ہر نفس سوز سوز ہونے لگا تھا ۔ عبدالکریم اب لہو میں رقص کرتے کھولتے لاوؤں کے انقلاب کی طرح آگے بڑھتے ہوئے بوریل کے

لشکر کے وسطی حصے تک پہنچ گیا تھا اور اپنے چاروں طرف اس نے نہ ختم ہونے والا موت کا ایک رقص شروع کر دیا تھا لگتا تھا جہاں بھر کی تلخیوں کی کرچیاں عبدالکریم نے بوریل کے لشکر کی رگ وپئے میں اتار کر رکھ دی ہوں ۔ جنوب کی طرف سے دشمن پر تیراندازی کرنے والے اس کے ساتھی بھی ان سے آن ملے تھے ۔

بوریل نے اپنی طرف سے کئی بار کوشش کی کہ وہ شبخون مارنے والوں کو روکے اور اپنے لشکر کا نظم اور نسق درست کر کے باقاعدہ جنگ کی ابتداء کر سکے لیکن ایسے لمحے گزر چکے تھے ۔ عبدالکریم اس کے لشکر کے وسط تک پہنچ چکا تھا اور چاروں طرف اس نے قتل عام شروع کر دیا تھا ۔ بوریل کے لشکر کا کوئی بھی سپاہی اب عبدالکریم اور اس کے لشکریوں کا سامنا نہیں کر پا رہا تھا بلکہ ہر کوئی ادھر ادھر بھاگتے ہوئے اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا ۔ یہ صورتحال زیادہ دیر نہ رہ سکی اس لئے کہ عبدالکریم نے لگ بھگ آدھے کے قریب بوریل کے لشکر کا خاتمہ کر دیا تھا اور یہ قتل عام تقریباً صبح تک جاری رہا ۔ جس وقت مشرق سے سورج طلوع ہو رہا تھا بوریل نے جب اپنے لشکر کے نقصان کا اندازہ لگایا تو وہ دشمن کا سامنا کرنے کے بجائے بچے کھچے لشکر کو لے کر بھاگ نکلا مسلمان علاقوں میں یلغار کرتے ہوئے جو کچھ اس نے جمع کیا تھا وہ سب وہیں کا وہیں رہ گیا وہ خود اور اس کے لشکری صرف اپنے گھوڑوں اور اپنے ہتھیاروں کو ساتھ لے جا سکے تھے ۔ عبدالکریم ان کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا تھا ۔

اب صورتحال یہ تھی کہ بوریل اور اس کے لشکری عبدالکریم کے سامنے سے ایسے ہی بھاگ رہے تھے جیسے خوفزدہ بھیڑیں بھوکے بھیڑیوں کے آگے بھاگتی ہیں عبدالکریم انہیں اپنے آگے آگے مارتا بھگاتا بڑی تیز رفتاری سے دوڑائے چلا جا رہا تھا ۔ بوریل کا خیال تھا کہ وہ آشونہ شہر میں داخل ہو کر محصور ہو جائے گا دشمن کا مقابلہ کرے گا اور یہ کہ اپنے نقصان کی تلافی کرنے کی کوشش کرے گا ۔ انہی خیالات میں الجھا بوریل جب آشونہ شہر کے قریب آیا تو وہ یہ امیدیں رکھتا تھا کہ اسے دیکھتے ہی شہر کے اندر کا لشکر شہر پناہ کا دروازہ کھول دے گا اور وہ تعاقب کرنے والوں کے آگے آگے بھاگتے ہوئے اپنے آپ کو آشونہ شہر میں محفوظ کرے گا ۔

لیکن شارلیمان کے جرنیل بوریل کی بدقسمتی کہ جب عبدالکریم کے آگے آگے بدکی

ہوئی بھیڑوں کی طرح بھاگتے ہوئے آشونہ شہر کے قریب آیا تو اس نے دیکھا آشونہ شہر کی فصیل کے اوپر ان گنت لشکری موجود تھے برجوں کے اندر بھی اور برجوں کے باہر بھی مسلح جوان پھیلے ہوئے تھے جن سے بوریل نے یہ اندازہ لگایا کہ شاید آشونہ میں جو اس کا محافظ لشکر ہے اسے اس کے مسلمانوں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کی خبر ہو گئی ہے لہذا وہ اس کا دفاع کرنے اور اس کی مدد کے لئے فصیل کے اوپر موجود ہے ۔

بوریل کی مزید بدقسمتی کہ جب وہ آشونہ شہر کے قریب آیا تو اسنے دیکھا شہر پناہ کا جنوبی دروازہ بند تھا ۔ دروازے کے قریب آتے ہوئے وہ چلا چلا کر شہر پناہ کے دروازے کے اوپر برج کے اندر اور باہر جو جوان کھڑے تھے انہیں مخاطب کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھلنے کا حکم دیتا رہا ۔ لیکن اس کی یہ آوازیں ہواؤں اور فضاؤں میں مدہم بھینی بازگشت کی طرح ختم ہو کر رہ گئی تھیں اور کسی نے دروازہ نہ کھولا تھا ۔

عین اسی وقت شہر پناہ کے جنوبی دروازے کے اوپر برج کے قریب اسماعیل بن قاسم نمودار ہوا اور اپنی بلند آواز میں اسنے بوریل کو مخاطب کیا ۔

بوریل ! میرا نام اسماعیل بن قاسم ہے ۔ اور میں اندلس کی اسلامی مملکت کا ایک سالار ہوں ۔ میرا امیر عبدالکریم بن مغیث تمہارے تعاقب میں ہے ۔ دریائے ابرہ کے جنوب میں اسنے تمہیں بدترین شکست دی ہے اور تم اس کے آگے آگے بھاگتے ہوئے اس سمت آئے ہو ۔ سنو بوریل اب آشونہ میں تمہارے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اگر تم نے اپنے لشکریوں کے ساتھ شہر پناہ کے قریب آنے کی کوشش کی تو میں تم سب کو پتھروں سے چھلنی کر کے رکھ دوں گا ۔ یہ بھی لکھ رکھو کہ اس شہر کے اندر جو تمہارا حفاظتی لشکر تھا اس سب کو ہم نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے ۔ بوریل میرے امیر عبدالکریم بن مغیث نے آشونہ شہر میں فرانسیسیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ہی دریائے ابرہ کے جنوب میں تیرا رخ کیا تھا ۔

اسماعیل بن قاسم کے اس انکشاف پر بوریل کی ساری امیدیں خاک و راکھ ہو کر رہ گئیں تھیں ۔ اس موقع پر فصیل کے اوپر سے اسماعیل بن قاسم پھر بول پڑا ۔

سن بوریل ۔ تیری بہتری بھلائی اس میں ہے کہ تو کوہستان پیرانیز کی طرف بھاگ جا ۔ دیکھ ان سب علاقوں سے بھاگ جا جن پر قبضہ کرنے کے بعد فرانس کے بادشاہ

شارلیمان نے تمہیں حاکم مقرر کیا تھا۔ یہ علاقے ہمارے ہیں ہمارے رہیں گے اور جو ان پر زبردستی قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا ابھی ہم میں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ ایسی طاقت کے ہم اعضاء کاٹ کر رکھ دیں۔

اسماعیل بن قاسم کی اس گفتگو سے بوریل مزید پریشان اور فکر مند ہو گیا تھا۔ لہذا اسنے آشونہ شہر کے نواح میں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ پھر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ عبدالکریم پھر اس کے تعاقب میں تھا۔ اب عبدالکریم پیچھے اور دائیں بائیں سے اپنے آگے آگے بوریل اور اس کے لشکریوں کو بھگاتا پیرانیز کے کوہستانی سلسلے کی طرف لے جا رہا تھا جہاں اس کے حکم کے مطابق حمود بن مغیرہ بوریل اور اس کے ساتھیوں کا استقبال کرنے کے لئے بڑی بے چینی سے گھات لگا کر منتظر تھا۔

جونہی بوریل اور عبدالکریم ایک دوسرے کے آگے پیچھے بھاگتے ہوئے آشونہ شہر کی فصیل کے اوپر کھڑے اسماعیل بن قاسم کی نگاہوں سے اوجھل ہوئے تو اسماعیل بن قاسم فوراً فصیل سے نیچے اترا پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ آشونہ شہر سے نکل کر بڑی تیزی سے طرطوشہ شہر کا رخ کر رہا تھا جہاں ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس نے شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور عبدالرحمان اس سے پہلے ہی طرطوشہ شہر کا رخ کئے ہوئے تھا۔

ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس نے ابھی تک طرطوشہ شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا اور طرطوشہ شہر میں مسلمانوں کا چھوٹا سا حفاظتی لشکر تھا اسنے ابھی تک لوئیس کو طرطوشہ پر قابض ہونے سے روک رکھا تھا۔ یہاں تک کہ عبدالرحمان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ طرطوشہ پہونچا اور اسنے عین لوئیس کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کیا تھا۔

لوئیس کے لشکر کی تعداد چونکہ عبدالرحمان کے لشکر کی تعداد سے کہیں زیادہ تھی۔ لہذا عبدالرحمان کے آنے سے لوئیس فکر مند نہیں ہوا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ مسلمانوں کے نئے آنے والے لشکر کو لمحوں کے اندر مار بھگائے گا۔ تاہم احتیاط کے طور پر اسنے یہ کام کیا کہ اپنے لشکر کو اسنے کچھ اس طرح ترتیب دیا کہ اپنا رخ اسنے شہر کی طرف ہی رکھا اور پیٹھ کھلے ویرانوں کی طرف تاکہ شہر کے اندر مسلمانوں کا جو چھوٹا سا ایک حفاظتی لشکر ہے وہ پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر اس اس کے نقصان کا باعث نہ بنے۔

دوسرے روز دونوں لشکر طرطوشہ شہر سے باہر ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے کے

لئے صف آرا ہوئے۔ جس وقت ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئی کے لشکر میں جنگ کے طبل بجے تھے تو عبدالرحمان کے حکم پر اس کے لشکر میں اس سے بھی زیادہ پرجوش انداز میں جنگ کے طبل بج اٹھے تھے۔ چاروں طرف ایک شور سا اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر اچانک طبل بجے بند ہوئے لوئیس نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر وہ عبدالرحمان کے لشکر پر سنگ دشنام کی بارش۔ حرص۔ کینہ۔ بغض۔ نفرت۔ خود پرستی کی یلغار۔ ہجر لمحوں۔ صلیب یادوں۔ اور خائف خائف رات کی بے ضبط تیرگی کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دوسری جانب عبدالرحمان نے بھی زیست کے مجتمع لمحوں۔ سچائی کی حدت۔ جیسی استقامت۔ اور شعور خود شناسی جیسی ضبطگی کے ساتھ لوئیس کے اس حملے کو روکا تھا۔ اس کے بعد عبدالرحمان نے بھی اپنا رنگ دکھانا شروع کیا اور اس نے بھی لوئیس کے لشکر پر دل پر عذاب بن کر طاری ہونے والے غموں کی شدت وحدت۔ لمحوں کے طاقوں میں اجڑی بستیوں کے نشانات لے کر داخل ہونے والے اجاڑ موسموں۔ فضاؤں اداسیوں کے سموں کی طرح اتر جانے والے دکھ کے اندھے گہرے کنوؤں کی طرح جوابی حملہ کر دیا تھا۔

طرطوشہ شہر سے باہر لرزاں سایوں۔ کٹھن مرحلوں۔ فتنہ تقدیر انسانی جیسا معرکہ حق و باطل برپا ہو گیا تھا۔ ہر سو خون کی بارش ہونے لگی تھی۔ نفرت کا زہر پھیکنے لگا تھا۔ احساس کے پیمانے ٹوٹنے لگے تھے۔

جس وقت لوئیس اور عبدالرحمان کے لشکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے بری طرح ایک دوسرے کے ساتھ برسرپیکار تھے تو دور دیس سے آنے والی ہواؤں اور وحشی فضاؤں کے اندر طلسماتی سنسنیوں جیسی اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئی تھیں۔ یہ صدائیں ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کے لشکر کی پشت کی جانب سنائی دیں تھیں۔ تکبیریں کس نے بلند کی تھیں ابھی تک کوئی دکھائی نہ دیا تھا۔ تاہم ان تکبیروں کی آوازوں سے مسلمان مجاہدوں کے چہروں کی خاموشیوں پر صدلی نقوش جھرنوں کے رقص جیسی حکانیت بکھر گئی تھی جبکہ لوئیس اور اس کے لشکریوں کے پتے ہوئے چہروں پر اندھے خوابوں بکھرتے حروف دعا جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی پھر لوئی کے لشکر کی پشت کی طرف سے اسماعیل بن قاسم اڑتی دھول کے اندر اپنے لشکر کے ساتھ اس طرح نمودار ہوا جس طرح کہر میں ڈوبتی خزاؤں کے اندر سے بھبوکا چنگاریاں۔ سمندر کے جلال سے ہیبتوں کا نزول اور دوغلی

ہواؤں منافق پر چھائیوں میں سے رحمتوں کے جمال کا نزول ہوتا ہے۔

اس لشکر کے نمودار ہونے سے لوئی خود اور اس کے لشکری بالکل ہی لرز کانپ گئے تھے دیکھتے ہی دیکھتے پشت کی طرف سے اسماعیل بن قاسم نے اپنے لشکر کے ساتھ نزول کیا پھر وہ ہڈیاں چبا جانے والے رات کے سناٹوں۔ خون پی جانے والے وحشی لمحوں کے ریلوں کی طرح پشت کی جانب سے لوئیس کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ اسماعیل بن قاسم کے اس طرح حملہ آور ہونے سے فرانسیسیوں کا ہر نفس بے کل۔ ہر موئے تن خوفزدہ رہ گیا تھا پشت کی جانب سے اسماعیل بن قاسم کے حملہ آور ہو جانے کی وجہ سے فرانسیسیوں پر دروازوں پر دستک دیتی سیاہ رات کی طرح موت رقص کر اٹھی تھی۔ اب سامنے کی طرف سے عبدالرحمان۔ پشت کی طرف سے اسماعیل بن قاسم نے ایک طرح سے لوئیس کے لشکر کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ تاہم عبدالرحمان نے طرطوشہ شہر میں جو مسلمانوں کا چھوٹا سا لشکر تھا اسے شہر کے اندر ہی رہ کر شہر کی حفاظت کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کو عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی یہ شکست اٹھاتے ہوئے لوئی اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا اس کا رخ بھی شارلیمان کے جرنیل بوریل کی طرح کوہستان پیرانیز کی طرف تھا اور جس طرح عبدالکریم اپنے آگے بوریل کو بھگاتا ہوا لے گیا تھا اسی طرح اب عبدالرحمان اور اسماعیل بھی ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کو اپنے آگے آگے بھگاتے ہوئے کوہستان پیرانیز کی طرف لے جا رہے تھے۔

OOOO

خلیفہ الحکم بن ہشام نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ابھی تک وادی الحجارہ میں قیام کر رکھا تھا ایک روز وہ اپنے حاجب اور بہترین جرنیل ثابت ہونے والے ابن ولید کے ساتھ بیٹھا باہم گفتگو کر رہا تھا کہ ایک محافظ اندر آیا اور سر کو خم کرتے ہوئے وہ بول اٹھا۔

آقا۔ دو مخبر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے تھوڑی سی گفتگو کی ہے جس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ وہ آپ کی خدمت میں امیر عبدالکریم سے

متعلق خبریں فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر خلیفہ الحکم نے بڑی بے چینی میں اپنی جگہ پر پہلو بدلتے ہوئے کہا وہ جو دو قاصد میرے بیٹے عبدالکریم کی طرف سے خبریں لے کر آئے ہیں انہیں فوراً اندر بھیجو۔ اس کے ساتھ ہی وہ محافظ باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد دو قاصد اندر آئے۔ الحکم اور ابن ولید دونوں کو سلام کیا پھر وہ قریب آکر کھڑے ہو گئے تھے۔ ہاتھ کے اشارے سے ابن ولید نے ان دونوں کو خالی نشستوں پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ دونوں بیٹھ گئے تب الحکم نے انہیں مخاطب کیا۔

میرے دونوں عزیزو۔ پہلے یہ کہو کہ تم کہاں سے وارد ہو رہے ہو اور میرے لئے کیا خبر لے کر آئے ہو۔ اس پر ان دونوں میں سے ایک بول اٹھا۔

خلیفتہ المسلمین۔ امیر عبدالکریم کے علاوہ ولی عہد عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کے متعلق تفصیل سے خبریں لے کر آئے ہیں یہ خبریں ہمارے لئے یقیناً خوش کن ہیں

یہاں تک کہنے کے بعد اس مخبر نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اس کے بعد وہ کہتا چلا گیا تھا۔

آقا! امیر عبدالکریم دریائے ابرہ کے جنوب میں شارلیمان کے جرنیل بوریل سے ٹکرایا۔ اس سے پہلے امیر عبدالکریم اور اسماعیل بن قاسم دونوں نے مل کر بوریل کی غیر موجودگی میں آشونہ شہر پر قبضہ کر لیا تھا پھر دریائے ابرہ کے جنوب میں امیر عبدالکریم نے بوریل پر خونی شبخون مارا جس کے جواب میں بوریل کو شکست ہوئی اور وہ امیر کے آگے آگے بھاگ کھڑا ہوا

بھاگتے ہوئے اس بوریل نے آشونہ میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن جب اسے خبر ہوئی کہ آشونہ پر امیر عبدالکریم پہلے ہی قابض ہو چکا ہے تو وہ کوہستان پیرانیز کی طرف بھاگا۔ اس سے پہلے امیر عبدالکریم نے اپنے ساتھی حمود بن مغیرہ کو پہلے ہی مطلع کیا ہوا تھا اور جونہی امیر عبدالکریم کے آگے آگے بھاگتا ہوا بوریل رانسی وال کے دروں کی طرف گیا تو رانسی وال کے دروں میں دائیں بائیں کی طرف سے حمود بن مغیرہ اپنے لشکریوں کے ساتھ بوریل پر ٹوٹ پڑا اس طرح بوریل کا ناقابل تلافی نقصان ہوا کہتے ہیں اس جنگ میں بوریل بھی امیر عبدالکریم کے ہاتھوں مارا گیا۔ اور اس کے بہت کم لشکریوں کو اپنی جانیں بچا کر

بھاگ جانا نصیب ہوا۔ خلیفہ محترم۔بوریل کا خاتمہ کرنے کے بعد اب امیر عبدالکریم فرانس کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں اور فرانس کے اندر گھستے ہوئے انہوں نے دور دور تک شارلیمان۔ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کی حدود میں داخل ہو کر ویسا ہی کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے جیسا اس سے پہلے شارلیمان لوئیس اور الفانسو نے ہمارے علاقوں میں کھیلا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہا۔ اسکے بعد اسنے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔

خلیفہ محترم۔ دوسری جانب ولی عہد عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم نے طرطوشہ شہر سے باہر لوئیس کو بدترین شکست دی لوئی کے لشکر کا خوب قتل عام ہوا ان دونوں کے آگے آگے لوئیس بھی بوریل کی طرح کوہستان پیرانیز کی طرف بھاگا۔لیکن رانسی وال کے دروں سے گزرتے ہوئے لوئیس کو نقصان نہیں اٹھانا پڑا اسلئے کہ اس کی وہاں آمد تک امیر عبدالکریم اور حمود بن مغیرہ دونوں اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ فرانس میں گھس چکے تھے اور دور دور تک انہوں نے تباہی و بربادی کا کھیل کھیلنا شروع کر رکھا تھا۔ ولی عہد عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم کے آگے آگے بھاگتے ہوئے لوئیس اپنی حدود میں داخل ہو گیا۔جبکہ اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم دونوں امیر عبدالکریم کے ساتھ مل چکے ہیں۔اب ہمارا متحدہ لشکر ان دنوں فرانس کے اندر رہے۔اور فرانس سے انہوں نے جو ہتھیار اور مال غنیمت حاصل کیا ہے اس کا شمار تک نہیں کیا جا سکتا

یہ خبریں سن کر خلیفہ الحکم خوش ہو گیا تھا۔ دوسری جانب ابن ولید کے چہرے پر بھی خوشیاں رقص کر گئیں تھیں پھر ان دونوں مخبروں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے الحکم نے انہیں مخاطب کیا۔

میرے دونوں عزیزو۔ تم آج شام تک جا کر آرام کرو۔آج رات کی تاریکی میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کروں گا۔ تم دونوں میری رہنمائی کرو گے۔اس کے ساتھ ہی وہ دونوں مخبر نکل گئے تھے ان دونوں کے جانے کے بعد الحکم کو نہ جانے کیا سوجھی تھوڑی دیر تک اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلتی رہی پھر وہ اپنا منہ اپنے حاجب ابن ولید کے کان کے قریب لے گیا تھوڑی دیر تک اس سے انتہائی رازدارانہ سرگوشی کی۔جواب میں ابن ولید کے

چہرے پر بھی مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر الحکم پیچھے ہٹا اور ابن ولید کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

ابن ولید میرے عزیز۔ یہ جو تجویز میں نے تم سے کہی ہے کیسی ہے۔جواب میں کھل کر ہنستے ہوئے ابن ولید کہنے لگا۔خلیفہ محترم۔میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر تجویز کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔اس پر الحکم بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر تم میری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہو تو ابھی تھوڑی دیر تک تم اپنے چند محافظ دستوں کے ساتھ یہاں سے قرطبہ کی طرف کوچ کر جاؤ۔جو کام میں نے تمہیں بتایا ہے اسے کرنے کے بعد تم وقت ضائع کیئے بغیر دریائے ابرہ کے جنوب میں مجھ سے آملو۔میں تمہارے قرطبہ سے وہاں پہونچنے تک دریائے ابرہ کے جنوب میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر چکا ہوں گا۔

ابن ولید! ساتھ ہی قرطبہ کی طرف روانگی سے پہلے کچھ قاصد عبدالکریم کی طرف روانہ کرو۔اور اسے میری طرف سے یہ پیغام بھجواؤ کہ وہ اپنے متحدہ لشکر کو فرانس سے نکال کر دریائے ابرہ کے شمال میں خیمہ زن ہو جائے۔میں خود دریائے ابرہ کے جنوب میں ہوں گا۔دیکھ ابن ولید اب جبکہ عبدالکریم نے فرانس کے اندر دور تک یلغار کی ہے تو شارلیمان خاموش نہیں بیٹھے گا۔وہ اپنی بھرپور قوت کا مظاہرہ کرے گا میرا یہ بھی خیال ہے کہ وہ اپنے ہمسائے یورپی ممالک سے ہمارے خلاف مدد حاصل کرے گا اور اندلس میں اسلامی مملکت پر بھرپور ضرب لگانے کی کوشش کرے گا۔لہذا اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں اپنی قوت کو یکجا کرنا ہو گا۔

اس کے ساتھ ہی ابن ولید جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔امیر محترم۔آپ فکر مند نہ ہوں۔میں ابھی کچھ قاصد عبدالکریم کی طرف روانہ کرتا ہوں اس کے بعد میں چند دستوں کو لے کر قرطبہ کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔ابن ولید کی طرف دیکھتے ہوئے خلیفہ الحکم بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔دونوں خیمے سے نکلے پھر تھوڑی ہی دیر بعد ابن ولید چند دستوں کے ساتھ قرطبہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔جبکہ آنے والی شب کو رات کی تاریکی میں خلیفہ الحکم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وادی الحجارہ سے کوچ کرتے ہوئے دریائے ابرہ کے جنوبی حصوں کا رخ کر رہا تھا۔

فرانس میں داخل ہونے کے بعد عبدالکریم تند حقارت کے سناٹوں میں اٹل طوفانوں ۔ طویل سردیوں سے تہہ خانوں میں پھیلی تاریکی کی رگ رگ میں کوندھ جانے والی برق کی طرح بڑھتا چلا گیا تھا ۔ فرانس میں جس شاہراہ جس سمت سے بھی وہ گزرتا تھا اس کی حالت سوچوں کی سیڑھیوں میں دکھ کی دیمک ۔ سپنوں کے بازار میں کونجوں کے چکراتے لہراتے بھنور جیسی بناتا چلا گیا تھا ۔ اپنے راستے میں آنے والی ہر شے کا اس نے تن گھاؤ گھاؤ ذہن ریزہ ریزہ کرکے رکھ دیا تھا ۔ جو قوت بھی عبدالکریم کے سامنے آئی اس کی نمو کی بے کل تحریکوں کو اوہام اور اصنام میں بدلتے ہوئے چہرے پتھر کے کرتا چلا گیا تھا ہر شے کی نس نس میں گویا اس نے آگ بھر کر رکھ دی تھی ۔

ادھر فرانس کے شہنشاہ شارلیمان کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ اندلس کے خلیفہ الحکم بن ہشام کے سالار اعلیٰ عبدالکریم نے اس کے جرنیل بوریل کو بدترین شکست دیتے ہوئے بوریل کا اس کے لشکر سمیت خاتمہ دیا گیا ہے ۔ یہ خبریں بھی شارلیمان تک پہونچ گئی تھیں کہ طرطوشہ شہر سے باہر مسلمانوں کے ایک اور لشکر نے ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کو بدترین شکست دی ہے ۔ ان حالات میں شارلیمان نے دو کام کئے

پہلا یہ کہ اس نے فی الفور ایک لشکر ترتیب دیا اپنے ایک جہاندیدہ جرنیل کو اس لشکر کا کماندار بنایا ۔ اور اس لشکر کو اس نے حکم دیا کہ فرانس میں عبدالکریم کے بڑھتے ہوئے قدموں کو فوراً روک دیا جائے ۔

اس کے علاوہ شارلیمان نے کچھ تیز رفتار قاصد ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور اشتور اس کے بادشاہ الفانسو کی طرف روانہ کئے تھے اور انہیں وقت ضائع کئے بغیر بہترین اور جرار لشکر تیار کرتے ہوئے وقت مقررہ پر کوہستان پیرانیز کی وادیوں میں جمع ہونے کی ترغیب دی تھی ۔ شارلیمان کی طرف سے یہ پیغام ملتے ہی لوئیس اور الفانسو دونوں اپنی اپنی سلطنت میں بے پناہ جنگی تیاریوں میں لگ گئے تھے ۔ ساتھ ہی ساتھ شارلیمان نے اٹلی کی طرف بھی قاصد بھجوائے اور وہاں کے رضاکاروں کو ترغیب دی کہ وہ اسپین آکر ان کے شانے سے شانہ ملاکر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں ۔

یہ سارے انتظامات کرنے کے بعد شارلیمان خود بھی بیکار نہیں بیٹھا تھا ۔ دن رات وہ اپنے لشکریوں کی تعداد بڑھانے میں مصروف ہو گیا تھا تاکہ لوئیس اور الفانسو کے ساتھ مل کر ایک ناقابل تسخیر لشکر تیار کرے اور مسلمانوں کی ہر قوت کو بدترین شکست دے ۔

دوسری طرف جو شارلیمان نے عبدالکریم کی راہ روکنے کے لئے جو لشکر تیار کیا تھا اس کی تعداد بھی کافی بڑی تھی اور وہ بڑی تیزی سے عبدالکریم کی طرف بڑھا تھا ۔ عبدالکریم کے جاسوسوں نے بھی عبدالکریم کو اس لشکر کی اطلاع کر دی تھی ۔ لہذا آگے بڑھتے بڑھتے عبدالکریم کے قدم رک گئے اور وہ دریائے دودون کے کنارے رک گیا تھا ۔ اگلے روز شارلیمان کا جرنیل بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ عبدالکریم کے پڑاؤ کے سامنے آن خیمہ زن ہوا تھا ۔ آنے والی رات دونوں لشکروں پر بخیریت گزر گئی ۔ دوسرے روز صبح ہی صبح فرانسیسیوں کی طرف سے جنگ کے طبل بج اٹھے ۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں ۔

دوسری جانب عبدالکریم کی قوت بھی اب خاصی بڑی تھی ۔ عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم اب اس کے ساتھ تھے ان کے علاوہ حمود بن مغیرہ بھی رانسی وال کے مسکن کے محافظوں کے ساتھ عبدالکریم کے ساتھ شامل ہو چکا تھا ۔ دریائے دودون کے کنارے ایک رات بخیریت گزارنے کے بعد دوسرے روز جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں ۔ فرانسیسی بھی صفیں درست کرنے لگے ۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے عبدالکریم بھی صفیں درست کر رہا تھا جب ایسا ہو چکا تو فرانسیسیوں نے جنگ کی ابتدا کی ۔

فرانسیسی سناٹوں کی گونجتی چیخوں میں مرگ کے ہانپتے سایوں ۔ لمحوں کے جنگل میں

پل پل سلگتے ۔ لمحہ لمحہ جلتے حسرتوں کے بیکراں عناصر اور قلزم اور زہر اگلتے آرزوؤں کے ناگ کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے ۔ دریائے دودون کے کنارے ایک طرح سے انگاروں کا کھیل شروع ہو گیا تھا ۔ یہ کھیل زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکا اس لئے کہ عبدالکریم نے جوابی کاروائی شروع کی تھی اور وہ نوک سنان پر رقص کرتے بے برگ و بے ثمر خزاں ۔ تنہائیوں کو سلگاتے زندگی کو سنسان کرتے سمندر کے شور کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا ۔ اپنے پہلے ہی حملے میں عبدالکریم نے فرانسیسیوں کی حالت سلگتی دوپہر اور گمشدہ منزل جیسی بنا کر رکھ دی تھی ۔

شروع شروع میں فرانسیسیوں کے حوصلے بلند تھے اور وہ یہ امید رکھتے تھے کہ وہ اپنی سرزمینوں میں مسلمانوں کو بد ترین شکست دیں گے اور انہیں مار بھگائیں گے لیکن عبدالکریم کے حملے ان کی جان کا روگ بننے لگے تھے ۔ وہ جس سمت بھی حملہ آور ہوتے مسلمان انہیں کچی شاخوں کی طرح کاٹتے چلے گئے تھے ۔ یہاں تک کہ فرانسیسیوں کا بے پناہ نقصان ہوا وہ جی چھوڑتے ہوئے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ۔ یہ فرانسیسیوں کی بد ترین شکست تھی دور تک عبدالکریم نے شکست خوردہ لشکر کا تعاقب کیا پھر واپس میدان جنگ میں آیا اور فرانسیسیوں کے پڑاؤ کی ہر چیز پر اس نے قبضہ کر لیا تھا ۔

اسی دوران عبدالکریم کو یہ خبر بھی ملی کہ شارلیمان یورپ کے دیگر رضا کاروں کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد لوئیس اور الفانسو کو ساتھ ملا کر ایک ناقابل تسخیر لشکر تیار کرتے ہوئے دریائے ابرہ کو عبور کر کے مسلمانوں کی حدود میں داخل ہونا چاہتا ہے ۔ ان حالات کے پیش نظر کوئی آخری فیصلہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ عبدالکریم دریائے دودون ہی کے کنارے خیمہ زن ہو گیا تھا ۔

ایک روز عبدالکریم اپنے خیمے سے باہر عبدالرحمان ۔ اسماعیل بن قاسم اور حمود بن مغیرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ تین سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہاں آئے اور خیمے کے سامنے آن رکے تھے ۔ عبدالکریم انہیں پہچان گیا وہ مخبر تھے جو ضروری خبریں عبدالکریم کو پہنچایا کرتے تھے ۔ تینوں مخبر نزدیک آئے پھر ان میں سے ایک نے عبدالکریم کو مخاطب کیا ۔

امیر محترم ۔ ہم خلیفتہ المسلمین کی طرف سے آرہے ہیں ۔ آپ کے نام ان کا پیغام یہ

ہے کہ آپ فی الفور فرانس کی سرزمین سے نکل کر دریائے ابرہ کے کنارے شمال کی سمت اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر جائیں ۔ خلیفتہ المسلمین وہیں آپ سے ملاقات کریں گے ۔ شاید آپ نے یہ بھی سن لیا ہو گا کہ شارلیمان عنقریب یورپ کے رضاکاروں کے علاوہ لوئیس اور الفانسو کے ساتھ مل کر مسلمان علاقوں پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے لہذا خلیفتہ المسلمین کا خیال ہے کہ آپ فوراً اپنی حدود کے اندر آجائیں تاکہ جب شارلیمان اپنے ہم عصر نصرانی بادشاہوں کے ساتھ اندلس پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھے تو اس کے پاؤں کاٹتے ہوئے اس کی پیش قدمی کو روک دیا جائے ۔

خلیفہ الحکم کا یہ پیغام سنتے ہی عبدالکریم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے لشکریوں کو اس نے پڑاؤ ختم کرنے کا حکم دے دیا تھا ۔ تھوڑی ہی دیر بعد عبدالکریم اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ فرانس کے دریائے دودون کے کنارے سے کوچ کر کے اندلس میں دریائے ابرہ کا رخ کر رہا تھا ۔



موسم سرما اپنے عروج پر آگیا تھا ۔ برفباری نے ہر شے کو سفید کر دیا تھا ۔ لگتا تھا خالق تہذیب انسان نے باغ تہذیب و تمدن کو آئینہ ساز فطرت بنا کر رکھ دیا ہو ۔ سخت موسموں کی برفانی یورش کھیتوں کے شباب ۔ اشجار کی شادابی پر غالب آگئی تھی ۔ گھروں کی رونق پر خزاں کے گیت گونج گئے تھے ۔ ندی نالے کوہستان میدان وادیاں اور ندیاں برف سے اٹ گئی تھیں ۔ کوہستان پیرانیز کی ہر چوٹی ہر چٹان برف برف ہو کر رہ گئی تھی ۔ انہی برفانی علاقوں میں بڑی تیزی سے سفر کرتے ہوئے ایک روز شام کے قریب عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ابرہ کے شمالی کنارے پہونچا اور وہاں اس نے اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا ۔

خیمے نصب ہو جانے کے تھوڑی دیر بعد جس وقت عبدالکریم اپنے خیمے میں عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم اور حمود بن مغیرہ کے ساتھ بیٹھا گفتگو کر رہا تھا کہ عبدالکریم کا ایک محافظ بڑی تیزی سے اندر آیا اور عبدالکریم کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

امیر محترم ۔ خلیفتہ المسلمین اور حاجب ابن ولید آپ سے ملاقات کرنے کے لئے تھوڑی دیر تک یہاں پہونچنے والے ہیں ۔ دریائے ابرہ کو عبور کر چکے ہیں ابھی ابھی مخبروں نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ وہ تھوڑی دیر تک آپ سے ملاقات کے لئے آپ کے خیمے میں آئیں گے ۔

اس خبر پر عبدالکریم فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس کی طرف دیکھتے ہوئے عبدالرحمان ۔ اسماعیل بن قاسم اور حمود بن مغیرہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔ سب خیمے سے نکلے اور خیمے کے سامنے جو چمڑے کا چھپر بنا ہوا تھا اور جس کے نیچے آگ کا الاؤ پہریداروں کے لئے روشن تھا وہاں آن کھڑے ہوئے تھے ۔

ہر طرف گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی ۔ برفباری اب بھی جاری تھی رات کے وقت دور دور تک چمکتی برف کی چادر نے تاریکی کے جوش کو کسی قدر کم کر دیا تھا آسمان پر جھکے ہوئے بادل بڑی تیزی سے برف کے گالے گرا رہے تھے ۔ عبدالکریم اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھوڑی ہی دیر وہاں کھڑا ہوا ہو گا کہ اس کے سامنے دو گھڑ سوار نمودار ہوئے آگے آگے دو سوار تھے ایک ان میں سے خلیفہ الحکم دوسرا ان کا حاجب ابن ولید تھا ان کے پیچھے حفاظتی دستہ تھا جنہیں دیکھتے ہی عبدالکریم آگے لپکا اسے دیکھ کر عبدالرحمان ۔ اسماعیل بن قاسم اور حمود بن مغیرہ بھی آگے بڑھ گئے تھے ۔ عبدالکریم نے آگے بڑھ کر خلیفہ الحکم کے گھوڑے کی باگ پکڑی ۔ وہ چاہتا تھا کہ خلیفہ کا گھوڑا اس چھپر تلے لائے جہاں آگ کا الاؤ روشن تھا کہ خلیفہ الحکم بن ہشام اپنے گھوڑے سے کود گیا پھر آگے بڑھ کر خلیفہ نے عبدالکریم کو گلے لگایا اس کی پیشانی چومی اور انتہائی شفقت میں اسے مخاطب کیا ۔

عبدالکریم ! تم نے جو لگاتار اپنے دشمنوں کے مقابلے میں کامیابیاں حاصل کیں ہیں تو میں الحکم بن ہشام تمہیں تمہاری اس کارگزاری پر مبارکباد دیتا ہوں اور تمہیں تمہاری شجاعت اور حوصلہ مندی پر سلام کرتا ہوں ۔ عبدالکریم سے گلے ملنے کے بعد خلیفہ الحکم بن ہشام ۔ باری باری عبدالرحمان ۔ اسماعیل بن قاسم اور حمود بن مغیرہ سے گلے ملا اس کے بعد حاجب ابن ولید نے بھی ایسا ہی کیا تھا ۔ پھر عبدالکریم کے محافظ الحکم اور ابن ولید کے گھوڑوں کو لے گئے جبکہ عبدالکریم سب کو لے کر خیمے میں داخل ہوا تھا ۔

سب خیمے میں بیٹھ گئے پھر عبدالکریم نے خلیفہ الحکم کو مخاطب کیا ۔

آپ نے اس تاریک اور برفانی رات میں آنے کی کیوں زحمت کی ۔ اگر کوئی انتہائی اہم اور ضروری کام تھا تو آپ نے مجھے طلب کر لیا ہوتا ۔ میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اس پر الحکم کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔ کچھ دیر تک وہ سوچتا رہا ۔ پھر کہہ اٹھا

عبدالکریم ! پیاسا ہی چل کر کنویں کے پاس اور ضرورتمند ہی چل کر اپنی ضرورت کے پاس آتا ہے ۔ میرے بیٹے ۔ تو نے جو اندلس کے لئے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ان کا تقاضہ ہے کہ میں الحکم بن ہشام خود چل کر تیرے پاس آؤں بیٹے ۔ میں رات کی تاریکی میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سب کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں ۔ اچھا ہوا کہ میری آمد سے پہلے ہی تم سب ایک ہی خیمے میں جمع ہو ۔

عبدالکریم میرے بیٹے ! یہ بات سب جانتے ہوں گے کہ میں نے اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ابرہ کے جنوب میں پڑاؤ کر رکھا ہے میرا قیام کوہستانی سلسلے کے اندر ہے میں نے اپنے اطراف میں اپنے طلایہ گر بھی پھیلا رکھے ہیں تا کہ دشمن کے کسی جاسوس کو خبر نہ ہو کہ اپنے لشکر کے ساتھ میں نے وہاں پڑاؤ کر رکھا ہے ۔

دوسری بات بھی تم جانتے ہو گے کہ عنقریب شارلیمان ایک بہت بڑی قوت کے ساتھ اندلس پر حملہ آور ہو گا ۔ اور ہمیں ہر صورت میں اس کی اس قوت کو پاش پاش کرتے ہوئے اسے پسپا ہونے پر مجبور کرنا ہے ۔

سنو عبدالکریم ۔ میرے طلایہ گروں نے جو اطلاع دی ہے اس کے مطابق فرانس سے شارلیمان اپنے جرار لشکر کے علاوہ یورپ کے رضاکاروں کے ساتھ کوہستان پیرانیز کے جنوب میں خیمہ زن ہو گا ۔ اسی جگہ اپنے لشکر کے ساتھ ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس اور اشتور کا بادشاہ الفانسو دوئم اس سے ملیں گے ۔ وہاں وہ تینوں مشورہ کرنے کے بعد اور جنگی لائحہ عمل طے کرنے کے بعد جنوب کی طرف پیشقدمی کریں گے تا کہ اندلس کی اسلامی حدود میں داخل ہو سکیں ۔ لیکن ہمیں ہر صورت میں ان میں روک کر پسپا کرنا ہے ۔

یورپ کی اس متحدہ قوت سے نبرد آزما ہونے کے لئے میرا لائحہ عمل یہ ہے کہ میں جنوب میں اپنے لشکر کے ساتھ گھات ہی میں رہوں گا ۔ کسی کو کان وکان خبر تک نہ ہونے پائے گی کہ میں بھی ایک بڑے لشکر کے ساتھ دریائے ابرہ کے جنوبی حصے میں موجود ہوں ۔

میرے بیٹے! جہاں تک تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا تعلق ہے تو تم اپنے لشکر کے ساتھ یہیں پڑاؤ کئے رکھنا جہاں اس وقت تم خیمہ زن ہو۔ ظاہر ہے شارلیمان لوئیس اور الفانسو دریائے پیرانیز کے قریب باہم ملنے اور متحد ہونے کے بعد جنوب کا رخ کریں گے ان کے جاسوس یقیناً انہیں یہ خبر دیں گے کہ مسلمانوں کے جرنیل عبدالکریم نے دریائے ابرہ کے شمال میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے۔ لہذا وہ بڑی تیزی سے تمہارا رخ کریں گے تا کہ تم پر حملہ آور ہوں۔

یہ بھی یادرکھنا کہ یورپ کی یہ بڑی طاقتیں اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ حملہ آور ہونگی۔ عبدالکریم میرے بیٹے۔ جب تم یہ دیکھو کہ یہ متحدہ قوت تمہارے قریب آ گئی ہے اور حملہ آور ہونا چاہتی ہے تو تم فوراً اپنی خیمہ گاہ کو سمیٹتے ہوئے کچھ اس انداز سے پسپائی کرنا کہ دشمن پر یہی ظاہر ہو کہ تم ان کی عسکری قوت سے بچتے اور پہلو تہی کرتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے ہو اور پسپا ہونے پر مجبور ہوئے ہو۔

تمہاری اس پسپائی سے یقیناً یورپ کے ان حملہ آوروں کے حوصلے بلند ہوں گے اور وہ تمہارے تعاقب میں دریائے ابرہ کو عبور کریں گے۔ میرے بیٹے تم دریائے ابرہ کو عبور کرنے کے بعد دریا سے ہٹ کے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لینا۔ لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر لینا۔ ایک حصہ اپنے ساتھ رکھنا۔ حمود بن مغیرہ کو اپنے نائب کے طور پر اپنے ساتھ اپنے دائیں جانب عبدالرحمان کو اور اپنے بائیں جانب اسماعیل بن قاسم کو رکھنا اور دشمن کے خلاف صف آرا ہونا۔

دشمن بھی یقیناً اپنے لشکر کو تین ہی حصوں میں تقسیم کریں گے۔ ایک شارلیمان کے اپنے لشکر کے علاوہ یورپ سے آنے والے رضاکار بھی اس کے ساتھ ہوں گے۔ دوسرا حصہ لوئیس کے لشکر کا اور تیسرا حصہ الفانسو کا ہو گا۔ اس طرح تمہارے لشکر کے تین حصوں کے مقابلے میں حملہ آوروں کے لشکر کے بھی تین ہی حصے ہوں گے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ حملہ آوروں کے لشکر کی تعداد میرے اندازے کے مطابق تمہارے لشکر سے بہت زیادہ ہو گی۔ لیکن میرے بیٹے۔ فکر مند مت ہونا۔ میں تمہارے قریب ہی ہوں گا۔

عبدالکریم میرے عزیز۔ تم بلا جھجک شارلیمان۔ لوئیس اور الفانسو سے جنگ کی ابتدا کرنا۔ ویسے تو مجھے امید ہے کہ تم اکیلے ہی ان تینوں قوتوں کو اپنے پاؤں تلے مسل

دینے کی جرأت اور ہمت رکھتے ہو۔ لیکن تمہاری تسلی کے لئے میں یہ کہوں کہ جس وقت جنگ کی بھٹی عین اپنے عروج اور شباب پر آئے گی تب میں گھات سے نکلوں گا۔ اپنے لشکر کو میں بڑی ترتیب اور تنظیم کے ساتھ دو حصوں میں تقسیم کروں گا ایک حصہ اپنے پاس رکھوں گا دوسرا حصہ اپنے حاجب ابن ولید کی سرکردگی میں دوں گا۔ ابن ولید جنوب میں ایک لمبا چکر کاٹتے ہوئے تمہارے اور دشمن کے لشکر کے مشرق کی جانب نمودار ہو گا۔ جبکہ میں مغرب میں ہی گھات میں پڑا رہوں گا۔ ابن ولید مشرق کی طرف سے حملہ آور ہو گا تو یہ بلند آواز میں تکبیریں بلند کرے گا اس کی تکبیریں بلند کرنے سے جہاں تم سب کو خبر ہو جائے گی کہ ابن ولید مشرق کی طرف سے حملہ آور ہوا ہے وہاں مجھے بھی اس کے حملہ آور ہونے کی اطلاع ہو جائے گی۔ لہذا میں بھی گھات سے نکلوں گا اور دشمن کے دائیں پہلو پر حملہ آور ہوں گا۔ میرے خیال میں ہم جب دائیں بائیں سے دشمن پر جان لیوا ضربیں لگائیں گے تو اس کے سامنے سوائے شکست۔ ہزیمت نامرادی اور ناکامی کے سوا کچھ نہ رہے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد خلیفہ الحکم بن ہشام خاموش ہو گیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر تک خیمے کے اندر سکوت رہا اس کے بعد الحکم کی آواز پھر گونج گئی۔ اس نے عبدالکریم کو مخاطب کیا تھا۔

جنگ کا جو لائحہ عمل میں نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے اس پر غور کرو۔ اگر تم سب مل کر اسے قابل عمل خیال کرتے ہو تو پھر بہت خوب اور اگر اسمیں تم لوگ کسی قسم کی تبدیلی چاہتے ہو تب بھی کہو۔

جواب میں عبدالکریم اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ کچھ دیر مشورہ کرتا رہا پھر اسنے الحکم کو مخاطب کیا۔

خلیفہ محترم۔ جو جنگ کا جو لائحہ عمل آپ نے پیش کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ حتمی اور آخری ہے۔ میرے ساتھی اس سے متفق ہیں۔ لہذا دشمن سے نپٹنے کے لئے یہی طریقہ کار استعمال کیا جائے گا۔ الحکم کے چہرے پر خوشیاں بکھرنے لگی تھیں پھر وہ کہنے لگا اگر یہ بات ہے تو مجھے اور ابن ولید کو اب چلنا چاہئے۔ عبدالکریم فوراً بول پڑا۔ خلیفہ محترم کھانے کا وقت ہو گیا ہے۔ کیا آپ شام کا کھانا ہمارے ساتھ کھانا پسند نہیں کریں گے۔ اگر آپ ایسا کریں تو آپ کے اس عمل سے یقیناً میرے ہی نہیں میرے ساتھیوں بلکہ میرے

لشکریوں کی بھی حوصلہ افزائی ہو گی۔

عبدالکریم! تم لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا۔ میری خوشی اور میری مسرت کا باعث ہو گا۔ اگر تم لوگ ایسا چاہتے ہو تو پھر وقت ضائع نہ کرو فوراً کھانا منگاؤ ہم سب اکٹھے بیٹھ کر اس خیمے میں کھانا کھاتے ہیں۔ پھر میں اور ابن ولید دریائے ابرہ کے پار اپنے لشکر کی طرف چلے جائیں گے۔ الحکم نے یہ بات بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہی تھی۔

اس پر عبدالکریم کے اشارہ کرنے پر اس کے سارے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ محافظوں کو انہوں ساتھ لیا جلدی جلدی اس خیمے میں کھانے کا اہتمام کیا گا سب نے بڑے خوشگوار ماحول میں مل کر کھانا کھایا اس کے بعد برفباری اور رات کی تاریکی میں الحکم اور ابن ولید اپنے محافظ دستے کے ساتھ دریائے ابرہ کو پار کر کے اپنے لشکر کی طرف چلے گئے تھے

سب سے پہلے فرانس کا بادشاہ شارلیمان اپنے لشکر اور یورپی رضا کاروں کے ساتھ کوہستان پیرانیز کی جنوبی وادیوں میں آ کے خمیہ زن ہوا تھا۔ پھر وہ وہاں پڑاؤ کرنے کے بعد لوئیس اور الفانسو کی آمد کا انتظار کرنے لگا تھا۔

چند دن کے وقفے کے بعد لوئیس اور الفانسو بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہونچ گئے اور شارلیمان کے لشکر کے پہلو میں خیمہ زن ہو گئے تب شارلیمان نے الفانسو اور لوئیس کے علاوہ اپنے اور ان کے لشکروں کے بڑے بڑے سالاروں کا ایک جنگی اجلاس طلب کیا۔ یہ اجلاس کوہستان پیرانیز کی کھلی وادی کے اندر منعقد کیا گیا تھا۔ جب سب لوگ شامیانہ نما ایک خیمے میں آ کر جمع ہو گئے تب انہیں مخاطب کرتے ہوئے شارلیمان نے کہنا شروع کیا۔

میرے رفیقو میرے عزیزو۔ سب سے پہلے تو میں تم لوگوں پر یہ انکشاف کروں گا کہ مسلمانوں کا ایک بڑا لشکر اس وقت دریائے ابرہ کے شمال میں پڑاؤ کیے ہوئے ہے اور اس کی اطلاع ہمارے جاسوسوں نے دی ہے۔ اس لشکر کا کماندار اعلیٰ اندلس کا سب سے جری اور جنگی تجربہ رکھنے والا سالار عبدالکریم ہے۔

آپ سب لوگوں کو یاد ہو گا کہ یہ عبدالکریم وہی ہے جس نے جگہ جگہ بار بار نا صرف بوریل کو شکست دی اور اس کی موت کا سبب بنا بلکہ کئی مواقع پر اس نے الفانسو اور لوئیس کو بھی اکیلے اکیلے اور متحدہ طور پر پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کیا۔

یہ وہی عبدالکریم ہے جو خلیج بسکے کے جزیرے پر حملہ آور ہوا اور جزیرے کے نصرانیوں کو اسنے بدترین شکست دی اور وہاں جو برسوں سے دولت کے ڈھیر لگے ہوئے تھے وہ یہ سب لوٹ کر لے گیا۔

عبدالکریم کے ساتھ جنگوں میں اندلس کا خلیفہ الحکم شامل نہیں ہوتا اس لئے کہ الحکم ابھی تک اپنی اندرونی شورشوں اور بغاوتوں میں الجھا رہا ہے اور اسے ہمارے خلاف کبھی کارروائی کرنے کا موقع بھی نہیں ملاہاں گزشتہ چند ہفتے پہلے وہ ہمارے بھائی الفانسو کے خلاف وادی الحجارہ میں حرکت میں آیا اور الفانسو کو ناقابل تلافی نقصان پہونچایا۔اب میرے خیال میں وہ اپنے لشکر کے ساتھ واپس قرطبہ جاچکاہے اس لئے کہ ہمارے جاسوسوں کی اطلاع ہے کہ الحکم اس وقت وادی الحجارہ میں نہیں ہے۔اے میرے ساتھیوں ہمارے سامنے اس وقت سب سے بڑی جنگی قوت اور سب سے بڑا مسئلہ یہی عبدالکریم بن مغیث ہے۔میں نے سنا ہے وہ بے محابہ آگے بڑھتا ہے۔حملہ آور ہونے میں توقف نہیں کرتا۔بے روک طوفانوں کی طرح چھاتا چلاجاتا ہے اور اپنے سامنے آنے والے ہر دشمن کی شکست اور ناکامی اور نامرادی کا باعث بنتا ہے لہذا سب سے پہلے ہمیں اسی عبدالکریم سے نپٹنا ہوگا۔

ہم اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ کوچ کریں گے ہمارا رخ دریائے ابرہ کی طرف ہوگا جہاں ابرہ کے شمالی کناروں پر عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ہم عبدالکریم کے لشکر کے سامنے جا کر پڑاؤ کریں گے اور اسکے بعد اسے دعوت مبارزت دیں گے۔میرے خیال میں مجھے امید ہے کہ ہمارے مقابلہ میں عبدالکریم کا لشکر انتہائی کم تر ہوگا اور ہم اسے بہت جلد شکست دینے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ایک بار اگر ہمارے ہاتھوں عبدالکریم کو شکست ہوئی تو پھر اسے کہیں بھی نکلنے نہیں دیں گے۔اس کا تعاقب کرتے ہوئے نہ صرف دریائے ابرہ کو ان کے قتل عام سے خون آلود کردیں گے بلکہ جہاں تک عبدالکریم بھاگے گا ہم اس کے پیچھے ہوں گے۔

دشمن کو شکست دینے کے بعد ہمارا لائحہ عمل یہ ہوگا کہ محترم لوئیس عبدالکریم کے تعاقب میں لگ جائے گا۔اور اس کے پاؤں کہیں بھی جمنے اور ٹکنے نہ دے گا جہاں تک میرا تعلق ہے میں مسلمانوں کے مرکزی شہر قرطبہ کا رخ روں گا جبکہ الفانسو پہلے طرطوشہ شہر کا رخ کرے گا اور اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجائے گا پھر جنوب مغرب کے رخ پر آگے بڑھتے

ہوئے دو دوسرے شہروں کا صفایا کرتا چلاجائے گا۔مجھے امید ہے کہ اتنی دیر تک میں بھی مختلف شہروں اور قصبوں سے ہوتا ہوا اور اپنے سامنے آنے والے ہر لشکر کو موت کے گھاٹ اتارتا ہوا مسلمانوں کے مرکزی شہر قرطبہ تک پہنچ جاؤں گا۔لوئیس بھی عبدالکریم کو اپنے سامنے آگے آگے ہانکتا ہوا لے جائے گا۔اگر عبدالکریم قرطبہ کی طرف جاتا ہے تو ہمارے لئے بہت آسانی ہوگی ہم تینوں مل کر قرطبہ کا محاصرہ کرلیں گے اور اندلس کے خلیفہ کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کردیں گے۔

اے میرے ساتھیوں۔یہ آنے والی جنگ ہمارے لئے زندگی موت کا سوال ہے۔اس جنگ میں ہمیں اگر فتح ہوتی ہے تو یاد رکھنا ہم اسپین میں مسلمانوں کے پاؤں نہ جمنے دیں گے اور جلد یا بدیر انہیں اندلس کی سرزمین چھوڑ کر افریقہ کارخ کرنا پڑیگا۔اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر اس جنگ میں کامیابی نہ ہوئی اور ہمیں شکست ہوئی تو پھر اندلس اور اسکے نواحی علاقوں میں ہمارے لئے بھی کوئی کونہ محفوظ نہ رہے گا۔

اسی بنا پر دریائے ابرہ کے کنارے ہمیں اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ مسلمانوں کے جرنیل عبدالکریم پر حملہ آور ہونا چاہئے اور دریائے ابرہ کے کنارے ہمیں ہر صورت اس عبدالکریم کو شکست دیناہوگا اور یاد رکھنا اگر ہمیں شکست ہوئی اور ہمیں بھاگنا پڑا تو پھر مسلمان تعاقب میں جب نکلیں گے تو وہ ہمارا وہ قتل عام کریں گے کہ اس سے پہلے کسی سرزمین نے دیکھا نہ ہوگا۔لہذا اگر ہم اپنی خیریت و عافیت چاہتے ہیں اگر مسلمانوں سے ہم اپنی سرزمین واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں ان مسلمانوں کے خلاف تن من دھن کی بازی لگانا ہوگی۔

یہاں تک کہنے کے بعد شارلیمان رک گیا۔تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتا رہا۔اس کے بعد اس کی آواز پھر بلند ہوئی۔

میرے عزیز دوستو۔میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔اب اگر تم لوگوں میں سے کسی کو میری یہ تجویز ناپسند ہو یا اس میں اگر وہ کوئی اضافہ یا کمی کرنا چاہتے تو بلا جھجک وہ اپنا مدعا ظاہر کرے۔

اس پر لوئیس اور الفانسو اپنے دیگر سالاروں کے ساتھ صلاح و مشورہ کرتے رہے پھر الفانسو بول پڑا۔

شارلیمان ۔ ہمارے محترم ۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد آپ پر یہ انکشاف کروں کہ مسلمانوں کے خلاف جو جنگی لائحہ عمل آپ نے ترتیب دیا ہے اس سے ہم مکمل طور پر اتفاق کرتے ہیں اور جو لائحہ عمل آپ نے پیش کیا ہے اگر ہم خلوص نیت سے عمل کریں تو مجھے امید ہے کہ ہم جلد ان مسلمانوں کو اندلس سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ میرے خیال میں اب ہمیں مزید کچھ نہیں کہنا ۔

شارلیمان یہ جواب سن کر خوش اور مطمئن ہو گیا تھا پھر وہ جنگی اجلاس ختم کر دیا گیا

دوسرے روز شارلیمان ۔ لوئیس اور الفانسو اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ کوہستان پیرانیز کے دامن سے دریائے ابرہ کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔

جونہی شارلیمان لوئیس اور الفانسو اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ دریائے ابرہ کے شمالی کناروں کے آس پاس عبدالکریم کے پڑاؤ کے قریب ہوئے ۔ عبدالکریم اپنا پڑاؤ فوراً اٹھاتا ہوا اس انداز میں دریائے ابرہ کو پار کر کے جنوب کی طرف چلا گیا تھا جیسے وہ شارلیمان کے متحدہ لشکر کو دیکھ کر خوف سے پسپا ہوا ہو ۔

عبدالکریم خلیفہ الحکم کے ساتھ پہلے سے طے شدہ تجویز پر عمل کر رہا تھا اس کی اس پسپائی سے شارلیمان اور اس کے اتحادیوں کے حوصلے بلند ہوئے اور ان تینوں نے یہی اندازہ لگایا کہ ان کے لشکر کی تعداد کو دیکھتے ہوئے اندلس کے خلیفہ کا جرنیل عبدالکریم خوفزدہ ہو کر دریائے ابرہ کو پار کر گیا ہے اور وہ ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتا ۔

دوسرے کنارے پر جا کر عبدالکریم نے فوراً اپنے لشکر کو ترتیب دینا شروع کیا اسنے عبدالرحمان ۔ اسماعیل بن قاسم اور حمود بن مغیرہ کو اپنے پاس بلایا جب وہ تینوں اس کے پاس آئے تب عبدالکریم نے انہیں مخاطب کیا ۔

میرے بھائیو ۔ میرے رفیقو میرے ساتھیو ۔ دشمن ہمارے پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق دریائے ابرہ کو پار کر کے جنوب کی طرف ضرور آئے گا ۔ لہذا اس سے جنگ کرنے کا ہمارا طریقہ کار یہ ہو گا کہ لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا ۔ وہ حصہ جو پہلے سے میرے ساتھ تھا اسکے علاوہ جو لشکر رانسی وال کے دروں سے حمود بن مغیرہ لے کر آیا ہے یہ قلب میں رہے گا ۔ حمود بن مغیرہ بھی میرے ساتھ کام کرے گا ۔ دائیں جانب عبدالرحمان اور بائیں جانب اسماعیل بن قاسم اپنے لشکروں کے ساتھ ہوں گے لیکن یہ

اپنے لشکروں کو میرے لشکر کی نسبت تھوڑا سا پیچھے رکھیں گے ۔ تا کہ دشمن جب ان پر حملہ آور ہو تو اپنے لشکریوں کے حصے کو وہ تھوڑا سا آگے بڑھائے ۔ اس کا ہمیں یہ فائدہ ہو گا کہ جب خلیفتہ المسلمین جنگ کے عروج پر دشمن کے دائیں اور بائیں پہلو پر ضرب لگائیں گے تو جو حصہ دشمن کا آگے بڑھا ہوا ہو گا مجھے امید ہے کہ وہ اسے کاٹتے چلے جائیں گے اس طرح جہاں دشمن کو بے پناہ نقصان اٹھانا پڑیگا وہاں دشمن سے برسرپیکار ہمارے سپاہیوں کے نہ صرف حوصلے بلند ہوں گے بلکہ انہیں خاطر خواہ جنگی فوائد بھی حاصل ہوں گے ۔

عبدالرحمان ۔ اسماعیل بن قاسم اور حمود بن مغیرہ تینوں نے عبدالکریم کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر عبدالکریم کے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق دریائے ابرہ کے لگ بھگ پانچ میل جنوب میں انہوں نے اپنے لشکر کو ترتیب دینا شروع کر دیا تھا ۔

فرانس کے شہنشاہ شارلیمان نے بھی اپنے لشکر کو دریائے ابرہ پار کرنے کا حکم دیا ۔ وہ یہ خیال کر رہا تھا کہ اندلس کی اسلامی مملکت کا سالار اعلیٰ عبدالکریم چونکہ اسے دیکھتے ہی پسپا ہو کے جنوب کی طرف بھاگ گیا ہے لہٰذا اب مسلمانوں کی کوئی ایسی قوت نہیں جو اس کے متحدہ لشکر کا مقابلہ کر سکے ۔ لیکن دریائے ابرہ کو پار کرنے کے بعد شارلیمان اپنے متحدہ لشکر کو لے کر جب پانچ میل کے قریب آگے بڑھا تب اسنے دیکھا کہ اس کے سامنے عبدالکریم اپنے لشکر کے ساتھ صف آرا تھا اور جنگ کے لئے تیار اور مستعد تھا ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے جہاں شارلیمان دنگ رہ گیا تھا ۔ وہاں لوئیس اور الفانسو بھی پریشان ہوئے تھے تاہم جلد ہی ان لوگوں نے اپنے لشکریوں کے حوصلے بلند رکھنے کے لئے جنگ کے طبل بجانے شروع کر دیئے تھے اور پھر وہ اس لحاظ سے بھی مطمئن تھے کہ جو لشکر عبدالکریم کی سرکردگی میں ان کے سامنے آیا تھا شارلیمان کا متحدہ لشکر اس سے کئی گنا بڑا تھا اور انہیں امید تھی کہ دریائے ابرہ کے کنارے وہ اندلس کے مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کر کے رکھ دیں گے لیکن وہ خدا جو دلوں کے بھید جانتا ہے شاید کچھ اور ہی فیصلے کئے ہوئے تھا ۔

عبدالکریم کے سامنے صف آرا ہوتے ہوئے شارلیمان نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا تھا ۔ شارلیمان نے اپنے لشکر کو قلب کے طور پر استعمال کیا اور وسطی حصے میں رکھا ۔ اپنے دائیں جانب اس نے ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس کو بائیں جانب الفانسو

کو رکھا گیا تھا۔ جبکہ چوتھا لشکر یورپ کے مختلف ممالک سے آنے والے ان رضاکاروں کا تھا جو صلیب کی سربلندی کے لئے اندلس کی اسلامی مملکت کے خلاف سرپیکار ہونا چاہتے تھے ان رضاکاروں کا سالار ان ہی میں سے ایک شخص تھا۔ رضاکاروں کے لشکر کو چوتھے حصے کے طور پر شارلیمان نے اپنے لشکر کے بالکل پشتی حصے میں رکھا تھا تاکہ اس کے تین حصوں میں سے جنگ کے دوران جس حصے میں بھی کمزوری پیدا ہو اس حصے کی مدد کے لئے وہ رضا کار فوراً پہونچیں اور اپنی فتح کو یقینی بنانے کی کوشش کریں۔

جب شارلیمان کا لشکر اپنی صفیں درست کر چکا تب شاید شارلیمان کے اشارے پر اس کے لشکر کا ایک جنگجو اور سورما اپنے لشکر سے نکلا دونوں لشکروں کے درمیان وہ آیا اپنے گھوڑے کی باگیں ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے کھینچیں جس کے جواب میں اس کا گھوڑا فضا میں الف ہو گیا تھا۔ ساتھ ہی بھاری بھرکم تلوار اس جنگجو نے فضا میں بلند کی اور اسلامی لشکر کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے انفرادی مقابلے کے لئے للکارا تھا۔

اس فرانسیسی کی اس پکار پر اپنے لشکر کے سامنے کھڑے عبدالکریم کے چہرے پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر اس نے اپنے دائیں جانب گھوڑے پر سوار حمود بن مغیرہ کی طرف دیکھا۔

حمود میرے بھائی تم قلب لشکر کے سامنے ہی رہنا۔ میں انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میں اس انفرادی مقابلے کے لئے للکارنے والے فرانسیسی کی گردن کاٹ کر بہت جلد اپنے لشکر میں لوٹونگا۔ اس کے ساتھ ہی عبدالکریم نے حمود بن مغیرہ کے جواب کا انتظار کئے بغیر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اسے سرپٹ دوڑا دیا تھا حمود بن مغیرہ بے چارہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔

اپنے گھوڑے کو بڑی تیزی سے بھگاتا ہوا عبدالکریم اس فرانسیسی کے قریب آیا اسنے دیکھا وہ فرانسیسی سر سے لے کر پاؤں تک لوہے میں غرق تھا جب کہ عبدالکریم کے سر پر آہنی خود شانوں پر لوہے کے خول اور بازوؤں پر آہنی جوشن تھے۔ اس فرانسیسی کے قریب آ کر عبدالکریم نے پہلے بغور اس کا جائزہ لیا پھر عجیب سے انداز میں اسنے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی یہ ایڑ لگنی تھی کہ گھوڑا وحشیانہ سے انداز میں اس فرانسیسی کے گرد چکر لگانے لگا تھا۔ پھر ایک دم عبدالکریم نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچیں جواب میں گھوڑا اپنی دونوں ٹانگیں

اٹھا کر بری طرح ہنہنایا تھا۔ اس کے بعد اپنے بائیں ہاتھ میں ڈھال اور دائیں میں تلوار لئے عبدالکریم اس فرانسیسی کے قریب آیا۔ فرانسیسی نے فوراً اس سے پوچھ لیا۔

میرے ساتھ مقابلے کے لئے میدان میں اترنے والے۔ کیا مقابلہ شروع ہونے سے پہلے تو بتائے گا کہ تیرے لشکر میں تیری حیثیت کیا ہے۔ اس پر عبدالکریم نے کھولتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ دیکھ یہی سوال اگر میں تجھ سے کروں تب تیرا کیا جواب ہوگا اس پر فرانسیسی پھر بول پڑا۔

سنو۔ مسلمانوں کے لشکر سے آنے والے اگر تو یہی سوال مجھ سے کرتا ہے تو میں یہی کہوں گا کہ میں دشت ویران کا وہ سراب مسلسل ہوں جو اپنے دشمن پر تشنگی و جستجو طاری کرتا۔ قہر کا رقص کرتا لمحہ بن جاتا ہے۔ میں فرانس کے شہنشاہ شارلیمان کے لشکر کا وہ سورما ہوں جس سے کوئی بھی تیغ زنی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میرے مقابلے پر آنے والے میں مقابلے کے دوران تڑپتی برق کی طرح حشر ساماں دشمنی۔ رگوں میں وحشتیں بھر دینے والا خوف اگلتا طوفان اور بے چہرگی کے زخم دیتا طلسم ہست و بود بن جاتا ہوں۔ دیکھ میں نے تیرے سوال کا جواب دے دیا ہے اب تو بھی کہہ کہ تیرے لشکر میں تیری کیا حیثیت ہے

عبدالکریم نے اس فرانسیسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے جواب دینا شروع کیا۔

شارلیمان کے سورما۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں جذبات کی صداقت۔ احساسات کی وہ لطافت ہوں جس کے سامنے دشمنوں کی سانسیں اکھڑنے لگتی ہیں۔ نبضیں ڈوبنے لگتی ہیں۔ میں جب کسی پر حملہ آور ہوتا ہوں تو میرے سامنے وہ نقش کی طرح بکھر جاتا ہے۔ عکس کی طرح سمٹ جاتا ہے۔ میں دہکتے صحرا جیسے دراز دست جبر کو حیات گریزاں میں تبدیل کر دینے والا روشنی کا ایک سیلاب ہوں۔

فرانسیسی نے اس بر بار بڑی ناراضگی اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

سن میرے بدترین دشمن۔ میں تیرا قصیدہ سننا پسند نہیں کرونگا میں تو یہ جاننا پسند کرونگا کہ جس لشکر سے تو آیا ہے اس میں تیری حیثیت کیا ہے جواب میں عبدالکریم پھر بول پڑا۔ فرانسیسی جس لشکر سے میں آیا ہوں یوں جانو اس لشکر میں سب سے کم تر ہوں

میں تھکاوٹ محسوس کرنے لگا تھا جبکہ عبدالکریم اسے تازہ دم شہسوار کی طرح اپنے آگے بھگانے لگا تھا پھر اچانک عبدالکریم نے اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی اور وہ فرانسیسی اپنا آپ بچانکے لئے میدان میں اسکے آگے الٹے پاؤں بھاگ رہا تھا۔ عبدالکریم نے اس فرانسیسی کو اپنی ڈھال کا نشانہ بنانا چاہا جو نہی اسکی ڈھال نیچے گری فرانسیسی نے اپنی ڈھال آگے کی اس لمحہ ہی بالکل ڈھال کے ساتھ ہی ساتھ عبدالکریم کی تلوار بھی اٹھ گئی تھی ۔ فرانسیسی اسکا دفاع نہ کر سکا اور عبدالکریم کی تلوار اسے شانوں سے خوب نیچے تک کاٹتی چلی گئی تھی دونوں لشکروں کے درمیان اس فرانسیسی کی ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی اور وہ زمین پر گر کر دم توڑ گیا تھا۔

پھر عبدالکریم نے اپنی تلوار صاف کی ایک جست کے ساتھ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور فرانسیسی لشکر کی طرف منہ کرتے ہوئے اس نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی اور مخاطب ہوا۔

فرانسیسیوں ۔ میری ملت کے دشمنوں میرا نام عبدالکریم بن مغیث ہے اور میں اندلس کے خلیفہ الحکم بن ہشام کے لشکروں کا سالار اعلیٰ ہوں تم میں سے میں فرانس کے شہنشاہ شارلیماں ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس اور اشتوراس کے بادشاہ الفانسو دوئم کو براہ راست مقابلے کی دعوت دیتا ہوں ان تینوں میں سے کسی میں جرأت دلیری غیرت اور شجاعت ہو تو وہ میدان میں اترے اور میرے ساتھ انفرادی مقابلے پر آئے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عبدالکریم خاموش ہو گیا تھا اور وہ اپنی اس دعوت مبارزت کے جواب کا انتظار کرنے لگا تھا لیکن شہنشاہ شارلیمان کے متحدہ لشکر کی کیفیت ایسی تھی جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ کسی کو بھی عبدالکریم بن مغیث کے مقابلے پر آنے کی جرأت نہ ہوئی ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے عبدالکریم کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اس نے اسے موڑا پھر مرنے والے فرانسیسی سورما کے گھوڑے کو وہ اپنے آگے آگے ہانکتا ہوا واپس چلا گیا گھوڑے کو اس نے پیچھے پڑاؤ کی طرف بھیج دیا جبکہ وہ پہلے کی طرح اپنے قلب لشکر کے سامنے حمود بن مغیرہ کے قریب آن کھڑا ہوا تھا۔

فرانسیسی سورما کے انفرادی جنگ میں مارے جانے سے شارلیمان کے متحدہ لشکر پر

کچھ اچھا اثر نہیں پڑا تھا اور اسکے بعد جو عبدالکریم نے شارلیمان لوئیس اور الفانسو دوئم کے نام لیتے ہوئے انہیں مقابلے کیلئے للکارا تھا۔ تو اس سے نہ صرف یہ کہ ان تینوں بادشاہوں کی سبکی ہوئی بلکہ انکے لشکریوں پر بھی برا اثر پڑا تھا اس تاثر کو فوراً ختم کرنیکے لئے شارلیمان نے مسلمانوں کے لشکر پر عام حملہ کرنیکے لئے اپنے لشکر کو پیشقدمی کا حکم دے دیا تھا۔

شارلیمان کے حکم پر یورپ کے وہ متحدہ لشکر گہری رات کی ظلمت میں کھولتے خونی آشوب۔ صحرا کی وسعتوں میں طیغانی کے مرحلوں۔ لمحوں کے تیز دھاروں کی طرح آگے بڑھا تھا اسکے بعد وہ لشکر حملہ آور ہوا تھا اور حملہ آور ہونیکی ابتدا خود شارلیمان نے کی تھی۔ شارلیمان اپنے قلب لشکر کے ساتھ بشر گزیدہ شب کے جبر و قہر۔ پہلو بہ پہلو حرکت کرتی درد کے دریاروں میں غم کی طغیانیوں تحریص میں مبتلا خفی مقاصد کوچے کوچے ہانپتی نحوست۔ اور اندھیرے کی کوکھ سے اٹھتے اٹل طوفانوں کی طرح عبدالکریم کے لشکر کے حصے پر حملہ آور ہوا تھا۔ شارلیمان کے بعد ایکوی ٹین کا بادشاہ لوئیس بھی آگے بڑھا اور اس نے لت لت نفس کو آتش آتش کرتے خود رفتہ فتنوں اور آخر شب کے سناٹوں میں لمحہ لمحہ کے سوکھے حلقوم کو کاٹتی مرگ کی طرح مسلمانوں کے لشکر کے اس حصے پر حملہ کیا تھا جسکی کمانداری اسماعیل بن قاسم کر رہا تھا۔

لوئیس کے بعد الفانسو دوئم کی باری آئی تھی اور وہ بھی شارلیمان اور لوئیس کی ہی طرح گونگے کواڑوں پر دستک دیتی بے پردہ آندھی وحشت۔ شب تاریک کی روداد میں یک لخت اگ آنے والی ویرانیوں اور زمین پر رینگتی سراپا اضطراب خونی پرچھائیوں کی طرح لشکر پر حملہ آور ہوا تھا جسکی کمانداری ولی عہد عبدالرحمان کر رہا تھا

جس وقت یہ تین بڑی قومیں مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہوئیں تھیں تو مسلمانوں کے لشکر میں کچھ اس طرح لگاتار تکبیریں بلند ہونا شروع ہو گئیں تھیں جیسے سکوت نیم شبی میں جنگل کے اندر ہوائیں چیخ پڑتی ہیں جیسے تھوں کے جمال میں رگ و پے میں رقص شرر جیسے طوفان اٹھ کھڑے ہوتے ہیں انہیں تکبیروں کے طوفانوں میں عبدالکریم حمود بن مغیرہ عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم نے شارلیمان لوئیس اور الفانسو کے حملوں کو روک دیا تھا۔ پھر عبدالکریم کے حکم پر اسکے متحدہ لشکر نے کچھ اسطرح نقل و حرکت شروع کی جیسے بھید بھرے دن میں بارش کی کھنک گھسنے لگتی ہے جیسے زندگی کی

اس پر فرانسیسی بھڑک اٹھا۔

اگر تو اپنے لشکر میں سب سے کم تر ہے تو پھر تیرا میرا کیا مقابلہ جا لوٹ جا اور اسے بھیج جو حسب و نسب میں اعلیٰ و ارفع اور تمہارے لشکر میں کوئی بلند مقام بھی رکھتا ہو

اے کیف و مستی کے بیوپاری۔ تصنع کے امین حرص و ہوس کے سیل ذرا مجھ سے ٹکرا کر تو دیکھ تجھے خود ہی پتہ چل جائیگا کہ میں سکون دل کی آرزوؤں کو اشکوں بھری داستان میں تبدیل کرنے کا فن خوب جانتا ہوں۔ عبدالکریم نے یہ الفاظ بھڑکتے ہوئے انداز میں کہے تھے تھوڑی دیر وہ رکا پھر کہتا چلا گیا تھا

سن سایہ ابلیس مجھ سے گریزاں مت ہو۔ اس میں شک نہیں کہ میں اپنے لشکر میں سب سے کمتر ہوں میں تم پر انکشاف کروں کہ میں یم بہ یم کے تغیرات میں منجدھار سے واقف وہ مانجھی بھی ہوں جو ڈوبتی کشتی کو پھٹے بادبانوں کے ساتھ بھی ساحل سے ہمکنار کرنے کا فن جانتا ہو ذرا اپنی تلوار سنبھال میرے سامنے آ پھر دیکھ کیسے میں تیری جرأت رنداں کو۔ صداؤں کے تلاطم کو۔ تیرے ساغر ہستی کو طاق نسیاں کی گرد میں ایسے تبدیل کرونگا کہ تیری رگوں میں لہو چیخنے لگے گا سن فرانسیسی مجھ سے ٹکرا پھر میں جب تم پہ جوابی حملہ کرونگا تو تو دیکھے گا میرے حملے تیری رگ رگ تیرے ریشے ریشے میں پوس کی بھیگی اوس جیسی کپکی طاری کر کے رکھ دینگے۔

عبدالکریم کی اس گفتگو سے شارلیمان کا وہ فرانسیسی سورما غصے اور غضبانکی میں کھول اٹھا تھا عبدالکریم کو اسکی اس گفتگو کا سبق سکھانے کیلئے ایکدم وہ اپنی تلوار حرکت میں لایا اور اپنی دانست میں اس نے ایک انتہائی خوفناک وار عبدالکریم پر کیا تھا جسے عبدالکریم نے بڑی آسانی کے ساتھ کا اپنی ڈھال پر روکا ساتھ ہی عبدالکریم نے اس فرانسیسی کو مخاطب کیا۔

میں یقیناً تیرے حملہ آور ہونیکی داد دیتا پر تیرا یہ وار ایسا بچکانہ ہے کہ کسی بھی صورت جسکی تعریف نہیں کی جا سکتی۔

عبدالکریم کے ان الفاظ نے اس فرانسیسی کو اور برہم کر دیا تھا۔ لہذا اس نے پلک جھپکتے میں ایک اور وار کیا تھا اسے بھی عبدالکریم نے اپنی ڈھال پر بہ آسانی روکا اور دوبارہ اس فرانسیسی کو مخاطب کر کے کہنے لگا فرانسیسی تیرا یہ وار بھی اس قابل نہیں کہ اسکی

تعریف کی جائے اسکے ساتھ عبدالکریم آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا تھا۔ ایکدم وہ اپنی تلوار کو دائیں جانب لے گیا پھر ایک ہولناک وار اس نے فرانسیسی پر کیا جس اس نے اپنی ڈھال پر روکا پھر جس وقت عبدالکریم کی تلوار اسکی ڈھال سے ٹکرائی عین اسی وقت عبدالکریم کی ڈھال آکر اس فرانسیسی کے سر کے بائیں جانب لگی تھی جسکی وجہ سے وہ چکراتا ہوا اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا عبدالکریم بھی ایک جست کے ساتھ نیچے اترا فرانسیسی اس وقت اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ عبدالکریم نے آگے بڑھ کر اسکی تلوار والے ہاتھ پر دایاں اور ڈھال والے ہاتھ پر اپنا بایاں پیر رکھا اور اسکی چھاتی اور شانے پر جو لوہے کے خول چڑھے ہوئے تھے وہ اتار پھینکے۔ ساتھ ہی اسکے سر پر سے آہنی خود اتار کر دور پھینک دیا تھا پھر عبدالکریم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہوا اور اس فرانسیسی کو مخاطب کیا۔

شارلیمان کے سورما جس وقت تو گھوڑے سے گرا تھا میں چاہتا تو اسی وقت تلوار کا وار کر کے تیرا کام تمام کر سکتا تھا اسلیئے سن رکھ میری تلوار انسانی جسم ہی نہیں لوہا بھی کاٹتی ہے پر میں نے تجھے اپنی ہمت اور جرأت آزمانے کا ایک اور موقع فراہم کیا ہے یاد رکھ تیرے سر سے آہنی خود تیرے شانوں تیری چھاتی سے لوہے کے یہ خول اتار کر میں نے ایک طرح سے تیری مرگ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ دیکھنا کس قدر جلد موت تیری زیست کے دروازے پر دستک دیتی ہے۔

عبدالکریم کا اس فرانسیسی کا ڈھال مار کر اسکے گھوڑے سے اتار دینا اور ایک دم اپنے دونوں پاؤں اسکے دونوں بازوؤں پر جماتے ہوئے اسکے سر سے خود اور چھاتی اور کاندھوں سے آہنی خول اتارنا اس فرانسیسی کیلیئے انتہا درجے کا خلاف توقع تھا وہ ابھی تک پریشان اور سرسیمگی کے عالم میں تھا۔ حسرت آمیز نگاہ اس نے اپنے آہنی خود اور چھاتی اور شانوں کے آہنی خولوں کی طرف دیکھا جو عبدالکریم نے ایک طرف پھینک دیئے تھے۔ پھر اس نے جنوں خیزی کے سے انداز میں چیخ مارنے کے سے انداز میں ایک نعرہ بلند کیا اور حملہ آور ہونیکے لیئے اب عبدالکریم کی طرف بھاگا تھا۔

عبدالکریم بھی بالکل تیار اور مستعد تھا بڑی آسانی سے اسکے حملے کو اس نے روک دیا پھر عبدالکریم بھی اس پر وار کرنے لگا تھا تھوڑی دیر تک دونوں اپنے گھوڑوں کے درمیان ایک دوسرے پر آندھی اور بارش کی طرح نزول کرتے رہے یہاں تک کہ فرانسیسی اپنے جسم

جنوں خیزی میں سیال آتش اپنا مقام بنانے کے بے چین ہوتی ہے ۔ تھوڑی دیر تک ایسی ہی نقل و حرکت رہی اس کے بعد یہ نقل و حرکت رنگ لائی اسلئے کہ عبدالکریم نے جوابی حملے کی ابتدا کی تھی ۔

وقت کی آنکھ نے دیکھا کہ عبدالکریم رتوں کی بدلتی ساعتوں میں سورج کے جلال ۔ پرانی دکھتی چوٹوں پر ضرب لگاتے انگاروں کے کھیل ۔ اور صدیوں کے فاصلوں کو نلپتے یادوں کے سیل بے روک کی طرح شارلیمان پر حملہ آور ہوا تھا عبدالکریم کے اس حملے نے شارلیمان کے لشکر کی اگلی صفوں کو پوری طرح ہلا کر رکھ دیا تھا اسکا یہ حملہ ایسا ہی زوردار تھا جیسے اچانک کسی بے پناہ قوت نے کسی کے نیچے سے زمین کی بساط کو کھینچنا شروع کر دیا ہو یہی حالت اس لمحہ شارلیمان کے فرانسیسی لشکر کی بھی ہوئی تھی ۔

عبدالکریم کے بعد عبدالرحمان بھی بے سکت و بے جہت کر دینے والے زہر بھرے قلزموں ۔ بدن کو سیل کی طرح منجمد کرتے غنیم قضا اور تنہائیوں کے ہانپتے سایوں میں اچانک گونج اٹھنے والی چیخوں کی طرح اچانک الفانسو پر حملہ آور ہوا تھا عبدالرحمان کے ساتھ ہی ساتھ اسماعیل بن قاسم بھی گریز سے ناآشنا ۔ سلگتی دوپہر خواہشوں اور امنگوں کے حلقوم کاٹتی وحشتوں کی آندھوں اور زمینوں کو بنجر کرتے وقت کے وحشی ناگ کی طرح ایکوی ٹین کے بادشاہ لوئیس پر نزول کرنے لگا تھا

عبدالکریم اور اسکے ساتھیوں کے اسطرح جوابی حملہ کرنے سے میدان جنگ بکھری یادوں ٹوٹے سپنوں اور بے منزل و بے ہدف رتوں کا سا سماں پیش کرنے لگا تھا ۔

پھر عین اس وقت جبکہ جنگ کی بھٹی اپنی پوری سلگاہٹ پر تھی انسانی چیخیں آسمان کی طرف اٹھ رہی تھیں گھوڑے بری طرح ہنہنا رہے تھے اچانک مشرق کی جانب تیز تکبریں بلند ہوئیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اندلس کا خلیفہ الحکم بن ہشام اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تیز ہواؤں کے فسوں پر چاندنی میں رقص کرتے سمندر کی طرح نمودار ہوا پھر الحکم نے دشمن کے لشکر کے پہلو پر ہر نظر کو بے نظر ہر صدا کو بے صدا ہر بشر کو در بدر اور حروف و معانی کو جدا کر دینے والے ازلی عداوتوں کی طرح حملہ کر دیا تھا ۔ خلیفہ الحکم بن ہشام کا یہ حملہ ایسا زور دار ایسا سرفروشانہ تھا کہ خلیفہ الحکم جو اپنے لشکر کے آگے آگے تھا دشمن کے صفوں میں دور تک گھستا چلا گیا تھا اسکا یہ حملہ ایسا پرجلال ایسا رعب دار تھا کہ الحکم دشمن

کی صفوں میں جس سمت رخ کرتا سامنے سے صفوں کی صفیں ادھیڑتا چلا گیا تھا ۔

عین اس وقت مغرب کی طرف سے خلیفہ الحکم کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے دشمن کے لشکر میں کھلبلی مچ گئی تھی ۔ مشرق کی سمت بھی تکبریں بلند ہوئیں پھر دشمن کی آنکھ اور وقت کی نگاہ نے دیکھا کہ خلیفہ الحکم کا حاجب ابن ولید اپنے حصے کے ساتھ نمودار ہوا ۔ پھر اس نے کرچی کرچی کرتی انقلابی صداؤں ۔ عکس در عکس حیرتیں کھڑی کرتی اونچی اڑانوں اور ہجر کی بے رنگ دھول کی طرح دشمن کے دوسرے پہلو پر حملہ کر دیا تھا ۔ خلیفہ الحکم اور اسکے حاجب ابن ولید کے دشمن کے پہلوؤں پر اسطرح حملہ آور ہونے سے دشمن کے لشکر کی حالت سوچوں کے لئے قافلوں ۔ سوکھی بنجر زمین اور زرد مدقوق اجسام جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی ۔

اتنی دیر تک شارلیمان لوئیس اور الفانسو نے اپنے لشکروں کو سنبھالے رکھا اسطرح الحکم اور ابن ولید کے حملہ آور ہونے سے دشمن کے لشکروں کے پہلوؤں کو کافی نقصان پہنچا تھا اور صفیں کی صفیں تہہ تیغ کر دی گئیں تھیں لہذا ان حصوں کی خالی جگہوں کو پر کرنے کے لئے یورپ کے وہ رضاکار جو ابھی تک محفوظ دستوں کا کام کر رہے تھے وہ بھی جنگ کی بھٹی میں کود گئے تھے لیکن اس سے بھی کوئی فرق نہ پڑا اب سامنے کی طرف سے عبدالکریم حمود بن مغیرہ عبدالرحمان اور اسماعیل بن قاسم ایک طرح سے دشمن کی سپاہ کو ادھیڑتے ہوئے انہیں پیچھے ہٹانے لگے تھے جبکہ پہلوؤں پر الحکم اور ابن ولید نے ایک خونی انقلاب برپا کر کے رکھ دیا تھا ۔

تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد آخر مسلمانوں کی یہ جدوجہد اور انکا یہ سرفروشانہ اور ایمان افروز جذبہ رنگ لایا اسلئے کہ دشمن کے وہ لشکری جو اگلی صفوں میں لڑ رہے تھے وہ اب بھاگ بھاگ کر پچھلی صفوں کی طرح جانا شروع ہو گئے تھے یہ گویا دشمن کے لشکر میں پسپائی کی ابتدا تھی ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے عبدالکریم نے اپنے لشکریوں کو للکارا دوسری طرف بڑھتے ہوئے الحکم اپنے لشکریوں کو آگے بڑھتے ہوئے کاری ضرب لگانے کا حکم دے رہا تھا خلیفہ کی یہ آوازیں سنتے ہوئے لشکریوں میں گویا آگ بھر گئی تھی ۔ اور وہ پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ سرفروشانہ انداز میں دشمن پر ٹوٹ پڑے تھے جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اگلی صفیں ختم ہونیکے بعد دشمن کی پچھلی صفیں بھی درہم برہم ہو گئیں شارلیمان کا وہ متحدہ لشکر شکست اٹھا

کر بھاگ کھڑا ہوا شارلیمان لوئیس اور الفانسو نے بہتری کوشش کی کہ اپنے لشکر کو ایک بار پھر جما سکیں لیکن وہ ناکام رہے لہذا وہ بھاگ کھڑے ہوئے یوں دریائے ابرہ کے جنوب میں یورپ کی متحدہ قوت کو بدترین شکست ہوئی ۔ تینوں بادشاہ شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے ۔ جبکہ عبدالکریم اور خلیفہ الحکم اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگتے دشمن کا تعاقب کر رہے تھے ۔

شارلیمان اور اس کے اتحادی بادشاہوں کا خیال تھا کہ مسلمان دریائے ابرہ کے پار تک انکا تعاقب نہیں کرینگے لیکن انکی یہ بھول تھی جس وقت وہ بھاگے خلیفہ الحکم کے حکم پر عبدالکریم انکے تعاقب میں لگ گئے تھے پھر دریائے ابرہ پار کرتے ہوئے خلیفہ الحکم اور عبدالکریم نے اپنے سامنے بھاگتے فرانسیسیوں کا اس طرح قتل عام کیا کہ دریائے ابرہ کا پانی سرخ ہو کر رہ گیا تھا دریا پار کرنیکے بعد یورپ کے اس متحدہ لشکر نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا بلکہ اپنی رفتار تیز کر لی جبکہ مسلمان بھی تعاقب کرتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے تھے دریائے ابرہ کے شمال میں لگ بھگ دس میل تک یہ تعاقب جاری رہا اسکے بعد تعاقب کرتے خلیفہ الحکم نے دیکھا کہ انکے آگے بھاگتے بھاگتے دشمن کے لشکر میں سفید جھنڈے بلند ہوئے تھے جو اس بات کا اشارہ تھا کہ دشمن شکست تسلیم کرتے ہوئے صلح پر آمادہ ہے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے الحکم نے اپنے لشکر کو رک جانے کا حکم دیدیا تھا دوسری طرف آگے آگے بھاگتا ہوا یورپ کا متحدہ لشکر بھی رک گیا تھا اور ایک جگہ اس نے پڑاؤ کر لیا تھا ۔ خلیفہ الحکم نے بھی اسکے سامنے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیدیا تھا ۔

شارلیمان اور خلیفہ الحکم کے درمیاں قاصدوں کے ذریعے پیغام رسانی کا ایک سلسلہ شروع ہوا جسکے جواب میں شارلیماں نے خلیفہ الحکم سے صلح کی درخواست کی جو چند شرائط کے عوض خلیفہ الحکم نے قبول کر لی اسطرح یورپ کی متحدہ قوت ماند پڑ گئی شارلیمان لوئی اور الفانسو دوئم ۔ شکست ذلت نامرادی ناکامی کا سامنا کرتے ہوئے اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے تھے وہ ایک بہت بڑا لشکر لیکر آئے تھے لیکن واپس جاتے ہوئے انکے لشکریوں کی تعداد آدھے سے بھی کم رہ گئی تھی اور جو رضاکار وہ یورپ سے لے کر آئے تھے انکا کوئی پتہ نہیں تھا کہ وہ کہاں کہاں تہہ تیغ ہو کر رہ گئے ہیں اسطرح شارلیمان لوئیس اور الفانسو اپنی بھرپور طاقت کی کمر تڑوانے کے بعد واپس چلے گئے تھے ۔ اسطرح صلح کے بعد

خلیفہ الحکم نے بھی اپنے لشکر کو واپس جانیکا حکم دیا اس نے دریائے ابرہ کے جنوب میں آکر پڑاؤ کر لیا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد عبدالکریم خلیفہ الحکم بن ہشام کے خیمے میں داخل ہوا خیمے میں اس وقت خلیفہ الحکم اکیلا بیٹھا ہوا تھا عبدالکریم خیمے میں داخل ہونیکے بعد آگے بڑھا اور انتہائی عاجزی اور انکساری میں خلیفہ الحکم کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا امیر آپ نے مجھے طلب کیا اس پر الحکم نے مسکراتے ہوئے اپنے پہلو کی نشست پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا یہاں آکر بیٹھو میرے بیٹے میرے پہلو میں بیٹھو اس پر عبدالکریم آگے بڑھا اور خلیفہ کے پہلو میں جا کر بیٹھ گیا تھا اسکے بعد خیمے میں ایک بار پھر الحکم کی آواز گونجی ۔

عبدالکریم میرے بیٹے ! ہم نے دریائے ابرہ کے کنارے شارلیمان لوئیس اور الفانسو دوئم تینوں کو بدترین شکست دیتے ہوئے اپنے دشمنوں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے اب یہ شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے والے دشمن ہماری طرف میلی نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت بھی نہ کر سکیں گے یوں جانو اس طرح سے ہم نے اپنی شمالی سرحدوں کو محفوظ کر دیا ہے میرے بیٹے یہ سب کچھ تیری وجہ سے ہوا ہے تیری جرأتمندی تیری دلیری تیری جانبازی اور تیری سرفروشی نے ان تینوں قوتوں کو لوہے کے چنے چبا کر رکھ دیا ہے اسکے لئے میں خلیفہ الحکم ہی نہیں اندلس کا بچہ بچہ تیرا شکر گزار اور ممنون ہے اور یہاں میں نے اپنے لائحہ عمل میں تبدیل کرتے ہوئے ابن ولید سے پہلے فوراً حملہ کر دیا تھا ۔

عبدالکریم نے بڑی مومنیت سے خلیفہ الحکم کی طرف دیکھا اور پھر کہا

خلیفہ محترم یہ آپکو میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت ہے نہ میری قوم کو میرا ممنون ہونے کی ضرورت ہے اسلئے کہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ وقت کا تقاضہ میرا فرض عین تھا ۔ قوم کے سپوت ملت کے فرزند ہمیشہ اپنی ملت اور ملک کے پاسبان بن کر اٹھتے ہیں میں نے ہمیشہ اپنی پاسبانی کا حق ادا کیا ہے اپنی قوم پر کوئی احسان نہیں کیا خلیفہ الحکم نے عبدالکریم کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا عبدالکریم میرے بیٹے یہ تیری سعادتمندی ہے ورنہ جو کچھ ہوا یہ سب تیری جرأتمندی ہی کی بناء پر ہوا ہے

میرے بیٹے ان تینوں قوتوں کو شکست دینے کے نتیجے میں ہمارے پاس بے پناہ مال غنیمت آیا ہے اس مال غنیمت میں سے تمہیں کس طرح نوازتا ہوں یہ تو میں تمہیں قرطبہ جا

کر ہی بتاؤں گا بیٹے اس فتح کی خوشی کے موقع پر فی الفور میں تمہیں ایک انعام سے نوازنا چاہتا ہوں اور وہ وہی لڑکی ہے جس کی ایک جھلک قرطبہ کے شہر ایک آئینہ خانہ میں دکھائی دی تھی بیٹے اس لڑکی کو میں انعام کے طور پر تیرے حرم میں داخل کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ لڑکی گلاب کی پتیوں، مطیم حسن کی طرح خوبصورت بوئے گل سحر آثار جلوؤں جیسی پر کشش رنگ و بو کی بھاگتی لہروں اور لب و رخسار کے سرخ رنگوں جیسی شاداب ہے وہ خوشبو کی اسیر لڑکی ایسی جوان ایسی پر کشش اور حسین ہے کہ جسکے جسم کی لذت روح کے روگ اور سمندر کے سوگ کو بھی سکھ کی لہر میں تبدیل کر دیتی ہے عبدالکریم جانتے ہو وہ لڑکی کون ہے ؟

اس پر عبدالکریم نے چونک کر خلیفہ الحکم کی طرف دیکھا جواب میں الحکم کی آواز گونج اٹھی عبدالکریم وہ لڑکی میری بیٹی اور عبدالرحمان کی بہن ہے اس وقت وہ لڑکی تمہارے خیمے میں تمہارا انتظار کر رہی ہو گی جا کر دیکھو اگر وہ تمہیں پسند آئے تو وہ لڑکی ہمیشہ کے لئے تمہارے حرم کی زینت اور تمہاری زندگی کا ایک حصہ ہو گی پہلے اپنے خیمے میں جاؤ اسکے بعد مجھے اپنے خیالات سے آگاہ کرنا۔

خلیفہ الحکم کا یہ حکم پا کر عبدالکریم اپنی جگہ سے اٹھا اور خیمے سے باہر نکل گیا اور اب باہر تاریکی گہری ہو چکی تھی اور اب آہستہ آہستہ اندھیرے میں مختلف خیموں میں سے ہوتا ہوا جب وہ اپنے خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا وہ خیمہ جسے وہ خالی چھوڑ کر گیا تھا اسکے اندر صندل کی خوشبو دیتی کئی مشعلیں روشن تھیں اور خیمے کے وسط میں ایک لڑکی کھڑی تھی جو ہرے رنگ کا باریک لباس پہنے ہوئے تھی اسکی پشت عبدالکریم کی طرف تھی۔

عبدالکریم کھنکار کر خیمے میں داخل ہوا تو وہ لڑکی مڑی اور تڑپ کر عبدالکریم کی طرف دیکھا عبدالکریم اس لڑکی کو دیکھ کر دنگ رہ گیا وہ اسکی بیوی سمیر تھی اسے اپنے خیمے میں دیکھتے ہوئے عبدالکریم یوں لگا جیسے اسکے خیمے میں مہہ و انجم جل اٹھے ہوں سانس چنگاریوں میں تبدیلی ہو گئی ہو اور جذبے جلترنگ پر رقص کر اٹھے ہوں صندلی شمعوں کی روشنی میں عبدالکریم نے دیکھا باریک ہرے رنگ کے لباس میں اس وقت سمیر صدیوں کی کہکشاں میں گلاب کی پنکھڑیوں جیسی خوبصورت اور پر کشش لگ رہی تھی ہرے رنگ کے باریک لباس کو اپنے ساتھ چپکائے اسکا تن گل رنگ اور سرور انگیز جسم کانچ سے تراشا

شفاف گلابی مجسمے جیسا لگ رہا تھا اسکے یاقوت جیسے سرخ ہونٹوں سے ٹپکتی رس پھوار احمریں نغموں جیسی کیفیت پیش کر رہی تھی اس کیف آگیں گہری آنکھوں میں تزئین حیا کا ایک پیغام اور شرم کی آگ میں دہکتے اسکے رخساروں پر گلابی سرور انگیزی تھی۔

عبدالکریم نے دیکھا شفق رنگوں سے آراستہ باریک لباس کے اندر سے اسکے لہکتے کولہوں کے ابھار جھلملاتی باہنوں سے اسکا سرکتا آنچل محو رقص کوہ قاف کی شگوفیوں جیسا سمیر کا ہلکا ہلکا تبسم ایک حشر اٹھائے ہوئے اس دشت حسن کا ایک بے مثل بگولہ بنائے ہوئے تھے۔

سمیر کو اس حالت اور اس صورت میں دیکھتے ہوئے عبدالکریم کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی اپنے جذبات سے بے قابو ہوتے ہوئے وہ آگے بڑھا اور اپنے بازو اس نے بے پناہ انبساط میں پھیلا دیئے تھے جواب میں سمیر نے گہری نگاہوں سے ایک بار اسکی طرف دیکھا پھر وہ اپنی جگہ سے بھاگی اور پوری قوت کے ساتھ عبدالکریم سے لپٹ گئی تھی وہ اسکی بیوی جو تھی عبدالکریم نے سمیر کو علیحدہ کیا اور جستجو بھری آواز میں پوچھا۔

سمیر خلیفہ الحکم نے تو مجھ پر انکشاف کیا تھا کہ جس لڑکی کو وہ تحفتاً میرے حرم میں داخل کرنا چاہتے ہیں وہ انکی بیٹی اور عبدالرحمان کی بہن ہے جواب میں سمیر نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر وہ کہہ اٹھی۔

اے میرے حبیب جس وقت مجھے رانسی وال کے دروں سے قرطبہ میں منتقل کیا گیا تھا اسی وقت ہی خلیفہ الحکم نے مجھے اپنی بیٹی اور عبدالرحمان نے اپنی بہن بنا لیا تھا آپ کو یہ تاثر دیا گیا تھا کہ میرے علاوہ ایک اور لڑکی کو بھی آپ کے حرم میں داخل کیا جائیگا وہ صرف آپ کو ایک تجسس میں مبتلا کرنا مقصود تھا۔ ورنہ قرطبہ شہر کے آئینہ خانہ میں آپ کو جس لڑکی کے ہاتھ بازو اور پشت کے علاوہ بال دکھائے گئے تھے وہ کوئی اور نہیں میں ہی آپ کی بیوی تھی۔

میں ہی وہ واحد لڑکی ہوں جسے آپکے حرم میں داخل کیا گیا ہے کوئی اور لڑکی آپ کی ذات میں میری شریک نہیں ہے یہاں تک کہتے کہتے سمیر کو رک جانا پڑا۔

اسلئے کہ خیمے کے باہر عبدالکریم کو پکارا گیا تھا عبدالکریم چونک گیا اسلئے کہ وہ آواز خلیفہ الحکم کی تھی عبدالکریم خیمے کے باہر آیا اس نے دیکھا رات کی تاریکی میں کچھ نوجوان

ں لئے کھڑے تھے روشنی میں عبدالکریم نے دیکھا خیمے کے باہر خلیفہ الحکم کے علاوہ رحمان ابن ولید اسماعیل بن قاسم اور حمود بن مغیرہ کھڑے تھے خلیفہ الحکم نے اتی ہوئی آواز میں عبدالکریم کو مخاطب کیا۔

عبدالکریم میں نے اپنی جس بیٹی کو تیرے حرم یں داخل کیا ہے کیا وہ تجھے پسند ہے وقع پر اور خلیفہ کے استفسار پر عبدالکریم کی خوشیوں کا کوئی حساب اور شمار انہ تھا پھر ب سے لہجے میں کہنے لگا۔

خلیفہ محترم میرے پاس الفاظ نہیں جن سے کہ میں آپ کا شکریہ ادا کر سکوں یقیناً تح کی خوشی میں آپ نے مجھے وہ انعام دیا ہے جسکی کوئی مثال جسکی کوئی قیمت نہیں ہے ر خلیفہ الحکم پھر بول اٹھا۔

عبدالکریم میرے فرزند! بس میں تمہیں آخر میں سمیر کے سلسلے میں ایک تجسس باہتا تھا دراصل سمیر کو میں نے اپنی بیٹی اور عبدالرحمان نے اپنی بہن بنا یا لیا تھا اور اس یں عبدالرحمان کے علاوہ اسماعیل بن قاسم حمود بن مغیرہ اور میرا حاجب ابن ولید بھی ں تھے بیٹے اس فتح کے علاوہ میں تمہیں سمیر کو تمہارے حرم میں داخل کرنے پر بھی کباد دیتا ہوں تم دونوں میاں بیوی آج کی رات اپنے خیمے میں بسر کرو کل ہم یہاں سے بہ کی طرف کوچ کریں گے۔

اسکے بعد خلیفہ الحکم عبدالرحمان ابن ولید حمود بن مغیرہ اور اسماعیل بن قاسم کو لیکر ں سے ہٹ گیا تھا جبکہ عبدالکریم مسکراتا ہوا اپنے خیمے میں چلا گیا تھا عبدالکریم اور سمیر ں نے میاں بیوی کی حیثیت سے وہ رات اپنے خیمے میں بسر کی دوسرے روز لشکر فتح کے نے اور فوزمندی کے گیت گاتا ہوا دریائے ابرہ کے کنارے سے قرطبہ کی طرف جا رہا تھا۔

اسلم راہی

ایم اے

محلہ غریب پورہ، گجرات